انتخاب مراثی مرزا دبیر

مرتبۂ

ڈاکٹر اکبر حیدری

اترپردیش اردو اکاڈمی لکھنؤ

سلسلۂ مطبوعات۔ ۳۹

انتخاب
مراثی مرزا دبیر

مُرتبہ

ڈاکٹر اکبر حیدری

اتر پردیش اردو اکاڈمی، لکھنؤ

لیے وہ بھی غیر مطبوعہ کا حکم رکھتی ہیں۔

اتر پردیش اردو اکادمی نے نئی تصانیف کے ساتھ کلاسیکی ادب پاروں کو بھی، اپنے محدود وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے، کم سے کم قیمت میں قارئین تک پہنچانے کا پروگرام بنایا ہے اور اس پروگرام کے تحت کئی اہم کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں۔

مرزا دبیر کے بیس مرثیوں کا زیر نظر انتخاب مشہور محقق ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری سے تیار کرایا گیا ہے۔ یہ انتخاب موصوف نے مطبوعہ و غیر مطبوعہ نسخوں کے باہمی تقابل کے بعد تیار کیا ہے جس کی افادیت اور اہمیت ڈاکٹر اکبر حیدری کے مقدمے اور فرہنگ سے اور بھی بڑھ گئی ہے۔

امید ہے کہ اکادمی کی اس کوشش کو پسند کیا جائے گا۔ اور اکادمی کے زیر اہتمام شائع شدہ دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب سے بھی قارئین خاطر خواہ استفادہ حاصل کریں گے۔

غلام حسین زیدی
سکریٹری

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ
دسمبر ۱۹۷۹ء

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۷
۲	پرچم ہے کس علم کا شعاعِ آفتاب کی	۳۷
۳	اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے	۸۶
۴	جب ماہ نے نوافلِ شب کو ادا کیا	۱۲۶
۵	آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۵
۶	پیدا شعاعِ مہر کی مقراض جب ہوئی	۲۰۲
۷	رن کی زمیں نمونۂ عرشِ جلیل ہے	۲۳۶
۸	جب سرنگوں ہوا علمِ کہکشانِ شب	۲۶۹
۹	کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے	۳۰۱
۱۰	جب صبحِ شب قتل ہوئی رن میں نمودار	۳۳۰
۱۱	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۳۵۸
۱۲	انگشتریِ عرش کا یا رب نگیں دکھا	۳۸۷

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۳	کس کا علم حسینؑ کے منبر کی زیب ہے	۴۱۵
۱۴	لے شمس و قمر نور کی محفل ہی یہ محفل	۴۴۲
۱۵	لے باغِ طبع رنگ بہار سخن دکھا	۴۶۹
۱۶	مقتل ہی چمن فصل بہاری کی ہی آمد	۴۹۵
۱۷	لے طبعِ رواں سیف قلم جلد علم کر	۵۲۰
۱۸	اصغر پہ جب کہ پیاس کی شدت سوا ہوئی	۵۴۵
۱۹	دستِ خدا کا قوتِ بازو حسین ہے	۵۶۹
۲۰	مہر علم سرور اکرم ہوا طالع	۵۹۲
۲۱	عزیزو فکر کرو تعزیہ اٹھانے کی	۶۰۷
۲۲	فرہنگ	۶۱۷

مقدمہ

مرزا سلامت علی نام دبیر تخلص[1]، دلی میں محلہ بلی ماران متصل لال ڈگی میں ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ ہجری مطابق ۲۹ اگست ۱۸۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ "بخت دبیر" مادۂ تاریخ ولادت ہے[2]۔

مرزا دبیر کو بچپن سے ہی عرفان و علم سے شغف تھا۔ ریاضت کا شوق و تحصیل کمال کا ذوق تھا۔ گیارہ برس کے سن سے مرثیہ کہنا شروع کیا اور میر مظفر حسین ضمیر (متوفی ۱۲۷۲ھ) کے شاگرد ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں:

"در نظم و نسقِ سخن و بندشِ مضامین نو و کہن ید طولیٰ و دستگاہ تام داشت کہ شاعرانِ بانام و نشان را در سنِ چہل سالگی میسر گشتہ بود"[3]

قلیل عرصے ہی میں اپنی جودتِ طبع اور جدتِ ذہن سے سرآمد شعرائے عالی شان کے ہم پلہ ہو گئے[4]۔ ثابت لکھنوی نے مرزا دبیر کے آغاز شاگردی کا زمانہ ۱۲۳۰ھ متعین کیا ہے۔

غزل گوئی | مرزا دبیر کی غزلیں نایاب ہیں۔ آزاد کہتے ہیں کہ "دبیر نے تمام عمر میں کسی اتفاقی سبب سے کوئی غزل یا شعر کہا ہو۔ میر صفدر حسین کی رائے میں دبیر غزل کی طرف کبھی مائل نہ تھے[5]۔ ثابت لکھنوی نے ان کے تین دواوین کا ذکر کیا ہے[6]

---

[1] مرزا دبیر کے تفصیلی حالات کے لیے راقم کتاب "حیات و فن مرزا سلامت علی دبیر" شائع کردہ اردو پبلشرز لکھنؤ ملاحظہ فرمایئے [2] حیات دبیر صفحہ ۳۸۹ از سید افضل حسین ثابت لکھنوی طبع اول ۱۹۱۳ء مطبوعہ سیوک اسٹیم پریس لاہور [3] ، [4] ، [5] شمس الضحیٰ صفحہ ۹۷ از میر صفدر حسین مطبوعہ ۱۲۹۸ھ مطبع اثنا عشری لکھنؤ

[6] حیات دبیر صفحہ ۲۲-۲۳

لیکن انھوں نے "حیاتِ دبیر" جیسی ضخیم کتاب میں غزل کا ایک شعر بھی نہیں پیش کیا۔ ناصر لکھنوی کو تلاش کے باوجود صرف ایک شعر لوگوں کی زبان سے دستیاب ہوا تھا اور وہ یہ ہے ؎

مے سے توبہ کی ستم گر نے غضب تو دیکھو
جب کہ تیار مری خاک سے پیمانہ ہوا [1]

راقم نے مرزا دبیر کے پرپوتے مرزا محمد صادق کے پاس قلمی مراثی کے علاوہ دبیر کا دیوان غزلیات بھی دیکھا۔ یہ دیوان ہنوز غیر مرتب ہے اور اکثر و بیشتر غزلوں میں مقطع کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ دیوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دبیر چھوٹی چھوٹی بحروں میں بڑی روانی اور بے ساختگی کے ساتھ غزلیں کہتے تھے اور صنف غزل میں بھی انھیں قدرت حاصل تھی۔ ان کی غزلیں نایاب ہیں اس لیے ذیل میں چند اشعار نمونے کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں ؎

دبیرِ بے گنہ مارا گیا کل اس کے کوچے میں — بڑا افسوس یاروں کو ہوا اس کی جوانی کا
چھیڑا تھا ذکر جس کا وہ خوش خرام آیا — یادش بخیر لے لو، لیتے ہی نام آیا
گہ شعلہ، کبھی شرار ہیں ہم — گہ باغ، گہے بہار ہیں ہم
آئینہ کی شکل آنکھ کھولے — مشتاقِ لقائے یار ہیں ہم
دفن کرنا مجھ کو کوئے یار میں — قبر بلبل کی بنے گل زار میں
اگر وہ غیرتِ شمشاد جائے سیرِ گلشن کو — گلوئے سرو میں پہنائے قمری طوق گردن کو

مرزا کلب حسین خاں نادر (متوفی ۱۲۹۵ھ) نے اس غزل (اگر وہ غیرتِ شمشا ...) کو مخمس کر کے اپنے مجموعۂ کلام موسوم بہ "دیوانِ غریب" میں شامل کیا تھا۔ "دیوانِ غریب" [2] تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۸۳ھ کا سالِ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ نادر

---

[1] آبِ حیات ص ۵۳۶

[2] دیوانِ غریب یازدہم شہر شوال ۱۲۸۴ھ ہجری مطابق ہشتم فروری ۱۸۶۸ء کو منشی رام سروپ کے مطبع دل کشا واقع کیمپ فتح گڈھ محلہ تلیا لین میں چھپا تھا اور راقم کی نظر سے گزرا ہے۔

ں کی ابتدا میں لکھتے ہیں۔

"یہ وہ غزل ہے جو مرزا صاحب نے مشاعرۂ فتح الدولہ[۵] میں بہ عہد مرزا غازی الدین حیدر شاہ اودھ[۶] کے پڑھی تھی۔"

دیوان غزلیات کے علاوہ مرزا دبیر کی بعض دوسری غیر مطبوعہ اور نایاب چیزیں محمد صادق کے پاس محفوظ ہیں۔ ان میں سے عروض کے فن میں بغیر عنوان کا ایک نسخہ فارسی میں ہے جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ ایک مخطوطہ معجزات امیر المومنین پر مشتمل اس کا بھی کوئی عنوان نہیں ہے۔ یہ ۱۲۴۷ھ ہجری کا مکتوبہ ہے۔ یہ بھی غیر مطبوعہ۔ اس کے ساتھ ایک قطعہ نواب افضل الملک کے صاحبزادے کی تاریخ ولادت کے سلسلے میں ہے۔ یہ قطعہ تاریخ ولادت ۱۲۴۶ھ میں کہا گیا تھا۔ نمونے کے لیے ایک شعر پیش کیا جاتا ہے ؎

سال تاریخ رقم کرد دبیر
بود آباد بہ بخت بیدار
۱۲۴۶ ہجری

ان مخطوطات کے علاوہ راقم کی نظر سے مرزا دبیر کی ایک قلمی اور غیر مطبوعہ مثنوی بھی گزری۔ اس میں نادر شاہ درّانی کے حالات کے سلسلے میں بعض واقعات نظم کیے گئے ہیں۔ مثنوی بغیر عنوان ہے۔ بعض اشعار میں کانٹ چھانٹ اور ترمیمیں بھی کی گئی ہیں۔ غالباً یہ مصنف کے ہاتھ کی ہیں۔

مثنوی کا خاتمہ اشعار ذیل پر ہوتا ہے۔

در خیمہ پہ جلد حاضر ہوا
بغل گیر ترما کے نادر ہوا

دو چنداں ہوئی خیمے کی آب و تاب
کہ اک برج میں آئے دو آفتاب

یہ مثنوی سولہ (۱۶) اوراق پر مشتمل ہے بعض صفحوں میں ۱۸ اشعر فی صفحہ درج ہیں

---

۵ فتح الدولہ، مرزا محمد رضا خاں برق لکھنوی کا خطاب تھا۔ برق کا انتقال مٹیابرج کلکتہ میں ۱۸۵۸ء میں ہوا۔

۶ ان کا انتقال ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ہجری مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۲۷ء کو لکھنؤ میں ہوا۔ اپنے تعمیر کردہ امام باڑے شاہ نجف میں دفن ہیں۔ (تواریخ نادر العصر صفحہ ۱۲ مطبوعہ نول کشور)

اور بعض میں صرف سات ہی ہیں۔ مثنوی خط شکست میں ہو اور مشکل سے پڑھی جاتی

مرزا دبیر نے عنفوان شباب میں بہ عمر ۲۰ سال اردو نثر میں ایک کتاب "ابواب المصائب" کے عنوان سے بھی ۱۲۴۵ھ ہجری میں تصنیف کی تھی۔ اس میں حضرت یوسف کے واقعات پر آلِ عبا کے مصائب بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب میں چھ ابواب ہیں اور ہر باب میں پانچ فصلیں ہیں۔ یہ کتاب نایاب ہو۔ راقم کو اس کا ایک مکمل نسخہ جناب رشید صاحب کے کتب خانے میں دستیاب ہوا۔ ابتدا کے دس صفحوں میں دیباچہ ہے۔ اس میں بادشاہ نصیر الدین حیدر (متوفی ۱۲۵۳ھ) کے کردار و اخلاق اور ان کی عزاداری پر اچھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔

"ہمارے بادشاہِ عصر خلد اللہ ملکہ دسلطنت کو جناب احدیت نے فخر سلاطین سلف اور رشکِ بادشاہان عصر پیدا کیا کہ ازل سے آج تک کسی نے بنائے تعزیہ داری تا اربعین نہ کی تھی۔ اِلّا اس بادشاہِ خلائق پناہ نے یہ رسم حسنات مقرر فرمائی اور اسی طرح سے ہزارہا امورِ حسنات اور آثارِ برکات ذات مجمع حسنات سے بنیاد پذیر ہوئے اور ہوتے ہیں۔

حق تعالیٰ اِسے رکھے آباد — بہ محمد و آلہ الامجاد
ہدی دیں ہمیشہ یار ہوں — حکم میں اس کے ہفت کشور ہوں"

کتاب میں ۱۶۸ صفحات ہیں۔ "باب ششم" "فصل پانچویں" پر ختم ہوتا ہے۔ خاتمے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دبیر نے اسے صرف ایک ہفتے میں تصنیف کیا تھا۔ کتاب کے آخر میں نو شعر میں سال تصنیف درج ہو۔ آخری شعر پیش کیا جاتا ہے ؎

گفت با من کہ سالِ تاریخش
مصحف طاق چشم اہل عزاست
۱۲۴۵ھ

مرثیہ گوئی

مرزا دبیر اردو کے ایک باکمال اور مستند شاعر تھے۔ مرثیہ گوئی ان کا سرمایہ حیات تھا اور بہ قول آزاد اس صنفِ سخن نے انھیں شاعری کے عرشِ الکمال پر پہنچا دیا۔[1]

---

[1] آب حیات ص۵۳۶

معاصرین ان کے فن کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ان میں رجب علی بیگ سرور[1]،
مرزا غالب[2]، حسین علی تاسف[3]، سید احمد حسین فرقانی[4]، نجات حسین[5] خاں عظیم آبادی
سعادت خاں ناصر[6]، منشی غلام محمد خاں تپش[7] ایڈیٹر اودھ اخبار لکھنؤ، واجد علی شاہ
اختر[8]، شیخ عظمت علی کاکوروی[9] اور گوکل پرشاد[10] قابل ذکر ہیں۔ منیر شکوہ آبادی جو خود
بھی قادر الکلام شاعر تھے، اُن کے شاگرد تھے۔ اپنے استاد کو بہت مانتے تھے اور کئی
قطعوں پر اُن کی تعریف کی ہے۔

مرزا دبیر کی شہرت اُن کی زندگی میں ہی ہندوستان سے نکل کر ایران و عراق
و عرب تک پہنچ گئی تھی[11]۔ اُن کے مرثیے ہندوستان کے مختلف مقامات کے علاوہ
کابل، ایران، عراق، عرب بلکہ لندن تک پڑھے جاتے تھے۔ میر صفدر حسین کے بہ قول:-

> "در دیگر امصار و بلدان ملک وسیع الفضائے ہندوستان و قصبات و قریات
> تا انتہائے کلکتہ و بمبئی و سورت و لاہور و ملتان و دکن و سندھ و کابل و کشمیر و
> لندن بلکہ در مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و جنت البقیع و در نجف اشرف و در کربلائے
> معلٰی و در عراق خاص، در روضۂ خیر الناس حضرت عباس و خیمہ گاہ و در کاظمین
> شریفین و سامرہ در خراسان بہ روضۂ امام ثامن شاہ طوس علیہ السلام و بہ روضۂ
> زینب و معصومۂ قم علیہما السلام کہ اہل ہند مجالس تعزیت منعقد می سازند،
> مراثی نظم نمودۂ آں جناب خواندہ می شوند"

دلی میں ان کی شاعری کا بڑا چرچا رہتا تھا۔ علامہ سید احمد حسن فرقانی ان کو تمام

---

[1] فسانہ عجائب جدید مطبوعہ ١٢٩٧ھ [2] سرور ریاض ص ٢٦ مطبوعہ ١٨٦٠ء مطبع حیدری آگرہ [3] تذکرہ
حاجی محمد حسن مصنفہ محمد ریاض الدین امجد سندیلوی متخلص بہ ریاض [4] تحقیقی نوادر ص ١٨١ ڈاکٹر
اکبر حیدری [5] انشائے فرقانی ص ٣ و مقدمہ کلیات فرقانی ص ٥ [6] سوانح لکھنؤ (قلمی) [7] خوش معرکۂ
زیبا (قلمی) [8] تقریظ مرثیۂ دبیر جلد اول مطبع اودھ اخبار دسمبر ١٨٥٧ء [9] اودھ اخبار مطبوعہ
مارچ ١٨٧٥ء [10] مرقع خسروی (قلمی) غیر مطبوعہ لکھنؤ یونیورسٹی [11] ارمغان گوکل ص ٣٢ مرتبہ
ڈاکٹر فرمان فتح پوری مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان ١٩٧٥ء [12] مقالات گارساں دتاسی ص ٢٠١
حصہ دوم انجمن ترقی اردو ہند ١٩٤٣ء

شعرائے ہند میں افضل دبیر سمجھتے تھے اور ان کی ملاقات کو دو مرتبہ لکھنؤ گئے...
دبیر کے بارے میں ان کی رائے یہ تھی ؎

شنیدہ ایم کہ بر آسماں دبیرے ہست   ندیدہ ایم بروئے زمیں تو ثانی

قدر دانی کا یہ عالم تھا کہ ایک روز بادشاہ محمد واجد علی شاہ المتخلص بہ اختر (متوفی ۱۸۸۷ء) کے یہاں (جو خود بھی بڑے عالم و فاضل اور تقریباً ایک سو تصانیف کے مصنف تھے) مجلس پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے ہوا کے جھونکے سے شامیانہ جو بالائے ابر رحمت کی طرح سایہ فگن تھا، ہوا سے منتشر ہوگیا اور آفتاب کی کرنیں ان کے چہرے کو چومنے لگیں۔ بادشاہ فوراً بہ نفس نفیس اٹھے، اپنی چھتری طلب کی اور اختتام مرثیہ تک ہاتھ میں چھتری لیے سایہ فگن رہے[1]۔ ہوا کی پراگندگی سے مجلس میں کچھ برہمی ہوگئی تھی۔ دریں اثنا دبیر نے فی البدیہہ یہ رباعی کہہ کر پڑھی اور پراگندہ مجلس کو متوجہ کیا ؎

اس دھوپ کو رحمت خدا روکے گی   یا حضرت زہرا کی ردا روکے گی
شبھوں پہ ہے مہر پنج تن کا سایہ   یہ چاندنی اس دھوپ کو کیا روکے گی

وفات

مرزا دبیر کو اپنی وفات سے ایک سال قبل چند صدمے اٹھانے پڑے۔ پہلا صدمہ یہ کہ ان کے جوان بیٹے مرزا محمد ہادی حسین تخلص عطارد کا انتقال عین جوانی یعنی ۴۰ سال کے سن میں ۵ جمادی الاول ۱۲۹۱ھ کو اچانک ہوا۔ دوسرا صدمہ دو حسابی بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیر کے مرنے کا تھا جو ۲۸ صفر ۱۲۹۱ھ کو جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ تیسرا صدمہ جو ان دونوں صدموں سے بڑھ کر کاہش جاں ہوا، وہ بروز دوشنبہ ۲۹ شوال ۱۲۹۱ھ کو قریب مغرب میر انیس کا مرنا تھا[3]۔ مرزا صاحب ان کی میت پر زار و قطار روئے اور فرمایا کہ ایسے معجز بیان، فصیح اللسان قدرداں کے اٹھ جانے سے اب کچھ نطف نہ رہا[4]۔ وہ میر انیس کی موت سے اس قدر متاثر ہوئے تھے

۱ے شمس الضحیٰ صفحہ ۱۲۸ ۲ے حیات دبیر صفحہ ۸۰ جلد دوم جارج اسٹیم پریس لاہور ۱۹۱۵ء
۳ے حیات دبیر صفحہ ۱۲۰ ۴ے اودھ اخبار لکھنؤ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۷۴ء

میر باقر کے امام باڑے کی مجلس میں بہ چشم اشک بار ایک معرکہ آرا قطعۂ تاریخ میر انیس
وفات کا پڑھا جس کا آخری شعر یہ ہے ؎

آسماں بے ماہ کامل سدرہ بے روح الامین
طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس

قطعۂ تاریخ اس قدر پسند کیا گیا کہ آج تک مشہور ہے۔ میر انیس میموریل کمیٹی یو پی لکھنؤ
انیسیات کے ایک بہت بڑے ماہر جناب سید مسعود حسن رضوی ادیب مرحوم کی تحریک
یہی شعر مزار انیس پر سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا دیا ہے۔

میر انیس کے انتقال کے بعد مرزا دبیر لگ بھگ تین ماہ تک زندہ رہے۔ محرم سنہ ۱۲۹۲ھ
عشرہ پڑھنے کے لیے پٹنہ عظیم آباد تشریف لے گئے۔ ۹ محرم کو ایک طویل مرثیہ زور شور
سے پڑھا۔ اسی وقت اختلاج قلب شروع ہوا۔ ریل پر لکھنؤ آ گئے۔[۱] دس دن تک علیل
رہے۔ آخر کار بہ عارضۂ ورم کبد ۳۰ محرم کی رات میں قریب صبح صادق، بعد نماز فجر
روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ ۱۸۷۵ء انتقال کیا اور اپنے گھر میں دفن کیے گئے۔
نیر شکوہ آبادی نے تاریخ کہی ؎

سید عصر جناب دبیر معجز دم | کہ سر عطارد گردوں بپائے او سودہ
ز بس سرائے سپنجی چو رفت خود برانت | بہ نزد آل نبی در بہشت آسودہ

پئے سال و مہ و روز و وقت و تاریخش
پگاہ و صبح و سہ شنبہ مہ عزا بودہ[۲]
۱۲۹۲ھ

مرزا دبیر کا چہلم ۲۳ صفر کو ہوا۔ مجلس میں صدہا رئیس اور شاہ زادے اور امرا جمع تھے
کے بڑے صاحب زادے نے نو تصنیف مرثیہ اور اس کے بعد قطعۂ تاریخ وفات پڑھا
کا آخری شعر یہ ہے ؎

منشی چرخ بریں ایں مصرع تاریخ خواند
آسماں بے مہر و جسم فصاحت بے دبیر[۳]
۱۲۹۲ھ

---

(۱) اودھ اخبار مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۸۷۵ء (۲) کلیات نیر ص ۵۹۵ (۳) اودھ اخبار مطبوعہ ۲ اپریل ۱۸۷۵ء

مرزا دبیر کے کچھ حالاتِ زندگی ان کی وفات کے بعد اودھ اخبار لکھنؤ میں ۱۰ مارچ ۱۸۷۵ء (مطابق یکم صفر ۱۲۹۲ھ) سے ۳۰ جون ۱۸۷۵ء تک چھپتے رہے۔

مطبوعہ مراثی

مرزا دبیر نے ۷۲ برس کی عمر پائی۔ ۱۲ سال کے سن میں مرثیہ کہنا شروع کیا تھا اور ۶۲ برس تک کہتے رہے۔ اس طویل عرصے میں کتنے مرثیے کہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ ان کا سارا کلام دستیاب نہیں ہے۔ آزاد کہتے ہیں کہ

"انھوں نے کم سے کم تین ہزار مرثیہ کہا ہوگا سلاموں، نوحوں اور رباعیوں کا شمار نہیں"[1]

میر صفدر حسین دبیر کے مرثیوں کی تعداد تقریباً دو ہزار بتاتے ہیں۔ کہتے ہیں:۔

"قریب دو ہزار مرثیہ در مصائب و مناقب گفتہ کہ بعضے از آنہا مشتمل بریک ہزار دیان صد بیت اند ..... و از تعداد رباعیات و تضمینات و سلامیات محاسب وہم بہ عجز و تصور است"[2]

یہ بات مسلمہ ہے کہ دبیر کا بہت سا کلام ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اس کا ذکر سید افضل علی ضو مصنف "المواز نہ" نے بھی کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:۔

ہیں جو بائیس جلدوں میں مطبوع	مرثیے اور نوحہ جاتِ دبیر
ہیں دوا ان کے مرثیے اکثر	غیر مطبوعہ کلیاتِ دبیر[3]

ضو بدایونی نے جن بائیس جلدوں کا ذکر کیا ہے اُن سے مراد "دفتر ماتم" کی بیس اور مطبع اودھ اخبار لکھنؤ (موسوم بہ مطبع نول کشور) کی دو جلدیں ہیں۔

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے مرزا دبیر کا کلام سب سے پہلے مطبع اسلامی بمبئی میں ان کی حیات میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں چھپنا شروع ہوا تھا۔ راقم الحروف کو "مجموعہ مراثی" کا ایک نسخہ جناب سید محمد رشید صاحب کے کتب خانے میں دستیاب ہوا۔ اس میں میر انیس، میر ضمیر اور مرزا فصیح کے چند مرثیوں کے علاوہ مرزا دبیر کا ایک سلام بھی چھپا تھا۔

مطبع اسلامی کے علاوہ مرزا دبیر کے بعض مرثیے ان کی زندگی میں بمبئی میں مطبع

---

[1] آبِ حیات صفحہ ۵۴۱ [2] شمس الضحیٰ صفحہ ۹ [3] حیاتِ دبیر صفحہ ۲۳۳

مخدومی میں بھی چھپے تھے، ان کی کتابت و طباعت کا وہی انداز ہے جو مطبع اسلامی کے مرثیوں کا ہے۔

مطبع مخدومی، بمبئی کے بعد مرزا دبیر کی دو جلدیں منشی نول کشور کے اہتمام سے مطبع اودھ اخبار، لکھنؤ میں چھپیں۔ جلد اول دسمبر ۱۸۷۵ء مطابق ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ اور جلد دوم ماہ اپریل ۱۸۷۶ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۲۹۳ھ میں چھپی۔ جلد اول میں ۳۵ اور جلد دوم میں ۳۴ مرثیے ہیں۔ دونوں جلدوں کا سائز "۵ × "۷ ہے۔

دونوں جلدوں کے آخر میں منشی غلام محمد خاں صاحب ایڈیٹر "اودھ اخبار" کی تقریظ درج ہے۔ تقریظ میں یہ عبارت خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ

"اہل مطبع کو چوں کہ یہ مرثیے مرزا اوج صاحب کے عنایت کیے ہوئے ہیں اس واسطے یقین ہے کہ صحیح اور بلا تصرف ہوں گے۔"

مطبع اودھ کی ان دونوں جلدوں میں بہت سی غلطیاں تھیں۔ کئی مرثیے ناقص اور غیر مربوط تھے۔ ان کوتاہیوں کا احساس مطبع کو بار بار ہوا چناں چہ کئی مرتبہ ان جلدوں کی تصحیح کرائی گئی اور نئے نئے اڈیشن نکالے گئے، لیکن مطبع والوں کی بار بار صحت و تصحیح کے باوجود سبھی اڈیشن غلط اور غیر مرتب چھپ گئے۔ چوں کہ پہلے ہی قدم پر خشت اول غلط رکھی گئی تھی اس لیے قدرتی طور پر بعد کے اڈیشنوں میں بھی یہ غلطیاں کارفرما رہیں۔ اگر کارپردازانِ مطبع ان مرثیوں کو اصل مسودات سے مقابلہ کر کے شائع کرتے یا انھیں مرزا اوج کو دکھاتے تو انھیں بار بار ان کی صحت و تصحیح کے بارے میں زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔ آخر کار مطبع اودھ اخبار (مطبع نول کشور) کی جلد اول پر مرزا دبیر کے پوتے مرزا محمد طاہر تخلص رفیع نے نظر ثانی کی اور بہ قول انھیں کے انھوں نے اس جلد کے سبھی مرثیوں کو اصل مسودات سے مقابلہ کر کے ایک ایک بند دیکھا۔ یہ جلد ان کے توثیق نامہ کے ساتھ مارچ ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ خاتمۃ الطبع کے تحت صفحہ ۵۹۶ کے بعد اور غلط نامہ سے پہلے ذیل کی عبارت قابل غور ہے:-

"..... خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر مغفور کے مرثیوں کی یہ

جلد اول جو سابقاً اس مطبع عالی میں طبع ہوئی تھی تمام تر ان مرثیوں کا مجموعہ تھی جو دستیاب ہوئے تھے۔ فی الحال بعض مبصرین سے معلوم ہوا کہ اس مجموعۂ مطبوعہ میں بہت کچھ تصرفات غیر اور الحاقی کلام شامل ہے۔ لہٰذا مطبع نے سعی تمام و کوشش مالا کلام اس جلد اول کو بہ غرض صحت و توثیق

مدح اہل بیت اطہار یگانۂ روزگار، جانشینِ حضرت دبیر والا درج

ثراہا یعنی جناب مرزا محمد طاہر صاحب رفیع دام المجد بہ کی خدمت میں پیش کیا اور جناب ممدوح نے التماس مطبع کو شرف قبول عطا فرما کر از اول تا آخر کل مرثیوں کو اصل کلام جناب مرزا دبیر سے مطابق فرما کر الحاقی کلام سے پاک کر دیا اور تقریظ و توثیق بھی تحریر فرما دی۔ مطبع کو فخر ہے کہ بحمد اللہ یہ جلد اول اب مکمل اور قابلِ اطمینانِ شائقین ہے۔ جسے بہ سرپرستی عالی وقار جناب منشی رام کمار صاحب دام اقبالہ مالکِ مطبع نول کشور اسٹیٹ ماہ مارچ ۱۹۳۶ء میں زیورِ طبع سے آراستہ کر کے شائع کیا۔

ذیل میں مرزا محمد طاہر رفیع کے توثیق نامے کی نقل پیش کی جاتی ہے:۔

.... جناب جدِّ علام حضرت دبیر مغفور کی تصنیف کردہ یہ جلد اول جناب مولانا سید مظفر حسین قبلہ کی تحریک اور کارپردازان مطبع عالی جناب منشی نول کشور صاحب بہ غرض تقریظ و توثیق میرے پاس آئی۔ اول تا آخر دیکھنے سے منکشف ہوا کہ بے حد غلط اور بہ کثرت مشتمل بہ کلام الحاقی ہے۔ خدا جانے کن کن لوگوں نے اپنے ذاتی اغراض و منافع کے خیال سے یہ تصرفات کیے ہیں جس سے اصل کلام جناب مرحوم شائع نہ ہو سکا۔ مطبع معذور تھا، جس طرح یہ ذخیرہ اسے دستیاب ہوا طبع کر دیا۔ میں نے مطابق کر دیا اور اپنی یادداشت کے موافق درست کر دیا۔ بحمد اللہ اب یہ جلد اول بے عیب اور کلام الحاقی سے پاک ہے۔ امید ہے کہ ذاکرین والا تمکین اور مومنین جناب جدّ مغفور کو ایصال ثواب اور اس ہیچمداں خادم آستان آل رسول کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں گے ___ کفتہ محمد طاہر رفیع، مارچ ۱۹۳۶ء"

مگر جناب رفیع کے توثیق نامے اور نظر ثانی کے بعد بھی بعض مرثیے ناقص اور غلط ہیں۔ مطبعِ نول کشور جلد دوم کی تصحیح اور نظر ثانی کسی صاحبِ ذوق نے نہیں کی۔ اس میں بعض مرثیے تو مرزا صاحب کے ہی ہیں۔ مگر بعض مرثیے غالباً الحاقی ہیں۔

مطبع اودھ اخبار کے بعد مرزا دبیر کا مجموعۂ کلام "دفترِ ماتم" کی بیس جلدوں میں چھپ گیا۔ یہ جلدیں اب نایاب ہیں اس لیے لوگوں کو ان کے بارے میں زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ راقم کو راجہ صاحب بیرپور سید احمد مہدی صاحب اور جناب رشید صاحب سے "دفترِ ماتم" کی جو بیس جلدیں فراہم ہوئی ہیں۔ وہ مختلف مطابع میں چھپی ہیں اور ان کے نام یہ ہیں ــــ

۱۔ مطبع شمس العلوم، کٹرہ ابو تراب خاں، لکھنؤ

۲۔ مطبع علوی، لکھنؤ

۳۔ مطبع شوکتِ جعفری، لکھنؤ

۴۔ مطبع جعفری، لکھنؤ

۵۔ مطبع فیض (احمدی)، لکھنؤ

۶۔ مطبع دبدبۂ احمدی، نشک گنج، لکھنؤ

۷۔ مطبع شاہی، لکھنؤ

"دفترِ ماتم" اور مطبع نول کشور کی دو جلدوں کے بعد سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی شاگرد مرزا اوج نے مرزا دبیر کے چودہ مرثیوں کا انتخاب "سبع مثانی" کے نام سے ۱۹۳۰ء میں حسب فرمائش منیجر ممتاز بک ایجنسی، نخاس، لکھنؤ، نظامی پریس لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا۔ اس میں مرتب نے دو غیر مطبوعہ مرثیوں کا اضافہ بھی کیا جن کے مطلعے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۱ــ اے صبح کیا ہوا جو ترا جیب چاک ہے۔ (۱۱۴ بند)

(مطلع ثانی) اے آسمان زمین عدم میں نہاں ہو آج

۲ــ جب حرم قلعۂ شیریں کے برابر آئے۔ (۵۸ بند)

بقیہ ۱۲ مرثیے "دفترِ ماتم" کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔

جناب مہذب لکھنوی مولف "مہذب اللغات" نے سات مرثیوں کا مجموعہ "شعارِ دبیر" میں شائع کیا۔ آخری دو مرثیے "دفترِ ماتم" یا کسی اور مطبوعہ جلدوں میں نہیں ہیں۔

جناب پروفیسر صفدر حسین نے ۱۹۷۵ء میں مرزا دبیر کے پانچ مرثیوں کا مجموعہ سنگ میل پبلی کیشنز، چوک، اردو بازار، لاہور سے شائع کیا۔ مرتب نے ان مرثیوں کو غیر مطبوعہ قرار دے کر شائع کیا ہے۔ حالاں کہ دوسرا اور پانچواں مرثیہ علی الترتیب "دفترِ ماتم" جلد چہارم و ہم اور "ماہ کامل" میں شائع ہو چکا ہے۔ "نادراتِ دبیر" کا ایک آفسٹ ایڈیشن چمن بک ڈپو دہلی نے بھی ۱۹۷۷ء میں شائع کیا ہے۔

جناب سید محمد رشید صاحب کے ذخیرۂ مراثی میں ایک مطبوعہ جلد راقم کی نظر سے گزری ہے۔ اس میں بعض مرثیے مرزا صاحب کی زندگی میں بمبئی میں چھپے تھے اسی جلد میں ان مرثیوں کے علاوہ بادامی کاغذ میں کچھ مرثیے ایسے ہیں جن کے ہر صفحے کے اوپر "دبیر" تخلص درج ہے۔ مرثیوں کی جلد میں مطبع کا نام مقام اشاعت یا تاریخ طباعت درج نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرثیے مخصوص مجلسوں کے لیے شائع کیے گئے تھے۔

قلمی مراثی

"دفترِ ماتم" اور نول کشور کی مطبوعہ جلدوں کے علاوہ راقم الحروف کو مرزا دبیر کے قلمی مراثی کی سات ضخیم جلدیں لکھنؤ میں جناب سید محمد رشید صاحب سے دستیاب ہوئیں۔ ان کے علاوہ جناب مرزا محمد امیر علی جون پوری مالک اردو پبلشرز لکھنؤ سے بھی دبیر کے مرثیوں کے کئی نسخے استفادے کے لیے فراہم ہوئے ان نسخوں کی تعداد تین سو سے اوپر ہے۔ بعض مرثیوں کے ایک سے زیادہ اور بعض کے چار چار پانچ پانچ نسخے محفوظ ہیں۔ مراثی کا

۱؎ حیاتِ دبیر ص ۵ میں وزیر حسن کو مولف "چہل مجلس شبیر" کہا گیا ہے۔ غالباً یہی وہ مرثیے ہیں۔

یہ ذخیرہ اصل میں نور الحسن کوکب[1] کی ملکیت میں تھا۔ ان کے انتقال کے بعد ان حضرات نے انھیں حاصل کر لیا۔ مذکورہ بالا قلمی مرثیوں کے علاوہ راقم الحروف کو جناب سید مسعود حسن رضوی ادیب مرحوم کے کتاب خانے میں مرزا دبیر کے تقریباً دو سو قلمی نسخے دست یاب ہوئے۔ ان میں سے کچھ مرثیے غیر مطبوعہ ہیں۔

ان غیر مطبوعہ مراثی کے علاوہ جناب سید محمد رشید اور منشی امیر علی کے یہاں سے بھی بانسٹھ مرثیے ایسے دست یاب ہوئے ہیں جو تلاش کرنے کے باوجود مطبع نول کشور یا "دفتر ماتم" کی جلدوں میں راقم کی نظر سے نہیں گزرے ہیں۔ مرزا دبیر کے مرثیوں کے جو اشاریے جناب کاظم علی خاں (راہ نامہ "کتاب نما" جامعہ۔ دہلی۔ دبیر نمبر) اور ضمیر اختر نقوی صاحب ("اشاریہ مرزا دبیر" مطبوعہ اردو پبلشرز لکھنؤ) نے شائع کیے ہیں ان میں بھی یہ مرثیے نہیں ملتے ہیں۔ راقم الحروف نے اپنی ایک تصنیف "شاعر اعظم مرزا سلامت علی دبیر" میں جو غیر مطبوعہ مراثی دبیر کی فہرست مرتب کی تھی اُس کے شائع کرنے میں بھول چوک ہوئی ہے۔ اصل میں یہ مرزا دبیر کے اُن نایاب قلمی مراثی کی فہرست تھی جو جناب سید محمد رشید صاحب کے کتاب خانے میں محفوظ ہیں۔ ان مراثی کے بارے میں میری تحقیق جاری ہے۔

انتخاب مراثی

مرزا دبیر کے کلام میں الحاقی مرثیوں اور بندوں میں تکرار کی وجہ سے فاش غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ان کا کلام اب نایاب ہے اور جو مرثیے ادھر اُدھر انتخاب کے طور پر دست یاب ہیں وہ نہ صرف غلط، ناقص اور غیر مربوط ہیں بلکہ ان میں الحاقی کلام بھی شامل ہو گیا ہے۔ زیر نظر انتخاب کی بنیاد مستند مرثیوں پر رکھی گئی ہے اور یہ مرثیے قدیم ترین قلمی نسخوں کی مدد سے بڑی عرق ریزی کے ساتھ مرتب

---

[1] کوکب (ایجنٹ ریاست دھول پور) میر انیس اور مرزا دبیر کے ہم عصر اور اپنے زمانے کے فاضل یکتا تھے۔ انھوں نے انیس اور دبیر دونوں کے متعدد مرثیے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے۔ خود بھی شاعر تھے اور اچھے مرثیے کہتے تھے۔ انھوں نے دہ مجلس کی طرز پر متعدد نثری اور منظوم مرثیے ترتیب دیے تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

کیے گئے ہیں۔ ذیل میں ہر منتخب مرثیے کا مختصر سا تعارف اور ماخذات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

(۱) ہر چم ہو کس علم کا شعاعِ آفتاب کی

جہاں تک معلوم ہو سکا یہ مرزا دبیر کا طویل ترین اور بہترین مرثیہ ہے جو عون و محمدؑ کے حال اور علم کی سپردگی میں نظم کیا گیا ہے۔ مرثیہ غدر کے بعد ۱۸۶۳ء میں تصنیف کیا گیا اور اسی سال داروغہ میر واجد علی تسخیر (متوفی ۱۸۷۲ء) کے امام باڑے، واقع گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھا گیا۔ امام باڑہ مجمع سے اس قدر چھلک رہا تھا کہ صدر پھاٹک کے سامنے جو دیوار پردے کی تھی اس کو توڑ دیا گیا تھا پھر بھی ایک آدمی سے ملا ہوا دوسرا آدمی بیٹھا تھا۔[5] ثابت لکھنوی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہی مرثیہ بنارس میں مرزا دبیر نے ذیل کے مطلع سے پڑھا تھا۔

"جوشن ہیں دو، پر ایک صغیر اک کبیر ہے"

راقم نے یہ مرثیہ دو قلمی نسخوں "دفتر ماتم" جلد اول مطبع سلطانیہ "سبع مثانی" اور "حیات دبیر" جلد دوم مطبوعہ ۱۹۱۵ء مطبع جارج اسٹیم لاہور سے ترتیب دیا ہے۔ دونوں قلمی نسخے اس وقت راقم کی تحویل میں ہیں۔ ایک مرزا امیر علی جونپوری کا اور دوسرا جناب سید محمد رشید کا ہے۔ نسخۂ رشید ۱۸۸۱ء کا مکتوبہ ہے اور یہ نورالحسن کوکب کے کتب خانے کی زینت رہ چکا ہے۔ مرثیے کی ابتدا میں ان کے دستخط ثبت ہیں۔

(۲) اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے

یہ مرثیہ سب سے پہلے ۱۸۸۰ء میں میر عابد علی صاحب نے ۳۹ صفحوں پر مشتمل ۱۹۰ بند میں مطبع اثنا عشری میں شائع کیا تھا۔ اس کے بعد ۱۸۸۲ء مطابق ۱۳۰۰ھ میں "دفتر ماتم" جلد اول مطبع سلطانیہ میں ۱۹۸ بند میں چھپا تھا۔ بند نمبر ۴۶، ۴۸، ۴۹ اور ۵۰ دوبارہ بند نمبر ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵ اور ۱۷۶ کے تحت شائع ہوئے ہیں۔ نسخۂ مطبع سلطانیہ کی ترتیب غلط ہے جب کہ مطبع اثنا عشری کا نسخہ مربوط

---

[5] حیات دبیر حصہ اول صفحہ ۵۹

ہے۔ "دفترِ ماتم" کے مرثیے میں مقطع درج نہیں جب کہ نسخۂ مطبع اثنا عشری میں موجود ہے۔

اس مرثیے کے دو قلمی نسخے بھی دست یاب ہیں۔ نسخۂ رشید بہت پرانا اور مستند ہے لیکن ناقص الآخر ہے۔ نسخۂ امیر علی جون پوری سنہ ۱۲۷۴ھ کا مکتوبہ ہے۔ اس میں اور مطبوعہ نسخوں میں بڑا فرق ہے۔ بہر حال زیرِ نظر مرثیہ دو مطبوعہ اور ایک قلمی نسخے سے ترتیب دیا گیا ہے۔

علامہ شبلی نے "موازنۂ انیس و دبیر" میں مرثیے کے ذیل کے بند پر اعتراض کیا تھا[۹]

قابل میں سخن کے ہوں سخن ہو مرے قابل لیکن سخن شہرہ فگن ہے مرے قابل
رضوان کو جنت یہ چمن ہو مرے قابل موتی کو صدف اور یہ عدن ہو مرے قابل
شہرہ ہے یہ تائیدِ شہ جن و ملک سے
مضموں مرا گھر پوچھتا آتا ہو فلک سے

مطبع اثنا عشری کے مرثیے میں پہلے چار مصرعے یوں ہیں، اور ان میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ دبیر نے مصرعے ایسے ہی کہے تھے [۵]

مداحیِ سلطانِ زمن ہم کو مبارک جبریل کو وحی اور یہ سخن ہم کو مبارک
رضواں کو بہشت اور یہ چمن ہم کو مبارک موتی کو صدف اور یہ عدن ہم کو مبارک

(۳) جب ماہ نے نوافلِ شب کو ادا کیا

یہ مرثیہ چار نسخوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ دو قلمی اور دو مطبوعہ۔ ایک قلمی نسخہ رشید صاحب کی قلمی جلد نمبر ۷ میں، ۲۲ بند پر مشتمل ہے۔ دوسرا مرزا امیر علی جون پوری کا ہے۔ اول الذکر تینوں نسخوں سے مختلف ہے اور ذیل کے مطلع سے شروع ہوتا ہے ع

کھولا کلیدِ مہر نے جب قفلِ بابِ صبح

اس میں مقطع وہی ہے جو مطبوعہ نسخوں یعنی "دفترِ ماتم" جلد سوم اور "سبعِ مثانی" میں درج ہے۔ اس مرثیے میں دو بند غیر منقوط بھی ہیں۔

نسخۂ رشید کے سادہ ورق پر ابتدا میں ذیل کی عبارت درج ہے:۔

"مرزا دبیر۔ حالِ کل شہداء شہادت امام حسین و جنگ پہلوان، مدحت

عزیزان حسین رخصت امام، خواب شہربانو، تقسیم اسلحہ برائے عزیزان وعطائے علم برائے عباس ویک بار جلوس سواری امام حسین، تبریزان از فوج شام وشہادت رفقاء عزیزان تا علی اصغر وحال گرمی التجائے آں حضرت رجز جنگ با پہلوان وشہادت آں جناب وزینب کا لاش پہ آنا

اس کے بعد نورالحسن کو کب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ عبارت ہے :-

"از بتۂ نورالحسن عفی عنہ ذی الحجہ ۱۸۹۲ء"

یہ نسخہ غیر مربوط ہے اور کئی مرثیوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ راقم اسے مستند نہیں سمجھتا ہے۔ نسخۂ امیر علی میں مقطع بالکل الگ ہے اور وہ یہ ہے ؎

دار السلام کو گیا یہ سُن کے وہ جری | بس اے دبیر ختم ہے مجلد پہ سخن وری
اس نظم سے خجل ہیں جہ سعدی و انوری | جوہر ہیں حرف نظم ہے شمشیر حیدری

گو، گوہر سخن کا تیرے کوئی جوہری نہیں
یوسف کا کیا ضرر ہے اگر مشتری نہیں

مرثیے کی خصوصیت یہ ہے کہ مرزا دبیر پہلے شاعر ہیں جنھوں نے سب سے پہلے حُر کا سراپا مرثیے میں نظم کیا ؎

اب ہے بیان اشارۂ تائید کبریا | شکل ہر اول شہ دیں کھینچ کر دکھا
قربان اس اشارے کے اس لطف پر فدا | اب تک کسی نے حُر کا سراپا کہا نہ تھا

گنجینہ فیض سے ہی خدا کا بھرا ہوا
مضمون تیرے حصے کا یہ تھا دھرا ہوا

(۴) آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے

اس مرثیے کے چار نسخے مل سکے۔ ایک قلمی اور تین مطبوعہ۔ یہ پہلی مرتبہ دفتر ماتم جلد دوم میں مقطع کے بغیر ۱۶۲ بند میں چھپا تھا "سبع مثانی" میں بھی مقطع نہیں ہے اور اس میں ۱۶۴ بند درج ہیں۔ مطبع نول کشور جلد اول مطبوعہ ۱۹۳۶ء میں ۱۶۶ بند میں چھپا ہے۔ قلمی نسخہ دفتر ماتم کے مرثیے میں کچھ بند ایسے ہیں جو "سبع مثانی" میں نہیں ملتے ہیں۔ راقم نے مرثیے کو مقطع کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ چونکہ یہ نایاب مرثیہ ہے۔ اس لیے لوگ اس سے زیادہ واقف نہیں۔

(۵) پیدا شعاعِ مہر کی مقراض جب ہوئی

یہ چار نسخوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ دو قلمی اور دو مطبوعہ۔ ایک قلمی نسخہ امیر علی جون پوری کا ہے اس میں جا بہ جا غلطیاں ہیں۔ دوسرا قلمی نسخہ رشید صاحب کا ہے۔ پہلے ورق پر نور الحسن کوکب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی عبارت ذیل ہے :-

"مرثیہ مطلع بند ۹۴ تمام در احوال جناب سید الشہدا علیہ السلام من تصنیف مرزا دبیر صاحب سلمہ الرحمٰن ۔ از بتہ نور الحسن عرف نور محمد کوکب ذاکر جناب سید الشہدا علیہ السلام"

یہ نسخہ مرزا دبیر کی حیات کا مکتوبہ ہے۔ مطبوعہ نسخوں میں ایک "دفترِ ماتم" جلد ہشتم مطبع جعفری سنہ ۱۳۰۴ھ مطابق سنہ ۱۸۸۶ء کا ہے۔ اس میں ۱۵۳ بند ہیں۔ قلمی نسخے کے سبھی بند اس میں درج ہیں۔ دوسرا مطبع نول کشور جلد اول سنہ ۱۹۳۶ء میں چھپا ہے اور اس میں ۱۴۶ بند ہیں۔ قلمی نسخے کے سبھی بند اس میں موجود ہیں۔ قلمی نسخوں اور دفترِ ماتم میں مقطع ایک جیسا ہے۔ البتہ مطبع نول کشور کی جلد میں مختلف ہے جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ؎

بس اے دبیر بس کہ ملک کر رہے ہیں بین　　　جبرئیل دے رہے ہیں ندا یوں بہ شور و شین
آگاہ ہو کہ قتل ہوئے شاہِ مشرقین　　　عابدؑ یتیم ہو گئے، مارے گئے حسینؑ
کھیتی علیؑ کی لٹ گئی، بستی اُجڑ گئی
پردیس میں حسینؑ سے زینبؑ بچھڑ گئی

نسخۂ رشید جس کاغذ پر لکھا گیا ہے اس پر سنہ ۱۸۶۶ء کی انگریزی تاریخ مہر کے ساتھ لگی ہے۔ مرثیہ کی خاص بات یہ ہے کہ مصنف نے اسے سنہ ۱۲۴۸ھ ہجری میں تصنیف کیا تھا۔ "دفترِ ماتم" جلد ہشتم مطبع جعفری کے صفحہ ۲۱۳ میں مقطع کے بعد ذیل کی عبارت درج ہے۔

"منقول عنہ مورخہ بست و ہشتم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۴ھ ہجری یوم سہ شنبہ"

(۶) رن کی زمیں نمونۂ عرشِ جلیل ہے

مرثیے کی ترتیب کے لیے تین نسخے پیش نظر رہے ہیں۔ دو قلمی اور ایک مطبوعہ ایک قلمی نسخہ رشید صاحب کی جلد دوم میں مرثیہ ۴۲ کے تحت درج ہے۔ دوسرا قلمی نسخہ

بند ۲ یعنی مطلع ثانی سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں ۳۵ بند ہیں اور مطلع یہ ہے ؎

اے دشتِ قتل، دامن صد کوہ طور ہو

یہ مرثیہ آغا سید نے بروز پنج شنبہ نقل کیا۔ یہ بھی رشید صاحب کی جلد دوم میں مرثیہ ۱۹ کے تحت درج ہے۔ قلمی نسخۂ اوّل بھی نسخۂ دوم کی طرح مصنف کی زندگی میں ۱۲۶۹ھ میں لکھا گیا ہے۔ تیسرا نسخہ جو پیش نظر رہا ہے وہ "دفترِ ماتم" جلد چہارم مطبع شمس العلوم واقع کٹرہ ابو تراب خاں لکھنؤ میں ۱۸۸۶ء میں چھپا تھا۔

(۷) جب سرنگوں ہوا علمِ کہکشانِ شب

مرثیے کے پانچ نسخے دستیاب ہیں۔ تین قلمی اور دو مطبوعہ۔ نسخۂ اوّل جلد سوم قلمی میں مرثیہ ۱۲ کے تحت یکم اپریل ۱۸۷۵ء کا مکتوبہ ہے۔ اس میں ۱۱۴ بند ہیں اور یہ حُرؑ کے حال کا ہے۔ مقطع وہی ہے جو "دفترِ ماتم" جلد ہشتم مطبع جعفری اور مطبوعہ نول کشور جلد اول ۱۹۳۷ء میں موجود ہے۔ قلمی نسخۂ ثانی میں ۲۵۵ بند ہیں اور یہ بستۂ نور الحسن کوکب میں ذی حجہ ۱۸۹۲ء میں داخل کیا گیا تھا۔ ابتدا میں کوکب کے دستخط بھی ہیں۔ اس مرثیے کی ترتیب ایک سے زیادہ نسخوں سے دی گئی ہے کیونکہ اس کے اکثر بند ایک دوسرے مرثیے میں بھی ملتے ہیں جس کا مطلع ہے۔ ع

"جب ماہ نے نوافلِ شب کو ادا کیا"

بندوں میں اس قسم کی تکرار "سبع مثانی" کے مرثیے (جب ماہ نے نوافل شب......) میں بھی پائی جاتی ہے۔ راقم نے ایسے بندوں کی نشان دہی بھی کی ہے۔ کچھ بند موقع اور مناسبت کے لحاظ سے رکھے گئے ہیں۔

(۸) کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

یہ سب سے پہلے مرزا دبیر کی حیات میں مطبع محمدی بمبئی میں چھپا تھا۔ اس میں ۱۱۱ بند ہیں۔ مطبع محمدی کے بعد یہ مرثیہ ۱۸۷۵ء میں مطبع اودھ اخبار لکھنؤ کی جلد اوّل میں غلط اور بے ترتیب چھپا۔ اس کے بعد یہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں "دفترِ ماتم" جلد اول مطبع سبطینیہ میں پہلی مرتبہ ۱۴۳ بند میں چھپ گیا۔ پھر اسے مرزا محمد طاہر رفیع نے مارچ ۱۹۳۷ء میں مطبع نول کشور کی جلد اوّل میں اپنے توثیق نامے کے ساتھ شائع کرایا۔ مہذب صاحب نے بھی اسے "شعار دبیر" میں ۱۳۲ بند میں شائع کیا۔

مطبع مخدومی بمبئی کے نسخے میں اس مرثیے کے کچھ بند ذیل کے مرثیے میں ملتے ہیں ع

عباس علی جوہر شمشیرِ وفا ہے

ثابت لکھنوی حیاتِ دبیر میں زیرِ نظر مرثیے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"تمام مرثیہ بالخصوص اس کا بین مرزا صاحب کو بہت پسند تھا۔ اکثر ان کے شاگردوں اور دوستوں نے مانگا۔ مگر مرزا صاحب نے کسی کو نہ دیا۔ نواب محسن الدولہ (جو بادشاہ غازی الدین حیدر کے نواسے اور محمد علی شاہ کے داماد تھے) اس مرثیے کے مشتاق تھے۔ انھوں نے بارہا یہ اعلان کیا کہ جو شخص یہ مرثیہ مرزا صاحب کا کسی ترکیب سے مجھے لادے میں اس کو پانچ سو روپیہ انعام دوں گا۔ بعدِ غدر ایک صاحب مرزا صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ لڑکی کی شادی کے لیے اسے کسی رئیس سے پانچ سو روپے دلا دیں۔ مرزا صاحب نے یہی مرثیہ دیا اور اس شخص نے وہ نواب محسن الدولہ کو پانچ سو روپیہ انعام کے عوض دیا۔"

...ے کا دوسرا بند نسخۂ مطبع مخدومی میں موجود ہے اور کسی دوسرے مطبوعہ نسخے میں ...ں ہے۔

(۹) کس کا علَم حسینؑ کے منبر کی زیب ہے

یہ مرثیہ پانچ نسخوں سے ترتیب دیا گیا ہے، دو قلمی اور تین مطبوعہ۔ ایک قلمی ...ملقوبہ بہ حیاتِ دبیر کا رشید صاحب اور دوسرا مرزا امیر علی جون پوری کے پاس ...نسخۂ امیر علی، بہ خط نور الحسن کوکب، انھیں کے بیتے کا ہے۔ اس نسخے کے آخر ...درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرزا دبیر کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔

...محمد عفی عنہ من تصنیف میاں دبیر صاحب سلمہ" مطلع یہ ہے ع

فولاد کی ضریح میں کس کا مزار ہے

...مطبوعہ مرثیوں میں ساتویں نمبر پر درج ہے۔

"دفترِ ماتم" جلد ہشتم میں یہ مرثیہ جس مسودے سے نقل کیا گیا تھا اس پر تاریخ ...ت ۱۲۴۵ھ درج تھی۔ مرثیے کے آخر میں یہ عبارت بھی ملتی ہے:۔

"منقول عنہ مورخہ بیست و پنجم شہر ذی قعدہ ۱۲۴۵ ہجری۔" اس میں ۱۳۹ ...یں۔ مطبع نول کشور جلد اوّل میں ۱۲۵ بند درج ہیں۔ مرثیہ حضرت عباس کے حال میں

نظم ہوا ہے۔ مطبع اودھ اخبار اور اس کے بعد مطبع نول کشور کی جلد اول میں یہ ذیل کے بند
سے غلط اور بے ترتیب شائع ہو گیا تھا۔

کیوں عرش ذوالجلال کا سرتاج 'عین' ہے کیوں حرف "با" دلِ نبی نور عین ہے
روشن "الف" سے نام امیر حُنین ہے وجہ حسن نے "سین" شریکِ حُسین ہے
سب صورتوں سے حق نے فضائل دکھائے ہیں
عباس کے خطاب میں یہ حرف آئے ہیں

(۱۰) جب صبح شبِ قتل ہوئی رن میں نمودار

یہ مرثیہ جناب قاسمؑ کے حال میں ہے۔ اس کا کوئی دوسرا مطبوعہ یا قلمی نسخہ
کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ راقم نے اسے، نایاب اور نادر مرثیوں کی جلد مملوکہ جناب
رشید سے اخذ کیا ہے۔

(۱۱) جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غُل ہوا

اس کے آٹھ نسخے دست یاب ہیں۔ پانچ قلمی اور تین مطبوعہ۔ تفصیلات یہ ہیں:
نسخۂ اول، دوم (امیر علی)۔۔۔ دونوں قلمی نسخے مرزا دبیر کی زندگی میں نقل کیے
گئے ہیں۔ دبیر کے نام کے ساتھ "سلمہ اللہ تعالیٰ" کے الفاظ درج ہیں۔ دونوں نسخے
مکمل ہیں۔
نسخۂ سوم (رشید)۔۔۔ اس قلمی نسخے میں مطلع اوّل کے بدلے مرثیہ مطلع ثانی سے
شروع ہوتا ہے۔ ع

ثابت جو انتقالِ نجوم و قمر ہوا۔ (۱۰۹ بند۔ ناتمام)

نسخۂ چہارم (رشید)۔۔۔ یہ نسخہ بھی مرزا دبیر کی زندگی کا مکتوبہ ہے۔ اس میں ۱۲۷
بند ہیں۔ مرثیہ مکمل ہے۔
نسخۂ پنجم۔ یہ جناب سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔
اس پر خبیر صاحب کے ہاتھ کی یہ عبارت بھی درج ہے: "مقابلہ نمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۰ء"
نسخۂ ششم: "دفتر ماتم" جلد ہشتم، مطبع جعفری، مطبوعہ ۱۸۹۶ء
نسخۂ ہفتم۔ مطبع نول کشور جلد اول مطبوعہ ۱۹۳۷ء
نسخۂ ہشتم۔ "سبع مثانی" مطبوعہ ۱۹۲۳ء۔ نظامی پریس۔ لکھنؤ

(۱۲) انگشتریِ عرش کا یارب نگیں دکھا

یہ تین مطبوعہ نسخوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ پہلی مرتبہ "دفترِ ماتم" جلد پنجم میں ۱۰۹ بند میں چھپا تھا اور مطلع یہ ہے ع

"یارب مجھے مرقعِ خُلدِ بریں دکھا"

حیات لکھنوی نے اس کے بند ۲۹ تا ۳۶ نقل کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرثیہ غیر مطبوعہ ہے۔[1] فوق مہانی بھی اسے غیر مطبوعہ و غیر منقسم تسلیم کرتے ہیں۔ مرثیہ "سبع مثانی" اور مطبع نول کشور کی جلد اوّل (۱۹۳۷ء) میں بھی چھپا ہے۔ "دفترِ ماتم" اور "سبع مثانی" میں مقطع درج نہیں ہے۔ راقم نے اسے مقطع سمیت ترتیب دیا ہے۔ راقم زیرِ نظر کتاب کے اپنے مسودے پر نظرِ ثانی کر رہا تھا کہ مرثیے کا ایک بہت ہی پرانا قلمی نسخہ دریافت ہوا جس پہ تاریخِ کتابت درج نہیں ہے۔ مرثیہ پرانے کشمیری کاغذ پر لکھا ہے کسی محتاط اور پڑھے لکھے کاتب نے نقل کیا ہے اور نور الحسن کوکب کے کتب خانے میں رہ چکا ہے۔ ابتدا میں دبیر کی ۲۸ رباعیاں ہیں۔ مرثیے میں مرقع کربلا پیش کیا گیا ہے۔ مطبوعہ مرثیے کے صرف پہلے دو بند اس میں شامل ہیں۔ مقطع یہ ہے ؎

بس اے دبیر بس، کہ نہیں طاقتِ بیاں — روحِ بتول بزمِ عزا میں ہے نوحہ خواں
حق سے عرض کر کہ پئے سرورِ زماں — پہنچا دے کربلا مجھے اے ربِّ دو جہاں
اے بخت ہو رسا مرا یاور نصیب ہو
یارب مجھے زیارتِ سرور نصیب ہو

مطلع کی مناسبت سے مقطع بھی درج ہوا ہے۔

(۱۳) اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل

اس کے چار نسخے پیشِ نظر رہے ہیں۔ ایک قلمی اور تین مطبوعہ۔ قلمی نسخہ مرزا امیر علی کے پاس ہے۔ مطبوعہ مرثیہ "دفترِ ماتم" (جلد ششم)

۱۔ حیاتِ دبیر صفحہ ۲۵۴ ۲۔ المیزان صفحہ ۲۱۹

نول کشور (جلد اوّل: ۱۹۳۶ء) اور "سبع مثانی" میں ملتا ہے۔ مرثیہ پر ضمیر کی تقلید میں ۱۲۵۰ھ میں کہا گیا تھا۔ جس کا مطلع یہ ہے ع کس نور کی محفل میں مری جلوہ گری ہے [۵] دفتر ماتم میں مطلع یوں ہے ع سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل۔ مرثیہ جناب علی اکبر کے حال کا ہے۔ ثابت لکھنوی لکھتے ہیں:

جس مجلس میں مرزا دبیر نے یہ مرثیہ پڑھا تھا اس میں خواجہ حیدر علی آتش (متوفی ۱۲۶۳ھ) موجود تھے۔ جب مرزا نے یہ بند اسپ جناب علی اکبر کی شان میں جس کا نام عقاب تھا، پڑھا ؎

وہ رخش تھا یا الٹی ایام کا اقبال | کچھ شکل سے درست وہ جوان بخت جواں دو سال
جادو کی نری آنکھ فقط معجزے کی چال | خورشید سے سُم برق کی دُم سنبلہ کی بال
قوت کی طبیعت تھی دلیری کا جگر تھا
سُرعت کا بدن، فہم کا دل عقل کا سر تھا

خواجہ آتش مرحوم نے پکار کر فرمایا "بھئی سلامت علی، خدا تم کو سلامت رکھے۔ کون کہتا ہے کہ تم فقط مضامین اچھے کہتے ہو۔ تم سے بہتر کوئی دوسرا شاعر زبان بھی نہیں کہہ سکتا۔" [۵]

(۱۴) اے باغِ طبع رنگِ بہارِ سخن دِکھا

سید نظیر الحسن فوق مہابنی نے "المیزان" کے ص ۶۳ میں اس مرثیہ کو غیر مطبوعہ تسلیم کیا ہے۔ یہ جناب سید محمد رشید صاحب کی قلمی جلد اوّل میں نمبر ۸ کے تحت شامل ہے اور جناب علی اکبر کے حال میں ہے۔

(۱۵) منقبت ہے چمن فصلِ بہاری کی ہے آمد

یہ مرثیہ ایک نایاب اور نادر مراثی کی جلد سے دست یاب ہوا۔ ثابت لکھنوی نے گھوڑے کی تعریف میں ایک مصرع نقل کیا۔ ع
جانے نہیں رسولوں کی دعا آنے میں تاثیر

---

[۴] حیات دبیر ص ۱۰۳ [۵] حیات دبیر ص ۱۵۳

کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مشہور مرثیہ کا مصرع ہو جس کا مطلع ہو ع
مقتل ہے چمن فصلِ بہاری کی ہے آمد[1]

ثابت لکھنوی دوسری جگہ حاجی سید جعفر حسین صاحب لندنی بیرسٹری
علوم مشرقی و مغربی سابق ممبر کونسل، کوٹہ وجے پور اور میر باقر حسین
بیری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"۱۸۷۱ء یا ۱۸۷۲ء میں میر وزیر حسین صاحب (مؤلف چمل مجلس شبیر وغیرہ) لکھنؤ میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ میں محرر رجسٹری تھا انھیں کے پاس رہتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک مجلس میر باقر سوداگر کے امام باڑے میں ہوئی۔ مرزا صاحب مرحوم نے نیا مرثیہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہو ع
مقتل ہے چمن فصل بہاری کی ہو آمد
ہجوم کی یہ کیفیت تھی کہ چھتوں پر لوگ لدے ہوئے تھے اور منڈیروں پر مثل گھوڑے کے سوار تھے اور درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ جب مجلس ختم ہوئی تو میر وزیر حسین نے جو مجلس میں موجود تھے، مرزا صاحب سے درخواست کی کہ مرثیہ جو ابھی پڑھا ہے مجھ کو مرحمت ہو۔ مرزا صاحب نے وعدہ فرمایا کہ بہت اچھا۔"[2]

حیات دبیر میں یہ بھی منقول ہے کہ مرزا صاحب نے مرثیہ جو ۱۲۰ بند پر ہے چار گھنٹے میں کہہ ڈالا تھا۔

اس مرثیے کا ایک قلمی نسخہ ۱۳۰ بند کا نور الحسن کوکب کے بستے بھی دستیاب ہوا اور یہ سید محمد نے لکھا تھا۔ مطلع یہ ہے ع
کیوں ذالب صد مہر ہر اک ذرہ ہو دن کا[3]

دبیر "دفتر ماتم" (جلد دوم) میں بغیر مقطع کے چھپا ہے اس میں ربط نہیں ہے اس کا مطلع یہ ہے ع
گل گشتِ گلستانِ اجل کرتے ہیں اکبر

---

[1] حیات دبیر صفحہ ۴۵۸ [2] حیات دبیر صفحہ ۵ [3] یہ قلمی نسخہ مرزا امیر علی جونپوری کی ملکیت ہے

(۱۶) اے طبعِ رواں سیفِ قلم جلد علم کر

اِس کا کوئی دوسرا نسخہ راقم کی نظر سے نہیں گزرا ہے اور یہ بھی
اس نایاب مراثی کی جلد میں ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ مرثیہ
جناب حضرت عباس کے حال میں نظم ہوا ہے اور مرزا دبیر کے شائع
مرثیوں میں شامل کرنے کے قابل ہے۔ دو بند غیر منقوط ہیں۔

(۱۷) اصغر یہ جب کہ پیاس کی شدّت سوا ہوئی

یہ مرثیہ تین نسخوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ایک قلمی اور دو مطبوعہ
دفترِ ماتم (جلد سوم) میں ۹۶ اور مطبع نول کشور کی جلد اول دسمبر ۱۹۲۷ء
میں ۹۵ بند ہیں۔ قلمی نسخہ کو کب کے بستے میں ۱۲۰۵ھ ہجری مطابق ۱۷۸۷ء
میں داخل کیا گیا تھا۔ سرورق پر کوکب کے دست خط ہیں۔ دونوں مطبوعہ
مرثیوں کا مطلع یہ ہے ع

بانوئے شیر خوار کو ہفتم سے پیاس ہے

اس مرثیے کی علامہ شبلی نے دل کھول کر تعریف کی ہے کہتے ہیں:

"مرزا دبیر نے اس واقعے کے بیان میں جو بلاغت صرف کی ہے اور
جو درد انگیز سماں دکھایا ہے، کسی سے آج تک ادا نہ ہو سکا۔" [1]

ثابت لکھنوی کہتے ہیں:

"جہاں تک میں نے بزرگوں سے سنا ہے، یہ مرثیہ مرزا صاحب مرحوم
نے اُس زمانے میں کہا تھا کہ جب لوگوں نے اُن سے اور میر ضمیر صاحب
اُن کے استاد سے بگڑوا دی تھی۔ میر ضمیر صاحب کے تمام شاگرد اور
طرف دار مرزا صاحب کے شانے پر تلے ہوئے تھے۔ غالباً محمد علی شاہ بادشاہ
سوم اودھ کا عہد تھا۔ چنانچہ مقطع میں اس کا اشارہ فرمایا ہے ع

برعکس ہے کوئی، تو کوئی برخلاف ہے

اس زمانے تک نہ میر انیس صاحب لکھنؤ میں فیض آباد سے تشریف لائے تھے

---

[1] موازنہ انیس و دبیر صفحہ ۲۷۹ مطبع مفید آگرہ سنہ ۱۹۰۷ء

اور نہ ان کی شہرت ہوئی تھی لہذا اس "برعکس" کو انیسیوں سے
کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اس وقت تک انیسؔ پیدا ہی نہیں ہوئے
تھے"۔ [1]

(۱۸) دستِ خدا کا قوّتِ بازو حسین ہے

اِس کے چار نسخے پیشِ نظر رہے ہیں، ایک قلمی اور تین مطبوعہ۔ قلمی نسخہ
بد صاحب کی جلد اوّل میں مرثیہ ۱۷ کے تحت درج ہے۔ ابتدا میں ایک
دہ ورق پر مطلع کے نیچے ۱۳۹ بند کی تعداد لکھی گئی ہے لیکن بند ۱۴۲ میں
ار ملتی ہے۔ یہ مرثیہ سب سے پہلے دسمبر ۱۸۷۵ء میں مطبع اودھ اخبار کی
د اوّل میں غلط اور بے ترتیب چھپا تھا۔ قلمی نسخہ اسی کی نقل معلوم ہوتا
ے۔ یہ "دفترِ ماتم" کی جلد ششم میں ۱۳۲ بند میں چھپا تھا۔ یہ بھی قلمی نسخہ
مطبع اودھ اخبار کے مرثیے کی طرح غیر مرتب تھا۔ آخر کار اسے مرزا محمد
اہر رفیع نے صحت و تصحیح کے ساتھ مطبع نول کشور کی جلد اوّل میں دوبارہ
ائع کیا تھا۔ قلمی نسخہ کا مقطع یہ ہے ؎

ب اختتامِ نظمِ مصیبت کرے دبیر — موزوں نہ قیدِ اہلِ رسالت کرے دبیر
تھ اپنے سوئے بابِ اجابت کرے دبیر — حق سے سوالِ مطلبِ حاجت کرے دبیر
یارب مجھے نصیب درِ شہ کی خاک ہو
تا نام میری خاک کا بھی خاکِ پاک ہو

(۱۹) مہرِ علمِ سرورِ اکرم ہوا طالع

پورا مرثیہ غیر منقوط ہے اور مرزا دبیر کے کمالات کا مظہر۔ مرزا صاحب
لے شاعر ہیں جنھوں نے صنعت مہملہ (غیر منقوط) میں رباعی، سلام اور مرثیے
ے ہیں۔ مولوی محمد حسین آزاد نے غلطی سے ایک غیر منقوط مرثیہ
"ہم طالع ہما مرادِ ہم رسا ہوا"
مرزا دبیر کے نام منسوب کیا ہے۔[2] یہ دراصل مرزا محمد تقی خاں اختر کا ہے۔

---

[1] حیاتِ دبیر ص ۵۸ ج ۲ [2] آبِ حیات ص ۵۴۲

اختر دبیر کے شاگرد تھے مگر بعد میں اُن سے انحراف کیا تھا۔[1] اختر کا غیر منقوط مرثیہ ۱۸۸۸ء میں مطبع اثنا عشری وزیر گنج لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ یہ مرثیہ غلطی سے مطبع یوسفی، دہلی سے ۱۹۱۸ء میں دبیر کے نام سے ۱۰۱ بند میں چھپا تھا۔ اس میں عطارد تخلص درج ہے ع

"ہوگا عطارد اسم معرّا ہمارا عام"

مرزا دبیر بے نقط میں عطارد اور محرر تخلص کرتے تھے۔ میر صفدر حسین لکھتے ہیں

"مرثیہ غیر منقوط کہ قریب دو صد بند است، یادگار آں جناب است۔ مصرع مطلعش ایں است ع "ہر علم سرور اکرم ہوا طالع" دریں مرثیہ تخلص محرر و عطارد است۔"[2]

راقم الحروف نے اس کے کئی نسخے مرزا محمد صادق کے پاس دیکھے ہیں ان سبھی نسخوں میں بندوں کی تعداد ۷۲ ہے مگر کسی نسخے میں تخلص عطارد یا محرر نظر سے نہیں گزرا۔

زیر نظر مرثیے کا مخطوطہ نو اوراق پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں کچھ غیر منقوط اور غیر مطبوعہ بھی ہیں۔ ان میں وہ رباعی بھی ہے جس میں عطارد اور محرر تخلص درج ہے ؎

کیا بخت دبیر کا مساعد نکلا　　خامہ رقمِ تازہ کا عطارد نکلا
ڈھونڈا جو صحیح تخلص بے نقط　　ہم نام دبیر کا عطارد نکلا

چوتھے مصرعے کے ساتھ بہ اختلاف نسخ "ہم نام محرر و عطارد نکلا" بھی درج ہے۔ مزید دو رباعیاں جو مرثیے کے ساتھ ہیں اور جو ہنوز غیر مطبوعہ ہیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

مدّاح ہوا مورد امداد رسولؐ　　کھولا در مدح کرم داد رسولؐ
سردار امم سرور حاکم مالک ملک　　واللہ رسولؐ اور اولاد رسولؐ

---

[1] حیات دبیر صہ ۴۲ [2] شمس الضحیٰ صہ ۹۹

عالم کو علم سرورِ عالم کا ہوا — ہمدم دم سرد آل آدم کا ہوا
مل کر مصراع آہ و مصراع ہلال — کامل مطلع مہ محرم کا ہوا

جس مجلس میں دبیر نے یہ غیر منقوط مرثیہ پڑھا تھا اس میں خواجہ حیدر علی آتش بھی موجود تھے۔ ثابت لکھنوی کے نانا میر محمد رضا تخلص ظہیر نے مرزا دبیر کا کلام بطور پیش خوانی پڑھا تھا۔ مطلع یہ ہے ؎

ہے عکس گیسو و رخ اکبر کہاں کہاں — سنبل کہاں کہاں ہے گل تر کہاں کہاں

میر محمد رضا ظہیر اس مجلس کا آنکھوں دیکھا حال ذیل میں بیان کرتے ہیں :۔

"مہر علم سرور اکرم ہوا طالع"۔ احوال حضرت ابی الفضل العباس علیہ السلام کا ہے۔ جب یہ مرثیہ تمام ہوا، مرزا صاحب نے اپنے گھر میں، کہ ابھی تک موجود ہے، ایک مجلس معین کی اور اس میں پڑھے چونکہ یہ خبر پیشتر سے مشہور ہو چکی تھی، تمام اشخاص کیا عام کیا خاص؛ سب مشتاق ہو کر صبح سے تشریف لے آئے۔ حالانکہ وقت مجلس سہ پہر مقرر ہوا تھا۔ اگرچہ کئی مکان جو متصل تھے ایک کر دیے گئے اس پر بھی تمام شہر کا مجمع ایک مکان میں کیوں کر ہو سکتا تھا۔ راستے بند ہو گئے۔ ہزاروں آدمی بھر گئے۔ مجلس میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ کوئی کوٹھا ہمسایوں کے مکانوں کا بھی ایسا نہ رہا جو سامعین سے مملو نہ ہو گیا ہو۔ اسی مجلس میں خواجہ آتش آئے تھے۔ بہر حال بعد ختم مجلس خواجہ صاحب نے کوٹھے پر سے پکار کر کہا کہ "مرزا صاحب یہ صنعت اس بے تکلفی کے ساتھ آپ کا حصہ ہے۔ یا تفسیر فیضی کی سنی تھی یا آج یہ مرثیہ سنا۔" یہ فرما کر رخصت ہوئے۔ اب بھی اس آواز کے سننے والوں میں سے کچھ لوگ باقی ہیں۔" [۵۱]

یہ مرثیہ سب سے پہلے "ماہ کامل" کے نام سے مہذب لکھنوی نے

---

[۵۱] تنقید آب حیات صد ۶

جنوری سنہ ۱۹۶۶ء میں ۲۸ بند میں شائع کیا تھا۔ پھر اسے ڈاکٹر صفدر حسین نے غیر مطبوعہ قرار دے کر نادراتِ مرزا دبیر میں ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔

(۲۰) عزیزو فکر کرو تعزیہ اُٹھانے کی

یہ مرثیہ مرزا دبیر کے ابتدائی کلام کا نمونہ ہے اور "دفتر ماتم" (جلد ہشتم) کے سبھی ایڈیشنوں میں صرف سات بندوں پر مشتمل ہے۔ اس مرثیے کے بارے میں جناب کاظم علی خاں تحریر فرماتے ہیں "راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق یہ مرزا دبیر کا مختصر ترین مطبوعہ مرثیہ ہے۔"[۱] مجھے اس مرثیے کا ایک پرانا قلمی نسخہ دستیاب ہوا ہے اس میں ۲۸ بند ہیں اور مقطع بھی ہے۔ مرثیہ کسی مستند نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔ آخر میں مقطع کے بعد "تمام شد، مقابلہ شدہ" کے الفاظ بھی درج ہیں۔ مخطوطہ مرزا دبیر کی زندگی میں نقل کیا گیا ہے اور اچھی حالت میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی پڑھے لکھے کاتب کا مکتوبہ ہے کیونکہ اس میں کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ قلمی نسخے میں مطبوعہ مرثیہ کے تین بند ۱، ۲ اور ۴ ہیں۔ ان تینوں بندوں کی بیتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

راقم السطور کی رائے میں مطبوعہ مرثیہ کے سات بند کسی سوز خواں نے سوز خوانی کے لیے منتخب کیے تھے۔ بعد میں یہ بند اہل مطبع کی غفلت سے بہ طور ایک مستقل مرثیے کے چھپ گئے بہرحال یہ مرثیہ مرزا دبیر کے ابتدائی کلام کا نمونہ ہے۔ راقم الحروف نے اسے پہلی مرتبہ مقطع سمیت دریافت کیا ہے۔ "دفتر ماتم" کے سات بندوں میں سے صرف دو بند قلمی نسخے میں موجود ہیں باقی سبھی بند ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ یہ مرثیہ مستند ہے۔ پرانے

---

[۱] ماہنامہ کتاب نما دبیر نمبر صفحہ ۱۱۲۔ ستمبر ۱۹۷۶ء

زمانے کے کشمیری کاغذ پر لکھا ہوا ہے اور نور الحسن کوکب کے کتاب خانے میں بھی رہ چکا ہے۔ اب مرزا امیر علی جون پوری کی ملکیت ہے۔

اکبر حیدری

مرثیہ ۱

ہو کس علم کا شعاع آفتاب کی لو (۱) بو کس علم کی چوب میں ہو بوتراب کی
ہو کس پھریرے میں کوثر کے آب کی — یہ شان ہو نشانِ رسالت مآب کی
نقشہ علم کے پنجہ میں اللہ کا ملا
نامِ خدا نشاں سے نشان خدا ملا

جہادِ شاہ ثریا جناب ہے (۲) فوجِ حسینؑ کے ظفر ہم رکاب ہے
رق سے واں علم آفتاب ہے — یاں نور کا نشاں علم بوتراب ہے
روشن علم سے آئینۂ مشرقین ہے
مشرق میں شمس، عکسِ نشانِ حسینؑ ہے

کی شاخ تیشۂ قدرت نے کی قلم (۳) اور نورِ نخلِ طور بھرا اس میں تا قلم
بادتوں کی راستیٔ قول اس میں ضم — بے پردہ ہو کے عفو بنی پوشش علم
جب باندھ کر پھریرے کو سیدھا علم کیا
صانع نے پردے میں یدِ طوبیٰ علم کیا

پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی — پانی ہو کس پھریرے ہمت سحاب کی
یہ شان ہو نشانِ رسالت مآب کی — چوبِ علم کلید ہے جنت کے باب کی
نقشہ علم کے پنجے میں اللہ کا ملا
بندوں کو اس نشاں سے نشانِ خدا ملا

دامن ہے کبریا کا سراپردۂ جلال (۴) ماہی مراتب اُس سے ہے شاہوں کا پائمال
بکھرا ہوا ہے شیر پھریرے کا بے جدال شیرِ فلک کو دیکھ کے ہوتا ہے لال لال
روباہِ شام کانپتے ہیں اُس کی شان سے
بو آرہی ہے شیرِ خدا کی نشان سے

نورِ خدا سے قالبِ خیر الاُمم بنا (۵) سایہ نبیؐ کا ہو کے مجسّم علم بنا
دال ابر چترِ فرقِ نبیؐ ہر قدم بنا یاں پوششِ علم وہ سحابِ کرم بنا
دامن اڑا تو چرخ پہ یہ غُلغلا ہوا
دیکھو خدا کے فیض کا چشمہ کھُلا ہوا

اب رایتِ زباں سرِ منبر علم کروں (۶) پھر معنیِ بلند کا لشکر بہم کروں
مجلس پہ آشکار دقائقِ علم کروں رایت میں سلکِ نظم کے پرچم کو ضم کروں
مشتاقوں کو زیارتِ رایت ضرور ہے
اس رایتِ نبیؐ کی درایت ضرور ہے

جب شاہِ انبیا کو ہوئی خواہشِ علم (۷) آئی ندا فلک سے ابھی بھیجتے ہیں ہم
جاری ہوا یہ حکمِ خداوندِ محترم ہاں قدسیوں علم کی درستی کرو بہم
تیار میرے دوست کی خاطر نشاں کرو
یعنی علم کی فکر میں خاطر نشاں کرو

موجود کارخانۂ قدرت میں کیا نہیں (۸) محبوب کوئی غیرِ خدا کے ورا نہیں
رایت زمیں پہ لائقِ فوجِ خدا نہیں حاشا کسی علم میں جناں کی ہوا نہیں
ہوگا، نہ تھا، نہ آج یہ رتبہ کسی کا ہے
جو کچھ خدا کے گھر میں ہے وہ سب نبیؐ کا ہے

عرض قدسیوں نے کہ صدقت یا ودود (۹) ہم بھی ترے نبی پہ سدا پڑھتے ہیں درود
تر ہے جو ہو مصلحتِ واجب الوجود — فوجِ محمدی کی ہمیشہ رہے نمود
آئی ندا کہ رتبۂ طوبیٰ بلند ہے
ہم کو اسی کی شاخ کا رایت پسند ہے

دسی یہ سُن کے جانبِ طوبیٰ ہوئے ہوا (۱۰) حکم خدا و شوقِ پیمبرؐ کیا ادا
وبیٰ نے جھوم جھوم کے طوبیٰ لکم کہا — شاخیں جو تھیں گھنی ہوئیں پھیلیں وہ جا بجا
ہر شاخ چاہتی تھی کہ میں سرفراز ہوں
ہو کر قلم نشانِ رسولِ حجاز ہوں

وبیٰ نے بھی زبانِ ادب سے کیا خطاب (۱۱) جو حکمِ ذوالمنن ہے بجا لاؤ تم شتاب
یوندِ نخلِ دیں سے میں ہوتا ہوں باریاب — اک شاخ کی جدائی میں ملتے ہیں دو ثواب
حکمِ خدا جدا ہے نبیؐ کی خوشی جدا
اچھی سی اچھی شاخ مری ہو ابھی جدا

اٹی جو شاخِ سبز فرشتوں نے ایک بار (۱۲) حورانِ سبز پوش ہوئیں چار آشکار
اک علم سے چار علمداروں کے دوچار — قد بارِ غم سے خم صفتِ شاخِ میوہ دار٥
دو بولیں ہم ہیں حمزہ و جعفرؑ کے واسطے
اک نے کہا میں زیدِ دلاور کے واسطے

ب سے ہوا تھا حورِ چہارم کا شورشین (۱۳) وارث کی لاش پر زنِ بیوہ کے جیسے بین
تی تھی ہائے بازوے سلطانِ مشرقین — قربانِ حاملِ علمِ حضرتِ حسینؑ

---

٥ نسخہ — تھے باغ باغ حکمِ خدا سے وہ با صدا۔

ہیہات جب یہ نہر پہ بے دست ہوئیں گے
تو تیر ایک آنکھ میں پیوست ہوئیں گے ۵

قدسی پکارے نام لکھا اس نے بھر کے آہ (۱۴) عباسؑ حامل علم شاہ کم سپاہ
یہ سن کے قدسیوں کی بھی حالت ہوئی تباہ بولے کہ اس عزا کی جزا دے تجھے اِلٰہ
حالی ترے بیاں سے ہوا حال رونے کا
پر کیا سبب ہے سر پہ نہ برقع کے ہونے کا

چلائی سر کو پیٹ کے وہ حورِ خوش سیر (۱۵) کیا تم کو ہائے اس شدنی کی نہیں خبر
پیاری پھرے گی ابن علی کی برہنہ سر چھینے گا اس یتیم کے دُر شمرِ بد گہر
آگے نہ کچھ بیاں کیا نالہ کش ہوئی
منہ پر طمانچے مار کے وہ حور غش ہوئی

القصہ قدسیوں نے بار شاہِ کبریا (۱۶) اُس شاخ کو درست مثالِ علم کیا
استبرقِ جناں کا پھریرا لگا دیا ہدیہ خدا کا لائے پئے شاہ انبیا
غازی نشانِ فتح کی تسلیم کو اُٹھے
ربّ ہدا کے ہدیے کی تعظیم کو اُٹھے

---

۵ دفتر ماتم جلد اول میں یہ بند اس طرح ہے

بخشی جسے خدا نے دو عالم کی زیب و زین سقائی سکینہ علم داریِ حسینؑ
سمجھیں گے یہ اطاعت شبیرؑ فرض عین جان اپنی ان کو جانے گا زہراؑ کا نور عین
جب نہر علقمہ پہ یہ بے دست ہوئیں گے
تو تیر ایک آنکھ میں پیوست ہوئیں گے

(۱۷)
پھر دست بو[...] بازوے خیبر الوا رہا — [...]ی کے سر پہ سایہ فگن یہ ہُما رہا
جعفرؑ کے شانے پہ یہ نشانِ فتح کا رہا — [...]س کے دوشِ زید پہ جلوہ نما رہا
کیا کیا جواں نبیؐ کے گھرانے سے اُٹھ گئے
اِس کے اُٹھانے والے زمانے سے اُٹھ گئے

(۱۸)
کس خضرِ تشنہ لب کو یہ ابرِ کرم ملے — [...] دیکھیے کسے یہ حسینیؑ علم ملے
لکھنے کو فردِ بخششِ اُمت قلم ملے — [...]یں میں قبالۂ باغِ ارم ملے
کس کا یہ حق ہے معرکۂ کارزار میں
اک پاؤں سے کھڑا ہے علم انتظار میں

(۱۹)
پنجہ چمک میں غیرتِ خورشید و ماہ ہے — [...]نشان ہے علم کی عجب عزّ و جاہ ہے
یہ راستی شرعِ نبیؐ کا گواہ ہے — [...] زمیں فلک پہ تو سیدھی یہ راہ ہے
شمشاد اس نشان سے کیا سامنا کرے
سایہ ہوا ہے سرو کو اپنی دوا کرے

(۲۰)
سرگوشیاں ہیں گوشوں میں ہر بار جا بجا — [...]ح خدا امیر بھی ہیں طلب[...]ار جا بجا
مشتاق ہیں عزیز اور انصار جا بجا — [...]ف ہے ایک اور خریدار جا بجا
اک عہدۂ جلیل یہ ہے مشرقین میں
دیکھیں کسے نصیب ہو عہدِ حسین میں

(۲۱)
واں وارثِ علم کا بھی شانا پھڑک گیا — [...]ت کے جوش میں جو علم یاں لچک گیا
واں شعلۂ اشتیاق کا دل میں بھڑک گیا — [...]شِ آفتاب جو پنجہ چمک گیا
پائے گا اِس نشان کی کب چھاؤں دوسرا
حامل کے پاس آئے جو ہو پاؤں دوسرا

(۲۲)
ہر چند سب یہ شاق ہو امید و انتظار
پر تابع رضائے حسینؑ ہیں جاں نثار
زینب کے یادگار علم کے ہیں ورثہ دار
لیکن بڑا یہ کہتا ہو چھوٹے سے بار بار
بھائی علم کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیو
حضرت کو اور علم کو برا بر نہ دیکھیو

(۲۳)
اولاد پر سوالِ علم کا جو ہے گماں
در پر کھڑی ہوئی ہیں پس پردہ بی بیاں
بانو یہ کہتی ہو مری خاطر تو ہو نشاں
قانع ہو اور غیور مرا اکبرِ جواں
غیر از توکّل اور دعا مانگتے نہیں
رہتے ہیں بھوکے، مجھ سے غذا مانگتے نہیں

(۲۴)
فضّہ کو حکم دیتی ہو زینب کہ رن میں جا
طالب کہیں علم کے نہ ہوں میرے دلربا
دادا ہو جعفران کا تو نانا ہے مرتضیٰ
کہیو رضا حسینؑ کی منصب سے ہو سوا
آقا کے جو شرف ہیں وہ معلوم ہیں تمہیں
مانگا علم تو دودھ نہ بخشوں گی میں تمہیں

(۲۵)
کس دن کے واسطے طلبِ رایتِ ظفر
ناری بہت جیو گے جواب تم، تو دو پسر
یہ دو پسر رلائے گی زینبؑ کو عمر بھر
دنیا سے آج فوجِ حسینیؑ کا ہے سفر
گھر سے تمھیں حسینؑ کے صدقے کو لائی ہوں
میں بے نشان ہونے کو یثرب سے آئی ہوں

(۲۶)
ناگہ وہاں حسینؑ کا جاسوسِ معتبر
آیا عُمر کا نظم و نسق دیکھ کر ادھر
عباس کی طرف کو مڑے شاہ بحر و بر
فرمایا سن لو اس سے کہ لایا ہو کچھ خبر
یہ ہو شیار خیمۂ عفت قریب ہے
پردے کے پیچھے زینب غربت نصیب ہے

غصے میں آکے زیرِ فلک ننگے سر نہ ہو (۲۷) ...چاک بنتِ علی کا جگر نہ ہو

دشتِ نجف میں شیرِ خدا نوحہ گر نہ ہو ...کسی خبر کی بہن کو خبر نہ ہو

مجھ سے بہن کی آس ابھی ٹوٹ جائے گی

مجھ کو نہ روئے گی وہ مجھی کو رلائے گی

فرمایا کہہ، کیا ہے وہاں کا مشاہدہ (۲۸) ...لائے گوشے میں اس کو علاحدہ

انیس لاکھ جمع ہوئے ہیں ملاحدہ ...ہی بنا یہ لڑائی کا قاعدہ

سترّ دو تن کو خوب ضیافت کھلائیں گے

انیس لاکھ تیغوں کا پانی پلائیں گے

بیٹے کے عہد دیتا ہے عہدے انھیں عمر (۲۹) ...ہیں جو نام برآوردہ اہلِ شر

قتلِ حسینؑ، قیدِ حرم، ضبطِ مال و زر ...ہے بیچ کے ولی عہد کا ضرر

کیا دل لئے بدے رے کے بیٹے شاہ سے پھرا

ایمان سے، رسولؐ سے، اللہ سے، پھرا

واقع وروغ پیشہ، ہے داروغۂ فرات (۳۰) ...کا منتظم ہے حصین زبوں صفات

کہتا ہے پہرے والوں سے ہر دم عمر یہ بات ...کو تحطِ آب سے اللہ دے نجات

ہاں سرفروشو، جان لڑانا لڑائی میں

پیاسوں کے خوں کی نہر بہانا ترائی میں

فرماں روائے میسرہ ہے شمرِ زشت نام (۳۱) ...مرقعِ ترتیبِ فوجِ شام

لیکن وریدِ نام، عمر کا جو ہے غلام ...یہ وارثِ حجاج کا مقام

گردوں پہ اب دماغ ہے اس کج کلاہ کا

اس کو علم دیا ہے عمر نے سپاہ کا

ہاں اب تلک نشاں بھی علم دار کا نہیں (۳۲) افسوس کچھ درستیِ فوجِ خدا نہیں
ساعت بھی کوئی جنگ کی ٹھہری ہوئی نہیں   فرمایا اختیارِ بشر میں قضا نہیں

بھائی نہیں یہ سفرِ مرگ آج ہے
ساعت کے دیکھنے کی نہیں احتیاج ہے

بولا وہ سر جھکا کے بجا کہتے ہیں حضور (۳۳) لیکن بڑے حضور سے اظہار ہے ضرور
لایا ہوں ٹھیک ٹھیک خبرِ لشکرِ غرور   بڑھ کر ادب سے تھم گئے عباس ذی شعور

رخ اپنا سوئے اکبرِ عالی نسب کیا
اور آنکھ کے اشارے سے ان کو طلب کیا

غازی کے پاس آئے جو ہم شکلِ مصطفےٰ (۳۴) دہرائیں ان سے سب خبریں اور یہ کہا
حضرت کو آپ جا کے سنائیں یہ ماجرا   وہ بولے آپ ہی نہ کہیں چل کے میں فدا

فرمایا عارفانہ تجاہل نہ کیجیے
تکلیف اس بیان کی ہم کو نہ دیجیے

حاملِ علم کا دھیان ہے ابن سعد کا غلام (۳۵) عباس یاں غلامِ شہنشاہِ خاص و عام
سمجھے ہیں اس خبر کے تأمل کا ہے مقام   سمجھیں کہیں نہ حسنِ طلب قبلۂ انام

ہے آرزو علم کی نہ دنیا کے چین کی
ہم کو تو سلطنت ہے غلامی حسینؑ کی

باتیں چچا بھتیجوں میں ہوتی تھیں یاں بہم (۳۶) ناگاہ مسکرا کے پکارے شہِ امم
بھائی بڑے غیور ہو سمجھتے ہیں ہم   یاں سب تمہاری ملک ہے اے حافظِ حرم

ہم سے کہو عمر نے دیا ہے نشاں کسے
ہوگا غنی پہ حسنِ طلب کا گماں کسے

[…]ے یہ ہوگا حسنِ طلب کا ہمیں خیال (۳۷) اماں کے مہر پہ بھی تصرف ہے یاں محال
[…]جو آپ کا ہو خدا دے گا بے سوال باقی جو میرا مال ہو وہ سب تمہارا مال
مختار طبل و فوج کے، اہل و عیال کے
مالک تمام گھر کے مری جان و مال کے

[…]سب کی دل شکنی کا تعجب کیا (۳۸) بیت الشرف سے مصحف [illegible] طلب کیا
[…]سورہ فاتحہ کا ورد لب کیا دیکھی جو فال بہرِ علم شکرِ رب کیا
بولے جو اپنی رائے تھی رایت کے باب میں
نکلا خدا کا حکم وہی اِس کتاب میں

[…]لازمانِ شہِ کربلا بڑھے (۳۹) پڑھنے کو سب عبادتِ حکمِ خدا بڑھے
[…]منصبِ علمِ مصطفیٰ بڑھے لیکن نہ بازوئے شہِ گلگوں قبا بڑھے
دونوں قدم زمینِ ادب میں گڑے رہے
سر خم کیے کھڑے تھے جہاں پر کھڑے رہے

[…]، تو کیا ملک بھی نہیں ایسے مستقل (۴۰) تھا سروِ بوتراب، قناعت سے پابہ گل
[…]حسن ان کی اطاعت کے متصل پہلو میں وجد کرنے لگا شاہِ دیں کا دل
رونے لگے حسینؑ نصیب ان کے لڑ گئے
آنسو کے قطرے نام مبارک پہ پڑ گئے

سب فوج دیکھنے لگی آ آ کے متصل اپنی جگہ کھڑے رہے عباس مستقل
گویا علیؑ کا سروِ حیات تھا پابہ گل بے جنبش اس ادب سے ہوا شاہِ دین کا دل
رونے لگے حسینؑ نصیب اُن کے لڑ گئے
اشکوں کے قطرے نام مبارک پہ پڑ گئے

ناطق ہوا یہ مصحفِ ناطق اِدھر اُدھر (۴۱) شانِ نزولِ مصحفِ زہرا کی دو دل
روتی تھی جب نبی کو نہایت وہ بے پدر کہتا تھا جبرئیل سے خلاقِ بحر
جاؤ یتیم خیرِ وریٰ کو قرار دو
ہلتا ہے عرش، عرشِ خدا کو قرار دو

یہ حکم ذوالجلال جو پاتے تھے جبرئیل (۴۲) ارض و سما کے بیچ میں آتے تھے جبر
افسانہ عجیب سناتے تھے جبرئیل خیر النساء کو ہوش میں لاتے تھے جبر
جو ذکر جبرئیل خرد مند کرتے تھے
بابا وہ حرف حرف قلم بند کرتے تھے

کھولا ابھی جو مصحفِ خاتونِ دوسرا (۴۳) یعنی علم کے واسطے حکمِ خدا ہ
نکلا سرِ ورق یہ قصۂ عاشورِ کربلا لکھتے ہیں یہ زبانیِ جبرئیل م
فوجِ خدا کی زیب ہے سالاریِ حسینؑ
عباسؑ پر ہے ختم علمداریِ حسینؑ

پھر ہاتھ میں لیا علم شاہِ اُمم (۴۴) عباس کی طرف کو بڑھے خود کئی ق
فرمایا تم کو شرم تھی سو آپ آئے ہم لو بھائی لو، خدا نے تمھیں کو دیا ع
حمزہ کی ارث پائی ہمیں نذر دیجیے
ہاتھوں پہ رکھ کے سر دو پکارے کہ لیجیے

چھاتی سے سر لگا کے دعا دی امام نے (۴۵) بخشا علم نشانِ رسولِ انام
تسلیم کی حضور کو اس نیک نام نے لے لے کے نذر پنج تنی آئے سا
سیدھی تو چوب بازوئے شاہِ اُمم نے کی
خیمے میں یاں علم کی زیارت حرم نے کی

...ے کے عونؑ و محمدؑ ملک شیم (۴۶) اک گوشے میں کھڑے تھے کیے گردنوں کو خم
...یہ کہ فدیۂ اوّل ہوئے نہ ہم ہوتے ہیں پہلے فوج کے سب حاملِ علم
سبقت نصیبِ حضرتِ عباس ہو گئی
تھی آس پہلے مرنے کی، اب یاس ہو گئی

...نے عمر کے جو دیکھا یہ ماجرا (۴۷) جا کر کہا عمر سے خداوند کچھ سنا
...لیا؟ کہا، کہ مبارک کرے خدا واں تفرقہ سپاہِ حسینی میں پڑ گیا
منصب جو اپنے جد کا نہ پایا خفا ہوئے
جعفرؑ کے پوتے فوجِ خدا سے جدا ہوئے

...بیں نسب میں یہ سیفِ خدا سے ہیں (۴۸) عباس ہیں علی کے خلف؟ یہ نواسے ہیں
...ں حمیّتِ مہر و وفا سے ہیں ہفتم سے سب کے ساتھ یہ بچے بھی پیاسے ہیں
اب ہو گیا یقین ظفر یاب ہم ہوئے
شیرِ خدا کے بیٹے سے دو شیر کم ہوئے

...ٹھا کے کہنے لگا شمرِ بدشعور (۴۹) ہاں سچ تو ہے کھڑے ہیں الگ سب سے وہ غیور
...ے کہا کہ ان کا ملا لینا ہے ضرور تجھ کو ہی جوڑ توڑ کا اپنے بڑا غرور
ہاں ہدیۂ یزید کو زینب کے لال لا
دو لختِ دل حسین کے دل سے نکال لا

...بل دلیروں کی خدمت میں جائیو (۵۰) مرتے ہیں بات پر نہ اجل سے ڈرائیو
...ے عاجزی سے خوشامد سے لائیو غصے کے وقت آنکھ نہ ان سے ملائیو
صحبت رہی ہے فاطمہ کے نورِ عین کی
دیکھی ہیں آنکھیں کھول کے آنکھیں حسین کی

(۵۱) آداب عرض کیجیو اور یہ پیام — لے کشتیاں بھی میووں کی اور سرِ جام بھی
کو یہ تمہاری مِلک ہے اور مُلکِ شام — ہونا ہے پیشوائی کو حاضر غلام بھی
نقارے بج رہے ہیں سلامی کے واسطے
سردار مستعد ہیں غلامی کے واسطے

(۵۲) لے جا تو چار پانچ علم فوجِ شام — روٹھے ہیں اک علم پہ یہ شاہِ انام سے
پھر کا چراغِ نور کو حسنِ کلام — سمجھا بجھا کے ان کو جدا کر امام سے
آئیں گے بھانجے جو شہِ دیں سے چھوٹ کر
ہم سے ملیں گے اور بھی بھائی ان کے ٹوٹ کر

(۵۳) گر ضد کریں کہ لیں گے پیمبر ای کا — آتا ہے رحم دونوں کے بچپن پہ دم بہ دم
پر کب، کہ جب حسینؑ کا سر ہوئے گا — کہنا کہ یہ خوشی بھی تمہاری کریں گے ہم
حاضر ہیں ہم برات کے سورہ پہ مُہر کو
عباسؑ کا علم بھی تمہیں دیں گے ظہر کو

(۵۴) یہ بھی ہے کوئی کام ابھی لائے ان کو — سینہ پہ ہاتھ رکھ کے پکارا وہ بدشیم
پٹکوں میں جن کے نصب جواہر تھے یک — اچھے سے اچھے اُس نے چُنے جلد دو علم
دو کشتیاں تھیں ایک میں تو سرو جام تھے
اور ایک میں چُنے ہوئے میوے تمام تھے

(۵۵) تدبیر کے الٹنے کو تقدیر درمیان — آگے گمانِ بد ہوا پیچھے وہ بدگماں
آیا وہاں، کھڑے تھے یہ دونوں خضر جہاں — رعشہ کی ہر قدم تھی ندا بھٹک یہاں وہاں
دونوں پہ آنکھ ستمگر کی جو یک بیک پڑی
نخوت پسینہ بن کے جبیں سے ٹپک پڑی

اے وارثانِ حیدرؑ و جعفرؓ مرا سلام (۵۶) …م ہو کے نیم قد یہ کیا شمر نے کلام
واللہ آج تم پہ ہی جرأت کا اختتام … یہ آن بان مان گئے رستمانِ شام

یہ بانکپن نظر میں کھپا جی میں گڑ گیا
سکہ دلوں میں آپ کی غیرت کا پڑ گیا

تم کو نہ حاملِ علمِ مصطفےٰ کیا (۵۷) …یراں ہیں سب یہ آپ کے ماموں نے کیا کیا
شکر ہے اُن کے آپ اُٹھ آئے بجا کیا … منصب تمھارا بھائی کو اپنے عطا کیا

سمجھیں نہ جب بزرگ تو خُردوں کو چارہ کیا
اُلفت خدا کی دین ہے اس میں اجارہ کیا

حاضر یہ دو علم ہیں قبول ان کو کیجیے (۵۸) …تیر اب علم بھی جو دیں تو نہ لیجیے
شوقِ لہو کی پیاس ہے پانی تو پیجیے … ب کچھ ہے چاہیے جسے جو آپ دیجیے

ناحق ہے سوچ شوق سے تشریف لے چلو
سردار نذر دینے کھڑے ہیں چلے چلو

دھیان اپنی اماں جان کے پردے کا ہے ضرور (۵۹) …فضلِ خدا سے عاقبت اندیش ہیں حضور
پیوندِ خاک پردۂ شب میں ہوا جو نور … س نورِ حق کی آنکھ کا ہے نور وہ غیور

دنیا پھرے، زمیں پھرے، آسماں پھرے
پر ننگے سر نہ تم سے دلیروں کی ماں پھرے

یثرب کو دھوم سے ہو روانہ بس اور کیا (۶۰) …و فوج و ملک و مال خزانہ بس اور کیا
فرمائیے ہاں زبان سے یا نہ بس اور کیا … ہیں نذرِ خسروانِ زمانہ بس اور کیا

بیت الشرف کے در پہ جہاں التجا کرے
اور پانچ وقت نوبتِ شاہی بجا کرے

ہر قوم و ہر دیار کے یاں بھی ہیں کج کلاہ (۶۱) رن کی بساط، تیغ کا دم، رونقِ سپاہ
دُرِّ نجف نہیں مگر ان میں خدا گواہ فرمائیے جو آپ قدم رنجہ واہ واہ
جب ہاشمی کہیں کہ جگر ہم نبیؐ کے ہیں
چلاؤں میں ادھر بھی نواسے علیؑ کے ہیں

سرتاج تشنگاں کا جو سر کاٹ لائیں گے (۶۲) وہ مسندوں پہ تم کو برابر بٹھائیں گے
سجاد ننگے پاؤں سوئے شام جائیں گے زنداں میں بوریا بھی نہ سونے کو پائیں گے
ہو یا نہ ہو رہائی کبھی اُس اسیر کی
تم سے بڑھے گی نسل، جناب امیر کی

یہ سن کے آپ میں نہ محمدؐ رہے نہ عونؑ (۶۳) دو عرش کانپے یا تہ و بالا ہوئے دو کون
غصے سے سرخ ہو گیا یاقوتِ رخ کا لون شبیر خدا کے شیر جو بپھریں سنبھالے کون
تن تن کے صاف سینوں کی ڈھالیں سنبھال لیں
آدھی سروہیاں کمروں سے نکال لیں

اللہ رے پاسِ شرعِ شہنشاہِ انبیا (۶۴) چھوٹے نے عینِ طیش میں یہ عونؑ سے کہا
یہ ایلچی ہی فوج کا اس کو زوال کیا بولا وہ یاد کیجیے مسلم کا ماجرا
کیا ایلچی حسینؑ کا وہ بے وطن نہ تھا
تشہیر لاش ہوتی تھی غسل و کفن نہ تھا

چلایا شمر لو ابھی مسلم کا خوں بہا (۶۵) حاضر ہے سر بھی لاش بھی دفناؤ ایک جا
کہتا ہوں پھر قصور معاف آگے جو رضا اب بھی سمجھیے، دیکھیے اپنا برا بھلا
ماتھے پہ باندھ لیجیے دو سہرا تو باپ کو
دولھا تو کہہ کے لاش پہ ماں روئے آپ کو

(۶۶)
نعرہ کیا علیؑ کے نواسوں نے یک بیک — بس بس زیادہ منہ سے نہ اب اہانت بک
چپ نابکار، چپ سرک او بے ادب، سرک — تیرے فریب و مکر سے اب کانپ اٹھے فلک
بہکا انھیں خدا کو جو پہچانتے نہ ہوں
ظالم یہ ان سے کہہ جو تجھے جانتے نہ ہوں

(۶۷)
او صبحِ کاذبِ افقِ شامِ تیرہ فام — آئی جنابِ مخبرِ صادق سے یہ کلام
او غولِ وادیِ ستم و کفرِ اہلِ شام — دن کو چراغِ مکر جلانا ہے تیرا کام
ابلیس تو ازل ہی سے آدم فریب ہے
تو آدمی کی شکل میں عالم فریب ہے

(۶۸)
لایا ہے وہ علم بھی، تو مکار ہے بڑا — سیدی تو ہے یہ بات عقیدے میں بل پڑا
پیغمبری علم سے نہ ذہن غیبی لڑا — سدرہ ہے اس کے سامنے اک پاؤں سے کھڑا
رتبہ ترے نشانوں کا ایسا ہوا بھی ہے
جعفرؑ نے اور حمزہؑ نے ان کو چھوا بھی ہے

(۶۹)
او جاہلِ شریعتِ پیغمبرِ انام — انصاف میں حسینؑ کے تجھ کو ہے کیا کلام
جن کا خدا خدا ہے حسینؑ ان کے ہیں امام — شانِ امام یہ ہے کہ عادل ہو والسلام
منصف ہیں یہ، کریم ہیں یہ، مقتدا ہیں یہ
برحق، وزیرِ اعظمِ ذاتِ خدا ہیں یہ

(۷۰)
کل روزِ حشر ان کی عدالت کو دیکھنا — دشمن پہ قہر، دوست پہ رحمت کو دیکھنا
تقسیم کرتے دوزخ و جنت کو دیکھنا — کس طرح بخشواتے ہیں امت کو دیکھنا
کام ان کو صبر سے ہے کہ باقی جہاں رہے
انصاف اگر کریں تو نہ تیرا نشاں رہے

(۷۱) روزِ اُحد نبیؐ کے علم دار تھے نہ تھے | ہم دوشِ حمزہؓ حیدرِ کرار تھے نہ تھے
شاہِ نجف کو یہ درِ شہوار تھے نہ تھے | عباسؑ اِس علم کے سزادار تھے نہ تھے
توبہ خدا ہم اس پہ امامِ ہدا سے ہوں
بیٹے کے ہوتے نانا کے وارث نواسے ہوں

(۷۲) طاقت بجز حسن لیاقت بھی چاہیے | اس بار کے اٹھانے کو طاقت بھی چاہیے
دل کو وفا زباں کو صداقت بھی چاہیے | حامل کو اس علم کے رفاقت بھی چاہیے
ایسا ہو منتظم کوئی تیرے قیاس میں
لاکھوں سے جو لڑے بہتر کو پیاس میں

(۷۳) اُن کو ملا ہمیں کو ملا قیل و قال کیا | ہم اور وہ ہیں ایک تجھے ہو خیال کیا
حکمِ امام میں ہو تفاوت مجال کیا | یہ تو ہماری عینِ خوشی تھی ملال کیا
اس رہنما پہ خضر بھی، الیاس بھی نثار
ہم بھی، علم بھی، فوج بھی، عباس بھی نثار

(۷۴) اور کس قطار میں یہ سگِ لشکرِ پلید | او شمر کس شمار میں تو اور تیرا یزید
شاہوں میں بند و بست تھا شدّاد کا شدید | آج اس کی خاک تک بھی زمیں سے ہے ناپدید
نمرود کو خدائی کے دعوے سے کیا ملا
بندوں میں جس نے ترکِ خودی کی خدا ملا

(۷۵) درباں ہو ایک در پہ حیات ایک پر قضا | دروازے اس چمن کے ہیں دو اک سے اک جدا
اک در سے آ تماشے کو اور ایک در سے جا | مشتاقِ سیرِ باغ کو عبرت کی ہے ندا
شاہ و گدا کا مسند و بستر سے کوچ ہے
اک در سے داخلہ ہے اور اک در سے کوچ ہے

…روز اک طلسم بنا اور بگڑ گیا (۷۶) یاں شب کی شب بسا جو مسافر اجڑ گیا
…ل نہالِ تازہ جما آج اکھڑ گیا نامِ خزاں کا سکہ زرِ گل پہ پڑ گیا
یاں دس نہ سن حساب کا کچھ ہیر پھیر ہے
ناقے کسے کھڑے ہیں سواری کی دیر ہے

…شوق نامۂ ہستی ہے یک قلم (۷۷) پیکِ اجل پکارتا ہے نامہ بر ہیں ہم
…مہ جبیں پہ نشاں ٹھیک ہیں قلم پہنچے مقامِ گور سے یہ خط سوئے عدم
کل ایک ہفتہ باغ میں گل میہمان ہے
سبزہ گل بہار کی رخصت کا پان ہے

…سیم و زر کے جو اہلِ درم لگائیں (۷۸) بھولے سے ہم نہ ہاتھ خدا کی قسم لگائیں
…ں میں شہ کا سرمۂ خاکِ قدم لگائیں پارس کے بھی پہاڑ کو ٹھوکر نہ ہم لگائیں
سب نے زباں سے آب و غذا کا مزا لیا
ہم نے فقط زبان سے نام خدا لیا

…دِ ذوالمنن سے اگر بہرِ امتحان (۷۹) پیدا ہوں سو ہزار زمیں، لاکھ آسماں
…بے لاکھ شہر بسیں ان کے درمیاں ہستی بھی جاوداں ہو حکومت بھی جاوداں
لینے کا سلطنت کے نہ زنہار نام لیں
ہم دونوں ایک دامنِ شبیرؑ تھام لیں

…درہ کی چشم نے ہم سے نہ صف شکن (۸۰) گوشِ سپر نے بھی نہ سنے ہم سے تیغ زن
…ہیں نہ خود نے بھی ہم سے تیغ زن شیئو کوئی گھڑی میں جو کچھ بولتا ہے رن
اقبال سے حسینؑ علیہ السلام کے
ایسے لڑیں کہ قلعے ہیں روم و شام کے

عباسؑ ابنِ شیرِ خدا مدظلہ (۸۱) ماموں ہمارے صلِّ علیٰ مدظلہ
رایت کشائے فوجِ خدا مدظلہ سایہ ہے جن کا بالِ ہما مدظلہ

ستر دو تن تمام زمانے میں نیک ہیں
عباسؑ اُن چنے ہوئے نیکوں میں ایک ہیں

اُن کو علم مِلا تو ہمیں کو مِلا علم (۸۲) خاطر ہماری ایسی ہے ان سے کہیں جو ہم
ادنیٰ کو بخش دیں علمِ خسروِ اُمم پر ہم تو خوش ہیں اب، کہ شرف دو ہوئے

سردار ایک ماموں، علم دار دوسرا
ہم سا بھی ہے جہاں میں نمودار دوسرا

عرشِ عُلا ہے فرشِ ضیا گسترِ حسینؑ (۸۳) آنکھیں ہیں عرشیوں کی سوئے لشکرِ حسینؑ
افلاک ہیں محافظِ نہ دفترِ حسینؑ ہم کیا بڑے بڑے ہیں نمک پروردِ حسینؑ

حق نے ہماری نانی کو جب کد خدا کیا
آب و نمک جہیز میں بالکل عطا کیا

قدرت یہ ہے کہ غیب کے اسرار دیکھ لیں (۸۴) اپنے محل سے خُلد کا گلزار دیکھ لیں
چیونٹی کی پا اندھیرے میں قتار دیکھ لیں آنکھوں میں نبضِ مردمِ بیمار دیکھ لیں

قدرت ہے سب طرح کے سفید و سیاہ کی
لیکن نہ ہے نہ ہووے گی قدرت گناہ کی

قاتل کو جام دیتے ہیں تعزیر کے عوض (۸۵) دیتے ہیں یہ خدا کی عبادت بے غرض
جوہر ہے لعلِ فاطمہ زہرا کا سب عرض یہ خاص، سب عوام، یہ درماں ہیں، کل مرض

سب سایہ ہیں یہ جانِ نبی بے گمان ہے
سایہ نہ جان میں ہے نہ سائے میں جان ہے

(۸۶) ...عوں میں بے حیائی ہے یا کچھ حیا بھی ہے حاکم کا ڈر ہے دل میں کہ خوف خدا بھی ہے
...ب شہ سے ہم جُدا ہوں تو آب غذا بھی ہے؟ ورنہ گلے پہ تیغ ہے سر پہ بلا بھی ہے
ساغر شاکہ دردِ عطش لاعلاج ہے
پیاسا بہت ہمارا ولی نعمت آج ہے

(۸۷) ...نظ خدا ہے، اماں کے پردے کی فکر کیا شب کو اسی ہراس میں تھی آل مصطفیٰ
...ں نے ہاتھ جوڑ کے بانوں سے یہ کہا اُمت یہ جان صدقے ہے، کیا چیز ہے ردا
شیعوں کے منہ پہ حشر میں جنت کا در کھُلے
پردہ نہ ان کا فاش ہو، ہم سب کا سر کھُلے

(۸۸) ...گاہ بارگاہِ حسینی ہلی تمام دیکھا کہ خاص خیمے میں برپا ہے حشر عام
...ہ پکاری عون و محمد کا لے نام دوڑو خوزادو میری خوزادی ہوئی تمام
غیرت کی کو نت دل سے نہ اٹھی گزر گئیں
ایسے پسینے شرم سے آئے کہ مر گئیں

(۸۹) ...ارسے نہ مارا تو یوں مارا بے خطا اب ہاتھ جوڑ کے یہ کہہ رہا ہے کیا
...نے طلب کیا کہ خود آیا یہ بے حیا مطلب، غرض، مراد، سبب، وجہ، مدعا؟
کاٹو زبان کہ پھر نہ کبھی ہم کلام ہو
اک نیچہ لگاؤ کہ قصہ تمام ہو

(۹۰) ...نیک ہو تمہاری بلا جانے مکر و فند یہ شمر اپنے نام کا ہے ایک خود پسند
...زت کے جاؤ پیارے تم ہو جو بہرہ مند منظور ہے کہ پست ہو وہ رتبۂ بلند
سو بہ بخیر ربط یہاں جا نبین ہیں
ایسے نہ تم ہو، اور نہ ایسے حسینؑ ہیں

(۹۱)
باغی نے باغ سبز کبھی دکھلایا ہوئے گا — لالچ کا بھی زباں پہ سخن لایا ہوئے گا
لیکن جواب سن کے مزہ پایا ہوئے گا — بچہ سمجھ کے دونوں کو بہکایا ہوئے گا
اتنا نہ سمجھا رشتہ ہے شاہ حسین سے
زینب کا دودھ پی کے پھریں گے حسین سے؟

(۹۲)
بولے بس اب کوئی نہ سوال و جواب ہو — نزدیک تھا کہ دونوں کا دل آب آب ہو
دنیا خراب ہو تری، عقبیٰ خراب ہو — او شمر جا، نشانۂ تیرِ عذاب ہو
کیا جانے کیا حضور نے جانا غضب ہوا
اماں نے سن لیا ترا آنا غضب ہوا

(۹۳)
جس طرح چوٹ کھا کے بھرے چوکڑی غزال — شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بدسگال
کچھ غصہ، کچھ حجاب، کچھ افسوس، کچھ ملال — راہی حرم سرا کو ہوئے یہ ملک خصال
چلنے میں شرم سو قدم آگے بڑھی ہوئی
منہ اترا اترا غصے سے تیوری چڑھی ہوئی

(۹۴)
اُن سے کہا دلیروں نے یہ ہو کے بے قرار — کلثوم یاں کھڑی تھیں پس پردہ بے قرار
پر اس گھڑی قصور نہیں اپنا زینہار — یوں تو ہر ایک وقت میں بندے قصوروار
اماں کے دل میں شک جو پڑا ہو نکال دو
دونوں کو ان کے پاؤں پہ لے جا کے ڈال دو

(۹۵)
فرمایا میں تو آنے کو تھی ننگے سر وہیں — دوڑیں بہ فورِ طیش سے خود زینبِ حزیں
فرمایا خوب، لوگوں میں چرچا ہو پھر نہیں — کیا مشورہ تھا شمر سے، وہ بولے کچھ نہیں
شمر لعیں نے صلح جو ٹھہرائی ہوئے گی
مرضی تمہاری تھوڑی بہت پائی ہوئے گی

…ں سے اپنے پوچھ لیا تھا، جواب دو (۹۶) زینب نے تم کو اذن دیا تھا، جواب دو
…رسے اس کا ذکر کیا تھا، جواب دو اِس دن کو میرا دودھ پیا تھا، جواب دو

اب سچ ہے نجات جو دنیا سے پاؤں گی
جنت میں فاطمہ کو میں کیا منہ دکھاؤں گی

…ی مجھے تو اور یہ وسواس اب ہوا (۹۷) شاید علم نہ ملنے کا تم کو تعب ہوا
اس کو ملا جو علم کیا غضب ہوا گزرا جو ناگوار، خلافِ ادب ہوا

آئے کوئی بلا نہ پدر کی کمائی پر
قربان دونوں تم میرے عباس بھائی پر

…رت خدا کی، اپنے بزرگوں سے آن بان (۹۸) تم کو بھی اب ہوئی یہ لیاقت، خدا کی شان
…یہ حضور کہتے ہو اور چھوٹے ماموں جان اور بیٹھے پیچھے ہائے غضب، ہمسری کا دھیان

دونوں جہاں میں موردِ الزام کر دیا
تم نے ہمارے دودھ کو بدنام کر دیا

…ے کو ہاتھ اٹھا کے پکارے وہ مہ لقا (۹۹) اماں بربِ کعبہ، کہ خادم ہیں بے خطا
…ن لیجیے ہماری تو پھر ہو جیے خفا جن کو حضور پائیں گی، وہ ہوں گے بے وفا!

چاروں ملک جو مالک تقدیر سے پھریں
ہم دونوں بھائی حضرت شبیر سے پھریں

…ن یہ ہاتھ رکھنے کو موجود ہیں غلام (۱۰۰) قرآں ہمارا کیا ہے، سرِ اقدس امام
…رسے پوچھ لیجیے نا اے فلک مقام کھل جائے جھوٹ سچ کی حقیقت ابھی تمام

خدمت علم کی سیفِ خدا نے جو پائی تھی
پہلے تو ان کو نذر ہمیں نے دکھائی تھی

(۱۰۱)
منہ سوکھتا ہی کہتے ہوئے چھوٹے ماموں جان — غربت میں ان کی جان کو اللہ کی اماں
ہم خاکِ پا ہیں، اُن سے بھلا ہمسری کا دھیان — اُن سے نہ ضد، نہ ہٹ، نہ حمیت، نہ آن
وہ باپ کی جگہ ہیں، بجائے امام ہیں
وہ نائبِ حسینؑ، ہم اُن کے غلام ہیں

(۱۰۲)
شمرِ زباں دراز یہ تھا اختیار کیا — کچھ یاد بھی نہیں کہ بکا نا بکا کیا
کاذب کے قول و فعل کا ہی اعتبار کیا — ہم تو وہی ہیں، آپ کو پھر اضطرار کیا
ایسے دیے جواب کہ نقشہ بگڑ گیا
جیتا زمیں میں صورتِ قارون وہ گڑ گیا

(۱۰۳)
زینب پکاری ہیں تو ہوئی سب میں سرنگوں — ہے ہے ہر ایک تیغ سے یہ رنج ہے فزوں
اک تیغ سے بہائے گا یہ پنجتن کا خوں — سر کھولوں، شبرِ حق کو پکاروں، دہائی دوں
الفت جو تھی حسینؑ علیہ الصلوٰت کی
کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی

(۱۰۴)
وہ بولے ہاں سکوت کی لائے نہ تاب ہم — کس منہ سے جاتے پیشِ رسالت مآب ہم
سنتے حقارتِ شہِ عالی جناب ہم — حضرت کا دودھ پی کے نہ دیتے جواب ہم
زینب پکاری پھر کوئی شاہد کوئی گواہ
مُڑ کر نجف کو بولے کہ نانا علیؑ گواہ

(۱۰۵)
مادر پہ سن کے دونوں پہ ہونے لگی نثار — پھر کچھ زباں سے نہ کہا، دل کو آیا پیار
اے واہ ان شجاعوں کی باتیں ہیں یادگار — بچپن میں یہ سمجھ تھی کہ قرباں تھے پختہ کار
کونین کہہ رہی تھی کہ توقیر دیکھیے
اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھیے

... ہیں دو، پر ایک صغیر اک کبیر ہے (۱۰۶) زینب کے مہوشوں کی یہ کاملِ نظیر ہے،
...لالِ بدر، ایک ہلالِ منیر ہے ایک ایک جوشنِ شہِ برنا و پیر ہے،
جوشن ہیں وہ کہ بازوئے دشمن کی زیب ہیں
دشمن ہی بازوؤں سے کہ جوشن کی زیب ہیں

... سو دعاؤں کا ہے جوشنِ کبیر (۱۰۷) صد پارہ عفوِ عونؑ ہوئے وقتِ دار و گیر
... جو اس دلیر کا ہے جوشنِ صغیر اس کے لیے ہیں زیر و زبر زخمِ تیغ و تیر
حفظِ امام کے لیے تیروں سے چھن گئے
جوشن تھے یہ، زرہ شہِ والا کی بن گئے

...انِ خاصِ حضرتِ ربُّ العلا یہ ہیں (۱۰۸) جانانِ جانِ قالبِ خیرُ الوریٰ یہ ہیں
...ن شیرِ بادیۂ قُل کفیٰ یہ ہیں مردانِ مردِ معرکۂ لافتیٰ یہ ہیں
نمرودِ کفر کے لیے قہرِ الٰہ ہیں
نوشیروانِ عدل کے پشت و پناہ ہیں

...کی ثنا کریں گے بھلا کیا ہمہ شما (۱۰۹) روحُ القدس کا نعرہ ہو روحی فداکما
...فگن ہما یہ جو ہوں یہ ہنر نما زائل ہو عیبِ تیرگیِ سایۂ ہما
نادِ علی نہ یاد ہو تو اِن کا نام لو
پھر جنگ میں، زبان سے تیغوں کا کام لو

...جعفری گلوں سے وداعِ بہار ہے (۱۱۰) تیار اجل یہ اپنی ہر اک گل عذار ہے
...ب کو قطعِ نسل کا غم رو بکار ہے فوجِ حسینؑ حُرؑ کے لیے سوگوار ہے
سوکھے گلوں کو تیغ کی لذت کا شوق ہے
بچپن کی موت رن کی شہادت کا شوق ہے

ناگہ محل میں غرق بہ خوں آئے شاہِ دیں (۱۱۱) تڑپی بہن تو بولے یہ میرا ہوا نہیں
حرؑ نے بسائی مقتلِ سادات کی زمیں لاش اس کی لائے گود میں لفت سے خود ہمیں

زینب نے حُر کے سوگ میں فریاد و آہ کی
شرما کے نورِ چشموں پہ اپنے نگاہ کی

وہ گر پڑے حسینؑ کے قدموں پہ دوڑ کر (۱۱۲) پوچھا بہن سے شاہ نے کیوں ہے یہ چشمِ تر
مطلب ہے کیا جو میری خوشامد ہے اس قدر بولیں، کسی کے دل کی مجھے بھائی کیا خبر

پوچھو انھیں سے، پاؤں پہ آنکھیں جو ملتے ہیں
میری صلاح و مشورے پر کیا یہ چلتے ہیں

شہ نے کہا، سعیدِ ازل ہیں یہ نیک خو (۱۱۳) ہے دور ان گلوں کے بیاں سے گلے کی
فضہ پکاری آکے شہِ دیں کے روبرو قربان جاؤں، مصلحتاً ہے یہ گفتگو

دم بھرتے ہیں یہ ماں کا، وہ دم ان کا بھرتی ہیں
شکوہ نہیں، حضور، سفارش یہ کرتی ہیں

عباس کو علم جو کیا آپ نے عطا (۱۱۴) چپ چپ کچھ اُس گھڑی سے ہیں دونوں یہ مہ
باہر نہ جانے شمر نے کیا جھوٹ سچ کہا ان کو تو کچھ حیا ہے خوزادی کو کچھ گلہ

عباس کی طرح سے کرم ان پہ کیجیے
اُن کو علم دیا ہے رضا اِن کو دیجیے

حضرت سے ملتجی ہوئی خود زینبِ حزیں (۱۱۵) کچھ حُرؑ کا حق ہے ہم پہ بھی؟ فرمایا کیوں نہیں
محسن ہے میرے خرد و کلاں کا وہ خوش یقیں اُس نے کہا کہ میرے بھی نزدیک ہو یہیں

پر اُس کی بے کسی پہ جگر پاش پاش ہے
تنہا، تمھارے فدیۂ اوّل کی لاش ہے

…ں، کا حُرؑ کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں (۱۱۶) قرآن خواں کوئی نہیں، گریاں کوئی نہیں
…ہیں اُس کے چاک گریباں کوئی نہیں   بجز گیسوئے بتولؑ، پریشاں کوئی نہیں

شاملِ رضا جو آپ کی تائیدِ حق سے ہو
زینب ادا ہو اب دلِ مولا کے حق سے ہو

…ت کے فدیوں کو شہادت کا شوق ہے (۱۱۷) جنگل میں سیرِ گلشنِ جنت کا شوق ہے
…ہیں شب کو، خوابِ فراغت کا شوق ہے   زینبؑ کی حُرؑ کی لاش پہ زینت کا شوق ہے

حُرؑ کی طرح سے خون میں رنگیں لباس ہو
مہماں کی لاش بیچ میں ہے آس پاس ہوں

…ے فکر پر شہِ دیں نے دھری جبیں (۱۱۸) لے کر بلائیں کہنے لگی زینبؑ حزیں
…ں جو کہا تھا وہ ہے یاد یا نہیں   وعدہ تھا میرے خواب کی تعبیر کا یہیں

اے یوسفِ علیؑ مری خاطر نشاں کرو
فرمایا شہ نے خواب پھر اپنا بیاں کرو

…مقیمِ کعبۂ اعظم تھے جب امام (۱۱۹) کیا دیکھتی ہوں، خواب میں اے قبلۂ انام
…شتِ ہولناک میں لونڈی کا ہے مقام   ہیں ہاتھ میں دو خوشۂ انگورِ سبز فام

ناگاہ رنگ زرد ہوا، ہوش اڑ گئے
دو دانے، یا تو سبز تھے یا، لال ہو گئے

…ن کا رنگ ہوا اور کیا کہوں (۱۲۰) ہو ہو کے خون بہہ گئے جس طور کیا کہوں
…جو خواب میں ستم و جور کیا کہوں   میں لٹ گئی، اجڑ گئی فی الفور کیا کہوں

جو رنج مجھ کو روزِ ازل سے نصیب ہیں
بھیّا، تمھاری جان سے دور، اب قریب ہیں

(۱۲۱)
بے ساختہ تڑپ گئے دل کو پکڑ کے شاہ
چلائے آہ، ہم جوانوں کی موت، آ
زینبؑ پکاری، ہیں تو ہوں راضی خدا کو میں
بولے حسینؑ، صبر کی توفیق دے
اس خواب سے ہو غم کے سوا اور دھیان کیا
تعبیر تو عیاں ہے، عیاں کا بیان کیا

(۱۲۲)
انگور میوہ، میوے سے اولاد ہے مراد
وہ بن یہ کربلا ہے۔ بلا جس کی خا
ہم یاں شہید ہوں گے حدیث نبیؐ ہے یاد
وہ دونوں دانے ہیں ترے فرزندِ خوش
سرسبز و سرخرو یہ خوش اقبال ہوئیں گے
اپنے لہو میں لال، ترے لال ہوئیں گے

(۱۲۳)
کی عرض، آشکار یہ تعبیر ہوگی کب؟
رو کر حسینؑ بولے، اسی روز ملکہ ا
تسلیمیں تین بھانجوں نے کیں بصد ادب
ماں نے کہا، مرادِ دلی پائی شکر ر
تعبیرِ خواب شہ نے ہمیں دی رضا نہیں
آوازِ دو، پکار رہی ہے قضا نہیں

(۱۲۴)
بولے حرم یہ صبر کے معنی ہیں، آفریں
پر نذرِ ذوالجلال کا دستور یہ نہیں
بھیجو گی بارگاہِ خدا میں انھیں یوہیں
آلودۂ غبار ہیں گیسوئے عنبر
قربانیٔ خلیل سے واقف زمانہ ہے
یاں رحمتِ فاخرہ ہے، نہ سرمہ نہ شانہ ہے

(۱۲۵)
ابنِ خلیل راہِ خدا میں ہوئے فدا
بخشے خدا نے دو شرف اِن کو، جدا ج
یہ فدیۂ حسینؑ ہیں اور ہدیۂ خدا
کیا کیا نہ دھوم ہوتی جو ہوتے یہ کد
آخر کو ہر طرف سے یہ بے آسرے ہوئے
پہنا دو اب جو ہوں نئے خلعت دھرے ہوئے

ئے جو صلاح ہو، راضی ہیں دل حزیں (۱۲۶) پر آبدار خانے میں تو بوند بھی نہیں
دھلاؤں کاکل و رخسارِ نازنیں — آئی ندا، بہشت کی نہریں تو ہیں قریں
یہ گردِ زلف دیکھ کے روئے گی فاطمہ
آج ان کو سلسبیل سے دھوئے گی فاطمہ

نے میں گئی وہ جگر گوشوں کو لیے (۱۲۷) اور قیمتی جواہر و خلعت طلب کیے
شیتوں میں کنیزوں نے رکھ دیے — دودِ جگر کا پردہ کھنچا حجلے کے لیے
آئی ندا کہ بے کفنی، پیرہن ہوں میں
بچپن کی موت بولی، تمھاری دلہن ہوں میں

ا یا مدِ نگہ کی سلائی سے (۱۲۸) ظلمت کو روشناس کیا روشنائی سے
زار میں، کدورت صفائی سے — کم تھی نہ میل کلکِ قدر کی رسائی سے
سُرمے کے خط سے ترجمہ پورا نظر پڑا
مردم کو عینِ صادِ کا سودا نظر پڑا

ا، بادہ نور کے اقلیم کا سواد (۱۲۹) ہالہ تھا ماہِ چشم کا، یا عین پر تھا صاد
کا رعب ہوا سرمے سے زیاد — جس طرح فتحِ تیغِ دو پیکر کی خانہ زاد
مردوں کی ہمتیں نہیں رہتیں چھپی ہوئی
تھیں دو سرو میاں وہ برابر اُگی ہوئی

سر زیبوں کو اپنے لباسِ تنگ (۱۳۰) پوشاک یوں بدن میں کھلی جیسے گُل پہ رنگ
سے خود لپٹ گئیں مثلِ قبائے تنگ — سجنے لگیں جواہرِ خوش رنگ بے درنگ
شرکت جو حسنِ باطن و ظاہر کی ہو گئی
دونوں سے لاکھ زیب جواہر کی ہو گئی

(۱۳۱)
موتی کی ثمر ہیں وہ بلوریں کلائیاں ۔ گردِ ہلالِ عقدِ ثریا تھا ضو فشاں
انگلی میں تھا یہ خاتمِ فیروزہ کا بیاں ۔ فیروزۂ فلک ہے بہ زیرِ نگیں یہاں

انگلی کی ضو نہ ماہ میں نے مشتری میں ہے
روشن ہلال حلقۂ انگشتری میں ہے

(۱۳۲)
جوشن وہ بازوؤں پہ زبرجد کے آشکار ۔ تھے مثلِ جوشنین اثر جن کے بے شمار
زینبؑ کے لال، شاہِ نجف کے تھے رشتہ دار ۔ دُرِ نجف کے ہار سے دونی ہوئی بہار

ناتے کا زور ٹیکے کے بندھنے سے گھٹ گیا
خورشید کی کمر سے مہِ نو لپٹ گیا

(۱۳۳)
جھاڑی مژہ کے پنجہ سے پھر زلفِ مشک فام ۔ روشن ہوئی ہزار شبِ قدر سے یہ شام
بولی، تمہاری شامِ غریبی ہوئی تمام ۔ اب ہم ہیں اور گردشِ لیل و نہارِ شام

راضی ہوں سر کھلے کہ پریشان حال ہو
پر میرے پیارے بھائی کا بیکا نہ بال ہو

(۱۳۴)
پھر زیورِ سلاح سنوارا پئے جدال ۔ قہرِ خدا کی تیغ، پناہِ خدا کی ڈھال
سلطانِ ملکِ حسن تھے اعضائے بے مثال ۔ چار آئینے تھے چار وزیران کے خوش جمال

سر کو نجومِ سبعہ نے مجرے میں خم کیا
ہفت آسماں نے سبع مثانی کو دم کیا

(۱۳۵)
یہ دونوں دولہا آئے جو خدمت میں شاہ کی ۔ آنکھوں سے تو نگاہ کی اور دل سے آہ کی
لیکن بہن کے صبر و تحمل پہ واہ کی ۔ فرمایا بس یہ شان ہے نذرِ اللہ کی

کیوں کر جناں سے جعفر و حیدر کو لاؤں میں
پوتوں کی اور نواسوں کی زینت دکھاؤں میں

(۱۳۶) ...سی بہن نہ ہووے گی بھائی کی حق شناس ...ب کو تھا نہم سے عجب طرح کا ہراس
...لک کھڑی ہوئی اسی دم وہ بے حواس خرد و کلاں کو جمع کیا اپنے آس پاس
چلائی ہاتھ جوڑ کے سب گھر کے سامنے
پھیلا دو ہاتھ خالقِ اکبر کے سامنے

(۱۳۷) ششماہے کے بھی ہاتھ کیے قبلہ رُو دراز ...ب قبلہ رو کھڑے ہوئے مثلِ صفِ نماز
...نے سوئے قبلہ کیا گیسوؤں کو واز چلائی اے کریم توکّل کا ہے کارساز
چاہے تو بُرجِ مہر میں ذرّے کو راہ دے
جس کو کوئی پناہ نہ دے، تو پناہ دے

(۱۳۸) بخشا خضرؑ کو چشمہ سلیماں کو ملک و مال ...ہو اے کریم تو سائل کو بے سوال
...فاقہ کش ہیں تیرے نبیؐ و علی کی آل نادار و بے دیار و پریشان و خستہ حال
اک چشمِ مرحمت ہو تری دو جہان پر
سب نعمتوں کا ذائقہ ہو اک زبان پر

(۱۳۹) سرکارِ حق ہو کار روائی کے واسطے ...ب بندگی کو ہیں، تو خدائی کے واسطے
...دم میں بے حواس ہوں بھائی کے واسطے آگے ترے کھڑی ہوں گدائی کے واسطے
نے ملک چاہتی ہوں نہ دنیا کے چین کو
میں بھیک مانگتی ہوں مجھے دے حسین کو

(۱۴۰) لونڈی کے بیٹے، فدیۂ سبطِ رسول ہوں ...نیں ایک جان کے بدلے قبول ہوں
...تو بس تمام مرادیں حصول ہوں یارب نہ بے حسینؑ کی اماں بتول ہوں
قربان ہو گئی میں تری کبریائی کے
بیٹوں کو رو کے، روؤں نہ لاشے پہ بھائی کے

تقدیرِ اِن کی موت مجھے ایسی راس لائے (۱۴۱) آئی ہو میرے بھائی پہ جو، اِن کے ساتھ جائے
سبطِ نبیؐ کے پیاروں پہ کوئی نہ آنچ آئے اُجڑے ہوئے مدینے کو شبیرؑ پھر بسائے
سب کی سلامتی میں بلا سے پناہ ہو
اصغر کا مکتب اور علی اکبر کا بیاہ ہو

ناگاہ بے فروغ ہوا مشرقِ خیام (۱۴۲) زینبؑ کے آفتاب چلے سوئے فوج شام
در پہ ہوئی سواریِ آخر کی دھوم دھام بھیجا قضا نے مالکِ اصطبل کو پیام
جائیں جو اُڑ کے خلد کو، دو وہ سمند لا
تابوتِ غازیانِ شہادت پسند لا

اصطبل سے مرقع صرصر رواں ہوئے (۱۴۳) سیمرغ دو اُڑے کہ نگاہ در رواں ہوئے
دونوں جہاں کے ہوش برابر رواں ہوئے رفرف ہوائے عرش میں فرفر رواں ہوئے
رضواں کا ایک قول تھا دونوں کی چال پر
آب و ہوا بہشت کی ہے اعتدال پر

گلگوں بہارِ بوقلموں سے جناں نما (۱۴۴) زیرِ قدم زمین کا نام آسماں نما
ہیکل کا عکس دھوپ میں ہے کہکشاں نما کاسہ ہر ایک سُم کا ہے جامِ جہاں نما
عالم بزیرِ پا ہے یہ عالم نرالا ہے
سُرعت نے سینِ سُم سے سرا پنا نکالا ہے

شاہینِ فکرِ نظم کے یاں بال و پر گرے (۱۴۵) گو تیست بازِ طبع کے بازو تھے، پر گرے
صفحے قلم کے ہاتھ سے مثلِ سپر گرے مضمون نظر پہ چڑھ کے بوقتِ نظر گرے
حیرت وہ ہو کہ لائقِ شرح و بیاں نہیں
تصویر کی طرح سے دہن میں زباں نہیں

...ہیں اور ثنا علی کے نواسوں کی کیا مجال (۱۴۶) جن کے جلال و جاہ کا مداح، ذوالجلال
...میں تنگ، وہ شرف ہیں ز ادراک و کمال لازم ہے باب علم سے اس باب میں سوال
مولا مدد کریں تو سخن اب تمام ہو
تائیدِ جبرئیل علیہ السلام ہو

...شیعو آمدِ روح الامیں ہوئی (۱۴۷) تو بخشش خدائے سخن آفریں ہوئی
...پنچی نویں فلک سے سخن کی زمیں ہوئی لو روح پاک عون و محمد معیں ہوئی
عرشِ خدا سے رخصتِ پرواز آ گئی
پروازِ جبرئیل کی آواز آ گئی

...ایک بال سے بھی جو گھس کر زبان ہو (۱۴۸) شکرِ عطائے حق نہ سرِ مو بیاں ہو
...صدقے علی کے نام مبارک پہ جان ہو ذرے پہ کون ان کے سوا مہرباں ہو
شیرازہ ہفت دفترِ گردوں کا کھل گیا
بندش میں قلعہ خیبرِ مضموں کا کھل گیا

...طالب نہیں صلے کا امیر و فقیر سے (۱۴۹) دل ہے غنی ولائے جناب امیرؑ سے
...ہیچ ہے عطاردِ گردوں سریر سے معجز بیاں ہوں قدرتِ ربِ قدیر سے
سائے میں بوترابؑ کے یہ خاکسار ہے
کیسا ہما فلک کے بھی سائے سے عار ہے

...لا کا وہ پرچم علمِ فضلِ ذوالمنن (۱۵۰) وہ نوبتی ہے طبل مضامیں پہ چوب زن
...یں طرف حسینؑ ہیں داہنی طرف حسنؑ اور بیچ میں بوجہ حسن لشکرِ سخن
غل ہے خزانہ نظم کا بے فکر و رنج ہے
مداح لے، جواہرِ مضموں کا گنج ہے

بالیدہ فخر سے ہوئی اب خاطرِ مُلول (۱۵۱) جیسے نہ اپنے جامے میں پھولا سمائے پھول
یاں منصبِ ہزاریِ بلبل نہیں قبول　　آیاتِ نظم کا ہے مری شان میں نزول
مداحِ اہلِ بیتِ علیؑ و بتولؑ ہوں
اُمت ہو میری نظم و بیاں میں رسول ہوں

جانا نہ کچھ بھی اپنے سخن کو دمِ بیاں (۱۵۲) اہلِ سخن میں ہیچ مداں ہے یہ مدح خواں
شفقت عنایت ان کی جو کہتے ہیں نکتہ داں　　پر کس طرح عطیۂ سبحاں رہے نہاں
اب فخر کے بیان سے چپ ہو گئے ہیں ہم
مصرعے پکارتے ہیں کہ سن لو نئے ہیں ہم

بسم اللہ اب کہو وہ خوزادے ہوئے سوار (۱۵۳) دونوں سے صدرِ زیں کا ہوا چوگنا وقار
جیسے عروج شاہوں کے ماتھے سے آشکار　　مرکز پہ اپنے بخت رسا نے کیا قرار
شرمندہ شان سے تزکِ خُسروانہ ہے
ہفت آسیۂ سپہر پیادہ روانہ ہے

بھرتے ہیں آسماں سے تگاور، قدم قدم (۱۵۴) بیتک زن ہو رحمتِ داور، قدم قدم
اقبالِ بے زوال ہے یاور، قدم قدم　　تاروں کی ہو رہی ہے نچھاور، قدم قدم
چاندی کے پھول چاند طبق میں بھرے ہوئے
سونے کا طشت کاندھے پہ سورج دھرے ہوئے

نعرے سے اُن دلیروں کے سرکش ہیں پائمال (۱۵۵) جیسے دعائے حضرتِ یوسف سے قحط سال
آنے سے ان کے فتح کا چہرہ خوشی سے لال　　جیسے نزولِ نادِ علیؑ سے شکستہ بال
سر پہ زمیں اٹھائی نقیبوں کے شور نے
بہرام کو اُچھال دیا ہل کے گور نے

ہوئے نقیب تو رن بولنے لگا (۱۵۶) رن چپ ہوا تو چرخِ کہن بولنے لگا
شِ اہلِ سخن بولنے لگا[1] اعدائے دیں کے حق میں بزن بولنے لگا
آمد کا اُن کی غل یہ بھرا ہر مکان میں
آیا نہ حشر خوف سے اب تک جہان میں

بادپا ہوئے ساکن سرِ زمیں (۱۵۷) وہ زلزلے ٹھہر گئے وہ آندھیاں تھمیں
خیالِ شمر میں سوئے سپاہِ کیں بولی ظفر وہ غش میں پڑا ہوئے گا کہیں
فرمایا ہاتھ چہرۂ اقدس پہ پھیر کر
گر وہ نہیں تو فوج کو ماریں گے گھیر کر

س شمار میں مارا اگر، تو کیا (۱۵۸) تاجِ زرِ عمر کا اتارا اگر، تو کیا
فرات کا بھی کنارا اگر، تو کیا سب انس و جن ہوں معرکہ آرا اگر تو کیا
کیا تختِ سلطنت ہے امیرِ پلید کا
دل پر رکھیں تو ملک الٹ دیں یزید کا

بیٹے حضرت خیر الانام ہیں (۱۵۹) نانا رسولِ پاک کے قائم مقام ہیں
رِ مدظلہ الاعلیٰ امام ہیں جن کی ثنا میں چار صحیفے تمام ہیں
جس بادشہ کا عرشِ بریں پائے تخت ہے
وہ نورِ چشمِ فاطمہ بیدار بخت ہے

اہیں روزِ ولادت سے ماموں جان (۱۶۰) ہم نے سنا ہے اپنے بزرگوں سے یہ بیان
ہوئے حضور تو روشن ہوا جہان پر ٹھیک دوپہر کو ہوا اشرف آسمان

---

[1] دفتر ماتم جلد اول میں بند کا تیسرا اور چوتھا مصرعہ یوں درج ہے —
مردہ ہر اک بزیرِ کفن بولنے لگا بن بن چنگھاڑا شیر ہرن بولنے لگا

سب کا سبق "اعوذ برب الفلق" ہوا
دیکھی جو خلق نے یہ شفق، رنگ فق ہوا

(۱۶۱)
آکر یہودیوں نے نبیؐ سے کیا سوال
روح القدس بھی آئے لیے وحی ذوالجلال
موسائیوں سے شاہِ رسل نے کیا مقال
عقدہ شفق کا کھولے گا خیر النسا کا لال
خاتونِ کائنات کی ڈیوڑھی پہ جاؤ تم
اللہ کے حسینؑ سے یہ پوچھ آؤ تم

(۱۶۲)
دل میں کہا یہود نے حیرت کا ہے محل
یہ عقدہ ایک روز کے بچے سے ہوگا حل
آئے جوابِ علم کے دریدہ خوش عمل
یاں بر میں تھی نہ دلبرِ خیر النسا کو کل
تھے فخرِ خضر بہرِ ہدایت نہ کیوں چلیں
نزدیک تھا کہ جانبِ در گھٹنیوں چلیں

(۱۶۳)
کم کم اٹھایا دامنِ زہرا سے اپنا سر
بولیں بتول کیوں مرے معجز نما پسر
کی عرض در پہ جمع ہیں موسائی یک دگر
پوچھی تھی نانا جان سے کچھ غیب کی خبر
کیا جانے کیوں سکوت ہے خیر الانام کو
بھیجو جواب دینے کی خاطر غلام کو

(۱۶۴)
صدیقۂ ازل نے کیا شکرِ کبریا
لے کر بلائیں بوسہ لبِ لعل کا لیا
فضہؔ کے بر میں اپنا قرارِ جگر دیا
قرآن سب نے چاند سی صورت پہ دم کیا
موسائی محوِ دید تھے سب آستان پر
موسیٰ کی طرح سے ارنی تھا زبان پر

(۱۶۵)
بیت الشرف کے در پہ کیا فضہؔ نے قیام
چمکے رخِ حسینؑ کے پرتو سے قصر و بام
موسائیوں نے دست و زباں سے کیا سلام
کلمہ پڑھا کلیم کی شوکت ہے لاکلام

چوما کسی نے لے کے کفِ پا کو ہاتھ میں
اک ڈھونڈھنے لگا یدِ بیضا کو ہاتھ میں

...سکرا کے وہ حیدرؑ کا یادگار (۱۶۶) موسیٰ یہ مرا یدِ بیضا ہے ذوالفقار
...یہ آسماں کی ہے اسرارِ کردگار اک بے گنہ کے خون کا ہے رنگ آشکار
قسمت میں اس شہید کے ظلمِ شدید ہیں
پوچھا تو کہہ دیا کہ ہمیں وہ شہید ہیں

...نا شب کو میری ولادت سے باغ باغ (۱۶۷) گھر گھر خدا کے نور کا تھا قدرتی چراغ
...رخی فلک سے کلیجے ہیں داغ داغ یاں رنگ ہی یہی کبھی کلفت کبھی فراغ
موسائی اس بیان سے حیران ہو گئے
چالیس تن خوشی سے مسلمان ہو گئے

...ن کی یہ خدمتِ ابنِ بتول میں (۱۶۸) ایسا بھی ہو عمل کوئی دینِ رسول میں
...ہو جس عمل کے نہ حُسنِ قبول میں تعویذِ عافیت ہو بلا کے نزول میں
ہم چاہتے ہیں اس سے دو عالم کے چین کو
رو کر کہا حسینؑ نے رونا حسینؑ کو

...شرف کسی نے زمانے میں پائے ہیں (۱۶۹) یہ معجزے بروزِ تولد دکھائے ہیں
...ثنا میں آیۂ والفجر آئے ہیں آہو انہیں کے واسطے جبرئیل لائے ہیں
یوں تو ابھی جہان میں کیا کیا نہ ہوئے گا
لیکن حبیبِ حق کا نواسا نہ ہوئے گا

...جو کہے وہ نبیؐ کا بھی نام لے (۱۷۰) محبوبِ ربِّ لم یزلی کا بھی نام لے
...کے بعد وصیؑ کا بھی نام لے یعنی ہمارے نانا علیؑ کا بھی نام لے

دادا کا نام لے کے محب رن پہ چڑھتے ہیں
مومن نمازِ جعفرِ طیار پڑھتے ہیں

کیا تھی بساط جعفر و حیدر کے سامنے (۱۷۱) قنبر کا سامنا نہ کیا زال و سام نے
پایا شرف علیؑ سے نبیؐ کے مقام نے ایسے جری کو مان لیا خاص و عام نے
کس کس جگہ جنوں سے خدا کے ولی لڑے
دس دن اور ایک رات کنویں میں علی لڑے

ماموں ہمارے ہیں وہ سخی دو جہان کے شاہ (۱۷۲) پوشاک پہنی آج تو ظاہر ہوا یہ آ...
کچھ داغ پشت میں نظر آئے خدا گواہ پڑھ کر عشا مدینہ میں سلطانِ دیں پنا...
انبارِ غلہ پشتِ مبارک پہ دھرتے تھے
جا جا کے گھر میں بیوؤں کو تقسیم کرتے تھے

پانی تم اس سخی کو نہیں دیتے بوند بھر (۱۷۳) فاقے کو بھی شروع ہو جو بیسواں پہر
اب بھی مسافروں پہ نہیں رحم کی نظر اجڑا لٹا، تباہ ہوا پنج تن کا گھ...
کل ایک دو عزیز ہیں اب قتل ہونے کو
بائیس بی بیاں ہیں بہتر کے رونے کو

اس وقت بھی عزیز ہے اُمت حضور کو (۱۷۴) ورنہ ہر اک طرح کی ہے قدرت حضور ک...
حق نے کیا ہے آیۂ رحمت حضور کو بخشی ہے ہست و نیست کی قوت حضور ک...
دونوں جہاں میں کون سی قدرت نہیں انہیں
دشمن کو بد دعا دیں، یہ عادت نہیں انہیں

سن کر رجز لرز گئے مردانِ گیر و دار (۱۷۵) تولا عمر نے نظروں میں ہر ایک کا وقا...
دو غول انتخاب کیے بہرِ کارزار دو دو ہزار اُن میں تھے یکتائے روزگ...

نکلے وہ غول فوج سے باہر دے گور سے
قرنا پھنکی دہل بھی بجے زور و شور سے

(١٧٦) دوں دوں عمر کمینہ، کمینہ یزیدِ شوم ...دے پر جو چوب پڑی صاف اٹھی یہ دھوم
بڑھتے ہی تازیوں کے ہوئے گردِ شام و روم ...شوقِ حرب و ضرب کا دل پر ہوا ہجوم
تھے دلدل و براق کہ دو راہوار تھے
دو نیمچے جو مل کے چلے ذوالفقار تھے

(١٧٧) سوئے بسا... تیغِ محمد ظفر اثر ...بائیں کو نیمچۂ عونِ نامور
تیغیں گریں سیاہ کے بختِ سیاہ پر ...سیاہ چیز پہ گرتی ہے بیشتر
کیسی کڑک کڑک کے یہ دو بجلیاں گریں
بدبختِ خفتہ یہ کبھی نہ سمجھے کہاں گریں

(١٧٨) نکلے قضا کی لہر میں ان میں سے دو نہنگ ...تھے دو گروہ اُدھر سے جو بہرِ جنگ
سبطین شیرِ حق کے حضور آئے بے درنگ ...نے یہ گرز کا دسر اور زیرِ اِس سر زنگ
یاں ان کے واسطے تھا بجز انحطاط کیا
عرشِ عُلا کے آگے زمیں کی بساط کیا

(١٧٩) بولے یہ عون معرکہ ہو دھوم دھام کا ...دیکھ کر محمدؐ عالی مقام کا
وہ آپ کا شکار ہو اور یہ غلام کا ...عرض اس نے شکرِ خدائے انام کا
لو ہاشمی و تیغ تنی رن پہ چڑھتے ہیں
دو نیمچے غرور کی گردن پہ چڑھتے ہیں

(١٨٠) سرگرمِ جنگ یاں ہوئے شمسینِ شرق و غرب ...وہ تیرہ بختوں نے کی ابتدائے حرب
اک خیرہ سر نے عونؑ کے سر پر لگائی ضرب ...ان کے مغز سر سے کیا نیمچوں کو حرب

بر عونِ حق جو عونِ سرِ عونؑ ہو گئی
یوں رد کیا یہ وار کہ عقل اس کی کھو گئی

بڑھ کر لگائی عونؑ نے بھی تیغِ بے پناہ (۱۸۱) دو ٹکڑے ہو گئی سپرِ ترکِ روسیاہ
چھوٹا پکارا، وجد میں دل ہے خدا گواہ یہ ضرب معجزہ ہے، کرامت ہے، واہ واہ
کٹ کٹ کے پھول گر پڑے قرصِ سپر سے ہے
کیا زیرِ آب تیغ گلِ نیلوفر سے ہے

وہ بولے یادِ فاتحِ خیبر میں جھوم کر (۱۸۲) بھائی یہ ضرب کیا ہے کہ ٹکڑے ہوئی سپر
نانا نے تو قلم کیے جبرئیل کے سہ پر صلِّ علیٰ علی ولی صاحبُ الظفر
خیبر میں تیغ جب سوئے افلاک پھر پڑی
تسبیح اہلِ عرش کے ہاتھوں سے گر پڑی

تھا اُس طرف حضورِ محمدؐ جو بد صفات (۱۸۳) عزّیٰ پہ بت، عبدِ ہبل، خاکپائے لات
اس گفتگو میں مل گئی حربے کی اس کو گھات نیزہ بکف بڑھا تھا کہ سنبھلا وہ نیک ذات
مٹھی میں لی سنان دعناں اس وقار سے
جنگل لہو سے بھر گیا گردوں غبار سے

غصّہ میں پایا نیزے کا پھل ترکِ کور نے (۱۸۴) باندھی گرہ سے دستِ ادب پور پور نے
دی گردنی اچھل نے لیے پاؤں گور نے کلمہ پڑھایا اس کو محمدؐ کے زور نے
غل تھا گری جو پھل پہ سنانِ اس جناب کی
کاٹی ہلال نے وہ کرن آفتاب کی

پھر تو اچھل اچھل کے فلک پر گئی زمیں (۱۸۵) چلائے جھوم جھوم کے یہ عونِ خوش یقیں
نامِ خدا اسمی محمد صد آفریں یک زنگیاں یہ ضرب کی ہیں حرب میں کہیں

پھل تم نے کاٹا نیزہ کا، ہم نے سپر کے پھول
یہ چاندنی کے پھول ہیں وہ نیلوفر کے پھول

شفقت کرم غلام نوازی جناب کی (۱۸۶) [illegible]ے وہ مہر دیکھ کے اس آفتاب کی
نیزے میں جن کے نوک تھی تیرِ شہاب کی [illegible]ھوم نیزہ بازوں میں تھی بوترابؑ کی
ہمت کی داد، دادرسِ دو جہاں سے لی
دنیا سناں سے نعمتِ عقبیٰ سہ ناں سے لی

یہ اُن کی مدح میں تو وہ اُن کی ثنا میں تھے (۱۸۷) [illegible]ِ علیؑ یہ ربط یہ ضبط اس دغا میں تھے
پیکان ان کے عینِ دلِ پر دغا میں تھے [illegible]ن کے ترکشِ مژہ اشقیا میں تھے
بنیاد تخت دوق میں تیغوں کی آب تھی
کیسی زمیں فلک کی بھی مٹی خراب تھی

ہاں، شبیر زہرا فغیِ شمشیرا سے ہلا (۱۸۹) [illegible]گاہ اذنِ عونِ خدا عونؑ کو ملا
کانپے زمین کے طبقے، آسماں ہلا [illegible]ں ظفر کرے گا خدا جنگ کا صلا
چارہ نہ بے گریز دلِ د..بو کو ہوا
بے دل ہوا جو دیو تو بے ضرب دو ہوا!

[illegible]بند کے چار مصرعے دفترِ ماتم جلد اول اور حیات دبیر جلد دوم صفحہ ۳۲۱ میں اس طرح سے درج ہیں:-

ناگاہ اذنِ عونِ خدا عونؑ کو ملا ہاں شبیر! زہرا فغیِ شمشیرا سے ہلا
اس بل پہ پہلوانِ بلارک جو ہیں ہلا ایسی زمیں ہلی کہ فلک دیکھ کر ہلا

ثابت لکھنوی نے "بلارک" کے معنی بھی لکھے ہیں۔ بلارک بفتح اول و چہارم تلوار اور [illegible]
[illegible]شمشیر کے معنی پر فارسی میں مستعمل ہے۔ اردو میں یہ لفظ صرف دبیر نے استعمال کیا ہے۔

صفدر نے نوکِ تیغ کو پٹکے پہ رکھ دیا (۱۸۹) تلوار نے نیام کمر بند کو کیا
قربانِ زور و جوہرِ تیغِ قمر ضیا   تنکے نے اس پہاڑ کو سر پر اٹھا لیا
جھپکی پلک تو چشمِ عدو کیا سناتی ہے
یہ نیند وہ بلا ہے جو سولی پہ آتی ہے

بازوئے عون نے بھی اِدھر آزمائی تیغ (۱۹۰) غازی کے ہم نبرد پہ طوفان لائی تیغ
اس کج ادا کے فرق پہ ترچھی لگائی تیغ   سر اس کا لے کے عون کے دشمن پہ آئی تیغ
سر کا نشان تن پہ اِدھر اور اُدھر نہ تھا
گویا ازل سے دونوں کی گردن پہ سر نہ تھا

میکائیل و جبرئیل و سرافیل نے وہیں (۱۹۱) پیہم کہی پکار کے تکبیر و آفریں
ہراہیوں کے جوق کہیں بوق تھے کہیں   نے غلغلِ تکبیر و بزن تھا نہ ہاں نہیں
دو نیمچوں کے جلوے سے دم بند ہو گئے
نو دانے آسمان کے اسپند ہو گئے

گرتا تھا غول غول پہ اٹھتا تھا غل پہ غل (۱۹۲) کٹتا تھا سر پہ سر کہ شگفتہ تھا گل پہ گل
ہوتا تھا پرزے جزو پہ جزو اور کل پہ کل   کشتوں کے پشتے رن میں بندھے بلکہ پل پہ پل
نے رن نہ بن نہ تن کا نہ سر کا پتا ملا
سر پاؤں رن کا بھی جو ملا تو جدا ملا

جو پہلوان بڑھا ہوسِ کارزار میں (۱۹۳) آٹھ اُس کے چار بند کیے ایک وار میں
کھاتے ہی وار غل تھا یہ دار البوار میں   آ رن سے اہرمن کا مصاحب ہو نار میں
ایمان فوجِ شام کا شیطان لے گیا
باقی تھا دم، سو تیغ کا سلطان لے گیا

رہ کے جنبشِ ابرو کے تشنوں آدم کے جنود (۱۹۴) انصاف کی زبان سے پڑھنے لگے درود
ھے ان پہ ہو مددِ خالقِ ودود   سبزہ ہنوز پھول سے مُکھ پر نہیں نمود
لڑکے ہیں، یہ جوان و مسن، لڑکے مارے ہیں
آئی ندا نجف سے، نواسے ہمارے ہیں

انِ ہمسایہ تیغ سے حیراں ہوا عمر (۱۹۵) مثلِ حباب سر بہ گریباں ہوا عمر
نِ فوج موجِ پریشاں ہوا عمر   آہستہ حرف زن سرِ میداں ہوا عمر
یاں ڈھونڈھو تو صفوں میں کوئی حیلہ ساز ہو
تدبیر کچھ کرے کہ درِ آفت کا باز ہو

گا آفتاب تو مغرب میں وقتِ شام (۱۹۶) اُن کا ہلالِ تیغ ابھی لے گا روم و شام
ہم، نہ تم، نہ مَلک، نہ حاکم، نہ خاص و عام   آثار ہیں شکست کے، ہے فکر کا مقام
قابو چلے دلیروں پہ، وہ بات چاہیے
سچ ہے، سپاہیوں کے لیے گھات چاہیے

ند ابنِ جعفرِ طیار گھر میں ہیں (۱۹۷) یہ بے وطن رکابِ شہِ بحر و بر میں ہیں
بد رداغِ جدائی جگر میں ہیں   کامل یہ دونوں چاند دغا کے منہ میں ہیں
ہوں گے وہ ان کی یاد میں یہ اُن کی یاد میں
اب خاتمہ بخیر ہو ان کا جہاد میں

نا شکل بن کے کوئی اُن کے پاس جائے (۱۹۸) دکھلا کے خط کسی کا یکایک یہ غل مچائے
ے یہ شقہ وارثِ جعفر وطن سے آئے   بہرِ مدد قریش کو چن چن کے ساتھ لائے
خط کا مطالعہ جو کریں جھک کے زین پر
تن پرزے پرزے کر کے گرا دو زمین پر

اب شورِ حشر حیدری و جعفری کریں (۱۹۹) سر پیٹنے میں قدسیوں سے ہمسری کریں
زینب کے نامرادوں پہ نوحہ گری کریں — آلِ نبیؐ کے ساتھ گریباں دری کریں
مرقوم یہ ہے آلِ رسالت پناہ میں
پہلے انھیں کا خون گرا قتل گاہ میں

اول نبیؐ کے کنبے میں شہ کی بہن لٹی (۲۰۰) پھر دولھا پائمال ہوا اور دلہن لٹی
کبریٰ کے بعد بانوے شاہِ زمن لٹی — کیا دولتِ جنابِ حسینؑ و حسنؑ لٹی
سر پیٹو سرگزشت پہ بنتِ بتول کی
دو ماتم اور ایک نواسی رسول کی

تو خنجرِ فریب ہوا رن میں کارگر (۲۰۱) قاصد کی شکل بن کے بڑھا ایک حیلہ گر
بولا کہ اے دلیرو مبارک تمھیں ظفر — عبداللہ آن پہنچے مدینہ سے وقت پر
خادم نواحِ ماریہ تک ان کے ساتھ تھا
کونا تھا زین پوش کا اور میرا ہاتھ تھا

پوچھا دلیروں نے کہ توقف کا کیا سبب (۲۰۲) بولا وہ حیلہ ساز کہ ناکے ہیں بند سب
بھیجا ہے یہ عریضہ پئے خسروِ عرب — کی ہے کمک حسینؑ کی سرکار سے طلب
چہرہ سے رنگ ہر سے حواس ان کے اڑ گئے
بابا کے اشتیاق میں شبر کو مڑ گئے

مڑنا تھا بس کہ اہلِ دغا وقت پا گئے (۲۰۳) نولاکھ عنبروں میں یہ دو چاند آ گئے
شیرِ خدا کے شیر زیاں چوٹ کھا گئے — ہے ہے لحد میں شبر خدا تھرتھرا گئے
سب عضو وقفِ نیزہ و شمشیر ہو گئے
چو رنگ ساری فوج کے دو شبیر ہو گئے

...ے قیامت آئی حسینی سپاہ میں (۲۰۴) لشکر سے شورِ حشر گیا خیمہ گاہ میں
...ہو شہ نے دی بہ ندائے اشک و آہ میں — زینب تباہ ہو گئی بھائی کی چاہ میں

ماموں پہ دونوں بھانجے قربان ہو گئے
پورے مری بہن کے سب ارمان ہو گئے

...ہوں کی پھوپھی کو دلاسا دو میری جان (۲۰۵) دو فرشِ سوگ خیمہ میں بچھوا دو میری جان
...حال اس کے ہو پرسا دو میری جان — ٹوٹے ہیں دو سہارے سہارا دو میری جان

مہلت ہی جتنی سب کو حسینؑ آج روئے گا
ساماں ہمارے سوگ کا کچھ بھی نہ ہوئے گا

...ئے قاسم و عباسِ نوحہ گر (۲۰۶) دونوں کے بر میں دلبرِ زینب لہو میں تر
...ے اس ثواب کی ہم کو نہ کی خبر — کی عرض کہہ گئے تھے یہ ہاتھوں کو جوڑ کر

فاقہ امام کا نہ فراموش کیجیو
تکلیف لاش اٹھانے کی ان کو نہ دیجیو

...میں پردۂ درِ ماتم سرا اٹھا (۲۰۷) آتے ہی لاشے محشرِ آہ و بکا اٹھا
...کے بال مجمعِ اہلِ عزا اٹھا — سجدے سے سر نہ زینبِ ناشاد کا اٹھا

غش اُن کو جا نمازِ بتولِ حزیں پہ تھا
تسبیح ہاتھ میں سرِ سجدہ زمیں پہ تھا

...کے فضہؔ نے زینب کو دی ندا (۲۰۸) لو سر اٹھاؤ شکر کا سجدہ کرو ادا
کنیز زادے ہوئے شاہ پر فدا — اُس نے کہا ثوابِ عزا تم کو دے خدا

تیر و سناں سے صدر و جگر ہیں چھنے ہوئے
دو مسندوں پہ لیٹے ہیں دولہا بنے ہوئے

یٰسین کی موت کا ہے پسینہ جبین پر (۲۰۹) یٰسین کا ہو خاتمہ دو اک مبین پر
شانوں سے بہہ رہا ہے لہو آستین پر اِس آس پہ رگڑتے ہیں ہاتھ زمین پر
کہہ دو کہ حق ادا ہوا اِن حق شناسوں سے
راضی ہوئی میں شاہِ نجف کے نواسوں سے

سننا تھا یہ کہ شکر کے سجدے ادا کیے (۲۱۰) اٹھی شہید بیٹوں کی تعظیم کے لیے
لے کر بلائیں تلووں پہ بوسے بہت دیے چلائی بالمشافہ ارشاد کیجیے
نا منصفی نہیں ہے مرے خاندان میں
راضی جناں میں فاطمہ ہیں میں جہان میں

تحسین اے خدا و پیمبرؐ کے محسنو (۲۱۱) اے فاطمہ کے محسنو حیدرؑ کے محسنو
ہاشم کے اور حمزہ و جعفر کے محسنو کنبے کے محسنو مرے گھر بھر کے محسنو
اکبر کی ماں ہوں اور میں زہرا کی پیاری ہوں
پر حشر تک اب آج سے لونڈی تمھاری ہوں

سودا خدا کی راہ میں تم نے عجب کیا (۲۱۲) ماموں پہ جان دے کے مجھے مول لے لیا
واقف ہے اس گھڑی مری نیت سے کبریا دل سے تمھیں خط اپنی کنیزی کا لکھ دیا
لوگو گواہ رہیو میں نادار بک گئی
بیٹوں کے ہاتھ زینبِ ناچار بک گئی

یاور نہ ہو تو مجھ پہ تم اتنا کرم کرو (۲۱۳) اٹھو خطِ کنیزیِ زینبؑ رقم کرو
زیبِ رقم گواہیِ اہلِ حرم کرو اور خاتمہ پہ مہرِ امامِ اُمم کرو
کہنا وہ خط دکھا کے علیؑ کو بہشت میں
یہ بھی لکھا تھا خادموں کی سرنوشت میں

بس جود کہ تم نے سلوک ایسا کیا کیا (۲۱۴) جس کے صلے میں خطِ کنیزی عطا کیا
وسر اُن کے بھائی پہ ہم نے فدا کیا — اک شمۂ حقوقِ امامت ادا کیا
اس کو بہت حسینؑ کی خاطر عزیز ہے
سبطِ نبیؐ کے فدیوں کی زینب کنیز ہے

ب ہر اک کنیز یہ ہیں مالکوں کے کام (۲۱۵) مالک مرے سدھارتے ہیں کام ہو تمام
ت کروں گی کس کی میں تا کام صبح و شام — پیارو تمہاری لونڈی کا ہے بے نصیب نام
اب کھُل گیا نصیب میں جز رنج و غم نہیں
ماتم کے بعد پھر ہو خوشی، ایسے ہم نہیں

ے عینِ غش میں یہ بولے وہ دل کباب (۲۱۶) قربانِ خاکساریِ بنتِ ابو تراب
یہ خانہ زادوں سے فرماتی ہیں جناب! — نزدیک ہے کہ شرم سے ندی ہوں آب آب
آقا ہو کون، ہم تو تمہارے غلام ہیں
ہاں ہے یہ فخر، فدیۂ شاہِ انام ہیں

ہے تو یہ لکھیے کہ اہلِ وفا ہیں یہ (۲۱۷) تشنہ، گرسنہ، عبدِ ذلیلِ خدا ہیں یہ
ہوں میں کہ سالکِ راہِ رضا ہیں یہ — امیدوارِ رحمتِ ربِّ ہُدا ہیں یہ
دو باتیں کیں جہان میں عقبیٰ کے چین کی
طاعت خدا کی اور غلامی حسینؑ کی

م کو پکاری، بہن کی مدد کو آؤ (۲۱۸) اکبرؑ کو لاؤ، کاغذ و کلک و دوات لاؤ
قبا ہٹا کے جراحت مجھے دکھاؤ — اکبر تو لکھتے جائیں تم ایک ایک گنتی جاؤ
جس درجہ زخم ہیں بدنِ لالہ فام پہ
قرآں پڑھوں گی اُتنے ہی دونوں کے نام پہ

آئی ندائے غیب یہ ساماں نہ ہوئے گا (۲۱۹) ان بھولوں کے سوم میں بھی قرآں نہ ہوئے گا
قبروں پہ ایک شب بھی چراغاں نہ ہوئے گا لاشوں پہ جز علی کوئی گریاں نہ ہوئے گا
ہوئے گا سوم شہیدوں کا کوچ اور مقام میں
چہلم کی صبح آئے گی زندانِ شام میں

ناگہ کلیجہ تھام کے تڑپے وہ باوفا (۲۲۰) کلثوم بولیں، درد ہے زخموں میں کیا ہوا
بولے حضور دل میں ہے اک اور ولولہ جو گرد ہے سبھوں کو ہٹا دیجیے ذرا
کم کم ابھی ہے موت کی لکنت زبان میں
کچھ ہم کہیں گے والدہ حسین کے کان میں

یہ سن کے پیٹتے ہوئے سادات ہٹ گئے (۲۲۱) اک یاس کی چھری سے جگر سب کے کٹ گئے
ہی ہی حسینؑ کہہ کے یہ ماں سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ سب کے مقدر الٹ گئے
پھر چپکے چپکے کان میں بھی کچھ بیاں کیا
زینبؑ نے پیٹ پیٹ کے محشر عیاں کیا

سب نے سر حسینؑ کی زینبؑ کو دی قسم (۲۲۲) بیٹوں نے کیا کہا کہ ہوا یہ قلق، یہ غم
بولی کوئی گھڑی میں یہ گھر ہے نہ تم نہ ہم کہتے ہیں جب جگر پہ لگے نیزۂ ستم
نانی نے آکے لاشوں پہ حالت تباہ کی
منہ پیٹا، بال نوچے، کفن پھاڑ، آہ کی

جب خوب رو چکیں تو کہے یہ غضب کے بین (۲۲۳) فرمایا بعد فوج کے ہے نوبتِ حسینؑ
اماں تمام گھر کا ہے ماموں کے دم سے چین اب آپ کے حوالے ہے زہرا کا نور عین
ہاں موت چھین لے گی شہِ مشرقین کو
لے جائیے مدینے میں آقا حسینؑ کو

لگا رہے ہیں دلِ بے قرار میں (۲۲۴) وہ بات کہتے ہیں جو نہیں اختیار میں
رِ مصلحت نہیں اس انتشار میں ہوئے گی ان کی دل شکنی اختصار میں
کیا بس معاملے میں خدا اور رسول کے
کچھ ہو چھری پھرے گی جگر پر بتول کے

پکارے ہم سے کہو کیا ہے التماس (۲۲۵) ماموں کے عاشق، پھوپھی اماں ہیں بے حواس
بیبی پسرِ امام کی پھر کیا تمھیں ہراس دے کر دعائیں کہنے لگے وہ خدا شناس
ماموں کو لے کے آپ مدینے میں جائیں گے
یہ بولے ہاں، ابھی جو رضا ان کی پائیں گے

کے مطمئن ہوئے وہ غازیِ غنی (۲۲۶) منکا ڈھلا نہ، شکل ہے وقتِ جاں کنی
ن کی مرتضی نہ پھری منہ پہ مردنی پتھرانا کیسا، آنکھ میں دونی تھی روشنی
مرتے ہوئے غضب کی دلیری دکھاتے تھے
رگ رگ سے دم نکلتا تھا اور مسکراتے تھے

بے خوں میں کلمے کی انگلی کو کر کے تر (۲۲۷) کچھ لکھ کے دستِ چپ کی ہتھیلی پہ کی نظر
کھتی ہیں حضرت زینب جھکا کے سر لکھا ہے اسمِ اقدسِ شبیرِ نامور
دیکھا کیے حسین کا نام اور مر گئے
آئی ندا کہ خاتمہ الفت کا کر گئے

عمامہ پھینک کے لاشوں پہ شاہِ دیں (۲۲۸) بیٹوں کے لوٹنے سے لرزنے لگی زمیں
ے در پہ خیمے کے ٹکرائی یوں حزیں دوڑے سروں کو کھول کے اٹھی خوش یقیں
اکبر پکارے، عون و محمد گزر گئے
ہمشیر زادے، قبلہ و کعبہ کے مر گئے

(۲۲۹)
تو حاضرین بزمِ غمِ بادشاہِ دیں — کہتی ہیں تم سے فاطمہؑ بے کس و حزیں
تم میرے باپ کے کلمہ گو ہو یا نہیں — بیٹھو کہ مر گئے مری زینب کے مہ جبیں

پرسا دو خاتمہ ہوا میرے نواسوں کا
مظلوموں کا، غریبوں کا، بھوکوں کا، پیاسوں کا

(۲۳۰)
یاں بانوئے حزیں نے یہ لاشوں پہ کی فغاں — ان کی کوئی بہن نہیں ہوئے جو نوحہ خوا
بہنوں کی طرح روئیں انھیں میری بیٹیاں — قاسم کی ماں کو دیکھ کے پھر یہ کیا بیا

گزری ہے ایک رات فقط بیاہ ہونے کو
اپنی بہو کو بھیجوں گی لاشوں پہ رونے کو

(۲۳۱)
سمدھن، نہ خوفِ بد شگنی ہو تمھیں اگر — مُردوں پہ سوہے جوڑے کو پھاڑے وہ خوش
بالیں پہ پیٹے دستِ حنائی سے اپنا سر — اس نے کہا، مجھے تو نہ وسواس ہے نہ ڈ

یاں جو سہاگن آئی ہے وہ بیوہ ہوئے گی
پہلے دلہن ہی دونوں کی لاشوں پہ روئے گی

(۲۳۲)
آئی دلہن جو لاشوں پہ حجلے سے اشکبار — زینب ہوئیں محبتِ اکبر سے بے قرا
بانو سے ہاتھ جوڑ کے بولیں وہ دل فگار — سمجھا دو تم سکینہ و کبریٰ کو میں نثا

ہر دکھ میں خیر پالے کی میں نے منائی ہے
بھائی نہ کہہ کے روئیں کہ اکبر بھی بھائی ہے

(۲۳۳)
جو روئے ان کو محسنِ بنتِ علی کہے — سرباز و سرفروش و دلیر و جری کہے
غازی کہے فدائی، سبطِ نبی کہے — صابر کہے، شہید کہے، متقی کہے

بندوں میں خاص خالقِ اکبر کے ہو گئے
بچپن میں فدیے اکبر و اصغر کے ہو گئے

(۲۳۴) میت کسی شہید کی دیکھی تھی گھر میں کب … ور سکینہ کو سکتہ ہوا عجب
کلثوم بولیں سوتے ہیں واری یہ تشنہ لب … ب جو دیکھے تو دولاشے ہیں غضب
ششدر نہ ہو، کرو ٹھونہ میں ان کو جگاتی ہوں
حضرت کے پاس جاؤ میں ان کو بھی لاتی ہوں

(۲۳۵) اے بےخودی کی نیند کے ماتو جواب دو … اے فرشتہ صفا تو جواب دو
یا تو کبھو نہ بولیں گے یا تو جواب دو … خو، قلیل حیا تو جواب دو
پایا نہ اک جواب تمہارا سکینہ نے
تتلا کے کتنی بار پکارا سکینہ نے

(۲۳۶) کبرا پکارتی ہوئی حجلے سے آئی ہے … یہ قبلۂ عالم کی جائی ہے
کیا بات ہے بولنے کی قسم آج کھائی ہے … کس پہ روٹھے ہو کس سے دہائی ہے
لڑنے کی مدح ہوتی ہے تسلیم کو اٹھو
ذریتِ حسینؑ کی تعظیم کو اٹھو

(۲۳۷) حضرت چلے مدینے کو تم بھی سوار ہو … تے تھے وہ ہوا، ہوشیار ہو
بچھڑے ہوئے پدر سے ملو ہم کنار ہو … سے چلو جو بہت اُستوار ہو
روضے میں مصطفیٰ کے بسو جل کے جیتے
صغرا تڑپ رہی ہے ملا دو حسین سے

(۲۳۸) اِس تپ میں ایسی نظم یہ ہے شکر کا مقام … نۂ دبیر یہ دفتر ہے ناتمام
اک شمہ اس کے شکر کا مشکل ہوا کلام … ندہ یہ وری خالقِ انام
تائید تیری طبع پہ یہ ذوالمنن کی ہے
تائید ذوالمنن کی مدد پنجتن کی ہے

مرثیہ ۲

ائے دبدبۂ نظم، دو عالم کو ہلا دے (۱) اے طنطنۂ طبع، جزو کل کو مِلا دے
اے معجزۂ فکر، فصاحت کو جِلا دے اے زمزمۂ نطق، بلاغت کو سِلا دے
اے بابِ بیاں، معنیِ تسخیر کو حل کر
اے سینِ سُخن، قاف سے تا قاف عمل کر

بولا علمِ خامہ، فلک پر میں گڑوں گا! (۲) سکّے نے ندا دی، زرِ انجم پہ پڑوں گا
معنی نے کہا، بیت میں آئینہ جڑوں گا! مضمون پکارا، میں کسی سے نہ لڑوں گا
بندش پہ کھُلے دم میں فصاحت کا بھروں گی
چلاّئی طبیعت کہ میں اصلاح کروں گی

میں کون ہوں، صاحبِ علمِ کلکِ جہانگیر (۳) نوبت زنِ بامِ عروجِ فلکِ
تاجِ سرِ لفظ و سخن و معنی و تحریر خاکِ قدمِ مُحتشم و مُقبلِ
منکر نہ کرے ہاں تو شکایت بھی نہیں ہے
انصاف تو کہتا ہے خداوند یہ نہیں ہے

لہٰ نسخہ۔ اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے اے ربِّ سُخن دفترِ ردّ بہ کو مٹا دے
اے طبعِ رسا حملۂ شیران دکھا دے اے ذہنِ ہُما طائرِ سدرہ کو اڑا دے
ہو دھوم جہاں میں کہ یہ تائیدِ خدا ہے
یہ بندشِ مضمون نہ دیکھا نہ سُنا ہے

(۴) ...نے کرتا ہوں میں ایجاد ہمیشہ — کہتا ہے سخن حضرتِ استاد ہمیشہ
...ہے تاثیرِ خداداد ہمیشہ — بھولے سے بتا دوں تو رہے یاد ہمیشہ

بے لطفِ خدا یہ ہمہ دانی نہیں آتی
پر شمع صفت چرب زبانی نہیں آتی

(۵) ...خوش لہجۂ بُستانِ سُخن ہوں — میں معرکے میں رستمِ دستانِ سُخن ہوں
...شِ اورنگِ سلیمانِ سُخن ہوں — ایمانِ سخن، دینِ سخن، جانِ سُخن ہوں

عاجز ہوں کہ بندہ ہوں پر اعجاز بیاں ہوں
سرتابہ قدم ہیچ ہوں لیکن ہمہ داں ہوں

(۶) ...ن مرا طفلِ دبستانِ سخن ہے — ثابت ہے کہ حسان، ثنا خوانِ سُخن ہے
...جسے کچھ سروسامانِ سُخن ہے — آئے یہی گو ہے، یہی میدانِ سخن ہے

کس طرز کی رونق ہو اس انداز کے آگے
جادو کہیں چل سکتا ہے اعجاز کے آگے؟

(۷) ...تر و تازہ ہے چُستی میں یگانا — ملبوس قلم کا رنہ دوں ہے یہ پرانا
...لبیان کے آنے سے کرم شاہ کا جانا — خُدامِ وِلا بولے کہاں ہاتھ بڑھانا

لے، نورِ چراغِ حرمِ لم یزلی لے
لے، خلعتِ تحسینِ حُسینؑ ابنِ علی لے

(۸) ...سلیمانِ دو عالم نظر آئے — مضمون جو عنقا تھے، وہ پر جوڑ کر آئے
...تصور کی طرح دل میں در آئے — شیشے میں پری زادِ معانی اتر آئے

یاقوت بدخشاں سے دُر آتے ہیں عدن سے
لعل اگلوں گا میں طوطیِ سدرہ کے دہن سے

کب شعلۂ خس، نور کی قندیل کو پہنچے (۹) اڑ کر نہ مگس طنطنۂ فیل کو پہنچے

پشّہ کا نہ غل صورِ سرافیل کو پہنچے بلبل نہ لب و لہجۂ جبریل کو پہنچے

ہم ہیں وہ سخن ور کہ سخن ور ہیں ہمارے[۱]

القاب سخن سنج، سخن ور ہیں ہمارے

سرکار ہے ہر مجلسِ شبیرؑ ہماری (۱۰) مضموں کی طرح بیت ہے جاگیر ہماری

آئینۂ سکندر پہ ہے تسخیر ہماری ہے مُہرِ سلیماں کی تحریر ہماری

تنہا مہ و ماہی پہ نہیں سکّہ پڑا ہے

سورج کا نگینہ بھی انگوٹھی پہ جڑا ہے

مداحیِ سلطانِ زمن ہم کو مبارک (۱۱) جبرئیل کو وحی اور یہ سخن ہم کو مبارک

رضواں کو بہشت اور یہ چمن ہم کو مبارک موتی کو صدف اور یہ عدن ہم کو مبارک

شُہرہ ہے یہ تائیدِ شہِ جن و ملک سے

مضموں مرا گھر پوچھنے آتے ہیں فلک سے

ہیں وقف ہمیشہ مرے الفاظ و معانی (۱۲) ہاں قلزمِ شیریں کا سبھی پیتے ہیں پانی

ہر بحر میں ہے بحرِ طبیعت کی روانی ہے زورِ سخن شور یہ موجوں کی زبانی

قطرے سے مگر بحث میں مصروف نہیں ہوں

دریا ہوں سخن کا، میں تنک ظرف نہیں ہوں

خامہ ہے فروتن مرا، افراطِ ادب سے (۱۳) جھک کر شرفا اور نجبا ملتے ہیں سب سے

نخوت کے معانی ہیں الگ لفظوں کے لب سے جس طرح سے بد اصل جدا نیک نسب سے

دشمن سے بھی ہم قطع نہیں کرتے حیا کو

مانندِ غبار اٹھتے ہیں تعظیم ہوا کو

---

[۱] نسخہ۔ لیکن سخنِ شہرہ فگن ہے مرے قابل

ئینہ کے آئین پہ میں نے جو کیا غور (۱۴) منہ پر تو ہے کچھ اور پس پشت ہے کچھ اور
و چرخ کی گردش سے نہ ہو صاف کبھی دور — پر حاضر و غائب دلِ روشن کا ہے اک طور
جن آئینوں میں دونوں طرف ایک چمک ہے
وہ ایک مرا دل ہے اور اک مہرِ فلک ہے

شاہِ اُمم، تلخ مجھے عیش وطن ہے (۱۵) ہر روز نئی سِفلگیِ چرخِ کہن ہے
حضرت جو نہیں ہیں مجھے زنداں یہ چمن ہے — کیا نظم کروں میں کہ نہیں جائے سخن ہے
حمزہ کی قسم، دل مرا تنگ آیا ہے مولا
اس ہند نے خادم کا جگر کھایا ہے مولا

…لاقِ معانی مجھے حضرت نے کیا ہے (۱۶) عباس نے مجھ کو علمِ خامہ دیا ہے
…ہر یہ سخنی کا ہنر اکبرؑ سے لیا ہے — اس ذرے میں سب مہرِ حسینیؑ کی ضیا ہے
بے مہریِ افلاک سے گو خاک بسر ہوں
ہاں عیب بڑا یہ ہے کہ میں اہلِ ہنر ہوں

…تو کہوں کیوں کر کہ تمھیں یاد نہیں ہوں (۱۷) یا شام و سحر مورد امداد نہیں ہوں
…روضۂ پرنور میں آباد نہیں ہوں — بے دس کے جو شاہی بھی ملے شاد نہیں ہوں
مداحوں کی خاطر شکنی سہل ہوئی ہے
اب جہل زمانے میں ابوجہل ہوئی ہے

…کریں یہ اب اے کُل کے مددگار (۱۸) بے قدر ہے سنجیدگیِ گوہرِ شہوار
…ہے کہ ترازو کا ہنر قحط میں بے کار — نے جنسِ عدالت، نہ خریدار، نہ بازار
انصاف کہاں سے ہو کہ دل صاف نہیں ہے
دل صاف ہو کس طرح کہ انصاف نہیں ہے

مصرع کے عوض آپ سے طوبیٰ نہیں لیتا (19) تو جنت اعلیٰ بھی، یہ ادنیٰ نہیں لیتا
اب پوچھیے کیا مانگتا ہے، کیا نہیں لیتا میں نام زباں سے کسی شے کا نہیں لیتا
جز نقدِ رضا کچھ مجھے منظور نہیں ہے
خادم ترا مداح ہے، مزدور نہیں ہے

حسرت ہے، بسوں شہر میں شاہِ دوسرا کے (۲۰) دربار دو وقتہ کروں خاصانِ خدا کے
سرکار میں موجود رہوں سر کو جھکا کے پھر روضۂ عباس میں دوں حاضری آ کے
تسلیم مری گاہ یہاں گاہ وہاں ہو
ہے شوقِ لحد، خواہ یہاں خواہ وہاں ہو

بس جوشِ ولا ہے، کہ ادب کانپ رہا ہے (۲۱) مستغنیِ کونین سے دنیا کا گلا ہے
مقبول یہاں ہدیۂ تسلیم و رضا ہے وہ تحفہ بھلا قابلِ شاہِ شہدا ہے
سر بھی تو ہے کیوں نذر کا ساماں نہیں کرتا
دل کیا ہوا، جاں کیا ہوئی، قرباں نہیں کرتا

بے قدریِ دنیا نہیں تحریر کے قابل! (۲۲) شبیرؑ کا سر ہدیۂ بے پیر کے قابل!
شش ماہے خورد اور سے گلا تیر کے قابل! بے چادری اور صاحبِ تطہیر کے قابل!
کس شیعہ کا دنیا میں جگر داغ نہیں ہے
زنداں ہے یہ مومنوں کا باغ نہیں ہے

آغاز ترا خاک تھا، ہے خاک ہی انجام (۲۳) دیکھ اپنی بدی خوب، بد و نیک سے کیا کام
گر مہر نہیں دل پہ تو نخوت کا نہ لے نام نازاں ہو نہ تحسیں پہ نہ کر شکوۂ الزام
ارشاد کیا طور پہ موسیٰ سے خدا نے
اچھا وہ ہے جو سب سے برا آپ کو جانے

…لوں کی سفیدی سے سرِ مو نہیں رنجور (۲۴) دھوپ آگئی سایہ پہ تو سوتا ہو یہ دستور

…شیار کہ نزدیک رہا اب سفرِ دور — ہاں ڈھونڈھ کفن مشکِ جوانی ہوا کافور

لے ملکِ عدم کے سفری زادِ سفر لے

مرگ و لحد و برزخ و محشر کی خبر لے

…ں گرم مزاجی سے دل و جاں کا ضرر ہو (۲۵) غافل ہے تجھے کچھ نارِ سقر کی بھی خبر ہو؟[1]

…رمی سے قیامت کے فرشتوں کو خطر ہو — اس آگ سے رعشے میں رسولوں کا جگر ہو

منبر پہ کبھی ہوش نہ رہتا تھا نبیؐ کو

دوزخ کا بیاں سن کے غش آتا تھا علیؑ کو

…رب شررِ نارِ جہنم سے اماں دے (۲۶) تربت میں ہمیں مژدۂ گلزارِ جناں دے

…زیست جہاں میں غمِ شاہِ دوجہاں دے — جب تک کہ پلک بند نہ ہو اشکِ رواں دے

آنسو دمِ محشر ہمیں مسرور کریں گے

دوزخ کے شراروں کو یہ کافور کریں گے

…یاتے تھے جب ذکرِ سقر کا زکریا (۲۷) گھر چھوڑ کے جنگل کو نکل جاتے تھے یحییٰ

…زخ کا تصور جو کبھی کرتے تھے موسیٰ — ہوتا تھا جگر داغ مثالِ یدِ بیضا

گر ایک شرر آئے تو دنیا ابھی جل جائے

داؤد کا دل کیا ہے، کہ لوہا بھی پگھل جائے

…م کا قدم رونقِ دنیا ہوا جس دم (۲۸) جبرئیل سے گویا ہوا خلاقِ دو عالم

…انے کے پکانے کے تردد میں ہیں آدم — دہاں، آگ جہنم کی تو لے جا، پہ بہت کم

نسخہ۔ تیزیِ جہنم کی حدیثوں میں خبر ہے — قرآں میں بیانِ طپشِ نارِ سقر ہے

اللہ رے حدت کہ فرشتوں کو حذر ہے — اس آگ سے رعشے میں رسولوں کا جگر ہے

سدرہ سے وہ محکوم اُڑا ربِّ ہُدا کا
مالک کو جہنم کے، دیا حکم خدا کا

مالک نے کہا، آگ تمھیں کتنی ہے درکار (۲۹) یہ بولے کہ اک مورچہ سے کم نہ ہو مقدار[1]
مالک نے دہائی دی، خبردار خبردار! اس وزن کی دنیا متحمل نہیں زنہار
کہسار بھی، دریا بھی، رہیں گے نہ کہیں کے
جل جائیں گے چودہ طبق افلاک زمیں کے

جبرئیل پکارے کہ ہو جبار کا فرمان (۳۰) مالک نے کہا مالکِ کونین کے قربان
مقدار کرو کم کہ نہ بچے عالمِ امکان لے جاؤ گے آگ اتنی تو اے محرمِ سبحان
برسے گا نہ قطرہ کبھی افلاکِ بریں سے
روئیدہ پرِ کاہ نہ ہوئے گا زمیں سے

جبرئیل نے کی عرض سوئے عرشِ مُنوّر (۳۱) لوں نارِ سقر کس قدر اے خالقِ اکبر
غفّار نے فرمایا کہ ذرے کے برابر مطلوب ہے راحت بنی آدم کی سراسر
اللہ کے بندوں پہ تو یہ لطف و کرم ہیں
افسوس کہ جس آگ کو بھولے ہوئے ہم ہیں

لی آگ، غرض، خاک کے ذرّے کے برابر (۳۲) نہریں تھیں جو ہفتاد پر از قدرتِ داور
اُن نہروں میں اس آگ کو غوطے دیے ستر ٹھنڈی ہوئی جب خوب تو لے آئے زمیں پر
اور کوہ پہ وہ آگ دھری روحِ امیں نے
پگھلا وہ پہاڑ ایسا کہ جنبش کی زمیں نے

---

[1] نسخہ- فرمایا کہ اک مور سے بس کم نہ ہو مقدار

گ ہوا ہو گئی زنہار نہ ٹھہری (۳۳) پہنچی نہ یہ دوزخ ہر کہسار نہ ٹھہری
ست کے جلنے سے ہوئی ناچار نہ ٹھہری   درکار تھا جیسے کچھ کیا ہے کا نہ ٹھہری
شعلے ہوئے مخلوق شرارے ہوئے پیدا
ذرّے سے وہ سورج یہ ستارے ہوئے پیدا

تشِ دنیا کی اسی آگ سے بنیاد[ل] (۳۴) پر حشر کے دن ہوگی جو دوزخ میں یہ آباد
ئے گی، فریاد ہے، فریاد ہے، فریاد!   بے چین ہوں میں، الحذر، اے خالقِ ایجاد!
سب زانوؤں کے بل یہ فغاں سن کے گریں گے
مُرسل بھی، مُقرّب بھی سراسیمہ پھریں گے

میں غضب ہوگی جہنم کی علامت (۳۵) دوزخ ہی سے ہو گرمیِ بازارِ قیامت
شمہ کی صبح، وہ اعمال کی شامت   وہ بندِ درِ توبہ، وہ عصیاں کی ندامت
جبّار کی ہیبت سے لرز جائے گا دوزخ
پھر توڑ کے زنجیروں کو بڑھ آئے گا دوزخ

س کوئی پاس نہ ہوئے گی مگر آگ (۳۶) یاں شعلہ، وہاں شعلہ، اِدھر آگ، اُدھر آگ
قدم و گردِ سر و پیشِ نظر آگ   حدّت کے سبب خلق کا دل آگ، جگر آگ
فریاد کا موقع نہ محل دادرسی کا
حال اپنا ہو جب غیر تو پھر کون کسی کا!

نخہ۔ اس آگ سے یہ آتشِ دنیا ہے سراسر   پر نارِ سقر سے جو ملے گی دمِ محشر
بے ساختہ چلائے گی یہ آگ لرز کر   فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے فریاد
سب زانوؤں کے بل یہ فغاں سن کے گریں گے
مُرسل بھی پیمبرؐ بھی سراسیمہ پھریں گے

دہشت سے رسولانِ سلف ہوئیں گے بے حال ۳۷ حدّت سے ملک تڑپیں گے پھیلا کے پر و بال
اک حال میں ہوئیں گے خوش اعمال و بد اعمال — حامی نہ اقارب نہ احبّا، نہ زر و مال
شاہوں کا زر و سیم پہ واں نام نہ ہوگا
سونے کی زمیں ہو گی پہ آرام نہ ہوگا

فرمائے گا قدسی سے خداوند قیامت ۳۸ ہاں آگ کی زحمت میں دکھا دی مری رحمت
حاضر کرو وہ شیشۂ نورانیِ جنت — لب ریز ہیں جن میں مرا دریائے کرامت
وہ شیشے کہ جو خلد کے طاقوں میں دھرے ہیں
سب مجلسِ شبیرؑ کے اشکوں سے بھرے ہیں

ممکن نہیں اس آگ سے اب کوئی مفر ہائے ۳۹ اُن شیشوں کا اک قطرہ چھڑک دو کہ یہ ہٹ جائے
چلائیں گے قدسی کہ ابھی لائے ابھی لائے — شبیرؑ کے قربان وہی کام یہاں آئے
بزمِ پسرِ مخبرِ صادق کے تصدق
مولا ترے صدقے، ترے عاشق کے تصدق

لرزاں تھے پر و بال کہ دوزخ نے جلایا ۴۰ پر اشکِ غمِ شاہِ شہیداں نے بچایا
غفار نے کیا مژدۂ جاں بخش سنایا — کچھ کچھ تری حکمت کا اثر ذہن میں آیا
آگے تو کہا کرتے تھے کیسے ہیں یہ آنسو
اب آج کھلی آنکھ کہ ایسے ہیں یہ آنسو

شیشے لیے آئیں گے اُدھر قدسیِ ذیشان ۴۱ تعظیم کو اٹھے گی ادھر رحمتِ یزداں
چھڑکیں گے بس اک قطرہ کہ ہو جائے گا طوفاں — یوں ہو گی وہ آگ آنسوؤں کے پانی سے گریزاں
جیسے کہ ہوا ہووے دھواں تند ہوا سے
خس موج سے، دھوپ ابر سے، تپ جائے شفا سے

(۴۲) جو گرد ابھی آگ تھی کس نے یہ بجھا دی — خلق کو حیرت کبھی ہوگی کبھی شادی
چلائیں گے سرکارِ الٰہی کے منادی — طپش دل کا مرض ہم کو شفا دی

برسا ہی، نہ باراں، نہ ہوا کوئی چلی ہے
یہ اشکِ محبانِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

(۴۳) یہ آبروئے اشکِ عزا جس کے سبب ہے — یاں مراد دل جلتا ہی اور داد طلب ہے
تپتی ہے زمیں، جلتی ہے لو، دھوپ غضب ہے — وہی گرمی میں گرفتارِ تعب ہے

اونتیس بنی فاطمہ کا کھیت پڑا ہے
دو لاکھ کے نرغے میں اکیلا وہ کھڑا ہے

(۴۴) دل تن سے سوا خشک، جگر منہ سے سوا خشک — تر و تازہ ہیں، گل شیرِ خدا خشک
لب خشک، دہن خشک، زباں خشک، گلا خشک — سے جدا خشک، لہو غم سے جدا خشک

اس پیاس کو اور تیروں کی بوچھار کو دیکھو
اس دھوپ کو اور سایۂ غفار کو دیکھو

(۴۵) سب ظلم ہمارے لیے گزرے شہِ دیں پر — ہے حدیثوں سے یہ اربابِ یقیں پر
نورِ نظرِ فاطمہ گرتا ہے زمیں پر — کلیجے پہ لگا تیر، جبیں پر

اس وقت عزیز اشکوں کا روغن نہ کرو تم
اندھیر ہے گر بزم کو روشن نہ کرو تم

(۴۶) ہاں مہتمم اس کا علمدارِ حسینیؑ — نہ سمجھنا یہ ہے سرکارِ حسینیؑ
دربار ہیں درباریٔ دربارِ حسینیؑ — سے خالی ہے یہ بازارِ حسینیؑ

دم گھٹ کے ہوا ہو نہ کہیں نوحہ گروں کا
پنکھا لیے جعفرؑ بھی ہیں تیار پروں کا

معلوم ہے حضرت کو کہ ہم پہ ہے فدا کون (۴۷) رقت ہے کسے کم، ہمیں روتا ہے سوا کو

خاموش یہاں کون ہے، مشغولِ بکا کون سمجھتے ہیں، سوا ان کے نہ دنیا میں مرا کو

پر دھیان جسے اشک بہانے کا نہیں ہے

کیا پاس مرے تعزیہ خانے کا نہیں ہے

یہ بزم ہے وہ بزم جہاں آتی ہیں زہرا (۴۸) یہ اشک وہ موتی ہیں کہ لے جاتی ہیں

جب مومنوں میں جوشِ بکا پاتی ہیں زہرا شبیر سے تعریف میں فرماتی ہیں ز

کب مجھ سے حقوق ان کے ادا ہوتے ہیں بیٹا

قرباں ہیں ان کے، جو تمہیں روتے ہیں بیٹا

ثابت ہے کہ پرزے ہے بدن شاہ کا سارا (۴۹) اُن زخموں کا مرہم فقط آنسو ہے تمہ

کیوں کر کہوں صحت نہیں آقا کی گوارا جو آنکھ نہ پیاری کرے اشک اس سے ہو بیز

مولا نے فدا تم پہ کیا نورِ نظر کو

بینائی کو کھویا کہ نہ تم دیکھو سقر کو

مدِ نظر آقا کو شفاعت ہے ہماری (۵۰) الفت ہمیں کیا ہے؟ انھیں الفت ہے ہما

رونا یہ نہیں، عینِ ندامت ہے ہماری رو رو کے جو مر جائیں، سعادت ہے ہما

یہ بھی ہے بہت نیند جو راتوں کو کم آئے

آنسو کے سوا آنکھ میں کوئی نہ سمائے

رہ جاتے ہیں گر سوکھ کے اشجارِ گلستاں (۵۱) یاد آتی ہے بے آبیِ باغِ شہِ مردا

دریا سے اسی غم میں اٹھا کرتا ہے طوفاں منھ اشک فشاں، برق طپاں، رعد خرو

ان کے لیے حضرت نے نہیں سر کو دیا ہے

وہ غور کریں جن پہ فدا گھر کو کیا ہے

(۵۲)
ج، رکاب شہ خوش خو میں نہیں ہے — بازو بھی نہیں، زور بھی بازو میں نہیں ہے
رسے پہلو کوئی پہلو میں نہیں ہے — باہر ہے زباں، ہونٹوں سے قابو میں نہیں ہے
پیری میں فقط ہاتھ پکڑنے کو عناں ہے
دلداریِ مولا کو کلیجے میں سناں ہے

(۵۳)
تو کرے شیعوں کے اشکوں سے کنارا — بے پیروں کو شبیر کا رونا ہے گوارا
نہ کافر، نہ یہودی، نہ نصارا — پیاسا کسی مہماں کو کسی نے نہیں مارا
صدمے تو ہیں ایسے کہ بہے آتے ہیں آنسو
اور دھوپ یہ ہے خشک ہوئے جاتے ہیں آنسو

(۵۴)
ن سے مہ و سال کی دنیا میں بنا ہے — ممنوع محرم میں سرانجام دغا ہے
کا بھی قتل نہیں اس میں روا ہے — پر ماریہ میں آہ یہ نیرنگ جفا ہے
چھپتا ہے اسی چاند میں خورشید علیؑ کا
تلوار ہے امت کی، گلا سبط نبیؐ کا

(۵۵)
تبرک تھا یہ عاشور محرم — اس عید کو کفار بھی مل جاتے تھے باہم
ج بھی شہروں میں مسلماں خوش و خرم — پر فاطمہ کے گھر میں بہتر کا ہے ماتم
یہ حال کہاں شہروں میں مشہور ہوا ہے
دو عیدیں ہیں جمعے کو جو عاشور ہوا ہے

(۵۶)
یں بجا لائے سب اس عید کے اعمال — یاں فرض کے سجدے میں نمازی ہوئے بے حال
کے کرتے ہیں کہیں سبز کہیں لال — یاں آلِ نبی بیٹھتے ہیں کھولے ہوئے بال
بیداد نئی سب سے یہ ہے چرخ کہن کی
فریاد، لہو دولھا کا افشاں ہے دلہن کی

جنات میں بھی جشن کا ہنگامہ بپا ہے (٥٧) زعفر، جو غلام پسرِ شیرِ خدا ہے
اک تختِ مرصع پہ جلوس اُس نے کیا ہے کانوں میں مگر ہائے حسینا کی صدا ہے
ادنیٰ یہ غلامِ شہِ دیں تخت نشیں ہے
اکبرؑ کے لیے تختۂ تابوت نہیں ہے

سر پہ ہے دھرے تاجِ جواہر وہ خوش اقبال (٥٨) یہ علم نہیں، دُرِ نجف خوں میں ہوئے لال
دربار ہے آراستہ، حضار ہیں خوش حال خدام مگس راں ہیں لیے ہاتھ میں رومال
غافل ہے، پر آگاہ کیے جلتے ہیں آنسو
بے ساختہ ہنسنے میں نکل آتے ہیں آنسو

آرائشِ دربار فقط ذکرِ علی ہے (٥٩) گر وال ہل آتی ہے تو یہاں نادِ علی ہے
کہتا ہے کوئی بدر میں کیا تیغ چلی ہے اک جھوم رہا ہے کہ علی حق کا ولی ہے
بخشے شرف اللہ نے سب اپنے ولی کو
اک نام تھا باقی، سو دیا وہ بھی علی کو

کیا معرکے میں خوف سے عنبر کو کیا تر (٦٠) الزام دیا مرحبِ خود سر کو لیا
لائے وہی جبریل کے شہ پہ کو ضیا پر ایماں کے خزانے کا ابوذر کو دیا ز
درماندہ ہیں اربابِ خرد بابِ علی میں
حیدر ہیں درِ علم، احادیثِ نبی میں

آتا ہے جہاں ذکر میں نامِ شہِ صفدر (٦١) پڑھ کر صلوٰۃ اٹھتا ہے تعظیم کو زعفر
کہتا ہے کہ یہ تخت، یہ اقلیم، یہ لشکر صدقہ ہے جنابِ شہِ مرداں کا سراسر
آقا نے مجھی کو نہیں سلطان کیا ہے
داؤد کے بیٹے کو سلیمان کیا ہے

نذر دکھاتے ہیں لیے ہاتھ میں رومال (۶۲) ہفتے میں و عاشورے کے تھے عمر اور اقبال
یہ کرتا ہے ہر اک پہ وہ خوش اعمال مانگو یہ دعا تم کہ جیے فاطمہ کا لال
حیدرؑ کی شہادت کا تو ہے داغ جگر پہ
شبیرؑ کا سایہ رہے اب شیعوں کے سر پہ

اٹھا شور کہ سلطاں کی دہائی (۶۳) زعفر کی دہائی ہے سلیماں کی دہائی
سینؑ زہرا، شہِ مرداں کی دہائی سادات کے گھر لٹ گئے، یزداں کی دہائی
اس وقت تلک تیغ بہتر پہ چلی ہے
اب نوبت حلقوم حسینؑ ابن علی ہے

تھا یہ فریاد کہ منہ کو جگر آئے (۶۴) بے ساختہ درباریوں کے اشک بھر آئے
نے کہا، کیا ہے شتابی خبر آئے ناگہ کئی جن سامنے سے ننگے سر آئے
منہ پیٹتے تھے، خاک لگائی تھی جبیں پر
دیکھ آئے تھے زہرا کے مرقع کو زمیں پر

ہی وہ سر تخت پہ ٹکرا کے پکارے (۶۵) فریاد، ملے خاک میں زہرا کے ستارے!
حقِ دنیا تھے وہ دنیا سے سدھارے تنہا ہیں شہنشاہ ترے اور ہمارے
اِس وقت بہن بھائی کے قدموں سے چھٹی ہے
کیا تیرے خداوند کی سرکار لٹی ہے

تھے ابھی ہم سوئے قبرِ شہ مرداں (۶۶) نزدیکِ نجف، آہ، ملا ایک بیاباں
نے گرایا تھا جہاں تخت سلیماں آیا تھا وہیں نوح کی کشتی پہ بھی طوفاں
واں ہم کو سلیمانِ مدینہ نظر آیا
ڈوبا ہوا خشکی میں سفینہ نظر آیا

لٹتا ہے پیمبرؐ کا چمن، صبح سے اب تک (۶۷) ٹکڑے ہوئے ہفتاد و دو تن صبح سے اب تک
اک حال میں ہیں شاہِ زمن صبح سے اب تک سرکی نہیں ڈیوڑھی سے بہن صبح سے اب تک
لا لا کے وہ لاشوں کو لٹاتے ہیں برابر
ہمشیر کو واں غش پہ غش آتے ہیں برابر

دعویٰ ہے غلامی کا تو چل بہرِ خدا جلد! (۶۸) بے فوج ہیں آقا، اُسے فوج اپنی بُلا جلد
سر ننگے ہیں سیدانیاں، تاج اپنا گرا جلد! اغلب ہے کہ دنیا میں قیامت ہو بپا جلد
ماتھے کا لہو، ریشِ مبارک پہ مَلا ہے
دو لاکھ کی تیغیں ہیں، اور اک خشک گلا ہے

زعفر کو تعجب ہوا، رو کر یہ سنایا (۶۹) کیا کہتے ہو، کچھ میری سمجھ میں نہیں آیا
کچھ خبر ہے کس نے مرے آقا کو ستایا کس سمت، کہاں تم نے اکیلا انھیں پایا
حضرت سے مقابل ہو یہ طاقت ہے کسی میں؟
جو زور علی میں تھا، وہی ابنِ علی میں

کچھ سوچ کے زعفر نے کہا ہوش میں آؤ (۷۰) توبہ کرو، سادات کے رتبے نہ بھلاؤ
برتر ہے جناب ان کی، یہ شک دل میں نہ لاؤ اُن پر کوئی غالب نہیں، تم ہول نہ کھاؤ
پھر حشر ہے، یہ تن سے جو امامِ حسنؑ دُکھی ہو
اندھیر ہے، گر شمعِ یداللہ کی گُل ہو

گر مٹ گئیں یہ صورتیں، قرآں میں رہا کیا (۷۱) ڈوبا جو یہ گھر، کشتیِ ایماں میں رہا کیا
جب نور گیا، مہرِ درخشاں میں رہا کیا! برباد ہوئے گل تو گلستاں میں رہا کیا
عقرب کا طریقہ، قمرِ شاہِ نجف سے
سورج کبھی تو نکلا نہیں مغرب کی طرف سے

(۷۲) اور کانپے کے سوچ نہ سوا نیزے پہ آئے؟ ...نا ہی، برچھی کوئی سینہ پہ لگائے؟
اور اُس پہ خدا قہر کی بجلی نہ گرائے؟ ...ی کہ حضرت پہ کوئی تیغ اٹھائے؟

کن لوگوں نے گھیرا ہی پیمبرؐ کے خلف کو؟
سجدہ ابھی قبلہ کو ہی یا اور طرف کو؟

(۷۳) کچھ شرع، کچھ ایمان ہی باقی، کہ نہیں ہی؟ ...ں قرآن ہے باقی، کہ نہیں ہی؟
انجام کا اب دھیان ہی باقی، کہ نہیں ہی؟ ...بھی مسلمان ہی باقی، کہ نہیں ہی؟

بربادیِ سادات جو فی الفور ہوئی ہی
کیا اب کلمہ اور، اذاں اور ہوئی ہی

(۷۴) پانی بھی ہوا بند شہنشاہِ امم پر! ...م سے الجھتا ہی یہ کھلتا نہیں ہم پر
آئے جو علی گر پڑے سر کٹ کے قدم پر ...کا پہرہ تھا اسی بیسر علم پر

پتھر تھے کناروں پہ مگر ہو گئے پانی
یوں رو گئے پانی کہ جگر ہو گئے پانی

(۷۵) کچھ خیر ہی، کون اُن سے یہ آمادہ شر ہی ...سی باپ کا شبیرؑ پسر ہے
حیدرؑ کو خبر یہ نہیں اور تم کو خبر ہی ...ے گرسنہ شکم و تشنہ جگر ہے

بستی نہیں، بازار نہیں، شہر نہیں ہی
کیا جھر کی زہراؑ کے، کوئی نہر نہیں ہی

(۷۶) چلائے وہ جن بیٹے کے، ہی ہی علی اکبر ...ے تنہا ہیں، نہ بیٹا، نہ برادر؟
سر ننگے نکل آئی بہن پردے سے باہر ...مر کے مر جانے سے بے کس ہوئے سرور

اعضائے بریدہ پہ سنوارا ہے کفن کو
آئے ہیں ابھی خیمے میں بٹھلا کے بہن کو

قائل جو نہ اُن کا ہو، خدا کا نہیں قائل (۷۷) تو زور کا قائل ہو عطا کا نہیں قائل
مظلومیِ شاہِ شُہدا کا نہیں قائل؛ سادات کی تسلیم و رضا کا نہیں قائل
حضرت کے جواں بیٹے کو مرتے ہوئے دیکھا!
اور شکر کا سجدہ انہیں کرتے ہوئے دیکھا!

زخمی کیا اکبرؑ کی سنانی نے جگر کو (۷۸) غش آنے لگا زعفر خُوش سِیر
تھے جن جو سُن، کہنے لگے پیٹ کے سر کو فرمائیں خداوند تو ہم جائیں خبر
یہ اور کوئی ہے کہ سلیمان تمہارا
وہ بولا مرے سر پہ یہ احسان تمہارا!

یہ سُن کے، ہوا ہو گئے وہ شہ کے ہوا خواہ (۷۹) گزرا تھا نہ اک دم کہ پھرے پیٹتے
آنے لگی کانوں میں صدا، آہ حسینؑ آہ! حُضار پکارے، ہے غضب نالۂ جا
آتے ہیں وہی جن، یہ کوئی غیر نہیں ہے
زعفر نے کہا، کھول دو سر، خیر نہیں ہے

بڑھ کر وہ پکارا، کہو کیا دیکھ کے آئے؟ (۸۰) چلائے وہ جن، ظلم نیا دیکھ کے آئے
سیدانیوں میں حشر بپا دیکھ کے آئے سیّد کو گرفتارِ بلا دیکھ کے آئے
تحقیق خبر ہے، ارے تحقیق خبر ہے
تیرے ہی جنابِ شہِ مرداں کا پسر ہے

سر پر ہے علی کی متبرک وہی دستار (۸۱) جو کوفے کی مسجد میں لہو سے ہوئی گل
جامہ ہے نبیؐ کا، یہ جدا تار سے ہے تار ثابت ہے یہ اک رشتہ کہ زہرا کا ہے دل
آلودہ بہ خوں ریشِ جنابِ شہِ دیں ہے
حیدرؑ میں اور اُن میں سرِ مو فرق نہیں ہے

…ہیں آپ اپنے محل میں ابھی جائیں (۸۲) یہ واقعہ زہراؑ کی کنیزوں کو سنائیں
…سے پانی نہ پئیں، کھانا نہ کھائیں سر کھول کے ماتم کی صفیں جلد بچھائیں

گو ہیں ابھی پردے میں پہ سب حال کھلے ہیں
پہلے سے، نبیؐ زادیوں کے بال کھلے ہیں

…وہ جن رہ گئے خاموش قضا را (۸۳) زعفر نے کہا، "اور" وہ بولے "نہیں یارا"
…تم کھا لو، کہیں واقعہ سارا غصے سے ہلاک آپ کو کرنا نہ خدا را!

ضامن ہے علی کو، ارے ضامن ہے علی کو
چھوڑا ہے عجب دکھ میں جگر بندِ نبیؐ کو

…ت زیارت سے مشرف ہوئے ہم، ہائے (۸۴) ننھی سی لحد کھودتے تھے شاہِ امم، ہائے
…اب قبر توڑتا تھا گود میں دم، ہائے وہ دھواں اور لہو ڈالتا تھا ہائے ستم، ہائے

اب شہ سے بھتیجے کو سنبھالا نہیں جاتا
تیر اس کے گلے میں ہے، نکالا نہیں جاتا

…ضالیں کہ جگر اپنا سنبھالیں (۸۵) خود فاقے سے تھرّاتے ہیں، کیا تیر نکالیں
…لشکر میں نہیں، جس کو بلا لیں اغلب ہے کہ مر جائیں جو قبر اُس کی بنالیں

زعفر یہ خبر سُن کے گرا خاک کے اوپر
جن تڑپے زمیں پر، ملک افلاک کے اوپر

…زعفر جن کی نکل آئی (۸۶) بولی کہ حقوق اپنے نہ بخشوں گی دہائی
…کی امداد میں یہ دیر لگائی ہے ہے مرے آقا، مری بی بی کی کمائی

ہے ہے مرے شبیرؑ کا سر تن سے جُدا ہو!
تو خاک میں مِل جائے، جو اُن پہ نہ فِدا ہو!

(۸۷)

سنبھلا وہ جری، گو کہ نہ ہوش اس کے بجا تھے　　حاضر ہوئے بالکل جو عزیز و رفقا تھے

سب آگ کے پتلے تھے پر اس وقت ہوا تھے　　چلنے میں قدم لُو سے بھی سرگرم، ہوا تھے

دل رنج میں ڈوبے تھے کہ یوسفؑ تھے کنویں میں

جن تھے وہ سیہ پوش کہ شعلے تھے دھوئیں میں

(۸۸)

زعفر کو ہر اک جن سے سوا، تیز پری تھی　　پہنچا مگر اُس وقت کہ واں بے خبری تھی

غش تھے شہ دیں، شدتِ دردِ جگری تھی　　اور قبر کی خاک آپ کے ہاتھوں میں بھری تھی

سورے کئی معصوم کی تربت پہ پڑھے تھے

مرقد سے لپٹ کر ابھی گھوڑے پہ چڑھے تھے

(۸۹)

یہ دیکھتے ہی خاک پہ غلطاں ہوا زعفر　　جن کانپ گئے، صدمے سے بے جاں ہوا زعفر

آگاہ جو تھے اُن سے یہ پرساں ہوا زعفر　　ہیں ہیں، یہی شبیرؑ ہیں، قرباں ہوا زعفر

مکے کے مدینہ کے سلیماں یہی ہیں!

وہ بولے حضور آپ کے سلطاں یہی ہیں!

(۹۰)

وہ رو کے پکارا کہ پرا جلد جماؤ　　مجرے کی جگہ کون سی ہے مجھ کو دکھاؤ

تسلیم کہاں کرتے ہیں سب جلد بتاؤ　　وہ بولے، قدم چوم لو، عرصہ نہ لگاؤ

مجرے کی جگہ پائی نہ دربار کو دیکھا

ہم آئے تو ٹوٹی ہوئی سرکار کو دیکھا

(۹۱)

زعفر نے کہا میں سرِ تسلیم کروں خم　　تم بڑھ کے کہو پیشِ نگہ، اے شہِ اکرم

حضرت نے کہا، پیشِ نظر موت ہے اِس دم　　آنکھوں سے جدا نور ہے آنکھوں سے جدا ہم

ہے سانس، کہ برچھی کوئی سینے میں اڑی ہے

بینائی مری آنکھوں کی، وہ رن میں پڑی ہے

ـت نے تو بالکل مجھے نظروں سے گرایا (۹۲) گھر ایک طرف، خاک میں رتبے کو ملایا
ـلوم کا پہچاننے والا کوئی آیا! اس دکھ میں بھی آدابِ امامت نہ بھلایا

دنیا نے کیا پست حسینؑ ابنِ علیؑ کو
اب بھی مرے مجرے کی تمنّا ہے کسی کو

ـس ہے تے اکبرِ نامی ہے ہمارا (۹۳) نے حُرؒ سادہ مہمانِ گرامی ہے ہمارا
ـئی ہے، نہ کوئی سلامی ہے ہمارا پھر کس کو یہ اقرارِ غلامی ہے ہمارا

یاں تو کوئی سیّد کا نہ تھا جاننے والا
یہ کون ہے شبیرؑ کا پہچاننے والا

ـص نے غلبہ کیا اُس نیک خرد پر (۹۴) صدقے ہوا پروانہ صفت شمع سے قد پر
ـصلوٰۃ آپ پہ اور آپ کے جد پر تسلیم مری فاطمہؑ و شیرِ صمد پر

مجرے میں بھی صرفہ کیا یاں اہلِ جفا نے
قرآں میں درود آپ پہ بھیجا ہے خدا نے

ـت نے کہا، نام ترا اے مرے غم خوار؟ (۹۵) بولا وہ لرز کر کہ پشیمان و گنہ گار!
ـندۂ بیادیِ شہ بے کس و بے یار محرومِ ثوابِ مددِ عترتِ اطہار

چار آنکھ کسی سے بہ خدا ہو نہ سکے گی
طاعت وہ قضا کی، کہ ادا ہو نہ سکے گی

ـرے آقا نے نہ پایا، میں نہ آیا (۹۶) بینائی میں، ہے ہے خلل آیا، میں نہ آیا
ـلیا ہو نے پھل برچھی کا کھایا، میں نہ آیا ششش ماہہ کو تربت میں سلایا، میں نہ آیا

داخل جو علی کا تھا محبّ، اس کا خلف ہوں
میں ننگِ غلامانِ شہنشاہِ نجف ہوں

شہ بولے، تو زعفر ہے، جبھی ہم پہ فدا ہے (۹۷) نادم نہ ہو، تیری بھی جزا روزِ جزا ہے
جب آتا تو کیا تھا اور اب آیا ہے تو کیا ہے
ہر وقت وہ ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہے
اب یہ تو بتا فاطمہ زہرا کے خلف کو
گھبرا کے تو کیا دیکھتا ہے چار طرف کو

زعفر نے کہا، دم نہیں آقا مرے تن میں (۹۸) جن نعروں سے غش ہوتے تھے جن بیرِ علم میں
سنتا ہوں وہی نعرے میں اس دشتِ ستم میں
شہ بولے، علی روتے ہیں عباس کے غم میں
ٹوٹی ہے ہماری بھی کمر بھائی کے غم سے
سیدھا بھی نہیں اب تو ہوا جاتا ہے ہم سے

بیٹا وہ محب، ہائے غضب، ہائے غضب ہائے (۹۹) سیدھی نہیں ہوتی کمرِ شاہِ عرب ہائے
احمدؐ کے نواسے پہ یہ اندوہ و تعب ہائے
دیں حکمِ قصاص آپ کہ یارا نہیں اب ہائے
سلطاں کیا حیدر نے سلیمان کو وہ تم
اب حُر کی طرح بندے کو قربان کرو تم

شہ بولے یہ خیر اپنی حیا کے نہیں شایاں (۱۰۰) تم آگ ہو، وہ خاک ہیں، تم جن ہو وہ انساں
یہ مصلحتِ حق ہے جو آفت میں ہوں اس آں
ورنہ میں بنی فاطمہ ہوں تم ہو بنی جاں
تابع ملک الموت ہے، جبرئیل امیں ہے
قدرت ہے جو ہم میں کسی بندے میں نہیں ہے

پیارا نہ کروں اکبر و عباس کو جن سے (۱۰۱) کٹوا دوں انھیں کے میں گلے لشکرِ جن سے
نانا کا ادب چاہیے، کیا کام ہے اِن سے
بھوکا ہوں کئی رات سے، پیاسا کئی دن سے
کٹ جائیں نبی زادیاں فاقوں سے مرن میں
مجھ سے تو نہ ہوگا کہ مروّت نہ کروں میں

…لا ہیں قربان مروت یہ تمہاری (۱۰۲) یہ سچ ہے کہ ہاں آگ سے خلقت ہے ہماری
…م سے انھیں بغض ہے، یہ بھی تو ہیں ناری کیا ان سے حیا، جن پہ غضبناک ہو باری
کہنے کے کشتندوں سے یہ حالِ شہِ دیں ہے
شیعوں کا بھی کچھ آپ پہ حق ہے، کہ نہیں ہے؟

…ی جو ترائی، نہ مروت انھیں آئی (۱۰۳) کی گھر کی صفائی، نہ مروت انھیں آئی
…ں جو کمائی، نہ مروت انھیں آئی زینبؑ نکل آئی، نہ مروت انھیں آئی
حیدرؑ نے بھی اعدا کو تہِ تیغ کیا ہے
شہ بولے کہ شربت بھی تو قاتل کو دیا ہے

…بھائی، سمجھے، تو ہر اک آغاز کا انجام (۱۰۴) خود رنج و بلا میں ہوں کہ ہو شیعوں کو آرام
…دا بھی قتل کرے گا سیہ شام دل جن کا شکستہ ہو اسے فتح سے کیا کام
یہ کہہ، کہ مرے اکبرؑ و عباسؑ جئیں گے
سوتے ہیں جو یہ قبر میں پھر وہ اٹھیں گے

…لا ہو مرضیِ مبارک، میں ہوں محکوم (۱۰۵) تجویز ہی بیووں کے لیے کیا، وہ ہو معلوم
…ر مری ماں بہنیں ہیں، اے سیدِ مظلوم کہیے تو بنیں شکل میں وہ زینبؑ و کلثومؑ
خیمے میں لٹیں، ہاتھ وہ بندھوائیں رسن میں
اور آپ کی عترت کو میں پہنچاؤں وطن میں

…ے، محبت میں تری کچھ نہیں تقصیر (۱۰۶) پر آہ، کسی شکل سے بدلے گی نہ تقدیر

…۔ یہ سن کے گرا خاک پہ حضرت کا وہ ہمدم لاشوں پہ شہیدوں کے جنھوں نے کیا ماتم
کہتے تھے کہ بے وارث و آقا ہوئے اس دم ہے ہے، شہِ بے کس، شہِ تنہا، شہِ عالم
اب تک نہ سنا ہوگا مسافر کوئی ایسا
حیدر سا جری ہوگا نہ صابر کوئی ایسا

منظورِ خدا یہ ہے پئے زینبؑ و شبیرؑ — برچھی پہ ہو سر بھائی کا اور اونٹ پہ ہمشیر
دربار میں حاکم کے وہ سر ننگے کھڑی ہو
سر ہو مرا طشت میں اور لب پہ چھڑی ہو

(۱۰۷) تڑپا وہ جری گر کے، غمِ آلِ نبیؐ سے — اور بھر کے دمِ سرد کہا ابنِ علی سے
قسمت نے نہ کی ہو گی بُرائی یہ کسی سے — محروم چلے اک ہمیں دربارِ سخی سے
اب جوہرِ شمشیرِ دو پیکر تو دکھا دو
اک حملۂ شیرانۂ حیدر تو دکھا دو

(۱۰۸) یہ سُن کے بہادر پہ حمیت ہوئی طاری — کرار کی تلوار کمر سے یہ پکاری
ہاں، مجمعِ قہر و کرمِ خالقِ باری — حرب اپنی دکھا دو اسے اور ضرب ہماری
کس جن نے مری جلوہ نمائی نہیں دیکھی
ہاں دستِ مبارک کی صفائی نہیں دیکھی

(۱۰۹) گردن کو شہنشاہِ دو عالم نے جھکایا — منہ دیکھ کے گھوڑے نے قدم اپنا بڑھایا
زعفر نے کہا اب کہ ارمان بر آیا — تو حسنِ قبول ایک گزارش نے تو پایا
دیکھو مرے مظلوم شہنشاہ کی قدرت
بندوں کو دکھائیں گے یداللہ کی قدرت

(۱۱۰) ناگاہ لعینوں نے کہا، اے شہِ ابرار — قبضے میں تمہارے ہے یداللہ کی تلوار
بچپن سے تہِ راں ہے پیمبرؐ کا یہ رہوار — دکھلائیے نا حملۂ حیدرؑ کوئی دو چار
مڑ کر شہِ دیں نے صفِ ناپاک کو دیکھا
قبضے پہ دھرا ہاتھ اور افلاک کو دیکھا

(۱۱۱) آمد ہے امامِ سومِ ہر دو سرا کی — شوکت ہے پیمبرؐ کی تو قدرت ہے خدا کی
دیتی ہے صدا روحِ علیؑ صلِ علیٰ کی — نو لاکھ کے انبوہ پہ ہیبت ہے قضا کی

حیدرؑ کے فضائل ہیں محمدؐ کی ہیں باتیں
لشکر میں اِس آمد سے خوش آمد کی ہیں باتیں

دِ جُز و کل نے کریمانہ رضا دی (۱۱۲) اور صاحبِ دُلدُل نے بزرگانہ دعا دی
اپنی توکّل نے دلیرانہ بڑھا دی — آمد کی تجمّل نے نقیبانہ ندا دی
ہاں ہیبتِ حق سے جو ڈرو گے، تو بچو گے
آمد میں خوش آمد جو کرو گے، تو بچو گے

ام ہے فوجوں کے نشانوں سے زیادہ (۱۱۳) تعریفِ خدا جیسے زبانوں سے زیادہ
کھنچتے ہیں طاعت میں کمانوں سے زیادہ — ہے پیرِ فلک چست، جوانوں سے زیادہ
نظّارہ غنیمت رخِ پُر نور کا جانا
موسیٰ کو پہاڑ آج ہوا طور کا جانا

بشہ عادل کی ہے انصاف کے رہبر (۱۱۴) خرمن سے شرر بھاگتے ہیں، شیشے سے پتھر
سے قفس، گُل سے خزاں، شمع سے صرصر — شبنم سے جو سورج تو کتاں سے مہِ انور
نیکی سے بدی، نام سے اب ننگ جدا ہے
توبہ سے شکست، آئینے سے زنگ جدا ہے

ابرِ فلک گردِ سواری میں گھرے ہیں (۱۱۵) دریا میں عدو ڈوب کے دوزخ میں ترے ہیں
کانپ کے سرداروں کے مُنہ رن سے پھرے ہیں — بُت حرص کے طاقِ دلِ اعدا سے گرے ہیں
رعشہ ہے فقط، ہاتھ نہیں، پاؤں نہیں ہے
دہشت کے سبب دھوپ نہیں چھاؤں نہیں ہے

نسخہ ۔ تنہائی پہ افزوں ہے تجمّل اور عرب سب سے
جس طرح بزرگی احدِ پاک کی سب سے

یاں بخت وہاں عمر، اِدھر عقل اُدھر ہوش (۱۱۶) خوابیدہ و برباد و پراگندہ و روپوش
یاں ناطقہ واں حافظہ خاموش و فراموش   بے نور اِدھر چشم تو بے بہرہ اُدھر گوش
واں شہپرِ افلاک جھکتا ہے تسلیم کی خاطر
یاں گاوِ زمیں اُٹھتی ہے تعظیم کی خاطر

مُجرے کے لیے عرش کے سکّان تمام آئے (۱۱۷) قرآن کے سیپارے لیے ہفت سلام آئے
سیپارے یہ کہتے ہوئے مانندِ غلام آئے   ہشیار، جناب آئے، حضور آئے، امام آئے
نخوت کی ہوا اب نہ کسی سر میں رہے گی
بن بن کے زکام آج دماغوں سے بہے گی

پرواز میں شہبازِ تجلّی جو ہے بے باک (۱۱۸) جاں آنکھوں کے مردم نے بچھائی ہے تہِ خاک
توسن ہے وہ چالاک کہ سکتے میں ہیں افلاک   مہندی سے ابھی لال بھبوکا تھے سمِ پاک
جولاں جو ہوا، پیکِ صبا رہ گیا پیچھے
بڑھتے ہی قدم، رنگِ حنا رہ گیا پیچھے

کیا نسبتِ شبدیزِ فلک سے ہو یہ خرسند (۱۱۹) وہ شوخ، یہ شائستہ، وہ پیر اور یہ اکند
بدلے کئی رنگ ابلقِ ایام نے ہر چند   جو تھا دمِ خلقت وہی اب بھی ہے یہ سمند
اس رخش کے منہ پہ کوئی دن چڑھ نہیں سکتا
چلنے میں یہ سرعت ہے کہ سن بڑھ نہیں سکتا

طے کرتا ہے اِک دم میں یہ دُنیا کی حدیں سب (۱۲۰) کیسی وہ حدیں، آپ سے باہر ہے یہ مرکب
خالی ہے رکابوں کی طرح چلنے میں قالب   نقرہ ہے، نہ سبزہ ہے، نہ ابلق ہے، نہ اشہب
نام اس کا تصور میں گزرتا نہیں کوئی
شوخی کے سبب رنگ ٹھہرتا نہیں کوئی

...نے میں ہے یہ عقل، بگڑنے میں جہالت (۱۲۱) بڑھنے میں یہ ہے حرص تو گھٹنے میں قناعت
...نے میں حواس، آنے میں عاشق کی طبیعت — مخفی ہے تو اسرار، عیاں ہے تو کرامت

ہر سو جو نسیم اس کی طراری کی بہی ہے
سبزے کی طرح دل کی ہوا کھبت رہی ہے

...ک زمانے کو بدلنے نہیں دیتا (۱۲۲) ساتھ اپنے تصور کو بھی چلنے نہیں دیتا
...رتا ہے دن، دھوپ کو ڈھلنے نہیں دیتا — سائے کو بھی پاؤں سے نکلنے نہیں دیتا

یوں گرم تناغرش کے اس پار خرد ہے
پروانۂ سمندِ تنہ و دلا کی یہ حد ہے

...ں دبدبے سے مالکِ سرکارِ الٰہی (۱۲۳) وارد جو ہوا، پڑ گئی لشکر میں تباہی
...یا، خدا ایک ہے دیتا ہوں گواہی — اور بندہ ہے مختارِ سفیدی و سیاہی

گمراہ ہو ڈرو، مذہبِ اللہ پہ آؤ
جانا ہے تمہیں پیشِ خدا، راہ پہ آؤ

...بعد وکد اک ایک یہ دشمن ہے خد کی (۱۲۴) کامل ہوا اسلام مرے جد نے وہ کد کی
...یک ہو، طاعت نہ کرو حاکمِ بد کی — مشرک نہ بنو ہے جو ولا ربِ احد کی

باطل ہے سوا حق کے، بد و نیک کا سجدہ
ہے ایک جبیں، فرض ہے بس ایک کا سجدہ

...ج یہ کہتے ہیں کہ فردا کے ہیں وارث (۱۲۵) عیسیٰ و خلیل، آدم و موسیٰ کے ہیں وارث
...نوحؑ کے، ایوبؑ کے، یحییٰ کے ہیں وارث — خیر البشر و حیدرؑ و زہراؑ کے ہیں وارث

شاہِ شہدا کعبۂ دیں، شمعِ حرم ہیں
حمزہ کے ہم القاب ہیں، ہاشم کے حشم ہیں

شق القمر انگشتِ پیمبر نے دکھایا (۱۲۶) دو انگلیوں پر درِ شہِ مرداں نے اُٹھایا
تم جن کے ہو پیرو، یہ شرف ان میں بھی پایا دیکھا نہیں، سننے میں تو کیا کچھ نہیں آیا
نقاد ہیں کان آنکھ ہر اک نعمتِ حق میں
چار انگلیوں کا فاصلہ ہے باطل و حق میں

جو ہم سے پھرے، اُس کو مسلمان نہ سمجھو (۱۲۷) سر پر ہو اجل، دور، کسی آن نہ سمجھو
دنیائے دنی ہیچ ہے، ایمان نہ سمجھو سیپارۂ ایام کو قرآن نہ سمجھو
جب روزِ حساب آئے گا فریاد کرو گے
بھولے ہو جو ہمیں، خیر، بہت یاد کرو گے

جب ہوئے گی بند آنکھ تو کھل جائے گا یہ حال (۱۲۸) مرنے پہ فقط ایک کفن دے گا زر و مال
اور قبر میں پہنچا کے چلے آئیں گے اطفال جائیں گے جو ہم راہ وہ اعمال ہیں اعمال
اعمال کی دو قسمیں ہیں، اک اک کو خبر ہے
اچھے ہیں تو جنت ہے، بُرے ہیں تو سقر ہے

سب صورتوں سے ترجمۂ فرقان کا حل ہے (۱۲۹) ہم آیۂ محکم ہیں، نہیں کوئی خلل ہے
اعدا متشابہ ہیں کہ شبہوں پہ عمل ہے گر آج نہیں پرسشِ اعمال، تو کل ہے
دیکھو گے جسے جو صلے میں پست ملے گا
ہم سا کوئی ہادی نہ زبردست ملے گا

جس قبر کے مُردے کو کہو چل کے جلا دیں (۱۳۰) جس کو مرض الموت ہو، ہم اس کو شفا دیں
جرأت سے جو قائل ہو تو جرأت بھی کھلا دیں خود پیاسے ہیں پر چاہیں جسے آبِ بقا دیں
مشہور زبانِ نبیِ عرش نشیں ہیں
واللہ کسی بات میں ہم بند نہیں ہیں

(۱۳۱)

...ہ دنی سُن کے سخن شاہِ غنی کا — بسم اللہ، اگر حوصلہ ہے تیغ زنی کا
...ں ہوا پھل تیغِ امامِ مدنی کا — جیسے غمِ شبیرؑ میں دل پنجتنی کا
گھبرا کے کہا موت نے، کیا اور کہوں میں
خالی ہو ترا میان، جو کہہ بیٹھ رہوں میں

(۱۳۲)

...یہ جبیں، رکھ کے شجاعت نے یہ کی دھوم — کیا دیکھتا ہے، دستِ مبارک کو اسے چوم
...نے لیا بوسۂ دستِ شہِ مظلوم — تلوار بڑھی میان سے با قدرتِ قیوم
چھپنے کی جگہ خوب اجل کو نظر آئی
خالی جو نیام اس کا ہوا موت در آئی

(۱۳۳)

...تھ میں شمشیرِ علیؑ برمحل آئی — قبضے میں اجل پنجے میں تیغ اجل آئی
...قِ یوسف میں نہ عاشق کو کل آئی — بے ساختہ حجرے سے زلیخا نکل آئی
چمکا وہ ہلالِ ابروے یوسف کا کنویں سے
یا برق جدا ہو گئی بادل کے دھویں سے

(۱۳۴)

...میان سے نکلا کہ ضیا کاہکشاں سے — یا نور کا فوارہ چھٹا حوضِ جناں سے
...م علی جنگ میں شیعوں کے وہاں سے — یا درد بھری آہ دلِ سوختہ جاں سے
تکبیر کا نعرہ لبِ جبرئیل سے اُٹھا
یا حشر کا غل صورِ سرافیل سے اُٹھا

(۱۳۵)

...چشمِ نیام اوج [illegible] بر آیا — اور صاف ہر اک فردِ بشر کو نظر آیا
...کھینچنے کو کلکِ دواتِ ظفر آیا — یا دوڑ کے ظلمت کی گلی سے خضر آیا

نسخہ ۵ — کل اس کو نہ رن میں نہ بیابان میں آئی
یہ میان سے نکلی اور اجل میان میں آئی

واں شور تھا، پیدا مہ نو سے مہ نو ہے
یاں غل تھا جدا شمع سے یہ شمع کی لو ہے

غنچہ تھا نیام اس کا تو نکہت تھی وہ تلوار (۱۳۶) یہ بلبلِ سدرہ کی زباں تھی تو وہ
وہ تھا لبِ خاموش تو گویا تھی یہ گفتار وہ غیب کا دروازہ تو یہ غیب کا
ہو قطع روانی جو چلے عمرِ رواں پر
یہ بات پہ آئے تو پھرے نوکِ زباں پر

طالع ہوا مغرب سے ہلالِ مہِ شوال (۱۳۷) خود عید پکاری کہ خوشا ماہ خوشا
غرہ ہوئی ہستیِ عدو سلخ کی تمثال ہیبت سے کھڑے ہو گئے جنات کے بال
اعدا کی طرف طیش سے بڑھتے ہوئے دوڑے
یا قاہر یا قاہر پڑھتے ہوئے دوڑے

اس تیغ کے جوہر سے عجب شوکت و شاں تھی (۱۳۸) ہاں، شدتِ برش کی وہ تشدید عیاں
جوہر نہ کہو، شہ کے لیے حیف کناں تھی انگشت بہ دنداں وہ حسامِ دو زباں
اونچی جو ہوئی کفر بھی پھر ہو گیا نیچا
اعدا کے بڑے بول کا سر ہو گیا نیچا

کفار بڑھے طیش سے ہونٹوں کو چبا کے (۱۳۹) دانتوں کے تلے بال محاسن کے دبا
کھولے علم اور باندھ لیے گوشے قبا کے رستے میں ہی ہوئے ہوش ہوا ایک صبا
رن میں جو گھرا ابرِ غلیظ اہلِ سقر کا
بجلی سا کڑکنے لگا کڑکیت عمر کا

لکھا ہے کہ تھا فوج میں اک اشجعِ مے خوار (۱۴۰) نے خواب سے بخت اس کا، نہ دشنے سے
آشوبِ جہاں، طالعِ بد، فتنۂ بیدار ہر صف کی طرف اس نے ندا دی کہ خبر

تنہا سے لڑے فوج، یہ ہے رسم کہاں کی
اک میں ہوں بہت جنگ کو اس تشنہ دہاں کی

(۱۴۱)
...سلح ہوا وہ ظلم کا ہمزاد
استادوں کے بخشے ہوئے سب حربۂ بیداد
...ری ہو گیا، بیٹھا جو وہ جلاد
چلائی اجل، چلیے، جہنم نے کیا یاد
غصّے کی حرارت تھی یہ اندامِ لعیں میں
مجمر کی طرح آگ لگی خانۂ زیں میں

(۱۴۲)
...ل کے جگر گے میں جو اس نحس کی تھی دھاک
غل تھا کہ ہے اب خاتمۂ پنجتنِ پاک
...سے تھرائے خیامِ شہِ لولاک
سر پیٹ کے سیدانیوں نے منہ پہ ملی خاک
باہر کبھی سر ننگے نکل آتی تھی زینبؑ
شہ دیکھتے تھے مڑ کے تو پھر جاتی تھی زینب

(۱۴۳)
...ادبانہ وہ ہوا شہ کے مقابل
حضرت نے کہا، کون؟ کہا، آپ کا قاتل
...طمی اور جنگ کے آئین میں کامل
باطل کو میں حق کرتا ہوں اور حق کو میں باطل
تم کون ہو، فرمایا غریب ازلی ہوں
بطحی کا نبی زادہ، حسین ابن علی ہوں

(۱۴۴)
...خن نورِ خدا سے ہوا ناری
لاریب، اجل اب ہے ہماری کہ تمہاری
...کے عمر لاش اٹھائے گا ہماری
تم بھی کسی یاور کو بلا لو ہے یہ باری
جب تیغ مری آپ کی تصویر مٹا دے
وہ آکے تمہیں گنجِ شہیداں میں لٹا دے

...بچوں سے تو ٹھہرا نہ گیا سب نکل آئے
اک بات یہ باقی تھی کہ زینب نکل آئے

...تم کون ہو؟ فرمایا، بقیہ شہدا کا
شبیر ہیں، اک بندۂ عاجز ہوں خدا کا

خیمے سے طلب کیجیے ہم شکل نبیؐ کو (۱۴۵) قاسمؑ کو بُلا لیجیے، عباسِؑ علیؑ کو
شہ بولے کہ تم لوگوں نے چھوڑا ہے کسی کو! ششماہے کے بھی غم میں کڑھایا مرے ج

میں نے ہی سبھوں کے تنِ صد پاش اُٹھائے
باقی نہیں کوئی جو مری لاش اُٹھائے

اِس دم نہ بھتیجا ہے، نہ بھائی ہے، پسر ہے (۱۴۶) ناسورِ جگر، دردِ کمر، ضعفِ بصر ہے
سب نورِ نظر مر گئے، خالق یہ نظر ہے موجود ہے سب کچھ تجھے کیا اس کی خب

خالق ابھی بخشے جو طلب اس سے کروں میں
چاہوں تو مروں اور جو چاہوں نہ مروں میں

یہ سنتے ہی مغرور نے نیزے کو ہلایا (۱۴۷) حضرتؑ نے بھی کاوے پہ تگادر کو لگ
گردش میں فلک اس کو زمیں پر نظر آیا ڈر کر کبھی سمٹا کبھی گردن کو اُٹھ

یہ رخش وہ صرصر تھا کہ گھبرا گیا ناری
چکر میں بگولے کی طرح آ گیا ناری

ڈھونڈا کیا پہلو، زدِ نیزہ کا وہ دشمن (۱۴۸) یہ رخش وہاں پہنچا جہاں آیا وہ پُرف
رنگ اُڑ گیا اور نقشہ ہرن ہو گیا فوراً سن سن رمِ آہو کی سُنی، پایا نہ تو سَ

کہتا تھا فرس، ڈھونڈ تو لے کوئی کہاں ہوں
آنکھوں میں تو پھرتا ہوں نگاہوں سے نہاں ہوں

نیزے کو پٹک کر غضبی اس نے دکھائی (۱۴۹) تلوار لپک کر سرِ اقدس پہ لگا
پر اک سرِ مو بھی نہ جگہ تیغ نے پائی شمشیرِ حسینیؑ نے کہا بھاگ میں آ

مکار گھرا ہالۂ تیغِ دوزباں میں
جس طرح سے شیطان مُقیّد رمضاں میں

(۱۵۰)
…ے شمشیر کی جنبش ہوئی بھونچال
مگر اس کا چلا کوئی، نہ پھرتی کی کوئی چال
… چہرے سے ظالم کے اڑی خال
خود پلکوں میں چھپنے لگی پتلی کی طرح ڈھال
تارِ نظر اس تیغ کے بڑھنے سے کٹے تھے
آنکھوں میں جو تھے نقشے کے ڈورے وہ کٹے تھے

(۱۵۱)
… تیغ جنابِ شہِ عادل
مضموں کی طرح خطِ جبیں میں ہوئی داخل
…مع جوشن و توسن، ہوا قاتل
واقف نہ ہوئے فرقِ تجسس و یا کس سے غافل
یہ تیغ کی بُرّش تھی کہ انصافِ خدا تھا
پانی تھا جدا، آہ تھی جدا، خون جدا تھا

(۱۵۲)
…ست شعلہ تمیم ستم آرا
تلوار کا بھی وار کیا، گرز بھی مارا
…ھی جب تو گھٹا حوصلہ سارا
ناری کے عزیزوں نے جہنم میں پکارا
مکار تھا پر سانس چڑھی تیغ کے دم پر
اک ضرب میں سر جا کے گرا بیس قدم پر

(۱۵۳)
…ب لڑائی سے جو عاجز نظر آیا
اک دفعہ یورش کر کے گروہِ عمر آیا
…ں کے تگ و پو سے غبار اوج پر آیا
بادل میں ہلالِ خمِ تیغ دو سر آیا
باہر جو ہوئی گرد سے دونی تھی ضیائیں
جیسے مہِ نو نکلے کبھی ٹوٹ کے گھٹا میں

(۱۵۴)
…کے پانی میں وہ ناری بہے ایسے
یاں اشکوں میں بہتے ہیں گنہ شیعوں کے جیسے
…ہامان کا بیڑا رگ ڈوبے سے
فرعون کے مانند مگر ڈوبے ہیں کیسے
رخ دولت و زر سے صفتِ بے پر نے پھیرا
نو لاکھ پہ پانی دمِ شمشیر نے پھیرا

گرمی پہ تبرر، تیغِ شرر دم کے جو آئے (۱۵۵) جوہر نے کنوئیں قعرِ جہنم کے جھ
تھے مُرغِ نگہ پردوں میں، پر اس نے جلائے عنقائے تصوّر کے کباب اس نے لگ

دکھلائے ہُنر شعلہ فشانی کے ہزاروں
دُوزخ پہ گھڑے پڑ گئے پانی کے، ہزاروں

ششدر ہوئے نولاکھ، زہے تیغِ دوپیکر (۱۵۶) طالع پہ قمر دیکھ کے گھبرائے بدخ
پانی ہوا یہ دل کہ بہا تازہ سمندر اس چاند کی رویت تھی مگر آب پہ دُ

آبِ دمِ شمشیر کے سوتے پہ بہے تھے
سوتے تھے نصیب، اہلِ جفا ڈوبے ہوئے تھے

دل تنگ تھا میدان کا انبوہِ شقی سے (۱۵۷) طوفان اٹھا سیفِ شہنشاہِ جری
یوں غول بہے آبِ دمِ تیغِ علیؑ سے جس طرح گنہ اشکِ غمِ سبطِ نبیؐ

ہر عیب کو اُس ابرِ ضیا بار نے دھویا
عالم کا گنہ، خون سے تلوار نے دھویا

غائب ہوئی یاں تیغ تو واں سے نکل آئی (۱۵۸) حیرت کو بھی حیرت تھی کہاں سے نکل
اللہ رے بل، موئے میاں سے نکل آئی رشتے کی طرح سوزنِ جاں سے نکل

تنہا نہ ہوئے سر الگ اُس تیغِ قضا سے
تاثیر جدا ہو گئی کافر کی دعا سے

سائے نے نہ جانا کہ کدھر سے کدھر آئی (۱۵۹) آواز کے مانند یہ کانوں میں در آ
نظارہ کناں جو سپہِ جن نظر آئی یہ مثلِ پری شیشۂ دل میں اتر آ

مثلِ قدِ جنات گھٹی اور بڑھی یہ
جن ہو گئے، غش یوں سرِ انساں پہ چڑھی یہ

شیر مرے قبضے میں آئی (۱۶۰) دُنیا میں جگہ سر کے اُٹھانے کی نہ پائی
ں کو تصویرِ تواضع کی دکھائی   یا بوجھ نے جوہر کے، مگر اس کی جھکائی
رُک رُک کے قدم رکھتی تھی ہر سر پہ ادب سے
جُھک جُھک کے مثالِ شرفا ملتی تھی سب سے

نگہبانوں کو بیدار جو پایا (۱۶۱) زخموں نے بھی اس تیغ کا پانی نہ چُرایا
شمشیر نے رستوں کو بتایا   سونے سے بھی وسواس مسافر کو نہ آیا
بے دغدغہ شہ راہِ عدم پاتے تھے مردم
آنکھوں کو کیے بند چلے جاتے تھے مردم

صفیں آبِ دمِ تیغ سے بے دم (۱۶۲) پانی جو کھڑے ہو کے بہو، ہوتا ہے سِن کم
تھی ہر مسئلہ تیغِ شہِ عالم   ہے خون نجس، اس میں یہ آلودہ تھی ہر دم
پر اس پہ نجاست کا گماں ہو نہیں سکتا
یعنی کہ نجس آبِ رواں ہو نہیں سکتا

پہلو پہ تو چار آئینے سر کے (۱۶۳) کاکُل کی طرح سر پہ زرہ چڑھ گئی ڈر کے
پڑے فرق پہ اس تیغِ دو سر کے   خود اس کا دلِ سخت بنا بر میں اتر کے
یہ تیغ تھی کیا شعلہ فگن فوجِ عُمر پہ
سر شمع صفت کٹ گئے پر تو رہی سر پہ

ے فلک اپنا چلن بھول گئے سب (۱۶۴) اُستادِ عرب، جنگ کا فن بھول گئے سب
لب کا سخن بھول گئے سب   مرغانِ چمن، راہِ چمن بھول گئے سب
جاں مردہ، دل افسردہ، دم آزردہ، قُوا گم
شک رہ گیا لشکر کا، سراپا جو ہوا گم

(۱۶۵)
کہتی تھی یہ تلوار قضا کون ہے؟ میں ہوں — رن میں ملک الموت بھلا کون ہے؟ میں
ہستی کسے کہتے ہیں، فنا کون ہے؟ میں ہوں — قبضے میں ہے قہرِ خدا کون ہے؟ میں
تن تن کے اجل زندوں کو للکار رہی تھی
تلوار کے ہر وار پہ سر وار رہی تھی

(۱۶۶)
حیراں تھے مہ تیغ کی تاثیر سے نولاکھ — بارش میں یہ ساون تھا زرِ تیغ نے میں
نے شامیوں کی دھاک تھی ان کو فیوں کی تھا — وہ ڈوب مرے پانی میں یہ جل کے ہوئے
بارش کے سبب کشتی نہ چرخ بھی تھی
گرمی کی یہ حد تھی کہ ہوا کانپ رہی تھی

(۱۶۷)
ناگاہ زمیں لرزی کہ اے شاہِ زمن بس — تھرا کے پکارے طبقِ چرخِ کہن بس
دریا سے اٹھا شور بس اے تشنہ دہن بس — چلائے پہاڑ اے پسرِ قلعہ شکن بس
شیعوں کی محبت نے کہا وقتِ دعا ہے
شہ بولے کہ ان پر تو امام ان کا فدا ہے

(۱۶۸)
فرما کے یہ تلوار کی کشتی کو سنبھالا — طوفاں سے جہازِ امتِ عاصی کا
زعفر نے کہا، سلمک اللہ تعالیٰ — اس فاقے میں حملوں سے کیا ان
گو چاہ میں، دُرّانہ علی کو نہ پڑے تھے
پر تین شب و روز کے پیاسے نہ لڑے تھے

(۱۶۹)
کچھ کہیے کہ اب خوابِ شہادت میں ہی سوتا — فرمایا کہ جب یاد مجھے کیجیو
زعفر کا تو رخصت شہِ مظلوم سے ہونا — اور ظالموں کا فاطمہ کے لال کو گھ
گھر کے لیے عمامہ کے پرزے کیے سر کے
جلتی ہوئی ریتی پہ تڑپنے لگے گر کے

ہونٹوں پہ تڑپنے میں لگی ایک سناں اور (۱۷۰) شق ہو گئے لب، مُنہ سے نکل آئی زباں اور
تپتی ہوئی ریتی پہ ہوئے شاہ طپاں اور یہ ظلم تھا اور سب سے عمر کہتا تھا، ہاں اور
پتھر بھی برسنے لگے شمشیروں کے ہمراہ
نیزے بھی کلیجے پہ لگے، تیروں کے ہمراہ

مومنو تعزیہ دارانِ شہِ بے کس و ناشاد (۱۷۱) کچھ یاد ہے کس وقت چڑھا سینے پہ جلاد
امت کے مددگار کو امت ہی کی تھی یاد اُس وقت نہ خاطر میں سکینہ تھی نہ سجاد
اور حلق پہ کب صدمۂ شمشیر سہے تھے؟
جب پیاس کی شدت سے زباں چاب رہے تھے!

ہر وقت سے اُس دم تھی سوا تشنہ دہانی (۱۷۲) قاتل سے یہ بولا اسد اللہ کا جانی
اب جاتے ہیں دنیا سے نہ پھر مانگیں گے پانی اک بوند پلا دے ہمیں او ظلم کے بانی
حق ہے تری گردن پہ حسینؑ ابنِ علی کا
مہمان ہے، پیاسا ہے، نواسا ہے نبیؐ کا

یہ کہنے نہ پائے تھے کہ غش پیاس سے آیا (۱۷۳) قاتل نے گریباں کو شہ رگ سے ہٹایا
منہ پھیر کے حلقوم پہ خنجر کو پھرایا اللہ کو ایذا دی، پیمبرؐ کو رُلایا
صدمے تھے نئے دامنِ زہرا کے پلے پر
خنجر بھی یہ تھا کند کہ رکتا تھا گلے پر

لکھا ہے کہ تھا شاہ سے اک وعدۂ غفّار (۱۷۴) اور شاہدِ اقرار تھے وہ عادلِ دیں دار
اک تو جبرئیل اور اک احمدِ مختار فرمایا تھا حق نے کہ وفا ہوگا جو اقرار
اور قطرۂ خوں حلق سے پہلے جو بہے گا
شبیرؑ، خدا مانے گا جو کچھ تو کہے گا

(۱۷۵)

قربان میں ہمت پہ شہِ ارض و سما کی
اول جو بہی بوند لہو کی، یہ ندا کی
یارب ترے بندے نے وعدے پہ وفا کی
اب وعدہ وفا کرنے میں باری ہے خدا کی
آواز یہ آئی کہ وفا کرتے ہیں ہم بھی
کیا مانگتے ہو، مانگو، عطا کرتے ہیں ہم بھی

(۱۷۶)

حضرت نے کہا خوں بھرے ہاتھوں کو اٹھا کر
ربّا مرے شیعوں کو جہنم سے رہا کر
ربّا مرے زوّاروں کی تو عمر سوا کر
ربّا جو مجھے روئیں بہشت اُن کو عطا کر
رحمت میں کوئی تیرے مقابل نہیں مولا
میں بندۂ عاجز کسی قابل نہیں مولا

(۱۷۷)

آئی یہ ندا دیکھو مری وعدہ وفائی
لو نار سے کی آپ کے شیعوں کی رہائی
لو تعزیہ داروں نے سند خلد کی پائی
لو آپ کے زوّاروں کی بھی عمر بڑھائی
عاجز نہیں تم نائبِ غفار ہو شبیرؑ
چاہو جسے بخشو، تمھیں مختار ہو شبیرؑ

(۱۷۸)

حضرت نے کہا کر کے تبسم تہِ شمشیر
شیعہ مرے بخشے گئے، راضی ہوا شبیرؑ
اب موت کا کچھ غم نہیں اے مالکِ تقدیر
یہ کہتے تھے جو قتل سے فارغ ہوا بے پیر[1]
کیوں گر نہ پڑا پھٹ کے فلک اہلِ جفا پر
تکبیر کہی قتلِ امامِ دوسرا پر

(۱۷۹)

تکبیروں کا غل سُن کے یہ زینب نے پکارا
لو بیبیو، زہراؑ کا نمازی گیا مارا
کنبہ شہِ بے کس کا یہ چلّا لاش پہ سارا
زینبؑ کو نظر آیا نہ زہرا کا ستارا
دیکھا کہ برستا ہے لہو رن کی زمیں پر
منھ نیزوں کا جس طرح پڑا تھا شہِ دیں پر

---

[1] نسخہ۔ یہ کہتے تھے جو تیغ رواں ہو گئی ہے ہے
بن بیٹے کی خاتونِ جناں ہو گئی ہے ہے

نے کے کڑکنے سے عیاں قہرِ خدا ہے (۱۸۰) آندھی وہ ہے، جو گردِ قیامت کی ہوا ہے
تی پہ طیاں طائروں کا غول جدا ہے بالائے فلک، ہائے حُسینا کی صدا ہے
بربوں میں ہے غل، ہائے پیمبرؐ کا نواسا
دریا سے ندا آتی ہے، مارا گیا پیاسا

نبؑ کا جگر ہل گیا، گر کر یہ پکاری (۱۸۱) آؤ علی اکبرؑ میں تمھاری گئی واری
نائی موئے، نکلی ہے پھوپھی گھر سے تمھاری ہے ہے مرا اماں جایا، مرا عاشقِ باری
مر جاؤں گی حسرت میں ہیں پاؤں رگڑ کر
تم لاش پہ لے جاؤ مرا ہاتھ پکڑ کر

اس کدھر ہو، اِدھر آؤ، اِدھر آؤ (۱۸۲) قاسمؑ، مجھے بچھڑے ہوئے بھائی سے ملاؤ
عون و محمدؑ تمھیں رستہ سے لگاؤ شبیرؑ کے لاشے کے مجھے گرد پھراؤ
لا لا کے خبر دیتے تھے تم فوجِ عمر کی
ماموں پہ چھُری چل گئی مجھ کو نہ خبر کی

نوحہ تھا جو لاش زمیں پر نظر آئی (۱۸۳) اور دوڑ کے لپٹی اسدُ اللہ کی جائی
سینے پہ جبیں رکھ کے یہ فریاد مچائی سیّد، مرے سیّد، مرے بھائی، مرے بھائی
صدقے گئی اٹھّو یہ اسیرِ محن آئی!
بن باپ کی، بن ماں کی تمھاری بہن آئی

ہو گئی بھیّا تری دستار گلابی (۱۸۴) پُرزے کیا اُمّت نے ترا دوشِ کتابی
خوں میں ہوئی، ہائے تری ریشِ خضابی کیسی تیرے کنبے کی ہوئی خانہ خرابی
میں کہتی تھی، میرا کفن و گور کروگے
اس کی نہ خبر تھی کہ تمھیں پہلے مروگے

(۱۸۵) اماں نے تمھیں سونپا تھا تم نے کسے سونپا — بتلاؤ اخی، کون ہو اب کہنے میں میرا!
تم تھے مرے مالک، مرے آقا، مرے مولا — میں آپ کی لونڈی تھی، میں خواہر تھی، میں شیدا
تم اُٹھ گئے، اب سائے میں کس کے رہے زینبؑ
اے وارثِ زینبؑ، کسے وارث کہے زینبؑ

(۱۸۶) ماں باپ کا مرنا نہ ہوا تھا مجھے معلوم — کہتی تھی کہ قائم تمھیں رکھے مرا قیوم
یاں آ کے بُرا ہو گیا بھائی مرا مقسوم — آگے مری آنکھوں کے کٹا آپ کا حلقوم
دم تن سے نکلتا نہیں اور دل کو قلق ہے
تم مر گئے، میں جیتی ہوں، کیا قدرتِ حق ہے

(۱۸۷) مجھ کو نہ محبت تھی، تمھیں تھی مری الفت — خنجر کے تلے بھی مجھے دیکھا کیے حضرت
ہے ہے مجھے اماں سے ہوئی سخت ندامت — پوچھیں گی ضرور آپ سے خاتونِ قیامت
زینب تھی کہاں جب یہ بلا تم پہ پڑی تھی
اماں سے نہ کہنا کہ بہن در پہ کھڑی تھی

(۱۸۸) کیوں ہاتھ کلیجے پہ ہے، اے سیّدِ والا — یاں تیر لگا ہے کہ کوئی ظلم کا بھالا
یا درد ہے اُس کا جو موا گیسوؤں والا — یا شمر جو بیٹھا تھا، جگر ہے تہ و بالا
خواہر تری غربت پہ فدا ہو گئی بھیّا
تنہائی میں گردن بھی جدا ہو گئی بھیّا

(۱۸۹) زینبؑ پہ ترس کھائیے، واری گئی زینبؑ — پردے میں بٹھا جائیے، واری گئی زینبؑ
کچھ تو مجھے فرمائیے، واری گئی زینبؑ — سب روتے ہیں، سمجھائیے، واری گئی زینبؑ
اب میری خبر کیا ہو کہ خود دکھ میں پڑے ہیں
لاش آپ کی گھیرے ہوئے سادات کھڑے ہیں

پھرا جامہ اتارو، میں تصدق (۱۹۰) اُجلی سی قبا تن پہ سنوارو، میں تصدق
ہر اک زخم پہ وارو، میں تصدق زینب کو بہن کہہ کے پکارو، میں تصدق
قابل نہ ہو گر اس کے یہ بیٹے وارث والی
اپنے علی اکبر کی کھو یا لنے والی

ے پردیس میں در در نہ پھراؤ (۱۹۱) بھیّا، مجھے زندان کی آفت سے بچاؤ
ے درباروں کے بلوے نہ دکھاؤ بھیّا، مرا کوئی نہیں، یاں چھوڑ نہ جاؤ
دربار کے جانے سے بچا لو مجھے بھیّا
خدمت کے لیے پاس بلا لو مجھے بھیّا

کہا بانو نے اب دل کو سنبھالو (۱۹۲) دامن تو ذرا منہ پہ سکینہ کے اڑھا لو
کے واسطے خیمہ سے منگا لو یا یہ دے کی خاطر مرے اکبر کو بلا لو
سر کھول کے منہ خون میں والی کے بھر دوں گی
اب لاش پہ یہ چوڑیاں ٹھنڈی میں کروں گی

تھی زینبِ ناشاد کی زاری (۱۹۳) اب فاطمہ کے خاص غلاموں کی ہے باری
جُدا ہوتی ہے شہزادی تمہاری لو شیعو تمہیں سونپتی ہیں تعزیہ داری
غش آیا ہے مجلس میں رسولِ عربی کو
جی کھول کے اب رو دو حسین ابن علی کو

شاہ کا ماتم ہوا آخر (۱۹۴) رونے نہ دبیر آہ محرم ہوا آخر
سلطانِ دو عالم ہوا آخر غم رہ گیا پر غم کا وہ موسم ہوا آخر
سر کھول دو اور پھاڑ و گریبانوں کو اپنے
اے مومنو رخصت کرو مہمانوں کو اپنے

مرثیہ ۳

(۱)

جب ماہ نے نوافلِ شب کو ادا کیا — سر قبلہ رو جھکا دیا ذکرِ خدا کیا

بڑھ کر صفِ نجوم نے بھی اقتدا کیا — سجدے میں شکرِ خالقِ ارض و سما کیا

در کھل گئے عبادتِ ربِّ غفور کے

مطلع — خورشید نے وضو کیا چشمے سے نور کے

(۲)

گلگونۂ شفق جو ملا حورِ صبح نے — اِسپندِ مشکِ شب کو کیا نورِ صبح نے

گرمی دکھائی روشنیِ طورِ صبح نے — ٹھنڈے چراغ کردیے کافورِ صبح نے

لیلائے شب کے حسن کی دولت جو لٹ گئی

مطلع — افشاں جبیں سے انجمِ درخشاں کی چھٹ گئی

(۳)

پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشانِ صبح — معبود کا وہ ذکر، وہ لطفِ اذانِ صبح

باندھا عمامہ نور کا، پہنی کتانِ صبح — چرخِ چہارمی پہ گیا خطبہ خوانِ صبح

منھ سب کے سوئے قبلۂ امید ہو گئے

مطلع — سرگرم سجدہ عیسیٰ و خورشید ہو گئے

(۴)

آیا عروج پر شہِ گیتی ستانِ مہر — لی روز نے پناہ بزیرِ نشانِ مہر

پرچم کشا ہوا علمِ زرفشانِ مہر — ظاہر ہوئی زمانے پہ تابِ توانِ مہر

نیزہ کرن کا دیدۂ گردوں میں ڈال کے

مغرب میں پھینکی رات کی پتلی نکال کے

…نے رخِ آفاق فق کیا ⑤ بدلا جہاں کا رنگ جو خونِ شفق کیا
…نے قمر کو اُلٹ کر ورق کیا   سورج کو جب عروجِ طلاءِ فلکِ حق کیا

خورشیدِ صبح کا گلِ دستار ہو گیا
پردہ اُفق کا عزتِ گلزار ہو گیا[1]

…جب کہ غرق جہازِ قمر ہوا ⑥ سلطانِ شرق، راکبِ کشتیٔ زر ہوا
…ط پہرِ شہِ بحر و بر ہوا   برباد فخرِ نوح کا آباد گھر ہوا

دریا دلی نے بادشہِ نیک ذات کی
بخشی گناہ گاروں کو کشتی نجات کی

…ی ماہی شب میں نہاں ہوا ⑦ کنعانِ بامداد سے یوسف عیاں ہوا
…ب کے حسن کا گلشن خزاں ہوا   عالم تپِ فراق سے گرمِ فغاں ہوا

مجنوں کے رنگِ رخ کی طرح دھوپ زرد تھی
تھی صبح، یا زمانے کی اک آہِ سرد تھی

…بِ نور پکارا سحر سحر ⑧ تھی آسماں سے بارشِ رحمت، شجر شجر
…نے معدنِ شبنم، گہر گہر   ذروں میں نورِ مہر در آیا قمر قمر

برقع جو اُٹھ گیا تھا رخِ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبحِ ملمع نقاب کا

…ں جو گھرا ہوا تھا ملکِ خزاں ⑨ سر سبز باغِ دہر ہوا مائلِ خزاں
…صبح تیرہ و تاریک بوستاں   سبزہ تھا یا زمین کی آہوں کا تھا دھواں

…عالم فروغِ مہر سے گلزار ہو گیا

شبنم تباہ ہو گئی غم میں جناب کے

خاکِ عزا سے بھر گئے ساغر گلاب کے

مغرب میں گل تھا گلشن انجم ہوا پائمال (۱۰) مشرق میں جلوۂ گلِ خورشید بے مثا[ل]

رنگ اپنا تھی جمائے ہوئے شانِ ذوالجلال تختِ زمردی پہ وہ مسند شفق کی لال[۱]

پرتو فگن تھا چہرۂ سرخ آفتاب کا

صحنِ افق بنا ہوا تختہ گلاب کا

تارے مقامِ سیر سے جاتے نظر پڑے (۱۱) منہ پردۂ فلک میں چھپاتے نظر پڑے

طائر ہوا سے خاک پہ آتے نظر پڑے ہشیار شب کی نیند کے ماتے نظر پڑے

نورِ سحر جو پھیل گیا آبشار میں

اٹھ بیٹھے شیر کھل گئیں آنکھیں کچھار میں

کہسار اوجِ نیرِ قدرت سے دنگ تھے (۱۲) بیٹھے ہوئے بساطِ عبادت پہ سنگ تھے

وارفتہ یادِ حق میں غزال و پلنگ تھے کیا کیا شعاعِ مہر میں صنعت کے رنگ تھے

کوئی حبابِ سرخ تو کوئی ہرا ہوا

پھولوں سے تھا فرات کا دامن بھرا ہوا

معبود سے تھے مرغِ سحر طالبِ فلاح (۱۳) خوانِ کرم سے ملتی تھیں نعمتیں مباح

نعرہ لگا کے وردِ زباں تھا علی الصباح کہتے تھے ابر کوہ پہ یا مرسلِ الریاح

تسبیح خواں تھی بن میں جو حیات ہوا کی تھی

لذت زبانِ خار پہ حمدِ خدا کی تھی

---

[۱] بدلہ۔ تختِ زمردی پہ شفق کا وہ فرش لال

شام سے برہمنِ شب جو قمر پرست (۱۴) خورشید نے لگائی اُسے ضرب پُشتِ دست
کہکشاں کو سراپا کیا شکست ہشیار بہرِ جنگ ہوئے شامیانِ مست
اٹھیں گے آفتاب پرستوں کے دین میں
زہرا کا آفتاب چھپایا زمین میں

ا جو حُسنِ خامۂ خورشیدِ پُرضیا (۱۵) شنجرف کو شفق نے بہ دست حل کیا
قضا نے منشیِ تقدیر کو دیا تحریر کر موافقِ ارشادِ کبریا
یہ آخری سپاہِ حسینی کا اوج ہے
تا ظہر نے حسینؑ، نہ لشکر، نہ فوج ہے

ملازمانِ حسینی کا خط و خال (۱۶) حُر تھا قصوردار سو وہ بھی ہوا بحال
ہ سب کی زخم، رضا نہ غم و ملال عہدۂ جہاد، چھاؤنی سرکارِ ذوالجلال
دنیا میں سُرخ پوش ملازم حضور کے
عقبیٰ میں حُلّے خلد کے اور قصر نور کے

ہی غازیوں کے لیے خونِ ذوالجلال (۱۷) شکوہ حرام، فاقہ میں، شکرِ خدا حلال
صلے میں تا بہ ابد پیاس تا زوال قبضُ الوصول حورِ جناں کا خطِ وصال
بچوں کا عرفِ بسملِ راہِ جہاد لکھو
اک ایک نوجواں کا لقب نامراد لکھو

ر، وہ سپیدہ، وہ صُبحِ اجل نما (۱۸) وہ نعرۂ اذان و اقامت، وہ مقتدیٰ
سیں اتقیا تھے ترائی میں اشقیا فکرِ وضو میں قبلۂ دیں، نورِ کبریا
پانی کے لانے سے جو تھا معذور آفتاب
حاضر تھا آفتابہ لیے دور آفتاب

(۱۹)

آئی صدائے خضر کہ لبیک یا امام
لے آؤں بھر کے مشکوں میں آبِ بقا تمام
کوثر پکارا، زیرِ قدم میں کروں مقام
باراں نے دی ندا کہ برسنے لگے غلام
شہ بولے، اپنے خوں سے وضو اب کریں گے ہم
پانی کا ذکر جانے دو، پیاسے مریں گے ہم

(۲۰)

رکھا ہی باوضو تھے امامِ ملک خصال
جاگے تھے رات بھر پئے طاعاتِ ذوالجلال
پڑھ کر مگر فریضۂ صبحِ شبِ قتال
تجدید کا وضو کی یہ دستور تھا خیال
دھویا وضو سے ہاتھوں کو اور شکرِ رب کیا
پہنا کفن، جہاد کا زیور طلب کیا

(۲۱)

نامِ سلاح سُن کے حرم پر چھری چلی
اُٹھی سلاح لانے کو زہراؑ کی لاڈلی
سنتی ہے آہ، راستے میں کیا وہ دل جلی
آواز آ رہی ہے کہ فریاد یا علیؑ
سمجھی جدائی بھائی بہن میں جو ہوتی ہے
یہ روحِ فاطمہ ہے کہ خیمے میں روتی ہے

(۲۲)

کلثوم کو پکاری، وہ حیرت کی مبتلا
بھیجا نو تو بہن، مری ماں کی ہے یہ صدا
آئی سلاح خانے میں تو اور غل سنا
کی ہر طرف نگاہ کہ یہ ماجرا ہے کیا
کیا دیکھتی ہے بیٹی نبیؐ کے وزیر کی
روتی ہے ذوالفقار جناب امیر کی

(۲۳)

یوں صبح دم غلاف میں ہے تیغِ اشکبار
منہ ڈھانپتے ہیں وقتِ سحر جیسے سوگوار
پھر خود بھی رو دیں بیٹھ کے نزدیکِ ذوالفقار
دل میں کہا کہ خیر کرے میرا کردگار
وسواس مجھ کو آتا ہے تشویش ہوتی ہے
حضرت سوار ہوتے ہیں اور تیغ روتی ہے

ایا ذوالفقار سے، ہے وقتِ یاوری (۲۴) شہزادہ رن پہ چڑھتا ہے اور کم ہیں لشکری
ہر دکھانا فتح کے، اے تیغِ حیدری وہ بولی، آہ آہ تری بے برادری
مہمان شام سے ہیں تمھارے سحر تلک
اب زندگی حسینؑ کی ہے دوپہر تلک

نب کا سینہ پھٹ گیا، جی سنسنا گیا (۲۵) لاکر سلاح شہ کو دیے اور غش آگیا
ر پہ جو خود شہ نے دھرا نور چھا گیا پہنی زرہ تو موج میں دریا سما گیا
باندھی جو ذوالفقار، نبیؐ کے وزیر کی
قبضے میں آئی شان جنابِ امیرؑ کی

گاہ الوداع بھی آغاز ہو گئی (۲۶) آکر بتولؑ اپنے مسافر کو رو گئی
و پکاری، لو مری تقدیر سو گئی بچوں کو لے کے پیشِ شہِ نیک خو گئی
بولی، نہ باپ سر پہ نہ ماں میرے پاس ہے
والی، یہ ننھے بچے ہیں اور تری آس ہے

نے کہا، خدا تو ہے گر ہم نہیں، نہیں (۲۷) منت کی اس نے، اے شہِ عالم نہیں نہیں
ڈی جیسے حضور ہوں بے دم ہمیں نہیں بچوں کا بچپن اور یہ ماتم، نہیں نہیں
شہ بولے، جو مشیتِ حق ہے وہ ہونا ہے
ہم کو شہید ہونا ہے اور تم کو رونا ہے

نب کو اک صحیفہ کیا شاہ نے عطا (۲۸) بولے یہ ہے امانتِ معبودِ ذوالعلا
ئے ہیں عرش سے شبِ معراج مصطفاؐ نام انبیا کے لکھے ہیں اس میں جدا جدا
آیا ہے نانا جان سے مجھ خستہ جاں تلک
پہنچے گا تم سے مہدیِ آخر زماں تلک

تکلیف ہر امام کی ہے اس میں حسبِ حال ﴿۲۹﴾ حیدر کو حکم خانہ نشینی تھا تیس سال
بھائی کو ہر صلح تھا فرمانِ ذوالجلال کارِ حسینؑ پائے گا خنجر سے انفصال

وہ بولا میرے واسطے کیا اے امام ہے
فرمایا تازیانے ہیں اور قیدِ شام ہے

یہ کہتے تھے کہ جانبِ پہلو پڑی نظر ﴿۳۰﴾ دیکھا سکینہ روتی ہے ٹیکے پہ رکھے سر
اور ہاتھوں پہ لپیٹا ہے دامن کو کھینچ کر فرمایا، چھوڑ دو کہ مسافر ہے یہ پدر

بی بی کے دادا جان کے گھر آج جاتے ہیں
جاتے ہیں اور تمھیں بھی وہیں ہم بلاتے ہیں

یہ سنتے ہی سکینہؑ ہوئی ششدر و حزیں ﴿۳۱﴾ حضرت سے روٹھ کر یہ پکاری وہ مہ جبیں
تسکین کیا ہو ساتھ تو لے چلتے اب نہیں فردوس میں بلائیں گے بنتی کو شاہِ دیں

بابا حسینؑ تم ہمیں بہلا کے جاتے ہو
صغراؑ کو بھی تو آج تلک یاں بلاتے ہو

وعدہ قسم کے ساتھ اگر ہو تو مانیں ہم ﴿۳۲﴾ اُمّت ہی تم کو پیاری ہے کی تمھیں قسم
کیوں کلمہ گو یہ، رونے کو یہ کلمہ کیا ہے کم اُمّت ہی نے حسینؑ کے سر کو کیا قلم

مہماں بلا کے پانی سے ترسایا پیاسے کو
مارا کنارِ نہر نبیؐ کے نواسے کو

القصہ اُس کو دے کے تسلی ہزار ہا ﴿۳۳﴾ رخصت ہوا سکینہ سے فرزندِ مرتضیٰ
ماتم سرا تھا پھر تو خطابِ حرم سرا مدت کا گھر بسا ہوا اک دم میں لٹ گیا

اکبر بڑھے جناب کا رہوار لانے کو
فضہ بھی تھی بارگاہ کا پردہ اٹھانے کو

…یب جانبِ درِ دولت حسینؑ لائے (۳۴) فضہ نے بارگاہ کے پردے اُدھر اٹھائے
…م پنج نوبتِ حشمت بجاتے آئے   باہر تو واہ واہ تھی اور گھر میں ہائے ہائے
یوں مہر سے فروغ تھا آگے جناب کے
جیسے چراغ دن کو حضورِ آفتاب کے

…طلوعِ صبح کے جلوے کو روزگار (۳۵) خود صبح دیکھنے لگی شبیرؑ کی بہار
…ر جبیں پہ پنجۂ خورشیدِ زرنگار   فضہ کی طرح صبح نے مجرے کیے ہزار
خطِ شعاعِ صبح کے دستِ نیاز تھے
شہؑ کی بلائیں لینے کو ہر دم دراز تھے

…، بارگاہ میں آئے اِدھر اُدھر (۳۶) نذرانہ ایک ہاتھ میں تیغ، ایک میں سپر
…رو بحال تھے اور برطرف قمر   کہنے لگی زمین فلک سے پکار کر
لاؤ گہرِ نجوم تصدق کا دُرج سے
حیدرؑ کا آفتاب نکلتا ہے بُرج سے

…براق، نازکناں آیا ذوالجناح (۳۷) خیرالنعل قیام تو سرعت علی الفلاح
…نعرہ زن تھا جیسے موذن علی الصباح   انجم کو سجدہ نعل کی محراب میں مباح
دل چرخِ پنبہ پوش کا اُس سے دھڑکتا تھا
شعلہ تو وہ نہ تھا یہ ہوا سے بھڑکتا تھا

…ہوئے رکاب و عناں سے تھے شاد شاد (۳۸) پیرانِ باکمال و جوانانِ نامراد
…کر سوار ہوئے شاہِ خوش نہاد   لیکن رکاب تھامنا زینبؑ کا آیا یاد
سر کھول کر بہن یہ پکاری حسینؑ کی
یارب دکھانا پھر بھی سواری حسینؑ کی

پھر تو ہزاروں ہاتھ اٹھے رن میں ایک بار (۳۹) غل پڑ گیا، وہ نائبِ حیدرؑ ہوا سوار
ہاں یارو، مورچوں سے خبردار ہوشیار　　سنگِ فساں سے فوج نے خنجر لیے اتار
عباس شہ کے سر پہ علم کھولنے لگے
مطلع　بڑھ کر نقیب "پیش نگہ" بولنے لگے

عصمت سرا سے جب کہ برآمد ہوئے جناب (۴۰) عباس لائے مرکبِ ابنِ ابو تراب
حاصل جدا جدا کیا اک اک نے ثواب　　چومے عناں نے ہاتھ، گری پاؤں پر رکاب
جب زینِ ذوالجناح پہ صابر مکیں ہوا
غل تھا کہ عرش، عرش پہ کرسی نشیں ہوا

رن کو رواں سواریِ سلطانِ دیں ہوئی (۴۱) لبیک کہہ کے پشت پہ فتحِ مبیں ہوئی
دوڑے جو باد پا تو ہوا اشتر مکیں ہوئی　　پیچیدہ بوریے کی طرح سے زمیں ہوئی
تقسیم سُرمہ گردِ سواری نے کر دیا
شیشہ فلک کا کحل جواہر سے بھر دیا

کیا شاہ کی شکوہِ سواری کہوں میں واہ (۴۲) نقارہ آسمان، جلاجل تھے مہر و ماہ
ساتوں نجوم حاشیہ بوسِ بساطِ راہ　　تھے شش جہت بزیرِ علم طالبِ پناہ
اقبال جس کا عرف ہو وہ اک غلام تھا
فتح و ظفر نقیبوں کی جوڑی کا نام تھا

جلوہ فلک فلک تھا، تجلی زمیں زمیں (۴۳) مجرا قدم قدم تھا تو سجدہ جبیں جبیں
جنات دور دور، ملائک قریں قریں　　خورشید ذرہ ذرہ تھا، سایہ کہیں کہیں
باطل کو حق نے بسملِ تیغِ غضب کیا
ایماں نے بڑھ کے کفر سے جزیہ طلب کیا

...ماہ رو تھے شاہ پہ ہالہ کیے ہوئے (۴۴) مرنے پہ دل دیے ہوئے، باگیں لیے ہوئے
...ذ لے ساقیِ کوثر پیے ہوئے لب ہائے شکوہ، روزِ ازل سے سیے ہوئے
آ آ کے معرکے میں برابر کھڑے ہوئے
نو لاکھ کے حضور، بہتر کھڑے ہوئے

...ے حسنِ یوسفِ بازارِ حیدری (۴۵) اللہ مشتری تھا تو جبرئیل جوہری
...تھے گردِ سر کے چہ زُہرہ چہ مشتری کرتے تھے پاؤں پر چہ سلیماں چہ لشکری
قیمت کے درجے حُسنِ وفا نے سوا کیے
بیعانے میں خدا نے دو عالم عطا کیے

...شہ نے کی درست صفِ میمنہ نخست (۴۶) جس طرح دوشِ راست پہ نیکی نویسِ چُست
...ا جو میسرہ تو ہوا کفر ادرشست پھر قلبِ فوج یادِ خدا سے کیا دُرست
کیا کہیے، کیا یہ لشکرِ قدرت شکوہ تھا
گلشن تھا، آسمان تھا، دریا تھا، کوہ تھا

...ے رُوح، چار عناصر یہ جاں نثار (۴۷) اک ایک ہشت کشورِ جنت کا تاجدار
...نہ سے وصل ان کی صفوں کا تھا آشکار جس طرح ایک لفظ "حسینؑ" اور حرف چار
جیسے خُلاصہ چار ملک ذو الجلال کے
ویسے یہ چار غول شہِ خوش خصال کے

...بہ زیبِ اسلحہ، وہ صفِ کشتی کی شان (۴۸) وہ حیدری جوان، وہ پیغمبری نشان
...منے فرات، وہ سوکھی ہوئی زبان وہ حق کے میہماں، قضا اُن کی میزبان
شہ کے محب، حبیبِ رسولِ زمن کے تھے
بُلبُل تھے اِس چمن کے تو پھول اُس چمن کے تھے

(۴۹)
شیرِ خدا سے داد، دمِ گیر و دار لیں — بہرِ زرہ وہ تیغوں کے جوہر اُتار لیں
اُن کے غلام رستم و دستاں کو مار لیں — بہرِ رکاب دیدۂ اسفندیار لیں
غالب بلند و پست پہ تھے دو جہان میں
گردوں کمند میں تھا، زمیں تھی کمان میں

(۵۰)
کیا ذہن تھا، لکھا ہوا قسمت کا پڑھتے تھے — کلمہ حسینؑ کی وہ محبت کا پڑھتے تھے
جبرئیل صیغہ اُن کی اُخوت کا پڑھتے تھے — بیکال، خطبہ ان کی فضیلت کا پڑھتے تھے
وہ خاصِ جاں نثارِ شہِ خاص و عام تھے
حوریں خواصِ خاص تھیں، غلماں غلام تھے

(۵۱)
عصیاں سے یوں علاحدہ، دن جیسے رات سے — فارغ، نماز و روزہ و حج و زکات سے
دنیا سے یوں کنارے تھے، جیسے فرات سے — مرنے سے شاد، جیسے کہ دولھا برات سے
کوثر سے یوں قریب تھے، جیسے حسینؑ سے
دل آفتاب نورِ شہِ مشرقین سے

(۵۲)
شیرانِ پنج دست دلیرانِ دہ دل — اک ایک خضرِ لشکر و الیاسِ قافلہ
ہفتم سے بے غذا تھے یہ لب پر نہ تھا گلہ — ملتا تھا شیرِ حق سے شجاعت کا سلسلہ
فولاد پوش فوجِ خدا کیا دلیر تھے
بے زخم کھائے جینے سے کفار سیر تھے

(۵۳)
کالے نشان کھولے ہوئے سب سیاہ کار — ناگاہ مثلِ موج بڑھی فوجِ بد شعار
اور اک طرف سپر بہ سپر شکلِ لالہ زار — اک سمت کوہسار پہ سناں مثلِ شاخسار
ڈرنا ہوئی پیادہ دلوں میں، ڈنکا دسانوں میں
لعنت کا نقش مُہر میں، دوزخ قباؤں میں

بغدادیوں نے نغمۂ قانوں کیے ادا (۵۴) ...ب جنگ پہ ہوئے آہنگ جابجا
ناسازِ طبعِ شرع وہ ہر ساز کی صدا ...دیوں نے بانگِ نَے و چنگ برملا
صحرا کا سینہ شورِ دُہل سے دَہل گیا
میداں صدائے گرم جلاجل سے جل گیا

ایماں کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا شعور (۵۵) ...نظر، حیا ہوئی چشمِ عمر سے دُور
روحِ بتول رونے لگی باپ کے حضور ...شقی نے تیر سوئے شاہِ بے قصور
بولی، نہ رحم آیا میرے نورِ عین پر
لو بابا، تیر پڑنے لگے اب حُسینؑ پر

یعنی ادائے خطبۂ حُجّت کے واسطے (۵۶) ...چلا ہدایتِ اُمت کے واسطے
شہ بولے، ہے خدا تو، حمایت کے واسطے ...ہی پرے سے نکلے حفاظت کے واسطے
ٹھہرو کہ آبرو میں نہ میری خلل پڑے
ایسا نہ ہو کہ خیمے سے زینب نکل پڑے

جس طرح دور کا فرد لے سے رحمتِ خدا (۵۷) ...ظالموں سے فرق یہ ٹھہرے شہِ ہدا
سیّد پہ ظلم کرنے میں کی تو نے ابتدا ...عمر سے حقِّ خلیفہ کیا ادا
ہشیار سخت محکمۂ روزِ جزا کا ہے
یاں سامنا حُسینؑ کا ہے، واں خدا کا ہے

حُجّت ادا وہ جنگ میں کرتے تھے قبلِ دین (۵۸) ...ت ہے انبیاے اولوالعزم کا حُسینؑ
اظہار امر و نہیِ خدا و ندِ مشرقین ...علینِ شبیرِ خدا پر بھی فرضِ عین
لازم ہے پند و وعظ کہ دن ہے وفات کا
یہ جمعہ آخری ہے ہماری حیات کا

چُن لے سپاہ میں فصحائے عرب کو اب (۵۹) ہاں قاریانِ کعبہ کو بھی کر لو منتخب
تفسیر داں، حدیث شناس آئیں سب کے سب مہمانِ خشک لب ہے بنیں ہانجہ عرب
میں کاشفِ علوم ہوں، خالق علیم ہے
داؤد کی زبان ہے، بیانِ کلیم ہے

ہر فرد کی عمر نے پڑھی فردِ خال و خط (۶۰) چیدہ، رسالوں سے فصحا کو کیا فق
آگے بڑھے وہ ناز سے سحبان کی نمط یک جا ہوئے جو قاریِ قرآں تھے خود غ
بر میں حمائلوں کو حمائل کیے ہوئے
قتلِ امام کے لیے خنجر لیے ہوئے

اِن دو گروہوں نے تو کیا راس و چپ مقام (۶۱) سب اہلِ شام و کوفہ بڑھے سننے کو کا
کی عرض یہ عمر نے کہ بسم اللہ اے امام! جنبش میں آئے لعلِ لبِ شاہِ تشنہ ک
قدرت کے گل کھلے چمنِ کائنات میں
غنچے سے پھول جھڑنے لگے بات بات میں

پہلے خطاب قاریوں سے شہ نے یہ کیا (۶۲) قرآں کے حفظ کرنے میں ہو وقف و ا
پر حفظِ آبروئے پیمبر نہیں ذرا معنی کو چھوڑ کر ہوئے حرف آشنا تو ک
مُصحف ہو کیا، یدِ لانسبہ بدو تحسین کی
ترتیل کیا ہو، ترجمہ شناسی حسینؑ کی

یٰسین میں ہو خطبۂ تعریفِ مُصطفاؐ (۶۳) ہو ھل اتیٰ میں منقبتِ شاہِ لافتا
والفجر میں حسنین کا ہو ذکر جا بجا نازل ہو آیہ آیہ مری شان میں جدا
والشفع، مرتبے میں علی و بتول ہیں
والوتر، میرے نانا محمد رسول ہیں

(۶۴) جس صبح کی حسینؑ نہیں دیکھنے کا شام
...ہو، صبح آج کی ہو، اے گروہِ شام
وہ ہیں یہی شبیں، ہیں یہا جن میں تشنہ کام
...ن ہو ترجمہ و لیالِ کا بھی تمام
ہاں، نفسِ مطمئنہ حسینِؑ شہید ہے
مضطر نہیں ہو، گو کہ بلائے شدید ہو

(۶۵) مثلِ نبیؐ ہوں کاشفِ ہر سرّ و ہر علن
...ہوں امیرِ شش جہت و حاکمِ زمن
ترکیبِ پنج سورۂ اسمائے پنج تن
...ودِ چار دفترِ معبودِ ذوالمنن
ایمان و شرع کے میں فروع و اصول ہوں
میں آیہ و حدیثِ خدا و رسول ہوں

(۶۶) سیّد کا خوں حلال کہاں سے تمھیں ہوا
...میں قتلِ نفس کی حرمت ہے جابجا
آخر جزائے مَن قَتَلَ مومناً ہے کیا
...بن مصطفیٰؐ، بخدا، سبطِ مصطفیٰ
سید نہیں، امام نہیں، مقتدا نہیں
مومن بھی میں، تمھارے عقیدے میں کیا نہیں

(۶۷) پھر کیا سبب جو نرغے میں بیکس و نہار ہوں
...سا ہوں کسی کا نہ تقصیر وار ہوں
یار و عیال دار ہوں دربے دیار ہوں
...ب ہو مجھ پہ رحم کہ محزون و زار ہوں
تم لوگ کچھ خدا و نبیؐ سے بھی ڈرتے ہو
کس کا کیا ہے خوں، جو مجھے قتل کرتے ہو

(۶۸) بلوا کے میرے سامنے اکبرؑ کو دو سزا
...کسی کے بیٹے پہ کی ہو اگر جفا
شرعاً جو بد کیا ہو تو یوں بھی سہی بھلا
...اگر مٹاؤ نہ تصویرِ مصطفیٰؐ
انصاف گر کرو تو ابھی قصہ پاک ہے
جس کا حساب پاک ہے کیا اُس کو باک ہے

میں شہ سوارِ دوشِ بشیرؐ و نذیرؐ ہوں (۶۹) مسند نشینِ تختِ جنابِ امیر ہوں
مسکیں ہوں فاقہ کش ہوں غریب و فقیر ہوں بے مادر و پدر ہوں یتیم و اسیر ہوں
کیوں منصفو! کوئی بھی یہ مہماں سے کرتا ہی؟
سیّد پہ آج تیسرا فاقہ گزرتا ہی

بے جا اگر کہوں، تو نہ مانو، گلا نہیں (۷۰) مہماں یہودیوں کا بھی پیاسا رہا نہیں
ہو کر محمدیؐ تمھیں خوفِ خدا نہیں؟ مجھ کو حیا ہی کہنے میں، تم کو حیا نہیں
آب و طعام جن سے سب نوش کرتے ہیں
سادات آج تیسرے فاقے سے مرتے ہیں

ہوجاتی ہی بشر سے خطا، اب بھی باز آؤ (۷۱) توبہ کرو، خدا سے ڈرو، مجھ سے ہات اٹھاؤ
بالفرض مجھ سے بغض ہی، بچوں پہ رحم کھاؤ جن کی غذا ہی دودھ، انھیں پانی تو پلاؤ
جھولے میں چھ مہینے کا معصوم غش ہی آہ
فاقہ ہی فاقہ آہ، عطش ہی عطش ہی، آہ

طوبیٰ ہی جس کا میوہ، وہ باغِ عطا ہوں میں (۷۲) کوثر ہی جس کا قطرہ، وہ بحرِ سخا ہوں میں
پیرو ہی جس کا قبلہ، وہ قبلہ نما ہوں میں حاجی ہی جس کا کعبہ، وہ بیتِ خدا ہوں میں
جس کا لقب دوا ہی، میں وہ دردناک ہوں
جس کا اثر شفا ہی، میں وہ خاکِ پاک ہوں

بابا مرا رسول کا قائم مقام ہی (۷۳) نانا مرا رسولِ علیہ السلام ہی
کلمے میں اور اذاں میں مرے جد کا نام ہی نامِ نبی کے بعد علیؑ، لا کلام ہی
ماں وہ، کہ جس پہ زہد و ورع کا ہی خاتمہ
ہی بعد ہر نماز کے تسبیحِ فاطمہ

(۷۴)
نام شرع مٹاتے ہو، تم کہ ہم — ایماں کا آفتاب چھپاتے ہو، تم کہ ہم
روزِ جمعہ گراتے ہو، تم کہ ہم — زہراؑ کو صبحِ عید رلاتے ہو، تم کہ ہم
عاجز نہ جانیو، میں قوی ہوں، دلیر ہوں
جو کبریا کا شیر ہے، میں اُس کا شیر ہوں

(۷۵)
ے زمین کو ابنِ ابو تراب — قاروں کی طرح تم کو نگل جائے شتاب
ا تو میرے نیزے پہ آجائے آفتاب — تم سب کے سب ہو آتشِ خورشید سے کباب
چشمِ کرم حسینؑ جو اُمت سے پھیر لے
یہ نہر علقمہ ہے، ابھی سب کو گھیر لے

(۷۶)
کے امام نے معنی دکھا دیے — دریائے علم خشک زباں سے بہا دیے
نے مُہروں سے فصحا نے مٹا دیے — سر قادیوں نے شرم و حیا سے جھکا دیے
پھر یک زباں یہ کہنے لگے سب پکار کر
حاکم کو نذر دیں گے یہی سر اتار کر

(۷۷)
بر حق سے ہی پیارا نہ گھر نہ سر — تم پر ہوا نہ وعظ و نصیحت کا کچھ اثر
تھا ہم کو جس سے، دائم ہو راہ پر — جو حیدری تھا، ہو گیا ایماں سے بہرہ ور
بولا عمر اِدھر کوئی ایسا جری نہیں
سب دوست ہیں یزید کے، اک حیدری نہیں

(۷۸)
ما، یہی تو ہیں اسرارِ کردگار — جو وہم میں نہ آئے وہ ہو جائے آشکار
نام سے یہ دو عالم ہیں برقرار — ہے انبیا کو ان کی ولایت سے افتخار
بے مرتضیٰ رسولوں کی پیغمبری نہیں
وہ بندۂ خدا نہیں جو حیدری نہیں

یہ کہہ کے اپنی فوج کی جانب پھرے امام (۷۹) واں مورچے بڑھا کے بڑھی آگے فوج
لشکر میں حر کا جسم لرزنے لگا تمام آقا کی باتیں سنتے ہی وہ ہو گیا
آنے لگی بہشت کی نکہت دماغ میں
حوریں پکارنے لگیں جنت کے باغ میں

آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا، دیکھا یہیں کھڑی (۸۰) فوجِ حسین عرش کے پہلو میں ہو گ
قومِ یزید قعرِ سقر میں نظر پڑی آتش کے طوق پہنے اور آتش کی ہتھک
یوں تھرتھرا کے خاک پہ حر یک بہ یک گرا
گویا زمیں پہ اپنی جگہ سے فلک گرا

آواز دی غلام کو، آ، مجھ کو تھام لے (۸۱) مشکل کا وقت ہے، شہِ مرداں کا نام
دریا پہ چل، سمند کی میرے لگام لے اللہ ان لعینوں سے جلد انتقام
دردا، خدا سمیع ہے، یہ دردمند ہے
کیا جانے بابِ توبہ کھلا ہے کہ بند ہے

فی الفور لے کے نامِ شہنشاہِ ذوالفقار (۸۲) رہوار پہ غلام نے حر کو کیا سو
دریا پہ غسلِ توبہ کو آیا وہ نامدار آئی یہ گوشِ دل میں صدا، دیکھ ہوش
دریا میں غسل کیجیو، پانی نہ پیجیو
اور پیجیو، تو خواہشِ کوثر نہ کیجیو

حر نے کہا خدا کی طرف سے ہے یہ ندا (۸۳) پھر باد پا کے منھ سے لگام اس نے کی جُ
پانی لگا پلانے تو گھوڑے نے دی صدا آقا نہیں نہیں، نہ پلاؤ، وا محمد
پیاسا جنابِ صاحبِ دلدل کا لال ہے
پانی، بھلا حرام ہے اب یا حلال ہے

ن" کہہ کے گھوڑے کو، اترا وہ نامدار (۸۴) کھولے سلیح، اتاری قبا تن سے ایک بار
بمعرفت ہوا دریا سے ہم کنار غوطہ لگا کے ہو گیا بحرِ گنہ سے پار
نکلا تو غرقِ دوستیِ پنج تن میں تھا
حرفِ گنہ نہ پھر کسی جزوِ بدن میں تھا

لباس کرنے لگا جب کہ زیبِ تن (۸۵) اک ہاتھ واں ہوا سے ہوا آ کے ضوفگن
ہاتھ پہ دھرا ہوا، اجلا سا، پیرہن ہاتف نے دی ندا کہ مبارک، پہن، پہن
اب تو، خدا کے ساتھ، خدا تیرے ساتھ ہے
یہ حُلّۂ جناں ہے، یہ حیدر کا ہاتھ ہے

ہے، خدا کے ہاتھ ہے تیرا ہر ایک کار (۸۶) اب جلد آ، علیؑ کو ہے کوثر پہ انتظار
ترے فراق میں ہیں کب سے بے قرار ہاں جانِ فاطمہ پہ دل و جاں سے ہوشیار
خلعت تو پایا فاتحِ بدر و حنین سے
رومال فاطمہ کا ملے گا حسین سے

زمیں پہ سرِ سجدہ جھکا دیا (۸۷) دستِ خدا نے حُلّۂ نورِ خدا دیا
بسنوا کر یہ عمر کو سُنا دیا دیکھا کہ اپنے عبد کو مولا نے کیا دیا
معلوم ہو گیا اثرِ گفتگوئے شاہ
بندہ وہ حیدری ہے کہ جاتا ہے سوئے شاہ

شام روک تو لو تم مجھے بھلا (۸۸) یہ سُن کے سدِّ راہ ہوئی فوجِ اشقیا
کی ہوا میں اُڑا حر کا بادپا جیسے کڑی کمان کا ناوک، یہ جا، وہ جا
پھر یہ بلند قدر کجا، وہ لعیں کجا
حقا کہ آسمان کجا اور زمیں کجا

غُل تھا کہ مشرکوں سے مسلماں جُدا ہُوا[1] (۸۹) ظلمت سے نور، کفر سے ایماں جُ
نصرانیوں سے عیسیِ دوراں جدا ہوا — بادل سے آفتابِ درخشاں جُ

گرتا ہوا علیؑ کی مدد سے سنبھل گیا[2]
عقرب سے چاند، چاہ سے یوسفؑ نکل گیا

دریا کی طرح موج پہ تھی فوجِ اہلِ نار (۹۰) اُس میں مگر نہنگ تھی ہر تیغِ آب د
حرؑ حُبِّ اہلِ بیت کی کشتی پہ تھا سوار — جن کا کہ ناخدا تھا خدا، وہ بزرگو

کوسوں کنارے ظلم کے گرداب کر گئے
غل تھا وہ رودِ نیل سے موسیٰ گزر گئے

تیغوں کے شعلے لے کے بڑھے گبرِ بدسیر (۹۱) کی حرؑ کے گرد آتشِ نمرودِ شعلہ
پہنچا نہ ہاتھ شعلے کا، تا گردنِ دگر — ہنگامِ جست، مرکبِ حرؑ بن گیا ش

مژدہ دیا سروش نے، یہ جبرئیل کو
پھر آگ سے علیؑ نے نکالا خلیل کو

ڈھالوں کا ابر بڑھتے ہی رہوار کے، گھٹا (۹۲) پانی ہو جیسے جلوۂ خورشید سے، گھٹا
پردہ کتانِ گرد کا اُس چاند سے پھٹا — بدلی نگہ جو حرؑ کی تو کوسوں فلک ہٹا

دو لاکھ بجلیاں تھیں اور اک یہ نہال تھا
دل باوفا کا فضلِ خدا سے نہال تھا

پہنچا قریبِ فوجِ خُدا جب وہ باوفا (۹۳) چرچا ہوا حسینؑ کے لشکر میں جابجا
ہشیار اے امام کے اصحاب و اقربا — ہاں نیزے تانو، تیغیں سنبھالو، غضب ہُوا

۱؎ نسخہ، مطلع۔ جب مشرکوں سے حُرؑ مسلماں جدا ہوا۔
۲؎ نسخہ۔ جنت کو کس طریقے سے حُرؑ بر محل گیا۔

آتا ہے وہ فرس کی ادھر باگ پھیر کے
لایا ہے کربلا میں جو سیّد کو گھیر کے

ے کان میں یہ خبر پہنچی ناگہاں (۹۴) بے تاب ہو کے ڈیوڑھی پہ آئی وہ خستہ جاں
پکاری، اکبر و عباس ہیں کہاں جانِ حسین کے رہیں، مل کر نگاہ باں
کہہ دو یہ میرے شیروں سے سینہ سپر کریں
میں دودھ بخشتی ہوں، نثار اپنے سر کریں

تر کو وہ کا ہاشمیوں نے اِدھر اُدھر (۹۵) پوچھا، کدھر کدھر ہمیں بتلا، ٹھہر ٹھہر
یں ہاتھ ڈالا تھا حضرت کی باگ پر اب کیا خیال بے ادبی ہے، بیان کر
زینب کے شیر نیچے چھوٹے سے تول کر
للکارے، پہلے تیغ و سپر کولے کھول کر

ی جوشِ الفتِ شبیر آ گیا (۹۶) آواز دی کہ روکنے سے کیا ہے مدعا
دار ہوں تو جنابِ حسین کا چاہیں بحل کریں مجھے چاہیں تو دیں سزا
جو میں، وہ تم، غلامِ امامِ کریم ہو
فرق اتنا ہے، جدید ہوں میں، تم قدیم ہو

ال ہوں مجھ کو گنہ کا نہ طعنہ دو (۹۷) ٹکڑے کرو تو عذر نہیں اس غلام کو
ناہ گار ہوں پر اُن سے پوچھ لو مالک تو نیک و بد کے ہیں سلطان نیک خو
آقا کے پاؤں پڑ کے خطا بخشوانے کو
میں اپنا خون کرتا ہوں، اچھا، نہ جانے دو

ئے گا سلام ہی سے پدرش کا حال (۹۸) منہ پھیر لیں حضور تو خوں ہے مرا حلال
سے پکارا کہ اے فاطمہ کے لال نرغے ہی میں کھڑا رہوں کیا میں شکستہ بال

بولے حسینؑ غازیو کیا تم کو دھیان ہے
یہ میری جان ہے، یہ مرا میہمان ہے

اپنے قصور پر اُسے خود اعتراف ہے (۹۹) الزام دینا، میری حیا کے خلاف ہے
یہ تو ہے نیک، بد سے بھی دل اپنا صاف ہے کیسا گناہ، کیسی خطا، سب معاف ہے
جانے دو، یارو، ذکرِ گزشتہ کو جانے دو
حُر عاشقِ حسینؑ ہے، آنے دو، آنے دو

یہ سُن کے شہ کے گرد پھرے شہ کے خیر خواہ (۱۰۰) لائے ہزار عزّ و شرف سے حضورِ شاہ
گھوڑے سے پائے شہ پہ گرا وہ بہ اشک و آہ بولا، کلامِ لطف نے کلمہ پڑھایا، واہ
حُرؑ کو ہر ادنیٰ سے سرافراز کیجیے
مسلم کیا تو رتبۂ مسلم بھی دیجیے

پہنے جو ہوں میں حلّہ، وہ حیدر کی ہے عطا (۱۰۱) اب منتظر ہیں بندے کے کوثر پہ مرتضیٰ
کہنے لگے لپٹ کے گلے سے شہِ ہدا ہے ہے مرے رفیق، تو کیا آیا، کیا چلا
مہماں ابھی تو تیری مدارات چاہیے
کی عرض اس نے، خلد کی سوغات چاہیے

فضّہ پکارتی ہوئی یہ آئی ناگہاں (۱۰۲) لوگو! مری خوزادی کا مہمان ہے کہاں
دروازے پہ بلاتی ہے مخدومۂ جہاں عابدؑ کو تپ ہے، وہ نہیں آسکتے ہیں یہاں
اکبرؑ کے پیار سے نہیں کم اس کا پیار ہے
زینبؑ بلائیں لینے کی اُمیدوار ہے

آقا کے ساتھ حُرؑ سوئے عصمت سرا چلا (۱۰۳) شہزادی کے سلام کو جھکتا ہوا چلا
زینبؑ بلائیں لیتی تھی اور دیتی تھی دعا آیا جو در پہ، کہنے لگی بنتِ مرتضیٰؑ

انجام نیک ہوتا ہے ہر نیک ذات کا
پر کہہ کہ کیا سبب ہوا تیری نجات کا

ے عمامہ پھینک کے حر نے کہا کہ آہ (۱۰۴) کوفے سے جب چلا میں سوئے شاہ دیں پناہ
یہ خواب میں شبِ اول، خدا گواہ گھوڑے کا میرے نعل گرا درمیانِ راہ
بازار میں گیا ہوں میں لے کر سمند کو
اور ڈھونڈھتا ہوں چار طرف نعل بند کو

ا اب میں تھا کوفے کی بازار کو رواں (۱۰۵) ناگاہ اک ضعیفہ نے آکر کیا بیاں
لا رہی ہیں حسینؑ و حسن کی ماں میں بولا تجھ کو خبر ہے، زہرا یہاں کہاں
وہ بولی ہاتھ رکھ کے دلِ پاش پاش پر
سر پیٹتی ہیں فاطمہؑ مسلمؑ کی لاش پر

ی نوبیں سے ہیں ہوئے تولِ پاک (۱۰۶) ماتھے پہ ایلچی کا لہو، گیسوؤں پہ خاک
شکستہ اور گریباں کفن کا چاک وامسلما زباں پہ ہے اور آہِ دردناک
یہ تو بھلا بھتیجا ہے، جس پر وہ روتی ہیں
شیعہ جو مرتے ہیں تو عزادار ہوتی ہیں

میں اس بیان پہ رویا میں خوب سا (۱۰۷) ہم راہ اس کے ہو گیا کرتا ہوا بکا
قدم چلا تھا کہ بس دیکھتا ہوں کیا اک سبز پردہ لاشۂ مسلم پہ ہے کھنچا
پردے کے پیچھے روتی ہیں اماں جناب کی
اور اُن کے ساتھ روحِ رسالت مآب کی

کو میں جبکہ تو پکاری وہ نیک خو (۱۰۸) کیوں بھائی، کچھ تو ل پہ احساں کرے گا تو
نے کہا، بہ حشمتِ تو پھر کی یہ گفتگو سُن کہتی ہوں میں تیرے پیمبرؐ کے روبرو

پالا ہو لاکھ پیار سے پیارے حسینؑ کو
تو ذبح کیجیو نہ ہمارے حسینؑ کو

(١٠٩) زینب نے دی ندا سوے کوفہ بہ چشمِ تر
توبہ کی اس غلام نے یہ خواب دیکھ کر
اماں بتولؑ، روتی ہو مسلم کو اس قدر
کیا حال ہوگا قتل جو ہوگا یہاں پسر
تنہا نہ ڈال ہراولِ لشکر کو روئیے
یاں آکے میرے ساتھ بہتر کو روئیے

(١١٠) اکبرؑ کبھی گلے سے ملے اور کبھی امام
ناگہ بڑی وداعِ ہراول کی دھوم دھام
ڈیوڑھی پہ آکے رونے لگیں بی بیاں تمام
بیمارِ کربلا نے یہ حرؑ سے کیا کلام
تو نے کیا سلوک شہِ بحر و بر کے ساتھ
عابد پڑھے گا تیری زیارت پدر کے ساتھ

(١١١) زینب کے دونوں لاڈلے آئے ادھر ادھر
بڑھ کر سوار ہونے لگا حرؑ نام ور
پھیلا کے کرتے اور حیا سے جھکا کے سر
بولے کہ ہم نے روکا تھا مجھ کو معاف کر
تو نے کیا ہے خوش پسرِ بوتراب کو
جعفر کے پوتے تھامیں گے تیری رکاب کو

(١١٢) حیدر کا بھی چلن تھا یہی خادموں کے ساتھ
زینب پکاری یہ تو کہی میرے دل کی بات
دونوں کے گرد پھرنے لگا حرؑ نیک ذات
زینب سے کی یہ عرض کہ اے فخرِ کائنات
واجب ادب ہے مجھ کو کہ عالی وقار ہو
ہٹ جائیں اب حضور کہ خادم سوار ہو

(١١٣) تو جانتا ہے آپ کو زینب کا میہماں
زینبؑ ہوئیں زبانِ کرم سے گہرفشاں
اور ہم عزیز اپنا سمجھتے ہیں بے گماں
جا شوق سے سوار ہو، حیدر نگاہ باں

مجھ سے بھی مہربان زیادہ بتول ہے
پُشت و پناہ روحِ جنابِ رسول ہے

نصف النہار میں کیا خورشید نے قرار (۱۱۴) …ف فزائے زمیں ہوا پھر تو وہ تشنہ سوار
روشن نگاہِ فتح پکاری نقیب وار …ن ہوئے چراغ رکابوں کے ایک بار
ہیبت سے فوجِ اہلِ جفا زرد ہو گئی
بڑھتے ہی بادیا کے ہوا گرد ہو گئی

شکلِ ہراولِ شہِ دیں کھینچ کر دکھا (۱۱۵) …ب ہے یہاں اشارۂ تائیدِ کبریا
اب تک کسی نے حُر کا سراپا کہا نہ تھا …ان اِس اشارے کے اِس لطف پر فدا
گنجینہ فیض سے ہے خدا کا بھرا ہوا
مضمون تیرے حصہ کا یہ تھا دھرا ہوا

غم کھانے کو ہوا ہے جو ہمانِ حسینؑ کا (۱۱۶) …کو رواں ہے تابعِ فرمانِ حسینؑ کا
بوذرؑ ہے وہ حسینؑ کا، سلمانِ حسینؑ کا …ی ہے جس کو سایۂ داماں حسینؑ کا
کیا دبدبہ ہراولِ شاہِ ہُدا کا ہے
نصرت جلو میں پشت پہ سایہ خدا کا ہے

مطلوب ہے قبالۂ جنت بغیرِ زر (۱۱۷) …ں یار ہو گئے نامۂ آزادیِ سقر
آزاد کردۂ شہِ دیں ہے یہ نامور …پر حُر یہ چشمِ ادب سے کرو نظر
تائیدِ فاطمہ سے مسلماں ہوا ہے حُر
ہم مذہب ابوذر و سلماں ہوا ہے حُر

…یہ بند بعض پرانے قلمی اور مطبوعہ مرثیے میں بھی ہے۔ مرثیہ کا مطلع یہ ہے
جب سرنگوں ہوا علمِ کہکشانِ شب
مرثیہ حُر کے حال کا ہے اور یہ بند ۹۳ میں درج ہے

سلماں کا فخر ہے یہ مسلمانِ باوفا (۱۱۸) سلماں سے ایک میم مسلماں میں ہے سوا
اور میم کے چہل ہیں تو حیرت کی جا ہے یہ سلماں سے حر زیادہ ہو چالیس درجے
سلماں سے شرف جو فزوں ہاتھ آئے ہیں
چالیس درجے حر نے شہادت کے پائے ہیں

سلطانِ حسن، حرؑ کا رخ بے نظیر ہے (۱۱۹) اور آپ حرؑ، غلامِ جنابِ امیرؑ ہے
چرخِ چہارمی پہ جو مہرِ منیر ہے اس بادشاہِ حسن کا جو تھا وزیر ہے
حرؑ عاشقِ حسینؑ، دو عالم میں ایک ہے
خاتم فلک، نگینہ قمر، نام نیک ہے

ہر جزو ہے عناصرِ اربع کا انتخاب (۱۲۰) پھولوں کی خاک، لعل کی آگ، دُرِ گہر آب
بدلے ہوا کے، حرص تو لائے بو تراب پھرنا پریوں کا قرب نہ کیوں جانتا عذاب
شرکت اب آب و دانے میں آلِ عبا کی ہے
حرؑ کو موافق آب و ہوائے کربلا کی ہے

بالذات اوجِ عقدِ ثریا نہیں ہوا (۱۲۱) وہ خرمن اس کے حسن کا ہے، خوشہ چیں ہوا
خورشید پاؤں چوم کے گردوں نشیں ہوا گل کو جبیں، جبیں سے، فلک مہ جبیں ہوا
چہرہ ہے ایک، جلوے مگر بے حساب ہیں
گویا کہ ایک صبح میں لاکھ آفتاب ہیں

کیا وصفِ خالِ رخ کا قلم بند کیجیے (۱۲۲) اس بند پر ستاروں کو اسپند کیجیے
دل مدحِ رخ کے لکھنے سے خورسند کیجیے نقطے پہ فخر، چاند سے دو چند کیجیے
وصفِ جبین و عارض و خال آشکارا ہے
خورشید میں قمر ہے، قمر میں ستارا ہے

بعدِ مطالعہ میں قاف، میم، سے (۱۲۳) اور چشم و زلف و جبین، عین، لام ہے
قمر سے ہے روشن پڑھو اسے   منکر یہ لام، عین کہو اور نون، تے
جس میں کہ نامِ نامیِ شیرِ احد نہیں
اس فرد کی کتابِ خدا سے سند نہیں

کو کوہ، سر کو کہوں، چرخِ مفتنیں (۱۲۴) یہ بات وہ ہے جس کا کوئی سر پاؤں کچھ نہیں
خلد میں ہیں، یہ سرِ نذرِ شاہِ دیں   آئینہ دارِ صبحِ تجلّی ہے یہ جبیں
حیران حُسنِ خال سے سارا زمانہ ہے
باطن میں خرمن اور یہ ظاہر میں دانہ ہے

سے بدر ہوئے، معارض یہ کیا مجال (۱۲۵) ابرو سے پھر کے شہر بہ در ہوا ابھی ہلال
سے گر کرے سرِ موئے پیچ کا خیال   فوراً گناہ گار ہو سُنبل کا بال بال
خورشید کو تپ آئے، اگر سامنا کرے
جاتا رہے بخار جو یہ رُخ دوا کرے

گردِ سر ہیں یہ ابرو جُدا جُدا (۱۲۶) یا شمعِ آفتاب کے پروانے دو ہُما
آفتاب کجا اور ہما کجا   شہبازِ عقل صیدِ معانی کو پھر اڑا
بینی کی ابروؤں کے تلے یہ دلیل ہے
اک شاخِ سدرہ زیرِ پرِ جبرئیل ہے

کعبہ ہیں دہنِ حجرۂ حرم (۱۲۷) اس حجرے میں ہیں کام و زباں معتکف بہم
خدا کے کام میں مشغول دم بہ دم   دانتوں کے در سے تھے آگاہ خوب ہم
کرتے ہیں سجدہ کام و زباں کردگار کو
رکھتے ہیں گرد موتی کے دانے شمار کو

دانتوں کو موتی کہتے ہیں اہلِ سخن تمام (۱۲۸) جوہر شناس کے لیے ہو بحث کا مقا
سو موتیوں سے اک دُرِ دنداں کا ہو نہ کام — یاقوتِ لب کو کہتے ہیں اس میں بھی ہے ک

دونوں لبوں کو قندِ مکرر بیان ہے
یہ جان ہیں سخن کی، سخن ان کی جان ہے

بیش بیاضِ گردنِ حُر صبح جیسے شام (۱۲۹) شمعِ حرم جھکائے ہو یاں گردن سـ
صبحِ گلو یہ نور کے درجے ہیں سب تمام — رومال فاطمہ کا ہے باقی فقط مقا

بس نور کو تو نور کا پیوند چاہیے
رومالِ فاطمہ کا گلوبند چاہیے

ہاتھوں کو شاخِ سرو بتاتے ہیں خاص و عام (۱۳۰) بندے نے اس مثال کو لیکن کیا سلا
شاخوں میں سرو کی نہیں پھل بھی برائے نام — یہ ہاتھ وہ ہیں جن میں کہ ہے دامنِ اما

قامت سے مہرِ رخ کی تجلی دوچند ہے
خورشیدِ حشر اک قدِ آدم بلند ہے

ہر پنجے سے عیاں یدِ قدرت کی ہے صفا (۱۳۱) طغرا نویسِ کن فیکوں نے بصد ضیا
ہے صفحہ پانچ پانچ الف لکھے ہیں جدا — انگشت خوش نما ہیں تو ناخن ہیں خوش نـ

کیا انگلیوں پہ ناخنِ پُر آب و تاب ہیں
وہ دس ہلال ہیں تو یہ دس آفتاب ہیں

دل صاف سینہ صاف بدن صاف واہ واہ (۱۳۲) تن پر زرہ بتاتے ہیں گو صاحبِ نگاہ[۲]
پر عقل کہہ رہی ہے کہ سب کو ہے اشتباہ — حُر کی صفائے قلب ہے اس بات پر گواہ

دل حُر کا مضطربِ غمِ شاہِ زمن میں ہے
یہ دل کا پیچ و تاب نمایاں بدن میں ہے

---

۱۳۲ یہ بند اس مرثیے میں بھی درج ہوا ہے: "جب سرنگوں ہوا علمِ کہکشانِ شب"

…رہ سے شاد ہوئے صاحبِ ہنر (۱۳۳) اب دیکھیے چار آئینے ہیں اور اک سپر
…ہریں نورِ ولا سے ہیں جلوہ گر   جوشن نہیں ہیں حُر نے سوے شاہ آن کر

محضر لیا ہے الفتِ سبطِ رسول پر
مُہریں یہ پنجتن کی ہیں حُسنِ قبول پر

…کے حلقے اب میں زرہ میں لگاتا ہوں (۱۳۴) سُنبُل کی سیر کے لیے آنکھوں سے جاتا ہوں
…ئے، زرہ میں، سوا جلوہ پاتا ہوں   تن حُر کا آئینہ ہے، قسم اس پہ کھاتا ہوں

دیکھو بدن پہ اس زرہِ خوش نما کی شان
سیماب آئینے پہ ہے قائم، خدا کی شان

…نے اور ہی صورت دکھائی ہے (۱۳۵) یہ آئینہ نہیں ہے، سند ہم نے پائی ہے
…رہ کی آنکھوں سے جو روشنائی ہے   آنکھوں پہ چار چشمے کی عینک لگائی ہے

عینک سے جبکہ چار طرف دیکھ لیتے ہیں
بس پنجتن کا عزّ و شرف دیکھ لیتے ہیں

…جینے ہیں حُر کے شرف پہ گواہ چار (۱۳۶) دیتے ہیں شاہدی کہ زہے حُرؑ نام دار
…چار امام کا ہے یہ دِل شعار   نائب پیمبر کو کر چکے ہیں شاہِ باوقار

اب تک علی سے تا بہ علی اس زمانے میں
دیکھے ہیں چار امام نبیؐ کے گھرانے میں

…اد ابو رخشِ پری رو ہے زیرِ ران (۱۳۷) کوڑے کا دھیان لائے جو راکب تو یہ کہاں
…س چھوڑ دیتا ہے یہ حدِ آسماں   یعنی کہ تازیانے کی صورت ہے کہکشاں

دم بھر بھی آشنا یہ نہیں غرب و شرق کا
دل سوز ہے ہوا کا، ہوا خواہ برق کا

پرکار سے یہ کاوے میں جولاں زیادہ ہے (۱۳۸) رہوار کو براق کی پرواز یاد ہے
ہنگام پویہ کشتیِ بادِ مراد ہے چکرائی جس سے فوج، یہ وہ گردباد ہے
گرمی میں آگ ہو تو یہ نرمی میں خاک ہے
عیبوں سے مثلِ آبِ رواں صاف و پاک ہے

شہ گام اگر چلے کبھی یہ غیرتِ پری (۱۳۹) غیرت سے کھائے توسنِ دارا سکندری
صرصر سے ہو بڑھی ہوئی چال اس کی سرسری رفتار کون کہتا ہے، یہ ہے فسوں گری
آئینہ اُس کے رخ پہ جو وہ اپنا در کرے
یہ اُس میں اپنے سایہ سے پہلے گزر کرے

اس رخش پہ سوار جو آیا یہ صف شکن (۱۴۰) یوں دفعتاً کھڑے ہوئے اعدا کے موئے تن
یہ صورتِ زرہ ہوئے سوراخ پیرہن بسمل کی نبض بن گئے سر تا قدم بدن
میداں سے پاؤں اُٹھنے لگے خود گر گئے
مارا طمانچہ خوف نے منھ سب کے پھر گئے

کھولا کسی نے جبہ سے ہو کر تفنگ تنگ (۱۴۱) گوشے میں کوئی، کہہ کے کمان و خدنگ دنگ
بے وقفہ ہوش اُڑ گیا اور بے درنگ رنگ یہ کیا تھے ہرنوں ہوئے پائے پلنگ، لنگ
گو مکر و حیلہ ظالموں کے آب و گل میں تھا
اُس وقت بھاگنے کے سوا کچھ نہ دل میں تھا

ہر صف میں غل تھا کون ہے یارب یہ باوفا (۱۴۲) یوسف کا ہم وطن کہ سلیماں کا ہم دیار
بوذرؓ کا ہم نسب ہے کہ سلماںؓ کا رشتہ دار ایراں کا پہلواں کہ عرب کا ہے شہسوار
حُر کو کبھی نہ دیکھا تھا اس زیب و زین سے
انساں فرشتہ بن گیا مِل کر حسینؑ سے

[...]لا کے شہ کے ہرا دل نے دی ندا (۱۴۳) یارو، بس ایک کلمۂ حق تم سے ہے سنا
[...]ہی خاک ہوں وہی ذرہ جو سگ کے تھا — خوش بو ہو یہ حسینؑ کی جلوہ حسینؑ کا
غالب نہ کیوں ہو نورِ جبیں آفتاب پر
سجدہ ابھی کیا ہے درِ بوتراب پر

[...]ر کہ نرم ہوا کچھ دلِ سیاہ (۱۴۴) بولا پئے تسلیِ لشکر وہ روسیاہ
[...]یں کسی سے تمہارا ابھی بادشاہ — ہاں سرفرو شو، جہد کرو ہو جو حبِ جاہ
حُر کو حسینؑ، تم کو مبارک یزید ہو
اب دن نہ ڈھلنے پائے کہ سید شہید ہو

[...]ش بصرہ و روم و عراق و شام (۱۴۵) نکلے پروں سے تانے ہوئے نیزہ و حُسام
[...]ال، کمند و تبر زیں لیے تمام — پڑھنے لگے نقیب نسب نامے نام نام
لشکر تھا یا کہ آگ کا دریا تھا جوش میں
نقارے شور میں تھے کہ بادل خروش میں

[...] تیغ حُر کا برائے شناوری (۱۴۶) عُریاں ہوا، قبائے نیام اک طرف دھری
[...]ی کے قبضے میں سب خشکی و تری — ہیبت سے پانی ہوگئی سدِ سکندری
تیغ رواں کا فوج کے گرد آب ہوگیا
لشکر کا حلقہ، گرداب ہوگیا

[...]ے شناورِ شمشیرِ آب دار (۱۴۷) دکھلا دیے صفائی کے سب ہاتھ ایک بار
[...]خوں میں دھوم ہوئی اُس کی دار پا — جوہر کا ایک بال بھی ڈوبا نہ زینہار
خود وجد حُر کے دل کو صفا دیکھ کر ہوا
ہاتھ اک طرف نہ تیغ کا ناخن بھی تر ہوا

غواص تھی یہ تیغ کہ دریا تھی یہ حُسام (۱۴۸) دریا بھی وہ، کہ جس کا سمندر رہے

مرغابیوں کی طرح سے افواجِ فوجِ شام دریائے آبِ تیغ میں تھیں غوطہ زن

یوں غرق آبِ تیغ میں کم ظرف ہوتے تھے

جد و پدر کا نام بھی بالکل ڈبوتے تھے

ڈر ڈر کے آبِ تیغ سے سب کوچ کر گئے (۱۴۹) غصے سے ہو کے چیں بہ جبیں کچھ ٹھہ

پُل بن گئی وہ چینِ جبیں، سر اُتر گئے اک وار میں فرات کے پار اُن کے

حیرت سے جاں فنا ہوئی قالب کھڑا رہا

کشتی تو غرق ہو گئی لنگر پڑا رہا

صنعت معطلہ

حُر حملہ ور ہوا کہ اسد حملہ ور ہوا (۱۵۰) وہ حملہ ور اُدھر اِدھر اسلام

سرگرمِ معرکہ سرِ اعدا اگر ہوا وہ گل کھِلا کہ لالۂ کہسار

اہلِ حسد کو درس اُدھر آہ آہ کا

حور و ملک کو وِرد اِدھر واہ واہ کا

ہم دم حُسام کا اعدا کا دم ہوا (۱۵۱) درد و الم سوا ہوا آرام کم ہ

صمصام سکہ اور دلِ اعدا درم ہوا وہ دل اگر درم ہوا مالِ عدم

مدّاح حر کا سرورِ والا گہر ہوا

معدوم عہدِ عمر، گروہِ عمر ہوا

یاں تک شرر فگن ہوئی شمشیرِ شعلہ تاب (۱۵۲) دو شق ہوا یہ جل گئی بارانی سحا

مرغابیاں ستاروں کی، گردوں پہ تھیں کباب گرمی کے مارے تھا لبِ دریا پہ آب

غل تھا کہ آج تیغِ شرر دم کے ہات سے

پانی بھی ہاتھ دھوئے گا اپنی حیات سے

پھر اُن کے حال پہ نہ ہوئی، بہ چشمِ زخم، ہم (۱۵۳) شقیا جو بنی تیغِ برق دم
جاڑے میں جیسے منہ سے دھواں نکلے صبحِ دم — کے زخموں سے یوں دودِ دل بہم
دم اس دھوئیں کے ساتھ سقر کو ہوا ہوا
اور نیچے پیچھے جسم بھی پہنچا اڑا ہوا

درویشِ چاہ کن کے لیے جس طرح سے چاہ (۱۵۴) ے سینہ تیغ گری تہ دل میں واہ
گمراہ اس ترائی میں تھے تشنہ و تباہ — ں اس نے کھولیں اور اک تھی سقر کی راہ
آئی نظر جو راہِ عدم اُس ازدحام میں
ہر سمت تھا تراہ تراہ اہلِ شام میں

گر بیدلوں کے سمت سرافگن نے رخ کیا (۱۵۵) ے کے رعب سے بسمل تھے اشقیا
بوسہ اگر سوار کی گردن کا لے لیا — نے سر زمین پہ کاندھے سے رکھ دیا
تعظیم کو سر اُٹھا جھکا تن زمین پر
تن گر پڑا زمین پہ سر بیٹھا زین پر

زائل کیا سر دل سے غرور اور دلوں سے چین (۱۵۶) ل پر جو وار کیا کہہ کے یا حسینؑ
تعظیم ان کی ہو گئی اعدا پہ فرضِ عین — حروف تیغ میں تھے تا دیا و طین
سر تن سے، تن قدم سے، قدم خاک سے اُٹھا
اِک شور واہ واہ کا افلاک سے اٹھا

انگڑائی لے کے کیس ہوئی حر کی بھی کماں (۱۵۷) ل بڑھے قدر انداز، ناگہاں
چلائی موت سہم کے اب میں چھپوں کہاں! — ل کے چلّے سے نصرت کو دی زباں
بیک قضا کو آئی ندا آسمان سے
تھم تھم کہ تیر چھٹتا ہے حر کی کمان سے

پہلا نشانہ ناوکِ حُر کا پناہ تھی (۱۵۸) کیا گنتی اک پناہ کی تودہ سپا[ہ]
آباد نیستی ہوئی، ہستی تباہ تھی — بند اُس گھڑی گناہوں پہ توبہ کی را[ہ]

ہر جاں شہابِ تیر سے جل کر کباب تھی
ہر چار عنصروں کی تو مٹی خراب تھی

آہن رُبا تھے سنگ، دلوں کے دلِ دنی (۱۵۹) سینے میں صاف گڑ گئے پیکانِ آ[ہنی]
دیوارِ چار آئینہ جب تیروں سے چھنی — بولی زرہ بھی آ مری آنکھوں کی رو[شنی]

پیکاں سے حلقہ حلقہ جو معمور ہو گیا
جوشن کا نام خانۂ زنبور ہو گیا

پریاں تھیں محو، تیر عجب چال چلتا تھا (۱۶۰) اک نیزہ خونِ تازہ بدن سے اُچھلت[ا تھا]
گرمی سے دل یزیدِ ہوا کا پگھلتا تھا — بے زخم کھائے آنکھوں کو غصّہ بدلت[ا تھا]

پیکان ناوک سے جو میانِ بدن گئے
مژگانِ چشمِ ناوک، پَرِ تیر بن گئے

اتنے میں نیزہ دار بڑھے تان کر سناں (۱۶۱) ہر نیزہ اژدہے کی طرح صاعقہ فشا[ں]
نیزہ لیا جو حر نے، اماں بولی، اَلاَماں — تہ کی فلک نے رستمِ دستاں کی دا[ستاں]

نیزہ علم ہوا تو سناں کی زبان سے
باتیں زمین کرنے لگی آسمان سے

کاندھے پہ رکھ کے نیزہ بڑھا شیر نیزہ دار (۱۶۲) نام امام لے کے کیا نیزے کا جو وا[ر]
مانندِ تارِ سُبحہ ہوا سو دلوں کے پار — دل درکنارِ جان ہوئی اس سے ہم کن[ار]

نیزہ کی زد پہ غش ہوا ہر تن سپاہ میں
اور سر تو لوٹ لوٹ گئے گر کے راہ میں

...س نے نیزے کو دوڑا کے راہوار (۱۶۳) توسن کے سینہ سے ہوا یوں نیزہ حُر کا پار
...یا سمند کا اور گردنِ سوار جس طرح ایک شیر کے قابو میں ہو شکار

رہوار تو زمین سے اسوار زین سے
یوں اُڑ گئے کہ گرد نہ اُٹھی زمین سے

...ہو کے، حر کی شجاعت سے بہہ گئے (۱۶۴) جبرئیل آ کے سدرہ سے تحسین کہہ گئے
...ے جو اس بھاگ کے سب سٹ سے گئے خود ان کے پیچھے نقشِ قدم بن کے رہ گئے

غل تھا کہ شیر سب یہ زبردست ہوتے ہیں
شیرِ خدا کے خاص غلام ان کو کہتے ہیں

...ہوا سپاہ سے جب عرصۂ قتال (۱۶۵) آقا کے دیکھنے کو پھر آئے حُر خوش خصال
...ر و نیزہ ہاتھوں کے اندر لہو سے لال تن تیروں سے چھنا ہوا، دل سینہ میں نڈھال

حضرت پکارے صاحبِ شمشیر آ گیا
روباہوں کو بھگا کے مرا شیر آ گیا

...کہا، جو پانی ذرا سا ہو مرحمت (۱۶۶) تو چھین لوں یزید کا میں تختِ سلطنت
...شبیر، پھر ہمیں کیا اس سے منفعت بہتر یہی ہے، جو مرے مالک کی مصلحت

یہ کہہ کے حر کی پیاس کو شہ نے بجھا دیا
اک سیب خلد ہاتھ میں تھا، وہ سنگھا دیا

...نے در پہ آ کے کہا، حُر کو مرحبا (۱۶۷) اور پوچھا، شمر قتل ہوا یا کہ بچ گیا؟
...سمجھ کے روئے حسینؑ اور یہ کہا خواہر ابھی مرے گا بھلا شمر بے حیا

سینہ پہ بیٹھ کر وہ مرا سر اتارے گا
سر سے ترے بتول کی چادر اتارے گا

حر شہ کے پاؤں چوم کے رن کی طرف چلا (۱۶۸) شقہ علم کا کھول کے عباس ن
دم لے علم کے سائے میں پھر کیجیو وغا حر نے کہا نہیں مجھے اب ہونے د
آقا علم کے سائے میں مجھکو بٹھاتے ہیں
حیدر یہ زیرِ سایۂ طوبیٰ بلاتے ہیں

بولے حسینؑ جا مرے مہمان، الوداع (۱۶۹) اے میرے بوذرؓ، اے مرے سلمانؑ، ال
اے میرے جاں نثار، میری جان، الوداع حامی خدا، رسول نگہبان، الود
بابا سے کہیو پیاسے کا لشکر بھی آتا ہے
بھر رکھیے کوزے دودھ کے، اصغر بھی آتا ہے

مشاقِ مرگ رن میں گیا حرِ باوفا (۱۷۰) جلادوں کو پکارا کہ اب سر کرو ج
لو میں نے وقفِ راہِ حسینؑ آپ کو کیا تن ہو کہ سر ہو، ڈھال ہو کہ سینہ ہو سب
لے لو قسم غریبیِ سبطِ رسول کی
لو نیزے مارو میں نے شہادت قبول کی

یہ کہہ رہا تھا ظالموں سے حرِ نامور (۱۷۱) جو آیا چھپ کے پشت پہ سفیان کا پ
برچھی غضب کی اس نے لگائی وہ تان کر جس کی انی ہوئی جگرِ حر پہ کار
فوارہ خونِ دل کا بہا آہ زین پر
اور یا حسینؑ کہہ کے گرا وہ زمین پر

دوڑے پیادہ کہہ کے یہ ہمشیر سے امام (۱۷۲) زینبؑ، تمہارے بھائی کا مہمان ہوا ت
سیدانی پیٹنے لگی لے لے کے حر کا نام آقا کے گرد و پیش چلے حیدری غ
یوں شاہ بے قرار تھے مہماں کے واسطے
یعقوب جیسے یوسفِ کنعاں کے واسطے

…ں میں آ کے دیکھا کیا ہے علیؑ کا لال (۱۷۳) اک شیر جھومتا ہے دو زانو لہو میں لال
…وں میں ڈھال ڈھال پہ سر، ضعفِ دل سے نڈھال — ہالے میں چاند، خون کے تھالے میں ہے نہال

دل کو دُخورِ درد سے ہے قصد آہ کا
لیکن وہ نام لیتا ہے شیرِ الٰہ کا

…کے ہاتھ شہ نے کہا جا کے متصل (۱۷۴) اُٹھ میری جان، اُٹھ مرے مہمان، مجھ سے مل
…لا، آہ اُٹھنے نہیں دیتا دردِ دل — اکبر کا واسطہ مجھے فرمائیے بحل

تڑپا پھر اس طرح یہ کہ ہر زخم پھٹ گیا
آنکھوں کی پُتلی پھر گئی اور دم الٹ گیا

…یہ حُر کے شاہ نے عارض کو رکھ دیا (۱۷۵) آغوش میں ہر اولِ مجروح کو لیا
…نے اشارہ خیمۂ سادات کا کیا — مہماں کو لے چلا پسرِ شیرِ کبریا

اصحاب گردِ لاش کے تھے شور و شین میں
حُر مسکرا رہا تھا کنارِ حسینؑ میں

…یں جب قریب ہی شہ کی بارگاہ (۱۷۶) آغوشِ شہ میں رونے لگا جاں نثارِ شاہ
…رفیقوں نے تو یہ بولا وہ خیر خواہ — اک آرزو بڑی رہی جاتی ہے، آہ آہ

کمزور پیاس سے مرا آقا ہے کیا کروں
آقا پہ میرے تیسرا فاقہ ہے کیا کروں

…ب نے کہا کہ بجا لائیں مل کے ہم (۱۷۷) پر تو بھی جانتا ہے کہ پانی نہیں بہم
…زندہ ہے، کہہ اب تجھے شبیرؑ کی قسم — وہ بولا، کوئی دم کا ہے مہمان میرا دم

ہاتھوں پہ اپنے رکھ لو تنِ پاش پاش کو
خیمے کے گرد لے کے پھرو میری لاش کو

کہنے لگے حسینؑ کے اصحابِ نامدار (۱۷۸) ہم سب ترے نثار، تو شہ پر ہوا نثا
خیمے کے گرد پھرنے کا تو ہے امیدوار   اور تیرے آس پاس فرشتے ہیں اشک
آئی ندا، یہ خیر ہوا تیرا خاتمہ
لاشے کے گرد پھرتی ہے سر ننگے فاطمہ

سب رو کے بولے، ہم تو ہیں حاضر ابھی مگر (۱۷۹) کچھ شفقتِ حرم کی نہیں ہے تجھے خ
لاشا ترا جو گرد پھرے گا اِدھر اُدھر   سیدانیاں خیام سے نکلیں گی ننگے
آئی ندا کہ تجھ پہ یہ کیوں کر خبر کھلے
پھرتی ہیں حوریں لاش کے جو گرد سر کھلے

پہونچے جو در پہ لاش لیے شاہِ دیں پناہ (۱۸۰) زینبؑ نے "ہائے حر" کہا بس کہنے
مہماں کو رو کے بیٹھ گئے روبہ قبلہ شاہ   پھیلا کے پاؤں رکھ دیے پہلو میں ہاتھ
حُر کے شرف حسینؑ کی الفت سے بڑھتے تھے
زانو پہ سر دھرے ہوئے یٰسین پڑھتے تھے

آنسو ہر ایک فقرے پہ ٹپکا کے تھے رواں (۱۸۱) ٹپکے جبینِ حُر پہ کئی اشک ناگہا
آنکھوں کو حُر نے کھول دیا اور کی فغاں   اے وائے بےکسی مری، اے شاہِ بےک
اعدا ہنسیں گے جب کہ مری موت ہوئے گی
دشمن ہوں، ماں، وہ کاہے کو لاشے پہ روئے گی

میں جاں بہ لب ہوں طعنۂ اعدا سے مجھ کو کیا (۱۸۲) پر نام میرے قبلہ و کعبہ کا ہے بڑ
آقا غلام کو علی اکبرؑ کے دو صدا   اور اپنے بھی غلاموں کو بلوا لو ایک ج
الزام کی جگہ نہ رہے اہلِ شام کو
روئیں غلام آپ کے سب اس غلام کو

...ے بس، کڑھا نہ مجھے دم کو مرتے دم (۱۸۳) کیا تیرے رونے کو یہ بنی فاطمہ ہیں کم
...صف بچھائیں گے تیرے بے حرم جس کو نہ رونے پائیں گے بھائی وہ ہم ہیں ہم
شیعہ علیؑ کے تیرے عزادار ہوئیں گے
اے حُرؑ جو تجھ کو روئیں گے وہ تجھ کو روئیں گے

...دہنے ہاتھ کی جانب تو کر نظر (۱۸۴) بولا وہ دیکھتے ہی کہ اے شاہِ بحر و بر
...بی، تین مرد ہیں استادہ ننگے سر شہ نے کہا، سلام مرا سب سے عرض کر
چاروں بزرگ ہیں یہ ہمارے کھڑے ہوئے
یہ تیرے رونے والے ہیں سامنے کھڑے ہوئے

...تھے کہ دیکھتے کیا ہیں شہِ زمن (۱۸۵) حُر کے گلے سے خون کا دریا ہے موج زن
...ے، رو کے بنتِ علیؑ سے کہا سخن کھولو تبرکات کا صندوق اے بہن
مہماں ہے میرا شیفتۂ آلِ فاطمہ
زخمِ گلو پہ باندھوں گا رومالِ فاطمہ

...ی فاطمہ کا جو لائی وہ دل حزیں (۱۸۶) شہ نے لپیٹا حلق پہ مہماں کے وہیں
...ے نگاہ یاس سے کی سوئے شاہِ دیں لطف و کرم پہ ہو گیا صدقے وہ خوش یقیں
روئے حرم، عزیز اُسے شہ کا جان کے
کھولے سر اپنے سوگ میں اُس میہمان کے

...کی جا ہے اور یہ ہے پیٹنے کی جا (۱۸۷) مہماں کا یہ حق ہے، یہ خاطر، یہ مرتبا
...ے، ذبح جب ہوا مہمانِ کربلا واں آئی قید ہو کے بہن شہ کی بے ردا
نو مرتبہ گری وہ دل افگار لاش پر
رونے دیا نہ شمر نے اک بار لاش پر

مقتل سے لاشِ حُر کو تو اِس طرح لائے شاہ (۱۸۸) پامال شہ کی لاش ہوئی وا محمدا
رومالِ فاطمہ تو بندھا حلقِ حُر پہ آہ اور لے گئے حسینؑ کی پوشاک ذب

سرِ حُر کا اور کنارِ شہِ مشرقین کا
صد حیف بر نوکِ سناں، سرِ حسینؑ کا

بس اے دبیر لرزے میں ہے چرخِ چنبری (۱۸۹) کی ختم ذوالجلال نے تجھ پر سخن ور
اس نظم سے خجل ہیں چہ سعدی چہ انوری ہر مصرعِ بلند ہے شمشیرِ حید

دل دشمنانِ دیں کا دو نیم انجمن میں ہے
گویا زبان، تیغِ علیؑ کی، دہن میں ہے

مرثیہ ۴

ادریں نبی آدم میں کون ہے؟ (۱) یکتا خدا کے بعد دو عالم میں کون ہے؟
م، مصحفِ اعظم میں کون ہے؟ ہر گھر کا چاند، ماہِ محرم میں کون ہے؟
جس کی خزاں بہار ہے، وہ پھول کون ہے؟
جس کی دیت خدا ہے، وہ مقتول کون ہے؟

رف نام مبارک کا ہے حسین (۲) الحمد کی جو حے، ہے تو یٰسین کا ہے سین
ب کی نون، یمیں کا ہے بالیقین گنجینۂ علوم کا یہ اسم ہے امین
بازوئے دین و شرع کا جوشن یہ نام ہے
جس سے نگینِ عرش ہے روشن، یہ نام ہے

اور حمد سے آغاز گر نہ ہو (۳) انجامِ کار کیا؟ کہ دعا میں اثر نہ ہو
لا حسین کی مدد نظر نہ ہو مطلب سے کامیاب نہ ہو، بہرہ ور نہ ہو
ہیں حاصلِ یمین و یقیں مرتضیٰ علیؑ
جس سے جدا حسینؑ ہیں، اُس سے جدا علیؑ

رش، زیب وہ کرسیِ بلند (۴) سرکارِ حق کے کارگزار اور کاربند
طیع، فدیہ، مجاہد، نیاز مند راضی رضا پہ، محوِ شہادت، بلا پسند
سب کچھ خدائے عزّ و جل کے حسینؑ ہیں
حاکم ابد کے اور ازل کے حسینؑ ہیں

(۵)
یوسف تھا، نہ کلیم، نہ کنعاں، نہ کوہِ طور ۔ پروانۂ شمعِ قدرتِ حق کا تھا ان
تھا آب و گل سے قالبِ آدم ہنوز دور ۔ اور تھے حضورِ قلب سے پیشِ خد
معدوم کائنات تھی، موجود تھے حسینؑ
شمعِ حریمِ خلوتِ معبود تھے حسینؑ

(۶)
مصحف ابھی نہ تھا کوئی جز صورتِ حسینؑ ۔ کوئی نہ عطر و گل تھا مگر نکہتِ
شمس الضحیٰ و بدرِ دجیٰ طلعتِ حسینؑ ۔ طوبیٰ کے اوج کا ہے سبب قامتِ
جو رنگ تھے کمال کے سب صرف کر دیے
اک صورتِ حسینؑ میں صانع نے بھر دیے

(۷)
روشن ہے اب مشارق الانوار سے قمر ۔ یعنی حدیثِ معجزۂ شاہِ بح
دو سال کا تھا کل یہ مہِ سیدالبشر ۔ اور ہالۂ کنارِ علی میں تھا ج
سلمان کے نظارے پہ مہرِ الٰہ تھی
اس چاند کے نظارے سے روشن نگاہ تھی

(۸)
لب پر تبسم، آنکھ رخِ نازنیں پہ وا ۔ دل محوِ شکرِ حق کہ بلا عین مدّ
ناگاہ ماہِ نو سے ہوا ماہِ نو جدا ۔ اس حکم میں کھُلے لبِ پُرنورِ، مرتض
سلمان ہم سخن ہو مرے نورِ عین سے
جو تم کو پوچھنا ہو وہ پوچھو حسینؑ سے

(۹)
بولا ذقن پہ دستِ ادب رکھ کے وہ مسن ۔ ہاں اے خدا زادۂ ملک و حور و انس
فرمائیے تو آپ کے والد کا کیا ہے سن ۔ کتنے مہینے، کتنے برس، گزرے کتنے
بولا خدا زادہ، اس کا بیاں ہے محال کیا
سلمان جانتے ہو ہمیں خورد سال کیا

فرمایا مرتضیٰ نے کہ ہاں دیجیے جواب (۱۰) ...ل غنچہ ہنسا ابنِ بوتراب
رُخ یا تو ماہتاب تھا یا رشکِ آفتاب ...صل کے گود میں بیٹھے بصد شتاب
دکھلایا بحرِ نور کے مرجاں نے رنگ اور
تیور کے طور اور تھے، چتون کے ڈھنگ اور

پھیلائے دامنوں کی طرح قدسیوں نے پر (۱۱) ...کے لعل کی تھیں غیرتِ گہر
پیرِ فلک جھکا، کہ سنے غیب کی خبر ...ے اپنے بینۂ اختر نکال کر
الہام حق ہوا کہ دُر افشاں دہن کرو
بسم اللہ اے حسینؑ بیانِ حسن کرو

سلمان سنو رموزِ خداوندِ بے عدیل (۱۲) ...خوزادہ میکال و جبرئیل
پیدا کیے پچاس ہزار آدمِ جلیل ...نجاتِ خلق کی ٹھہرائی یہ سبیل
اتنا ہی اک سے ایک میں باہم تھا فاصلا
پر ہم سے اور ان سے نہ اک دم تھا فاصلا

اتنے ہی ہم تھے آدمِ ہشتیں سے پیشتر (۱۳) ...وسالِ آدمِ اوّل اسی قدر
پر آفتابِ قدرتِ باری تھا جلوہ گر ...ن کے ہم مدد کو رہے ہر مقام پر
ہم اُن دنوں بھی عالم برنا و پیر تھے
روشن تھا سب کا حال کہ روشن ضمیر تھے

توحید کہہ کے اپنی ولا کا سنایا حال (۱۴) ...ان کی قوم پہ توحید ذوالجلال
اس امر پر بھی طے ہوئے پنجاہ الف سال ...ن ولا سے ہو ایمان کا کمال
جس نے کیا قبول وہ مقبولِ رب ہوا
جس نے نہ مانا، موردِ قہر و غضب ہوا

اس قوم سے جہاد وہ ہم نے کیے ہزار (۱۵) ادنیٰ ہے جس کے سامنے خیبر کی ک
پھر آدمِ دوم کے ہوئے ہم رفیق و یار   چاہا کہ ان کی قوم بھی ہو پاک در
اِک اک کو درسِ خطبۂ توحیدِ حق دیا
اور خاتمے پہ اپنی وِلا کا سبق دیا

پنجہ ہزار فرقے تھے اِس قوم میں تمام (۱۶) اور تھے ہر ایک فرقے میں اُتنے ہی خاص
جس نے کیا سکوت، ہوا قتل لاکلام   قائل ہوا جو حق کا، رہا زندہ وہ ا
مالک نے ہم سے جو کہا فی الفور وہ کیا
ہر ایک عہد میں یہ کیا اور وہ کیا

پہنچا جو اِس مقام پہ زہرا کا نورِ عین (۱۷) ہاتھ اُن کے منہ پہ رکھ کے پکارے ش
بس بس خموش اے مرے معجز نما حسین   روشن ہے ہم یہ جانتے ہو حالِ مشر
سلکِ بیاں میں غیب کے موتی پروتے ہیں
اللہ کے بڑھائے ہوئے ایسے ہوتے ہیں

نایاب یہ گہر ہیں مگر جوہری کہاں (۱۸) اے چاند اِن ستاروں کے یاں مشتر
جوہر شناسِ رتبۂ پیغمبری کہاں   گل چینِ باغِ منقبتِ حیدری
یاں گوشِ حق نیوش ہے، نہ چشمِ ہوش ہے
نانا بھی اور پدر بھی تمہارا خموش ہے

بچپن میں تھی یہ علمِ امامِ اُمم کی شان (۱۹) بندے میں مجتمع تھی حدوث و قدم کی
لکھا جو نام، بڑھ گئی لوح و قلم کی شان   اب دیکھیے حسین کے لطف و کرم کی ش
مولا نے جس کو قیدِ گنہ سے رہا کیا
سہے سہے اُسی نے قتل انھیں بے خطا کیا

...روائے کوفہ تھے جب حضرتِ امیر (۲۰) شمرِ لعین ہوا تھا کسی جرم پر اسیر
...یر دارِ شرع تھا ہر چند یہ شریر پر آلِ مصطفیٰ کی طرح تھا نہ دستگیر

تھا دَور دَورِ ساقیِ کوثر زمانے میں
پانی نہ بند شمر پہ تھا قید خانے میں

...دن حسینؑ ابنِ علی شافعِ انام (۲۱) جاتے تھے بارگاہِ علی میں پئے سلام
...کی طرح ساتھ تھے عباسِ نیک نام ناگاہ جانبِ درِ زنداں کیا خرام

چلایا شمر، وقتِ عنایت ہے یا حسین
عاصی امیدوارِ شفاعت ہے یا حسین

...ے گوش زد جو یہ اُس کی صدا ہوئی (۲۲) گویا قبولِ بارگہِ حق دعا ہوئی
...ت پکاری شمر کی حاجت روا ہوئی نازاں اِدھر خطا اُدھر ارزاں عطا ہوئی

عباس نے یہ بڑھ کے کہا حق کے نور سے
امداد خواہ ہے کوئی قیدی حضور سے

...مڑ گئے حسینؑ سوے شمرِ بدگہر (۲۳) رحمت پہ جھوم پڑتا ہے جس طرح ابرِ تر
...دیا کچھ احتیاج ہو ہم سے بیاں کر اپنی دعا سے پائے ہیں فطرس نے بال و پر

دنیا میں ہم ہیں کل کی اعانت کے واسطے
عقبیٰ میں عاصیوں کی شفاعت کے واسطے

...نے کہا کہ تامل ہے اس میں کیا (۲۴) میں نے بھی کچھ سمجھ کے تو دی آپ کو صدا
...کس نے میری سعی نہ کی پیشِ مرتضیٰ پر آج تک نہ قید سے خادم رہا ہوا

پیارے ہیں آپ نانا کے محبوب باپ کے
اب مخلصی غلام کی ہو ہاتھ آپ کے

پوچھا، بچھانے کے لیے بستر ہے؟ بولا، ہے (۲۵) فرمایا پھر لباس ہے چادر ہے، بولا، ن

فرمایا، سرد پانی کا ساغر ہے؟ بولا، ہے فرمایا، نانِ گرم میسر ہے؟ بولا، ن

پوچھا، گذر ہوا کا بھی ہے قید خانے میں؟

بولا، نسیمِ فیضِ علی ہے زمانے میں

پوچھا، اندھیرا رہتا ہے شب کو کہ روشنی؟ (۲۶) بولا، تمھارے نور کی ہر جا ہے چاند

فیاض کے اسیر بھی ہر شے سے ہیں غنی ہے روشنی کو شمع بچھانے کو چاند

گھر سے جدا ہے چین، اسیری کا نام ہے

فرمایا، آج قید کی مدت تمام ہے

اقرار سے قرار دلِ شمر کو دیا (۲۷) اور دستہ امیر کے دربار کا لیا

رونق فروزِ محکمہ تھے شاہِ اولیا سرگرمِ عدلِ حشر کے دن جیسے کبر

خم نخلِ باغِ دیں ہوا تسلیم کے لیے

سب سروقد کھڑے ہوئے تعظیم کے لیے

سر خم کیے حسین گئے پیشِ شاہِ دیں (۲۸) ٹھہرے ادب سے مسندِ پُرنور کے قریں

فرمایا مرتضیٰ نے کہ بیٹھو۔ کہا، نہیں زنداں میں اک اسیر کو دیکھا ہے دل حزیں

خوردوں پہ ہیں حضور کے احساں بڑے بڑے

تقصیر بخشوا دوں گا اُس کی کھڑے کھڑے

آتا تھا یاں غلام ابھی کس سرور سے (۲۹) ناگہ تڑپ تڑپ کے پکارا وہ دور سے

نادم تھا، توبہ کرتا تھا اپنے قصور سے وہ عذرخواہ ہم سے ہے اور ہم حضور سے

اس کی رہائی کے لیے ارشاد کیجیے

خادم کو قیدِ غم سے آزاد کیجیے

(۳۰)

[illegible]م کبریا نے کہا لو تو اُس کا نام
کی عرض، شمر نام ہے، اے قبلۂ انام
[illegible] یہی نام رونے لگے شاہِ خاص و عام
اشکوں سے ریش تر ہوئی اور سینہ بھی تمام
پیشِ نظر شہادتِ شبیرؑ پھر گئی
سینے کی اور موزے کی تصویر کھنچ گئی

(۳۱)

[illegible] یہ اسیر تو قاتل تمھارا ہے
کی عرض، حکمِ حق ہے تو کیا اپنا چارا ہے
[illegible] بھی ہے تو خیر، رہائی گوارا ہے
ہم تو دعا کریں گے جو شیوہ ہمارا ہے
دُشمن سے ہم کو بغض نہ قاتل سے کینہ ہے
سب سے مثالِ آئینہ صاف اپنا سینہ ہے

(۳۲)

[illegible] ستائے گا یہ مقرر، کہا، ستائے!
بولے، چھری پھرائے گا دل پر! کہا، پھرائے!
[illegible] دکھائے گا غمِ اکبر! کہا، دکھائے!
رو کر کہا، جلائے گا یہ گھر! کہا، جلائے!
بولے، ازل سے حصے میں اس کو ستم ملا
کی عرض، ہم کو رحم ملا اور کرم ملا

(۳۳)

[illegible] ستم کرے گا ستم یہ، کہا، میں خوش!
فرمایا، لے گا بچوں کے گوہر! کہا، میں خوش!
[illegible] حرم کا لوٹے گا زیور، کہا، میں خوش!
فرمایا، چھینے گا یہ چادر، کہا، میں خوش!
ذلت ہے جب، کہ چادرِ تطہیر چھین لے
عزت خدا کی دی ہوئی بے پیر چھین لے

(۳۴)

[illegible] علی، یہ شمر کا ہے بانی! کہا کہ خیر!
فرمایا، ہے یہ دشمنِ جانی! کہا کہ خیر
[illegible] یا تم کو دے گا نہ پانی! کہا کہ خیر
پوچھا، رہو گے تشنہ دہانی؟ کہا کہ خیر
فرمایا، مستعد یہ دغا اور جفا پہ ہے
کی عرض، ہے تو ہو، نظر اپنی خدا پہ ہے

اللہ دوست چاہیے، دشمن یہ سہے تو ہو (۳۵) اندیشہ کیا ہے خضر کو، رہ زن یہ ہے تو ہو
ہم سیفِ حق ہیں، صاحبِ جوشن یہ ہے تو ہو داؤد کا ضرر نہیں، آہن یہ ہے تو ہو
شاید یہ آئے راہ پہ حق کی خوشی کرے
حقِ حسین سمجھے، نہ محسن کشی کرے

آساں ہے مال و دولت و جاگیر بخشنا (۳۶) جوہر بہادروں کا ہے شمشیر بخشنا
لیکن بڑا ثواب ہے تقصیر بخشنا مجرم کی معصیت دمِ تعذیر بخشنا
خادم کو اُس کی عقدہ کشائی ضرور ہے
وعدہ کیا ہے، وعدہ وفائی ضرور ہے

تقسیم سیم و زر کی ہے اہلِ سخا کا کام (۳۷) تقصیر بخشنا ہے فقط کبریا کا کام
اور بعد کبریا کے شہِ لافتا کا کام بندوں میں آپ کرتے ہیں بے شک خدا کا کام
دریا سفید کرتا ہے رنگِ سیاہ کو
اہلِ کرم وہی ہے جو بخشے گناہ کو

فرمایا ہے یہ درپئے آزار! بولے، ہو! (۳۸) فرمایا، قتل پہ ہے یہ تیار! بولے، ہو!
فرمایا، جان کا ہے خریدار! بولے، ہو! فرمایا، ہوگا سینے پہ اسوار! بولے ہو!
کیوں کر قصاص قبلِ گنہ لے کریم لوں
چھڑوا کے قید سے نہ ثوابِ عظیم لوں

بابا نبیؐ کی شرع کے تابع ہیں خاص و عام (۳۹) قبل از گنہ کسی پہ نہیں حدِّ انتقام
محبوس جب خطا پہ ہے، اُس میں کہاں کلام تعذیر اور عفو کے مختار ہیں امام
گر حدِّ شرع کیجیے جاری سزا یہ ہے
اور یوں جو بخش دیجیے بے حد عطا یہ ہے

...ے پاک کی رحمت کا واسطہ (۴۰) نانا نبیؐ کے خُلق و مُروّت کا واسطہ
...نا کی عصمت و عفت کا واسطہ تم کو جو حُبِّ حق ہو اُس اُلفت کا واسطہ
فرمایئے قبول شفاعت حقیر کی
لکھ دیجیے حضور، ضمانت فقیر کی

...اسطے دیے جو خوزادے نے برملا (۴۱) پھر تو ہوئے سبھوں سے مخاطب یہ مرتضا
...ضر بنِ محکمۂ شرعِ مصطفاؐ دیتا ہوں میں تمھیں قسم رحمتِ خدا
کیا ایسے حوصلے بھی کسی دل کے ہوتے ہیں
ضامن یہ میرے سامنے قاتل کے ہوتے ہیں

...شمرانِ کا چمن، یہ شفیع ہیں (۴۲) باغی نہ دے گا داد وطن، یہ شفیع ہیں
...ذہ کرے گا بدن، یہ شفیع ہیں چھینے گا لاش کا بھی کفن، یہ شفیع ہیں
واں حشر میں کریں گے مدد یہ زمانے کی
یاں بھی ہے مشق عاصیوں کے بخشوانے کی

...اُٹھتے ہیں ہم اِن کو مناتے ہیں (۴۳) دیکھو جھگڑ جھگڑ کے اسے بخشواتے ہیں
...یہ کام عدو کا بناتے ہیں اِن کے محب قصور پہ بھی خلد پاتے ہیں
جو کہہ دیا وہی شدنی جانتا ہوں میں
اِس جاننے پہ اِن کا کہا مانتا ہوں میں

...ش کا بیاں تھا کہ دل پر اثر کیا (۴۴) کیا سعئ تیغ زن میں زباں کو سپر کیا
...بِ بخشش خیرُ البشر کیا میں نے گناہِ شمر بحل سر بہ سر کیا
محشر میں حق کو ان کی شفاعت پسند ہے
سب سے، خدا کے رحم کا درجہ بلند ہے

پھر خادموں کو حکم دیا، جاؤ جلد جاؤ (۴۵) جب میں خوشی حسینؑ کی، شمرِ لعیں کو
کیا دیکھتے ہو جانبِ زنداں قدم بڑھاؤ — اس کو بھی حال بخششِ شبیرؑ کا س

کہنا علیؑ نے تیری خطا بھی معاف کی
بخشی خطا بھی اور سزا بھی معاف کی

خدام لائے شمر کو حیدرؑ کے سامنے (۴۶) آیا گناہ رحمتِ داور کے سا
بولے علیؑ کہ جا مرے دلبر کے سامنے — شکر یہ کر حسینؑ دلاور کے سا

کیا جلد عفو کا تو سزاوار ہو گیا
تیرے حمایتی سے میں ناچار ہو گیا

اے شمر، بھولیو نہ یہ احساں حسینؑ کا! (۴۷) اے شمر، لوٹیو نہ گلستاں حسینؑ ک
اے شمر، گھر نہ کیجیو ویراں حسینؑ کا! — اے شمر، کھولیو نہ گریباں حسینؑ ک

خنجر نہ پھیریو جو پیمبرؐ کا پاس ہے
اِن کے گلے میں نانا کے بوسوں کی باس ہے

اب آگے وہ بیاں ہے کہ تھراتے ہیں فلک (۴۸) اس پرورش کو بھول گیا شمر یک بہ ی
احسان آج کا نہ رہا یاد کل تلک — تنہا ہے رن میں خسروِ انس و جن و ملک

مدِنظر ہے شمر کو ترکیب ذبح کی
دیتا ہے چار لاکھ کو ترغیب ذبح کی

خیمہ فرات سے جو اٹھایا، تو شمر نے (۴۹) نیزہ قنات پر جو لگایا، تو شمر نے
پانی دکھا دکھا کے بہایا، تو شمر نے — سب رو دیئے، ایک رحم نہ کھایا، تو شمر نے

آخر ہلایا ظلم سے مدفن رسولؐ کا
کاٹا چھری سے، ہائے، کلیجہ بتولؑ کا

(۵۰) کیوں شمر، اپنا عہدِ اسیری بھی یاد ہے؟ ے یہ خطابِ شہِ خوش نہاد ہے
پر آج انتقام سے دل اپنا شاد ہے ہی، ہاں، وہی تو بنائے فساد ہے
قابو میں فوج و ملک ہے، مال و خزانہ ہے
وہ وقت آپ کا تھا، یہ میرا زمانہ ہے

(۵۱) مرقدِ نجف کو کہتے ہیں صدقت یا علی ہیں یادشہ کو بہت مرتضیٰ علی
کُنجِ لحد میں کرتے ہیں آہ و بکا علی ھی یہ اہلِ بیت کا نوحہ ہے وا علی
فریادِ اہلِ بیت یہ سوئے امام ہے
زینب کو اب وداع کرو دن تمام ہے

(۵۲) پہ وارثانِ دشتِ بلا کی طرف چلے ے حسینؑ جانبِ بیتُ الشّرف چلے
بہرِ وداع عترتِ شاہِ نجف چلے ڑے پہ ڈگمگاتے علی کے خلف چلے
پہنچے جو در پہ نزع کی ایذا کا حال تھا
چڑھتا تھا ایسا دم کہ اُترنا محال تھا

(۵۳) کبریٰ، سکینہ، عابدِ بیمار، السّلام! ندی کہ عترتِ اطہار، السّلام!
بولے حرم کہ اے شہِ ابرار، السّلام! ب تمام کہنے کی مختار، السّلام!
سب نے سنبھالا یوں جسدِ پاش پاش کو
جیسے اتاریں قبر میں زخمی کی لاش کو

(۵۴) پر جا بجا شہیدوں کے بستر جو نہ پائے ی جنازہ ہاتھوں پہ گھر میں حسینؑ آئے
اس باغ کے گلوں کو کہاں سے حسینؑ لائے رت نے آہِ سرد بھری اور کہا کہ ہائے
بستی بسائی شیر دلوں نے جنگل میں سونے کو
خالی مقام چھوڑ گئے میرے رونے کو

جائیں گے اُن کے پاس ہمیں، وہ نہ آئیں گے (۵۵) بے جان کھوئے، بچھڑوں کو اپنے نہ پائیں
سب نے کہا حضور بھی اب سر کٹائیں گے پھر اپنی لونڈیوں کو کسے سونپ جائیں

کوئی نہ داد رس نہ کوئی پردہ دار ہے
اب وارثی پہ آپ کی دار و مدار ہے

شہ نے کہا کہ قطع کرو سب سے آسرا (۵۶) بندے کی وارثی کوئی بندہ کرے گا کب
وارث مرا بھی اور تمہارا بھی ہے خدا جس کو زوال ہے نہ تغیر ہے نے ف

بے فضلِ ذوالمنن کوئی طاقت نہیں ہمیں
اپنے ضرر کے دفع کی قدرت نہیں ہمیں

فاقے کئی گزر گئے، کیا ہم سے ہو سکا (۵۷) اکبر جوان مر گئے، کیا ہم سے ہو سکا
اصغر لہو میں بھر گئے، کیا ہم سے ہو سکا منزل پہ ہم سفر گئے، کیا ہم سے ہو سکا

تم بے حواس تھیں ہمیں اپنی خبر نہ تھی
محشر کا دن تھا، آج کی یہ دوپہر نہ تھی

صدقے خدا کے یہ بھی سب آسان کر دیا (۵۸) ہمت وہ دی کہ بچوں کو قربان کر دیا
کیا حشر میں نجات کا سامان کر دیا پورا خدا نے بندے کا ارمان کر دیا

وہ قادر و قوی ہے ہر اک ناتوان ہے
وہ کبریا کی شان یہ بندے کی شان ہے

جو خود بلا میں ہو وہ کسی کو بچائے کیا (۵۹) پیاسے کو پانی قحط میں پیاسا پلائے کیا
ناکام، دوسرے کے بھلا کام آئے کیا جس پر گرا ہو کوہِ الم، سر اٹھائے کیا

ممکن نہیں کہ زور مقدر سے چل سکے
اللہ کے نوشتے کو بندہ بدل سکے

...ب ہے ایک بلا کیا، ہزار کیا (۶۰) دشوار ہے یہ رو بہ روے کردگار کیا
...یش و رنج کا ہے اعتبار کیا مالک خدا ہے، بندے کا ہے اختیار کیا
اک گھر میں ہنس رہے ہیں تو اک گھر میں روتے ہیں
مرتے بھی ہیں زمانے میں پیدا بھی ہوتے ہیں

...طنِ حوت میں مونس، خدا رہا (۶۱) ظلمات میں خضر کا وہی رہ نما رہا
...چاہ میں بھی وہ حاجت روا رہا کشتیِ نوح کا بھی وہی ناخدا رہا
نانا کو کون غار میں تسکین دے گیا
عیسیٰ کو کون دار سے گردوں پہ لے گیا

...قاصدِ شاہ و گدا وہی (۶۲) خلاقِ جسم و روح و بقا و فنا وہی
...کے بطن میں سب کو غذا وہی ہر درد کی دوا ہے وہی اور شفا وہی
ان دونوں مسکنوں میں نہ قابو نہ زور ہے
پہلے شکم ہے ماں کا پھر آغوشِ گور ہے

...اُس پہ ہے تکیہ سدا ہمیں (۶۳) جس نے کیا ہے عترتِ خیر الورا ہمیں
...آپ کا تھا آسرا ہمیں تقدیر آج کرتی ہے شہ سے جدا ہمیں
آخر بشر ہیں، خوف ہمیں اہلِ شر کا ہے
کنبہ یہ اور کا نہیں، خیر البشر کا ہے

...جنابِ رسالت کے، یا نہیں؟ (۶۴) وہ اک محب تھے شاہِ ولایت کے یا نہیں؟[۱]
...رفیق تھے حضرت کے، یا نہیں؟ ہم مستحق ہیں آپ کی شفقت کے، یا نہیں؟

...تھے: دست دادِ شاہ ولایت کے یا نہیں۔

کوئی بہو ہے اور کوئی بیٹی بتول کی
ہم سب امانتیں ہیں خدا اور رسول کی

(۶۵)
شہ بولے تم نبیؐ کی امانت ہوئیں امیں — حافظ میں آج تک تھا اور اب
غم خوار تم غریبوں کا ہے عابدِ حزیں — لو، الوداع، حکم ٹھہرنے ک
پاؤ گی پھر نہ فاطمہ کے نورِ عین کو
ہو اذن ظالموں کا، تو رونا حسینؑ کو

(۶۶)
نکلے حرم[۱] سے روتے ہوئے شاہِ دیں پناہ — دیکھا کہ ذوالجناح اکیلا کھڑا
ویران آستانہ ہے، خالی سلام گاہ — مقتل پہ کی نگاہ، ترائی پہ ک
گردن جھکا کے روتا تھا مرکبِ حسین کا
منہ دیکھتی تھیں پاس سے زینبؑ حسینؑ کا

(۶۷)
ناگاہ آئی کان میں آوازِ بال و پر — اک طائرِ سفید پھرا آکے گرد
قربان شاہ پہ تھا کہ پروانہ شمع پر — سب جن و طیر اس کی فغاں پہ تھے
یوں لوٹتا تھا ماتھے کو رکھ کے وہ زین پر
جیسے نکل کے پانی سے مچھلی زمین پر

(۶۸)
کی عرشیوں نے غربتِ شبیرؑ پر فغاں — اک طائرِ سفید فلک سے ہوا عیا
اور یوں ہوا نثارِ سرِ شاہِ انس و جاں — پروانہ جیسے شمع کے چوگرد پر فش
جب دستِ رعشہ دار میں شہ نے لگام لی
منقار سے رکابِ حسین اس نے تھام لی

۱۔ نسخہ۔ نکلے محل سے روتے ہوئے شاہِ بے سپاہ

(۶۹)
فدوی، رکاب تھامے گا، آقا سوار ہو ... ش کرتا تھا، خادمِ نثار ہو
جاؤ تڑپ رہی ہیں نبیؐ ہم کنار ہو ... اب جانبِ پروردگار ہو
یاں کی خبر زمیں کے فرشتے سناتے ہیں
زہرا کو ساتویں سے جناں میں غش آتے ہیں

(۷۰)
چمکارا ذوالجناحِ رسالت مآب کو ... عذرِ سواری جناب کو
منقار اپنی کھول کے تھاما رکاب کو ... ادب سے حصولِ ثواب کو
کیوں قابل اس شرف کے نہ دوشِ سوار ہو
جس کا رسولؐ ناقہ ہو، گیسو مہار ہو

(۷۱)
خیاطِ عہدِ طفلیِ شاہِ انام تھے ... قدیم جنابِ امام تھے
بے شبہ جبرئیلِ علیہ السلام تھے ... ے، خوابگاہِ شہِ تشنہ کام تھے
شہ کو سوار کرکے یہ سوئے فلک گئے
مرنے کو رن میں خسروِ جن و ملک گئے

(۷۲)
جو زیں پہ مڑ کے سوئے ناموسِ پنج تن ... تھوڑی دور گئے تھے شہِ زمن
سر ننگے پا برہنہ چلی آتی ہے بہن ... کھتے ہیں، ہائے غضب، شاہِ بے وطن
دل پہ، جگر پہ، تیز چھری غم کی پھرتی ہے
اٹھتی ہے بسملوں کی طرح اور گرتی ہے

(۷۳)
سدرے کو جبرئیل گئے رن کو شاہِ دیں ... اب غضب کی خبر رادیِ حزیں
کیا دیکھتے ہیں مڑ کے امامِ فلک نشیں ... ع فلک تہ و بالا ہوئی زمیں
بیٹی نکل پڑی ہے جنابِ بتولؐ کی
آتی ہے ننگے پاؤں نواسی رسولؐ کی

دیتی ہے یہ ندا کہ میں قربان بھائی جان (۷۴) اکبرؑ کا صدقہ ٹھہرو کوئی آن بھا
زینبؑ کہاں، کہاں یہ بیابان بھائی جان لایا ہے مجھ کو دل میں اک ارمان بھا

حاجت یہی بہن کی ہے بھائی روا کرو
نانا کی بوسہ گاہ کا بوسہ عطا کرو

یہ سنتے ہی ٹھہر گئے مولائے بے وطن (۷۵) پہنچی جو وہ قریب کیا رو کے یہ س
کیا احتیاج ہے جو یہاں آئیں اے بہن؟ لے کربلا میں بولی وہ مخدومۂ ز

حاجت یہی بہن کی ہے بھائی روا کرو
نانا کے بوسہ گاہ کا بوسہ عطا کرو

کاہے کو حلقِ پاک کا پھر بوسہ لیں گے ہم (۷۶) خنجر سے اس گلے کی رگیں ہوں گی ا
تکلیف ہوگی، زینب یہ سمجھائیں آپ ہم! رو کر بہن کی سمت جھکے سیدِ ا

زینب کا دم قلق سے رکا سانس اُڑ گئی
بوسہ گلے کا لے کے، گلے سے لپٹ گئی

القصہ مل کے بھائی بہن پھر جدا ہوئے (۷۷) آئیں یہ گھر، وہ راہیِ دشتِ بلا ہوئے
خیمہ سے کچھ بعید جو شاہِ ہدا ہوئے بے نفخ صور، حشر کے ساماں بپا ہوئے

سر خم کیا جو شہ نے سماعت کے دھیان میں
کچھ پشت سے صدائے ضعیف آئی کان میں

حضرت مڑے جو سوئے قضا کانپ کر (۷۸) پایا جگر کو اپنے تڑپتا زمین پر
بیٹی کو اس قلق میں نہ دیکھے کوئی پدر جس شکل سے کہ آئی سکینہ انھیں نظر

صدمہ ہے جلتی ریت کا اس جسم پاک پر
آتی ہے وہ رگڑتی ہوئی پاؤں خاک پر

[...]یاسے ہوئی جاتی ہے آنکھ بند (۷۹) سوکھی زبان لبوں پہ ہے اور یہ فغاں بلند
[...] صدقے، ذرا دو کیے سمند میں بھی پھوپھی کی طرح سے ہوں احتیاج مند

قصد یہ ہے سبب نہیں میں نے دیا تمھیں[۵]
حاجت روا خدا نے ہمارا کیا تمھیں

[...]جھکا کے ہر نے یہ شہ نے کیا قرار (۸۰) گر پڑ کے بیٹی آ گئی نزدیکِ راہوار
[...]بین حالِ سکینہ یہ زار زار کس بے کسی و یاس سے بولے کہ میں نثار

بابا تو زندگی سے بھی اب ناامید ہے
تم کو سوائے بے پدری کیا امید ہے

[...]، سچ ہے، آس تھی جن کی وہ مر گئے (۸۱) پانی کی آرزو کو بچیا قطع کر گئے
[...]بیاہ کی تھی خوشی، خوں میں بھر گئے اصغر بھی پہلے سال گرہ سے گزر گئے

اب ہے وہ درد جس کا کہ ممکن علاج ہو
قادر حضور جس پہ ہیں، وہ احتیاج ہو

[...]بابا، وہ کیا ہے؟ بتاؤ، نثار میں! (۸۲) کی عرض، گھوڑے سے اُتر آؤ، نثار میں
[...]اپنے مجھ کو بٹھاؤ، نثار میں شفقت سے ہاتھ سر پہ پھراؤ، نثار میں

لپٹا تو پھر گلے سے، بس قربان ہو گئی
مشکل اب اور کیا ہے، سب آسان ہو گئی

[...] شاہ کے نہ رہا دل، ہلا جگر (۸۳) بیٹھے اُتر کے زین سے جلتی زمین پہ
[...]لیا سکینہ کو زانو پہ ننگے سر تا دیر سرنگوں رہے مُنہ دیکھ دیکھ کر

---

۵ بعد خدا جہاں میں سہارا کوئی نہیں
بابا سوا تمھارے ہمارا کوئی نہیں

عالم عجب سکینہ و شبیرؑ کا ہوا
تصویر سے مقابلہ تصویر کا ہوا

الفت سے ہاتھ سر پہ پھرایا اور آہ کی (۸۴) منھ چوم کر گلے سے لگایا اور آہ
گھٹ گھٹ کے دم لبوں تلک آیا اور آہ کی سینے پہ لختِ دل کو لٹایا اور آہ
اس پیار پر فرشتوں کے دل چاک ہو گئے
بے ہوش خلد میں شہِ لولاک ہو گئے

پھر گود میں بٹھا کے لگے چومنے گلا (۸۵) دے دے کے بوسے کرنے لگے گریہ و
حیراں ہوئی یہ دیکھ کے وہ شہ کی مہ لقا کی عرض اے غریب پدر، تم پہ میں
لونڈی پہ اور فرطِ ملال و تعب یہ ہے
کیوں آپ چومتے ہیں گلا، کیا سبب یہ ہے؟

رو کر یہ کی حسینؑ نے گفتار میں نثار (۸۶) کیوں کر کروں زبان سے اظہار میں نثار
سیلیِ شمر اور یہ رخسار میں نثار آخر ہو اس گلے کا یہ پیار میں نثار
کیا کیا جفا و ظلم سہے گا گلا ترا
رسّی میں اے سکینہ بندھے گا گلا ترا

پوچھا کہ میں سوار ہوں، بی بی کی ہے رضا؟ (۸۷) اس پوچھنے پہ پھوٹ کے روئی وہ مہ
بولی کہ یاد آئے گی یہ پرورش سدا مرضی خدا کی، خوب ہے، مرضی ہماری
مہلت نہیں، حواس نہیں، دم میں دم نہیں
اتنا بھی پیار آپ کا اس وقت، کم نہیں

اب تک قدیم سے ہے یہ دستور جا بجا (۸۸) بچپن میں بیٹی ہوتی ہے جس باپ سے جد
بہلا کے اس کو دیتے ہیں تسکین اقربا میرے عزیز آپ ہیں آفت میں مبت

حاکم وہ ہیں جو پانی نہیں دیتے پیاسے کو
شہ نے کہا خدا ہی تمھارے دلاسے کو

کیا ہو گئی جلالتِ پیغمبرؐ الٰہ (۸۹) ...پکارا شمر کہ اے شاہِ دیں پناہ
یہ سُن کے ایسا جوشِ حمیت ہوا کہ آہ ...وُ بہرِ جنگ، جو باقی نہیں سپاہ
بٹھلا دیا سکینہ کو جلتی زمین پر
بے ساختہ سوار ہوئے آپ زین پر

پھر زلزلے کے پلّے میں اُن کی زمیں تُلی (۹۰) ...سے تیغِ ابروے سلطانِ دیں تُلی
خوش بو کے ساتھ نکہتِ خلدِ بریں تُلی ...کی ضو مقابلِ مہرِ مُبیں تُلی
یمن قدم سے اوج زمیں یاں تلک ہوا
پہلا طبق زمین کا، دسواں فلک ہوا

جو ذرّہ گردِ پا میں مِلا، بادپا ہوا (۹۱) ...رخش تیز پا ہوا، محشر بپا ہوا
توسن سے سایہ، سائے سے میداں جدا ہوا ...ں پری پہ تختِ سُلیماں ہوا ہوا
آگے نہ دھوپ جاتی تھی نہ چھاؤں جاتی تھی
صرصر بھی پیچھے پیچھے دبے پاؤں آتی تھی

خوش بوئے گُلِ بہشت کی خاکِ شفا میں ہے (۹۲) ...بہار کی چمنِ کربلا میں ہے
ہر جزو کل وظیفۂ ربِّ علا میں ہے ...ظفر، رکابِ امامِ ہُدا میں ہے
غُل ہے کہ آرہا ہے نواسا رسولؐ کا
اب تو کچھ اور رنگ ہے زہرا کے پھول کا

ہے شاہِ دیں کا ذکرِ شجاعت کہاں کہاں (۹۳) ...ت ہے شہر شہر، جلالت جہاں جہاں
ناقوس کو پکارتے ہیں سب اذاں، اذاں ...ر خیر کہتی ہے، آمنت اماں اماں

باطل پہ حق تو شبہے پہ غالب یقین ہے
بے رونقی پہ کفر ہے، رونق پہ دین ہے

(۹۴)
کیا عزیز، یوسفِ کنعاں جلو میں ہیں — عیسیٰ ہزار جان سے قرباں جلو میں
تھامے عصا کو موسیِ عمراں جلو میں ہیں — جنات کیا، جنابِ سلیماں جلو میں
روزِ ازل سے کُل کی نجات اِن کے ہاتھ ہے
بندوں کا کیا حساب، خدا اِن کے ساتھ ہے

(۹۵)
نادِ علی زباں پہ اُدھر، لافتا اِدھر — واں واہ واہ ہوتی ہے، صلِّ علیٰ ا
مشتاق اتقیا ہیں اُدھر، اولیا اِدھر — مداح انبیا ہیں اُدھر، کبریا ا
کیا عروجِ شمس نہیں منھ پہ نور بھی
ٹھنڈی ہے آج گرمیِ بازارِ طور بھی

(۹۶)
لاکھوں میں اور کروڑوں میں یکتا یہ بندہ ہے — نازاں خدا ہے جس پہ وہ بندا یہ بندہ
اُمت کے ہر مرض کا مسیحا یہ بندہ ہے — یکتا خدائے پاک ہے بس، یا یہ بند
سب جانتے ہیں کُل کے یہی دینے والے ہیں
مُردے بھی ہاتھ قبروں سے باہر نکالے ہیں

(۹۷)
صابر، سخی، حلیم، امام ایسا چاہیے — مسند نشینِ خیرِ انام ایسا چاہیے
سب کا شفیع روزِ قیام ایسا چاہیے — پشت و پناہِ خاص و عوام ایسا چاہیے
چاند ایسا ہو، پدر شہ بدر و حُنین سا
نانا ہو مصطفیٰ سا، نواسا حسینؑ سا

۱؎ نسخہ۔ عزّ و شرف میں شہ کے کسے اشتباہ ہے
حق کی سپر ہیں، مُہرِ نبوّت گواہ ہے

...وز سے ہے چار عناصر کی ابتدا (۹۸) جب تک رواں ہے چار طرف حکمِ کبریا
...ں کُتُب گواہ ہیں اس پہ جُدا جُدا نہ ہیں، نہ تھے، نہ ہوئیں گے اِن چار کے سوا

زہراؑ سی ماں، پدر شہِ بدر و حُنین سا
نانا حبیبؐ حق سا، نواسا حُسینؑ سا

...ا سی ماں کا خلف ایسا چاہیے (۹۹) مہرِ مبیں بُرجِ شرف ایسا چاہیے
...نجف کو دُرِ نجف ایسا چاہیے سرتاجِ صابرانِ سلف ایسا چاہیے

زہرا سی ماں پدر شہِ بدر و حُنین سا
نانا حبیبِ حق سا، نواسا حسینؑ سا

...، آسماں پہ ستارے، ادب، ادب (۱۰۰) آتے ہیں ذوالجلال کے پیارے ادب، ادب
...، وخضرؑ بڑھ کے پکارے ادب، ادب ہاں خشک و تر سے سب ہو کنارے ادب، ادب

سرکو، ہٹو، زمین و فلک تھرتھراتے ہیں
شبیرؑ، پیرِ مُرشدِ کونین آتے ہیں

...ن کا سایۂ وقتِ تنگ و پہ زمیں یہ ہے (۱۰۱) پرسایۂ ذوالجناح کا، عرشِ بریں یہ ہے
...امامِ عرش نشیں صدرِ زیں یہ ہے بے پر ہے پر شرف یہ رُوح الامیں یہ ہے

قرآنِ رحلِ نور، امامِ غیور ہیں
کرسی ہے زین، آیۂ کرسی حضور ہیں

...نِ ذوالجناح نیا باندھتے ہیں ہم (۱۰۲) آج اپنی شاعری کی ہوا باندھتے ہیں ہم
...قلم سے پائے صبا باندھتے ہیں ہم کُھلتا نہیں یہ عقدہ کہ کیا باندھتے ہیں ہم

یال اک طرف کو دُم ہے وہ حسن و جمال ہیں[الف]
چوٹی کے آ رہے ہیں مضامیں خیال میں

...ف۔ ہے فکر غرق یال کے حسن و جمال میں

سُن تو نسب، یہ رخش بڑا قوم دار ہے (۱۰۳) کھیت اس کا صحنِ قدرتِ پرو...
یہ شیر خوارِ دایۂ ابرِ بہار ہے تخمِ مُرادِ ابلقِ لَیل و نَہ...
مالک ہے ماہِ نو سے یہ چرخِ بلند کا
پہلے فلک پہ نعل گرا ہے سمند کا

کیا توسنِ سپہر کرے اس سے ہمشت مُشت (۱۰۴) کج رَو، مُسن، ستارہ جبیں ہست...
رخشِ نسیم اس کے قریں چال میں دُرشت اسپِ اجل کو نعل کے خنجر سے بیم...
کل کا جو قصد آج یہ فرخندہ پَے کرے
فردائے حشر کیا ہے، کئی حشر طے کرے

لاکھوں کمال اس میں ہیں لکھیے کہاں تلک (۱۰۵) راکب کا اس کے عزم جو ہو آسما...
پہنچے ابھی نہ دستِ تصورِ عناں تلک ہو آئے اتنے عرصہ میں یہ لامکاں تا...
سرحدِ غرب و شرق سے آگے رَوانہ ہے
تارِ شعاعِ مہر اسے تازیانہ ہے

بڑھنے میں دُم کے بال اُلجھتے ہیں پائے سے (۱۰۶) ہٹنے میں بال تنگ ہے دم کے صبا...
کھینچیں شبیہ اس کی جو آہو کے بال سے اظہار شوخیوں کا ہو موئے غزال...
اُڑنے میں راس و جیب کسی جانب کو خم نہیں
مُڑنے میں سیدھی بات بھی کوڑے سے کم نہیں

گردش سے اس کی دَور میں عاجز زمانہ ہے (۱۰۷) ہر وقت بہرِ سیر تلاشِ بہا...
مصرع میں کچھ مشابہتِ تازیانہ ہے نام اس کا اڑ کے صفحے سے کوسوں د...
قدغن ہے شاعروں پہ یہ اس کا جہان میں
ساکن حروف آئیں نہ میرے بیان میں

(۱۰۸) در پڑھنے کی ابجد سے ہو بنا ۔۔ اب جدّ و کد ثناے فرس میں کروں میں کیا
کا اپنے پیش سے با جزم ہو جدا ۔۔ ترکیب زیر سے یہ زبردست ہے خفا
جھگڑا پڑا ہو لفظ و معانی کے فرق میں
معنی تو اِس کے غرب میں ہیں لفظ شرق میں

(۱۰۹) اس کا وصف نہ ہوا کسے تا ہزار ۔۔ آیہ یہ کون سا ہے کہ پہلو ہیں بے شمار
صف وقف کرے، تو گناہ گار ۔۔ اعراب دو تو سُم کو ہو پیش اپنا ناگوار
مداحوں پر یہ اِس کا ہے قدغن جہان میں
ساکن نہ ہو مری حرکت کے بیان میں

(۱۱۰) طرح صاحبِ تاج اِس کے ہیں فقیر ۔۔ عنقا ہے زین پوش کے دامن میں گوشہ گیر
یں ہے اس کا ملازم جہانِ پیر ۔۔ ہفت اسپۂ فلک بھی اسی کا ہے بادگیر
بخشیں گر آدمی تو جواب اُن کو صاف دوں
بوجھو جو اس پری کی پہیلی تو وا دوں

(۱۱۱) سیم اِس کا، یہ روحِ نسیم ہے ۔۔ پوست اس کا بوے خلد، یہ مغز شمیم ہے
دماغ اس کا تو عرشِ عظیم ہے ۔۔ جلد اس کی صاف، رنگ ریاضِ نعیم ہے
بو اس کی شیر، بوند عرق کی شرارہ ہے
نقشِ قدم ہرن ہے تو سایہ چکارہ ہے

(۱۱۲) ت حق پرست کو رکھے لجام پر ۔۔ میداں میں جلوہ گر ہوئے اس خوش خرام پر
ن لائے تیغ نبی کے مقام پر ۔۔ شب خون دن دہاڑے پڑا فوجِ شام پر
رُخ بادلوں کے رخش کی جانب سے مڑ گئے
کیسی ہوا؟ ہوا کے فرشتے بھی اُڑ گئے

حضرت نے غافلوں سے کہا، ہوشیار ہو! (۱۱۳) ہاں قاتلانِ آلِ عبا، ہوشیار
کانوں میں کہہ رہی ہے قضا، ہوشیار ہو! نزدیک ہے عذابِ خدا، ہوشیار
سیرِ جناں ہے بادۂ حُبِّ حسینؑ میں
اک نشۂ حلال ہے نشأتین میں

میں جان ہوں رسول کی، ہیں انس و جاں گواہ (۱۱۴) مالک ہوں سب زمینوں کا، ہیں آسماں گ
مظلوم بھی میں ایک ہوں، دونوں جہاں گواہ ہفتم سے پانی بند ہے، آبِ رواں گو
جاری ہے کیا زبانوں پہ، کس کی یہ نہر ہے؟
مالِ یزید ہے کہ مری ماں کا مہر ہے؟

میکال و روح نام مرے خادموں کے ہیں (۱۱۵) حاکم، خدا کے حکم سے ہم حاکموں کے ہی
فتوے ہمارے قتل پہ کن عالموں کے ہیں؟ یہ کام عالموں کے نہیں، ظالموں کے ہی
دُنیا خراب ایسوں کی عقبیٰ زبُون ہے
خونِ محمدؐ عربی میرا خون ہے

اُن عالموں کو سامنے اِس دم بلاؤ تو (۱۱۶) فتوے ہمارے قتل کے پڑھ کر سناؤ
مُہریں سیاہ کاروں کی ہم کو دکھاؤ تو مہروں سے اُن کی مُہرِ نبوّت ملاؤ
جس پہ ازل سے مُہرِ نبوّت خدا کی ہے
پہلی وہ پشت فاطمہ کے دل رُبا کی ہے

ہم میں خدا کا علم ہے، علمِ خدا میں ہم (۱۱۷) ہم میں ولا خدا کی، خدا کی ولا میں ہم
آئے ہیں جا بجا صُحُفِ انبیا میں ہم ہیں یادِ حق کے بعد دلِ مصطفیٰ میں ہم
قرآن میں امام ہے، قرآں امام میں
جس طرح لام الف میں، الف جیسے لام میں

...م میں جس کا گریباں ہی قبا (۱۱۸) اور بے کفن پڑے ہیں یہاں حسین کے اقربا
...ب اُس کو حق نے وہ خلعے کیے عطا پہنا کے اپنے ہاتھ سے کہتے تھے مصطفا
حقا، یہ خاص خلعے بہشت بریں کے ہیں
بخیے میں ٹانکے پرِ روح الامیں کے ہیں

...م صاحبِ دولت ہے، ہم نہیں (۱۱۹) پر وہ ہی ہی اور شرافت میں ہم نہیں
...و آسماں کے مقابل کمیں نہیں وہ تخت کا مکیں ہے تو ہم عرش کے مکیں
ممکن ہی زور و زر سے یہ رتبہ کسی کا ہو
جس کو خدا کرے وہ نواسا نبی کا ہو

...ں کے پاس بھی ہے یہ فوجِ خدا کہاں (۱۲۰) صاحب علم ہزاروں، یہ عباس سا کہاں
...ت، یہ اکبرؑ گلگوں قبا کہاں لاکھوں میں ایک ثانیِ خیرالوریٰ کہاں
بھائی، یزید کا، کوئی مثلِ حسنؑ بھی ہے؟
زینبؑ سی عابدہ، کوئی اُسکی بہن بھی ہے؟

...گھر کو دیکھے اور اپنے گھرانے کو (۱۲۱) جبرئیل فخر سمجھے ہمارے گھرانے کو
...ی اس کا یاد ہے اب تک زمانے کو روح القدس کبھی آئے ہیں جھولا جھلانے کو
زیرِ نگیں زمین ہے کچھ آسماں نہیں
انگلی میں مُہرِ خاتمِ پیغمبراں نہیں

...س کا جبرئیل کا یہاں ہو، نہ ہوئے گا (۱۲۲) عرشِ بریں پہ اُس کا گذر ہو، نہ ہوئے گا
...نِ دیں وہ بانیِ شر ہو نہ ہوئے گا دنیا اگر اِدھر کی اُدھر ہو، نہ ہوئے گا
پرچے غلط سناتے ہیں مخبر پلید کے
وحیِ خدا کب آئی ہے گھر میں یزید کے!

کس بات پر یزید کا ہم سے مقابلہ (۱۲۳) بوجہل کا، رسولِ اُمم سے مقا
طبل و علم کا، لوح و قلم سے مقابلہ اک غول کا، چراغِ حرم سے مقا
قبلے کو قبلہ، دین کو تم دیں سمجھتے ہو
پھر کیا سمجھ کے عقدہ کشا سے الجھتے ہو

نانا مرے ہیں قبلۂ اہلِ زمن نبیؐ (۱۲۴) ہیں قامت و اذاں میں بہ جہر حس
اوّل میں ہر نماز کے سرِّ دہن نبیؐ آخر میں السّلام علیک ایہا ا
نانا پہ جب تلک نہ درود و سلام ہو
جبرئیل کی نماز نہ کوئی تمام ہو

حضرت نے دین و کفر کو آئینہ کر دیا (۱۲۵) ظاہر سبھوں پہ غیب کا گنجینہ ک
اعدا نے اپنے دل کا عیاں کینہ کر دیا تو وہ حسین کا جگر و سینہ ک
حسرت سے اشک تیغِ دو پیکر کے بہہ گئے
غصّے سے دانت پیس کے جوہر بھی رہ گئے

یثرب کو اور نجف کو مڑے شاہِ دیں پناہ (۱۲۶) جدّ و پدر کو ظلمِ عدو پہ کیا گو
پھر سر اٹھا کے عالمِ بالا پہ کی نگاہ یعنی گواہ رہو، مرا کچھ بھی نہیں گن
آئے پڑھے، سنائیں حدیثیں رسولؐ کی
اُمت نے کوئی بات نہ میری قبول کی

آئی ندا، گواہ ترا ذو الجلال ہے (۱۲۷) تو بے عدیل، صبر ترا بے مثال ہ
روشن ہے وہ بھی، دل میں جو اس دم خیال ہے ہاں، تیغِ حیدری کو قرار اب محال ہ

لہ نسخہ — کیوں کر کہوں ثواب و خطا کو نہ سمجھے ہو
سب کچھ تو سمجھے اور خدا کو نہ سمجھے ہو

بسم اللہ، آزماؤ، خدا خوش، رسولؐ خوش
زورِ علیؑ دکھاؤ، خدا خوش، رسولؐ خوش

(۱۲۸) ہاں تیغ پیشوائی کو نکلی میاں سے ... یہ وحی جنگ بڑھی آسمان سے
حضرت کی دست بوس ہوئی لاکھ شان سے ... یہ جیسے شکرِ الٰہی زبان سے
سایہ بڑھا ہوا، یہ ادب سے رکی ہوئی
سب سے کھنچی ہوئی، سوئے مولا جھکی ہوئی

(۱۲۹) یا عندلیبِ سدرہ اڑا شاخسار سے ... م سبز ہوا ذوالفقار سے
یا شہ سوارِ فتح کا نکلا غبار سے ... نہ ندی رہوئی ابر بہار سے
ضو تھی ہلالِ تیغ میں کس آب و تاب کی
کیں دھجیاں کتاں کی طرح ماہتاب کی

(۱۳۰) بھاگو، ہٹو، بڑھو کہ خدا کا غضب بڑھا ... اندا یہ نقیبِ ادب بڑھا
یا آستیں سے موت کا دستِ طلب بڑھا ... نیام سے فرمانِ رب بڑھا
اُچھلیں گے اب زمیں کے طبق چار چار ہاتھ
لے گا یہ جان لاکھوں کی بن کر ہزار ہاتھ

(۱۳۱) پیکر تو دو تھے قدرتِ پروردگار سے ... تھی عقلِ تیغ کے عز و وقار سے
روشن تھا رعب و دبدبۂ ذوالفقار سے ... ن اور شکوہ فزوں تھی ہزار سے
دل خواب میں، حسینؑ کے غم سے اُچھل پڑے
اصحابِ کہف غار سے باہر نکل پڑے

(۱۳۲) تھا جنگ سے عیاں کہ اجل کی ہے پیشکار ... خوب رکھتی تھی مولا کی ذوالفقار
فتح سے فتح یاب رہی وقتِ کارزار ... ے کسرِ شان مخالف تھی آشکار

بہر قبضے نے جگہ جو سرِ دست پائی تھی
قبضے میں تیغ، قاف سے تا قاف آئی تھی

واں پہلے صف کشی ہوئی دریا پہ ناگہاں (۱۳۳) کھینچے نہ صف ہیں لب دریا کی بھیڑ
سرگرمِ جنگ رن میں ہوئے دو زخمی جواں — جنگی رسالے جم گئے ہر سو یہاں
الحرب کی ہر ایک طرف دھوم، دھام تھی
جو تیغ تھی بھَوؤں کی طرح بے نیام تھی

واں چار سو مخالفوں کے کر و زور تھا (۱۳۴) یاں داہنے بائیں حسنِ شجاعت کا نو
پہلے بڑھا جو یاں سے وہ عدلِ حضور تھا — اول ہوا جو کشتہ وہاں، وہ غرو
حضرت کے مرتبے کی کسی کو خبر نہ تھی
دونوں جہاں تھے قبضے میں تیغِ دو سر تھی

یاں قبلہ رو کھڑی ہوئی شمشیرِ جاں ستاں (۱۳۵) کچھ عرضِ حال کرنے لگی جنبشِ زبا
پھر دونوں سر جھکا دیے سجدے میں ناگہاں — بازو پہ خاک مل کے بڑھی مثلِ پہلو
ہٹ ہٹ کے یوں یلانِ سیاہ دل گرے
گویا علیؑ فلک نہ کہے منھ کے بل گرے

چمکی غضب سے لشکرِ ابنِ زیاد پر (۱۳۶) جیسے نزولِ قہرِ خدا قومِ عاد
روحیں رواں ہوئیں دمِ تیغِ جہاد پر — لنگر کھلے جہازوں کے بادِ مراد
سب کی نظر سے نوح کا طوفاں اتر گیا
اک نیزہ آبِ تیغ سروں سے گزر گیا

جو جو کھڑے تھے منھ کے وہی منھ کی کھا گئے (۱۳۷) آنکھوں پہ جاتے تیغ کے جوہر سے چھا گ
کم ظرف آبِ تیغ کے چھینٹوں میں آ گئے — ابھرے نہ ڈوب کر تحت الثریٰ

ظلمات میں یہ فتح پہ قبضہ کیے پھری
یونسؑ کو جیسے بطن میں مچھلی لیے پھری

...مورچے میں لیلیٔ فتح و ظفر گئی (۱۳۸) سائے سے مرنے والوں کو دیوانہ کر گئی
...ت اڑا کے خاک اِدھر سے اُدھر گئی پر یہ نہا نہا کے لہو میں نکھر گئی
عالم نہ پوچھو قطرہ فشانی کے حُسن کا
جوبن ٹپک رہا تھا جوانی کے حُسن کا

...بھی بڑھی، کبھی پیچھے کو پھر پڑی (۱۳۹) سر پہ جو لڑکھڑائی تو شانوں پہ گر پڑی
...جو لعینوں نے کی، وہ مضطر پڑی افتاد اُن سے پوچھیے، یہ جن کے سر پڑی
اُٹھی، گری، بلند ہوئی پست ہو گئی
پی پی کے مے کشوں کا لہو مست ہو گئی

...ں اڑ گئے، جو ڈھالوں کے خرمن سے مل گئی (۱۴۰) سر پاؤں پہ گرے، جو یہ گردن سے مل گئی
...ب الگ الگ ہوئی جس تن سے مل گئی کڑیاں جدا ہوئیں، جو یہ جوشن سے مل گئی
تاثیرِ چشمِ زخم بدوں کو دکھا گئی
مثلِ نظر بدن کو لگی، اور کھا گئی

...تنا جو سامنے اس کے، سناں نہ تھی (۱۴۱) ناوک نے لی جو نوک کی، نوکِ زباں نہ تھی
...لائی تیغ نے جو روانی تو جاں نہ تھی چلّہ کھنچا ذرا بھی جو اس سے، کماں نہ تھی
کی خودسری جو خود نے بنیادِ سر نہ تھی
پشت و پناہ کیا ہو کہ پشتِ سپر نہ تھی

...ئی جو سر پہ شامیوں کے، رات ہو گئی (۱۴۲) دن کی زمین، پردۂ ظلمات ہو گئی
...ا وہ مینھ سروں کا، کہ برسات ہو گئی معجز نمائی اس کے لیے بات ہو گئی

جوہر نے سب چمک کے شرارے دکھا دیے
پھر دن کی دھوپ، رات کے تارے دکھا دیے

بھڑکا سمندِ روح، تو چمکار نے ⑭۳ بھاگا جو جوش اڑ کے، تو للکار نے لگی
بگڑا جو زخم، دھار سے یہ دھار نے جیتی تھی جتنی فوج، وہ جی ہارنے لگی

اوصافِ لاجواب سے واقف زمانہ تھا
میزانِ ذوالفقار کے پلے پہ کیا نہ تھا

بے کار فند بازوں کو پر فند کر ⑭۴ کھولے یہ جوہر اپنے کہ دم بند کر دیا
تن پر زرے کر کے خاک کا پیوند کر پڑکا جسے، زمیں کا کمر بند کر دیا

برقِ حسد سے کوزہ گرِ چرخ جل گئے
سکے سب ایک تیغ کے سانچے میں ڈھل گئے

تسبیح کے شمار میں، دنداں بھی لے گ ⑭۵ دل لے کے جانِ فوجِ بد ایمان بھی لے گئی
اعدا کے جزو دل کے یہ جزداں بھی لے گ کنٹھے کا نام سن کے، گریبان بھی لے گئی

چہرے سے بینیٔ صفِ لشکر بھی دور کی
بت خانوں سے شباہت منبر بھی دور کی

وہ جن، وہ دیو، وہ ملکِ تیز پر گرے ⑭۶ غل تھا، ہوا میں کٹ کے وہ پریوں کے سر گرے
وہ سر، وہ جن، وہ سینہ، وہ دل، وہ جگر گرے رن میں اٹھی یہ دھوم، وہ شمر و عمر گرے

مردوں کے ڈھیر دن میں یہ تلوار سے لگے
کشتوں کے پشتے چرخ کی دیوار سے لگے

زہرے تھے شمر کے، سینے میں پتھر کے آب ⑭۷ تنہا جگر نہ فوجِ ستم گر کے آب تھے
زندے تو زندے سنگ بھی مرمر کے آب پیتے، پلنگ و گرگ و غضنفر کے آب تھے

جو کوہ تھے وہ کاہ سے دُبلے نظر پڑے
پانی سے پتلے، خاک کے پُتلے نظر پڑے

کاف بن کے دُرِدن جگر گئی (۱۴۸) مانندِ میم مرگ، میانِ کمر گئی
ر شکم کے شکنجے کو کر گئی یہ مثلِ بیش، ہر جزو کل سے گزر گئی
گہ غرب میں رواں تو کبھی سوئے شرق تھی
پانی تھا ایک موج، مگر فوج غرق تھی

ا پہ یہ تو ہوا سے کدھر گئی (۱۴۹) ہو کر بلند عرشِ علا سے کدھر گئی
ر زمیں میں تحتِ ثریٰ سے کدھر گئی پوچھیں گے روزِ حشر خدا سے، کدھر گئی
طاقت نہ شش جہت میں سہی ایک وار کی
تیغیں دُہائی دینے لگیں ذوالفقار کی

چلتے چلتے رکی راہ میں حُسام (۱۵۰) محوِ جمالِ خالقِ سبحاں ہوئے امام
ہوا حضور کو وہ قرب کا مقام کیا جہاد، ہو گئے سب مرحلے تمام
باقی حرم کی فکر نہ یادِ پسر رہی
نہ راہ کی نہ راہزنوں کی خبر رہی

پیاس یاد، نہ لشکر کی موت یاد (۱۵۱) بانو کے بین یاد، نہ اکبر کی موت یاد
ں قبر یاد، نہ اصغر کی موت یاد بازو کا ٹوٹنا، نہ برادر کی موت یاد
پر مُہرا اپنے قتل کے محضر کی یاد تھی
حضرت کو سب سے الفتِ امت کی یاد تھی

ذوالفقار کو زیبِ میاں کیا (۱۵۲) موسیٰ نے جیب میں یدِ بیضا نہاں کیا
نے قصدِ قتلِ شہِ بےکساں کیا انبوہِ عام گردِ امامِ زماں کیا

خیمہ میں یوں تڑپتی تھی عترت رسول کی

قبریں لرز رہی تھیں علی و بتول کی

کہتے تھے پیدلوں سے سوار، اقتلوالحسین (۱۵۳) اور اُن سے پیدلوں کی قطار، اقتلوالحسین

چلا رہے تھے تیس ہزار، اقتلوالحسین — چاروں طرف تھی رن میں پکار، اقتلوالحسین

نیزوں پہ شاہِ دیں نے جگر وقف کر دیا

تیروں پہ سینہ، تیغوں پہ سر وقف کر دیا

اے حاضرینِ بزمِ غمِ بادشاہِ دیں (۱۵۴) کہتی ہیں تم سے فاطمہ بے کس و حز

تم میرے باپ کے کلمہ گو ہو یا نہیں؟ — میں لٹ گئی، شہید ہوا میرا ناز

پُرسا دو فاطمہ کو نبیؐ کے نواسے کا

مظلوم کا، غریب کا، بے کس کا، پیاسے کا

حضرت کے رونے والوں نے پایا یہ دل کہاں (۱۵۵) مولا کے قتل کا جو مفصل سنیں بیا

زخمِ جبیں کا حال ہے کافی پئے فغاں — مارا ابوالحتوق نے اک تیر ناگہا

ہفتم کے بھوکے پیاسے کو بے ہوش کر گیا

سر پھوڑ پشتِ سر سے وہ ناوک گزر گیا

ماتھے سے منہ پہ، منہ سے بہا ریش پر لہو (۱۵۶) اور شدتِ عطش سے بڑھی سوزشِ گ

اک سیبِ خلد ہاتھ میں تھا، سونگھی اس کی بو — پر کم ہوئی نہ تشنگیِ شاہِ نیک

آخر یہ دل پہ رنج و ملالِ عطش ہوئے

وہ سیبِ خلد منہ میں لیا اور غش ہوئے

اب راویان دفترِ غم کرتے ہیں بیاں (۱۵۷) وہ سیب خوں میں بھر کے ہوا خلد کو روا

جانا تھا خلد میں کہ قیامت ہوئی عیاں — سب حوریں پیٹ پیٹ کے کرنے لگیں

پانی جناں کی نہروں کا سب لال ہو گیا
رضواں یہ حال دیکھ کے بے حال ہو گیا

...یادہ سب سے مگر حضرتِ بتول (۱۵۸) لکھا ہے، وہ تو خلد میں عرصے سے تھیں ملول
...ا تھا ماریہ میں شاہ کا نزول   بڑھتا تھا روز روز اں قلقِ دخترِ رسول

کیوں مہرِ مادری سے نہ زہرا ملول ہو
نرغے میں ظالموں کے جو ابنِ بتول ہو

...ں روکے مریم و حوّا سے بار بار (۱۵۹) کیوں دل میں درد ہوتا ہے، کیوں جی ہے بے قرار
...ں وہ جواب، ہمیں بھی ہے اضطرار   ہم کیا، تمام ساکنِ جنت ہیں اشک بار

روئے زمیں پہ قتل وہ مظلوم ہوتے ہیں
یحییٰ شہید جن کی شہادت پہ روتے ہیں

...ب تو فاطمہ پہ جو ہُوا، ہُوا (۱۶۰) عاشور کو جناں میں تلاطم سوا ہُوا
...دوال محشر تازہ بپا ہُوا   اور سرخ رنگ ہر در و دیوار کا ہُوا

نہریں تمام خلد کی بہنے سے رک گئیں
شاخیں بھی کانپ کے طوبیٰ کی جھک گئیں

...ں جناں میں جو طائر تھے باادب (۱۶۱) عاشور کی سحر سے وہ ساکت تھے سب کے سب
...ے اور نہ پیتے تھے پانی وہ تشنہ لب   آیا نمازِ عصر کا جب وقت بے غضب

ماتم زدوں کی طرح سے باہم گلے لگے
منقاریں رکھ کے بازوؤں میں ٹوٹنے لگے

...ے کٹتا ہے سرزمین پہ کس بے گناہ کا؟
بی بی ہر اک فلک پہ ہے غل آہ آہ کا

(۱۶۶۲)
اُس وقت شہ کے سینے پہ جلّاد تھ… گر پڑتے کیوں درختوں سے طائر نہ ایک بار
حوروں کو یوں تڑپ کے پکاری ‌‌و… پھر تو نہ فاطمہ کو رہی تاب، زینہار
اب تو کسی طرح یہ قلق کی خبر کھُلے
ورنہ نکل پڑوں گی میں جنت کے در کھُلے

(۱۶۶۳)
یا حاملانِ لوح و قلم سے کرو سو… اب حاملانِ عرش سے پوچھو یہ غم کا حال
اے بی بی واں تو کانپتا ہے عرشِ ذوالج… حوریں گئیں اور آ کے پکاریں بصد ملال
یہ بھید اہلِ عرش بھی کچھ کھولتے نہیں
منہ پیٹتے ہیں، منہ سے مگر بولتے نہیں

(۱۶۶۴)
جا کر کہو، بتول تڑپتی ہے، جلد… چلائیں فاطمہ مرے جبرئیل کو بلاؤ!
میرے حسینؑ کی خبرِ عافیت… بچہ تو میرا خیر سے ہو، پہلے یہ بتاؤ!
آئی خبر، مکان ہے خالی مکیں نہیں
بی بی وہ ہائے، سدرہ پہ رُوح الامیں نہیں

(۱۶۶۵)
سب قدسیوں نے تاجِ تقرب گرائے… ناگاہ غل ہوا درِ جنت پہ، ہائے ہائے
پوچھا جو فاطمہ نے، سخن یہ سنائے، ہا… حوروں نے اپنے حلّوں کے پرزے اڑائے ہائے
شہپر سے خون ٹپکتا ہے، آنسو بہاتے ہیں
دُنیا سے پیٹتے ہوئے جبرئیل آتے ہیں

(۱۶۶۶)
پوچھا، کہاں گئے تھے؟ کہا، جانبِ ز… دل تھامے، فاطمہ گئیں جبرئیل کے قریں
کی عرض، ہاں حضور کے در پہ ملی جبیں پوچھا، گذر ہوا تھا مدینے میں یا نہیں
پوچھا ہمارے خورد و کلاں سب ہیں خیر سے!
بولو، حسینؑ اچھے ہیں، زینب ہیں خیر سے؟

...مدینے میں تو اب کوئی نہیں (۱۶۷) چلائیں، پھر کہاں مری بستی کے ہیں مکیں؟
...دا، مریم و حوّا کو وہ حزیں آ بیٹھو جلد مادرِ شبیرؑ کے قریں
کہتا ہوں اب میں واقعہ سبطِ رسول کا
آؤ، کلیجہ ہاتھوں سے تھامو بتول کا

...ٹ کے فاطمہ سے سب اِدھر اُدھر (۱۶۸) مندیل جبرئیل نے پھینکی اتار کر
...ں، لو، حسینؑ کی اپنے سنو خبر اس وقت کربلا میں ہوا تھا مرا گذر
ہے ہے، خوں زادہ وال مجھے سیل نظر پڑا
گردن پہ تیغ، سینے پہ قاتل نظر پڑا

...ہو، آپ ہوئیں بے پسر ابھی (۱۶۹) کاٹا گیا چھری سے علیؑ کا جگر ابھی
...ٹھا سناں پہ مسافر کا سر ابھی غش میں پڑے ہیں خاک پہ خیرالبشر ابھی
ہے ہے، الٹ گئے نہ طبق مشرقین کے
آیا ہوں لوٹ کر میں لہو میں حسینؑ کے

...پوچھا، کہ مری زینبؑ پہ کیا ہوا؟ (۱۷۰) بھائی حسینؑ سا تو شہیدِ جفا ہوا
...لم ان کے لیے قیبہ کا ہوا منہ فق ہے، بال بکھرے ہوئے، سر کھلا ہوا
رانڈوں کو اور بچوں کو ہم راہ لائی ہیں
اب لاشۂ حسینؑ پہ رونے کو آئی ہیں

...ں کہہ رہی تھی وہاں یہ بشور و شین (۱۷۱) ہاں، لاشۂ حسینؑ پہ زینبؑ کے تھے یہ بین
...قریب، بے کفن و بے وطن حسینؑ ہے ہے، نبیؐ و حیدرؑ و زہراؑ کے نورِ عین
ماں باپ کیا جہان سے جب تم گزر گئے
دنیا تمام ہو گئی، سب آج مر گئے

ہوتے جو اُس زمانے میں یارو تم اور ہم (۱۷۲) اور گرد لاشۂ شہدا تھے وہاں حرم
غش ہوتے تھے حسینؑ کے لاشے پہ دم بدم وہاں لاش تھی، یہاں ہو عزائے شہ
اپنے محبوں سے یہ خطاب قبول ہے
پیٹو محبو، عشرۂ سبط رسول ہے

دستور ہے سفر کا، زمانے میں صبح دم (۱۷۳) پڑھ کر نماز عصر سدھارے شہ
رستے میں بے بہن کے بڑھاتے نہیں قدم کیوں بھائی، آج بھول گئے، ہائے، وا
منزل تھی یہ قریب کہ تم دن ڈھلے گئے
ایسے سفر میں ساتھ بہن کو نہ لے گئے

ڈھونڈھوں کہاں پکاروں کہاں کس جگہ گئے (۱۷۴) آنے کو کہہ گئے نہ بلانے کو کہہ گئے
تم قافلے سے جا ملے ہم پیچھے رہ گئے کیا کیا نہ اہل بیت نبیؐ صدمے سہہ گئے
تنہا بہن کو چھوڑ دیا قتل گاہ میں
بھیّا، مجھے بلاؤ، ابھی تم ہو راہ میں

تم نے تو رحم شمر پہ کھایا تھا بھائی جان (۱۷۵) زنداں سے بے قصاص چھڑایا تھا بھائی جان
تم پہ بھی کچھ ترس اسے آیا تھا بھائی جان؟ پانی کا کوئی گھونٹ پلایا تھا بھائی جان
کیوں کر نکالا فاطمہ زہراؑ کو گور سے
نرمی سے تیغ حلق پہ پھیری کہ زور سے

ہے ہے، ابھی تو پڑھتے تھے تم عصر کی نماز (۱۷۶) سجدے میں جلتی ریت پہ تھا خم سر نیاز
بہر قنوت ہاتھ کیے تھے ابھی دراز ہے ہے، سلام پھیرنے کو تھے شہ حجاز
اتنے میں ہم غریبوں کی قسمت اُلٹ گئی
قاتل بھی بیٹھا سینے پہ گردن بھی کٹ گئی

ے دبیر، کانپتا ہے عرشِ کبریا (۱۷۷) مجلس میں شورِ گریہ سے اک حشر ہے بپا
کہوں کہ پھٹتا ہے دل، وا مصیبتا کس طرح شہ کی لاش سے زینب ہوئیں جدا
ایسا کہیں بھی ظلم ہوا کائنات میں؟
تھا تازیانہ شمرِ ستم گر کے ہات میں!

مرثیہ ۵

(۱)
پیدا شعاعِ مہر کی مقراض جب ہوئی
پنہاں درازیِ پرِ طاؤسِ شب ہوئی
اور قطعِ زلفِ لیلیِ زہرہ لقب ہوئی
مجنوں صفت، قبائے سحر چاک سب ہوئی
فکرِ رفو تھی چرخِ ہنر مند کے لیے
دن چار ٹکڑے ہو گیا پیوند کے لیے

(۲)
فرہادِ مہر نے یہ کیا طورِ اختیار
اس کوہِ بے ستونِ فلک پر لیا قرار
تیشہ لگا کے خطِ شعاعی کا آبدار
کی جوئے شیرِ صبح، سیاہی سے آشکار
لیکن عجیب حال تھا بے شیر شاہ کا
ہر بن میں شور تھا وا اصغراہ کا

(۳)
یوسف غریقِ چاہِ سیہ ناگہاں ہوا
یعنی غروب ماہِ تجلّی نشاں ہوا
یونس دہانِ ماہیِ شب سے عیاں ہوا
یعنی طلوع نیّرِ مشرق ستاں ہوا
فرعونِ شب سے معرکہ آرا تھا آفتاب
دن تھا کلیم اور یدِ بیضا تھا آفتاب

(۴)
تھی صبح یا فلک کا وہ جیبِ دریدہ تھا
یا چہرۂ مسیح کا رنگِ پریدہ تھا
خورشید تھا کہ عرش کا اشکِ چکیدہ تھا
یا فاطمہ کا نالۂ گردوں رسیدہ تھا
کیسے نہ مہرِ صبح کے سینے پہ داغ تھا
امیدِ اہلِ بیت کا گھر بے چراغ تھا

...پید یوسفِ آفاقِ شب نقاب (۵) مغرب کی چاہ میں تھا جو پابندِ اضطراب
...ے آسماں نے لیا ڈولِ آفتاب جس میں رسن شعاع کی باندھی بہ آب و تاب
یوسف کو ڈولِ مہر میں بٹھلا کے چاہ سے
مشرق میں لایا کھینچ کے مغرب کی راہ سے

...ن سے عابدِ روشن ضمیرِ صبح (۶) محرابِ آسماں ہوئی جلوہ پذیرِ صبح
...سپیدی نے جو مصلائے پیرِ صبح پھر سجدہ گاہ بن گیا مہرِ منیرِ صبح
کرتی تھی شب غروب کا سجدہ درود کو
سیّارے ہفت عضو بنے تھے سجود کو

...جہاں جہاں تھی وہاں نور ہو گیا (۷) پھر مشکِ شب، جہاں سے کافور ہو گیا
...زنگ آئینے سے دور ہو گیا باطل رسالۂ شبِ دیجور ہو گیا
کیا پختہ روشنائی تھی قدرت کے خامے میں
مضموں تھا آفتاب کا ذرّوں کے نامے میں

...نانوں کے موئے جولاں جو راہوار (۸) سیّارے بھولے سیرِ تماشائے روزگار
...تھے جو صرفِ چراگاہ ایک بار باقی نہ کہکشاں کی رہی کاہِ زرنگار
برباد سبزۂ روشِ کہکشاں ہوا
پامال برجِ سنبلۂ آسماں ہوا

...مصلتانِ شام تھے مشغولِ خوابِ صبح (۹) شیرانِ شیرِ حق تھے شریکِ ثوابِ صبح
...نگاہ وہ ورقِ انتخابِ صبح تھا جس ورق پہ مصحفِ نورِ آفتابِ صبح
شانِ نزولِ سورۂ والفجر یاد تھی
مشتاقِ بہشت تھی فکرِ جہاد تھی

(۱۰)
کھوئے ہوا میں طائرِ زر نے بال و پر
بیٹھا وہ آکے چرخِ چہارم کے بار...
دانے ستاروں کے جو پڑے تھے اِدھر اُدھر
منقارِ زر سے چن لیے اُس نے وہ سب...
گرمیِ حسنِ مہر سے آب آب ہوگیا
گردوں پہ خشک چشمۂ مہتاب ہوگیا

(۱۱)
پر تھا ہمائے اوجِ سعادت شکستہ بال
جز اشکِ آب و دانے کا تھا دیکھنا م...
تھا پیاس سے سکینہ و اصغر کا غیر حال
مُنھ زرد، لب کبود، زباں خشک آنکھ...
وہ دودھ دودھ کہتا تھا رو کر اشارے سے
یہ پانی پانی کہتی تھی زہرا کے پیارے سے

(۱۲)
نکلے خرمنِ فلک پہ ابھی دانۂ نجوم
بونے لگا جو تخمِ ستم ابنِ سعدِ شو...
غلّے کے بانٹنے کو ندا دی علی العموم
مانندِ مور دانہ زدوں نے کیا ہ...
جس کا کہ باپ قاسمِ رزقِ زمانہ تھا
ہفتم سے کربلا میں وہ بے آب و دانہ تھا

(۱۳)
رومال ظالموں نے زمیں پر بچھا دیے
حصے عمر نے سب کے برابر لگا دیے
اور افسروں کو بدلے کے بدلے اٹھا دیے
اور سر پہ مہر صرّۂ زر بھی دکھا دیے
لب کھولے حیلہ ور کی عدالت کے جوش نے
گندم نمائی، آہ، کی یوں جَو فروش نے

(۱۴)
ہاں اے نمک حلالو، نہ ہمت کو ہاریو
بھوکے کو بھوکا پیاسے کو پیاسا ہی ماریو
ابنِ معاویہ کی خلافت سنواریو
سیّد کے سر کو سینے پہ چڑھ کر اُتاریو
اب تو ہی غلہ کل زر و جاگیر و مال ہے
شبیرؑ کو جو ذبح کرو، سب حلال ہے

...رفتہ رفتہ جو یہ شور سُن لیا (۱۵) بے ساختہ حسینؑ کے فاقے پہ رو دیا
...رخ کیا کبھی شبّر کو رخ کیا آواز دی، کہاں ہو تم اے فخرِ انبیا!
قربان جاؤں، قبر میں اس شب کو سوتے ہو
یا کربلا میں اپنے نواسے کو روتے ہو

...گو ہمیں ناحق ستاتے ہیں (۱۶) بیٹھے ہیں خود ہمیں نہیں پانی پلاتے ہیں
...کے لیے نہیں کیوں آپ آتے ہیں اتنا تو پوچھیے یونہیں مہماں بلاتے ہیں
غلّہ سیاہِ شام میں تقسیم ہوتا ہے
کنبہ تمہارا تیسرے فاقے سے رُوتا ہے

...پر مکیں تھے امامِ فلک مکاں (۱۷) تقسیمِ غلّہ کا جو سنا حال ناگہاں
...دیا رفیقوں کو وہ غلّۂ گراں جس غلّۂ گراں کے تھے تو دانے آسماں
گندم کے بدلے جنتِ آدم میں گھر دیا
گھر کیا، کائنات کا مختار کر دیا

...اُلودے کے سب سے مخاطب ہوا عمر (۱۸) کھا لو، کہ اب غذا نہ ملے گی کئی پہر
...جنگ میں ہراس و تردّد ہے سر بسر ایماں کا نقص، جان کا خوف، آبرو کا ڈر
اُمّت سے سامنا ہے امامِ جلیل کا
کاٹا ہے جس کے باپ نے پر جبرئیل کا

...ب اُن میں حمزۂ صاحب قراں ہے آج (۱۹) بندہ حسینیوں کا ہے جو پہلواں ہے آج
...علیؑ کی طرح شجاعِ جہاں ہے آج شہروں میں ان کی تیغ کا سکّہ رواں ہے آج
ہاں، صبح ہے قریب، نہ کھانے میں دیر ہو
اِن بھوکے پیاسے شیروں کے لڑنا ہے، سیر ہو

بڑھ کر عمر سے کہنے لگے بانیِ ستم (۲۰) ابھی تو یہ غذا ہو کہ بھوکے رہیں [illegible]
نوفل پکارا، سیر ہیں آب و غذا سے ہم — کھائی ہو آج قتلِ علمدار [illegible]
چلّایا شمر، ہم تو اُسی وقت کھائیں گے
جب تین دن کے پیاسے کا سر کاٹ لائیں گے

بولا عمر یہ کبر کی باتیں روا نہیں (۲۱) منہ کا نوالا شیروں کا سر کاٹنا [illegible]
دعوے بے سند سے تمھیں کچھ حیا نہیں — دنیا میں بھوکا پیاسا تو کوئی لڑ [illegible]
اُترے نہ ہوتے تم جو لبِ نہر چین سے
پھر دیکھتا میں لڑتے ہو کیوں کر حسینؑ سے

یہ جو کہا عمر نے وہ چپکے چلے گئے (۲۲) بے عقل، نقدِ جاں کے عوض دیں [illegible]
سیّد کے قصدِ ذبح پہ سب تُل گئے — اور یاں عمر کے اسپِ عراقی کسے [illegible]
چیدہ کیے عمر نے سلحِ کارزار کے
خادم لے آئے چرخ سے تیغیں اُتار کے

سجنے لگا سلاحِ وغا پھر وہ پُر دغا (۲۳) بے خود ہوا جو خود سرِ نحس پر د[illegible]
بے ماہ و آفتاب کے گویا گہن لگا — یا دارِ قد یہ کفر کا بختِ سیہ ج[illegible]
اسلام میں جو ڈالے تھے رخنے یزید نے
اُن رخنوں کو کیا زرہِ تن پلید نے

نیزہ سنان ابنِ انس کا تھا دستِ جور (۲۴) یہ نیزہ اور حسینؑ کا سینہ، مقام [illegible]
ترکش بھی تھا دریدہ دہن، حرملہ کے طور — گویا سوائے تیر نہ اس کی زباں تھی او[illegible]
اول خدنگ اُس کا چلا شاہِ خلق پر
آخر کو تیرِ حرملہ اصغر کے حلق پر

(۲۵)
[...]بجھے ہوئے خنجر طلب کیے ——— اپنے ملازموں پہ وہ تقسیم سب کیے
[...]بھائیِ شاہِ عرب کیے ——— ٹکڑے نبیؐ علی کے جگر بے سبب کیے

مانگا شقی نے توسنِ زرّیں لجام کو
کھا، پی کے فوج بھی ہوئی حاضر سلام کو

(۲۶)
[...]فوج کی ہوا نازاں وہ خود پرست ——— بولا کہ اپنی فتح ہے شبیرؑ کی شکست
[...]رات کا ظالم نے بند و بست ——— بٹھلائے دس ہزار زرہ پوشِ تیز دست

دیوارِ آہنی لبِ دریا بلند کی
دریا نے بانگ ہائے حسینا بلند کی

(۲۷)
[...]کور دل کر یہ پکارا کہ ہاں سنو! ——— بے آبرو کروں گا، نہ مانے گا حکم جو
[...]ایک قطرہ نہ شاہِ زمن کو دو ——— میّت کے غسل کو، نہ وضو کو، نہ پینے کو

جاں بر نہ تشنگی سے امامِ حجاز ہو
خشکی میں غرق آلِ نبی کا جہاز ہو

(۲۸)
[...]ہزار سوارانِ نیزہ دار ——— قومِ اسد کے گھیرنے کو بھیجے ایک بار
[...]اسد اسدُ اللہ پہ ہیں نثار ——— آکر نہ ہوں شریکِ شہنشاہِ نامدار

اُن سے جدا حسینؑ رہیں وہ حسینؑ سے
ہم سیدوں کو ذبح کریں رن میں چین سے

(۲۹)
[...]ہزار جوانانِ ناخلف ——— اِس عہد سے یہ کیا اُنھیں مامور ہر طرف
[...]ف رہیں وہ تنگ نظر صف بہ صف ——— جب العطش کہیں دُرِ پاکِ شہِ نجف

پانی انھیں دکھا کے یہ بے آبرو بہائیں
پانی بہا کے تشنہ لبوں کا لہو بہائیں

چالیس سو پھر اس نے کماں دار و سیاہ (۳۰) بٹھلائے چار گوشوں میں گردِ خیا
سادات کے لیے نہ دکھا گوشۂ پناہ روحِ بتول کہتی تھی رو رو کے آ

جلّاد لاکھ تیغوں سے اِک سر اُتاریں گے
مجبور کر کے یہ مرے بچے کو ماریں گے

لشکر کا بندوبست یہ جب کر چکا عمر (۳۱) انعام دے کے پیکوں سے بولا وہ با
ہاں، اب گھڑی گھڑی کی مجھے لا کے دو خبر نکلیں اُدھر حسینؑ تو ہو صف کشی

سُنتا ہوں آن بان پہ سادات مرتے ہیں
دیکھوں تو مورچے کہاں شبیرؑ کرتے ہیں

جب صبح بے ردائیِ زینبؑ عیاں ہوئی (۳۲) اور آخری، سپاہِ خدا میں، اذاں
ناموسِ مصطفیٰ میں بپا یہ فغاں ہوئی بس اب بہارِ گلشنِ زہرا خزاں

کانپے گا عرش، فاطمہ کے شور و شین سے
جس دم وداع ہوئے گی زینبؑ حسینؑ سے

یاں تھا ہجومِ غم حرمِ نیک ذات پر (۳۳) واں اہلِ شام نے کیا قبضہ فرات
نرغہ کیا عدو نے شہِ خوش صفات پر ظلمت محیط ہو گئی آبِ حیات

شب کیا گئی، نصیب کا کچھ پھیر ہو گیا
ہوتے ہی صبح خیمے میں اندھیر ہو گیا

کھینچوں مرقعِ سحرِ شاہِ خاص و عام (۳۴) جس کے حضور شام تھی صبحِ امیرِ شا
واں تو یہ دھوم دھام تھی اور یاں خدا کا نام تسبیح فاطمہ کی ابھی پڑھتے ہیں ا

یاں ذکرِ حق تھا اور وہاں کلمہ غرور کا
واں جادہ نار کا، یہاں سجادہ نور کا

سفید فوجِ خدا ہے حضورِ صبح (۳۵) آتی ہے اُن کے عقدِ عبادت میں خوئے صبح
طلوعِ مہر، جبیں سے ظہورِ صبح — اک سمت ان کا نور ہے، اک سمت نورِ صبح
سر سجدے میں ہے، تن ہے قعود و قیام میں
کیا صبح کی بہار ہے فوجِ امام میں

ار کبوا جو ملائک سناتے ہیں (۳۶) غازی نماز پڑھ کے مصلّے اٹھاتے ہیں
ب کی دعائیں مگر پڑھتے جاتے ہیں — سجدے کو آستانۂ مولا پہ آتے ہیں
در پر رکھے جبینوں کو سب خوش خصال ہیں
ایک آسمان اور بہت سے ہلال ہیں

ر، یہ عابدِ شب زندہ دار ہیں (۳۷) مانندِ مہر، متقیِ روزگار ہیں
فلک، رکوع میں پیلِ نہار ہیں — مثلِ زمیں، سجود میں یہ خاکسار ہیں
سجدے سے ان کے خاک وظیفے میں رہتی ہے
تسبیح ان کے ہاتھ میں تکبیر کہتی ہے

شوع کو تو لرزتا ہے تن تمام (۳۸) پوچھو رجوعِ قلب تو دل ہے سوئے امام
ہد ہو ریا سے بری ہیں یہ نیک نام — جس کو نماز کہتے ہیں، وہ یہ ہے دارالسلام
روشن ہے ان کا اوجِ عبادت جہاں پر
سجادے ہیں زمیں پہ، نماز آسماں پر

جوانِ پیرِ فلک ہر جوان ہے (۳۹) حلم ان کا ہے مزاج، صداقت زبان ہے
ان انھیں کے ہاتھ ہے، یہ آن بان ہے — نورِ خدا ہے جسم، حسینؑ ان کی جان ہے
فردوس ان کا خُلق ہے ناز ان کا جسم ہے
ایمان ان کا دل ہے، حیا ان کی چشم ہے

ہے دستبوس ایک کی شمشیر آب دار (۴۰) دُرِّ نجف کا سُبحہ کسی کے گلے کا ہار

کوئی خیالِ حورِ شہادت سے ہم کنار — کوثر یہ آنکھ ایک جری کی پیالہ دا

کہتے ہیں راہِ حق میں شرف کی کمی نہیں

اس راہ میں جو خاک نہ ہو، آدمی نہیں

سمجھے ہیں نامرادیِ دنیا کو یہ مُراد (۴۱) غم اِن کے دل میں شاد ہے، دل اُن کا غم

ہر عضو میں ہے دل کی طرح سے خدا کی یاد — قرآن پڑھا ختم، ہے ان پہ دمِ جہ

بازوئے جنگ مثلِ ترازو تُلے ہوئے

ہیں زین پہ کہ رحل پہ قرآں کھُلے ہوئے

لشکر میں ہے یہ اکبرؑ و عباس کا وقار (۴۲) وہ انجمن میں شمع تو یہ باغ میں بہ

آنکھوں میں وہ نگاہ تو سینوں میں یہ قرار — وہ بازوؤں میں زور، یہ قبضے میں ذوالفق

اُن دونوں کی یہ فوجِ خدا میں مثال ہے

دُرِّ نجف وہ ہے تو یہ حیدر کا لال ہے

وہ چشم ہے پلک میں تو یہ دل ہے سینے میں (۴۳) حیدر وہ کعبے میں، یہ پیمبرؐ مدینے میں

یوسف کنوئیں میں، نوح ہے گویا سفینے میں — آبِ بقا وہ چشمے میں، یہ زر خزینے میں

وہ آب موتیوں میں، یہ اک گُل ہزاروں میں

خوشبو وہ پھولوں میں، یہ تجلّی ستاروں میں

ہر صبح مہر و ماہ کی تو کم ہے روشنی (۴۴) پر دیکھو اِن کے عارضوں کی جلوہ افگنی

خورشید وہ جری ہے تو ہے چاند یہ غنی — اک سمت کو ہے دھوپ اور اک سمت چاندنی

پائی نہ اس طرح کی ضیا ماہتاب میں

دیکھی نہ آفتاب نے یہ دھوپ خواب میں

[illegible]ں سے رسولِ خدا ہیں مراد اب (۴۵) اس شمس کی شعاع ہے اکبر کے رخ میں سب
[illegible]، کا ہے "ماہِ بنی ہاشمی" لقب — وہ ذرہ ہیں اُن کی مہر و عطا کے یہ روز و شب
ہر صبح و شام روئے خلائق پہ باز ہیں
ذرہ نواز وہ ہیں، یہ اختر نواز ہیں

[illegible]ں سے یہ کہتے ہیں اکبرؑ کہ کیوں چچا (۴۶) کیا ہوگا گردِ خیمہ بھی ہے لشکرِ جفا
[illegible]کے پڑنے کا مجھے اندیشہ ہے بڑا — باندھیں گے اپنا مورچہ ہم بھی پئے دعا
خیمے سے فاصلہ نہ پدر سے جدائی ہو
یہ طور ہو اگر تو بہ خوبی لڑائی ہو

[illegible]نے کہہ دیا ہے کہ بخشوں گی میں نہ شیر (۴۷) اکبر، تمہارے ہوتے لگا شاہ پر جو تیر!
[illegible]ہوں گا باپ کا میں وقت دار و گیر — لیکن غضب ہے اہلِ حرم ہوں اگر اسیر
خیر اب تو دامنِ شہ خوش خو نہ چھوڑیں گے
جو ہو سو ہو، حسینؑ کا پہلو نہ چھوڑیں گے

[illegible]کہتے ہیں کہ فدا تم پہ ہو چچا (۴۸) زینب کے پالنے کی یہ غیرت ہے، میں فدا
[illegible]چھتے ہیں آپ کہیں ہے ارادہ کیا — یہ ہاتھ منھ پہ پھیر کے کہتے ہیں دیکھنا
جینے سے ہاتھ دھوتے ہیں مرد اپنی بات پہ
اپنا تو آج مورچہ ہوگا فرات پہ

[illegible]ب جھوم جھوم کے زینب کے یادگار (۴۹) اِس حملے میں سمند ہیں اپنے صفوں کے پار
[illegible]کے حُسنِ بیاں سے ہے آشکار — ازرق کا زرق برق مٹا دوں تو ہو قرار
دعوے ہیں آج حیدریوں کو بڑے بڑے
چاہیں تو غرب و شرق کو لے لیں کھڑے کھڑے

کہتا ہے کوئی ظالموں کو رنج دیجیے (۵۰) دریا کو چھین لیجیے، پانی نہ پیجیے

جس وقت نامِ تیغ تنِ پاک لیجیے ماہی سے ماہ تک ہیں چو رنگ

ہاں تخت و تاج و ملک کو ظالم سے چھین لو

کوفے کو آج شام کے حاکم سے چھین لو

کیوں کر نہ شیر ہوں خلفِ شیرِ کبریا (۵۱) سیدانیوں کا دودھ ہے ان پیاسوں

دو دن سے گو نصیب میں پانی ہے نہ غذا لیکن وہی ہے چہرے کی سُرخی، وہی

سید ہر ایک حال میں خوش حال رہتے ہیں

کھائیں نہ کھائیں، شیروں کے منہ لال رہتے ہیں

چہروں سے کیا ضیا و صفا آشکار ہے (۵۲) شہرِ حلب انھیں کا اک آئینہ دار

اک بندہ تارِ زُلف کا مُلکِ تتار ہے یہ باغِ رخ بہشت کی فصلِ بہار

گل گوں قدوں کے چہرے ہیں کس آب و تاب کے

ہیں پھول کے درخت میں پھل آفتاب کے

ابرو نے کچھ ہلال کا باقی رکھا ہے نام (۵۳) رُخ نے کیا تمام مہِ چاردہ کا

کس رُو سے ان کے رخ کا ہو روکش مہِ تمام وہ ہفتے وہ ہیں اور یہ ہیں مہرباں

قدرت کے سب لکھے ہوئے یہ خط و خال ہیں

پر نور چہرے، مطلعِ حسن و جمال ہیں

آئینہ رو بہ روئے جہاں ہے جو خوش نما (۵۴) وہ اِن کا رو شناس ہے بس اور وہ

اب تک اِنھیں حجاب کے دھوکے میں پا رہا پھرتا ہے عکس آئینے کے گھر میں جا

پر طاقِ دل سے آئینہ ہے یہ گرا ہوا

جو آئینے کے عکس کا ہے مُنھ پھرا ہوا

[illegible]بہادروں کے کجا اور دُر کجا (۵۵) دو حرف دُر کے وہ بھی ہیں باہم جدا جدا
[illegible]ملے ہوئے ہیں جدائی نہیں ذرا پاس ادب سے دور ہیں گر اِن کو دُر کہا
دنداں گہر ہیں مخزنِ پروردگار کے
دل شرم سے چھدے ہیں دُرِ آبدار کے

[illegible]حیات، احباب کے واسطے (۵۶) خطِ لب کا ذوالفقار ہے اعدا کے واسطے
[illegible]دہانِ پاک ہے دنیا کے واسطے یاں جائے دم زدن نہیں عیسیٰ کے واسطے
درجِ دہن کے دانتوں سے رُتبے زیادہ ہیں
یہ وہ صدف ہیں جس کے گہر خانہ زاد ہیں

[illegible]نسب یہ رخ ہیں تو گیسو ہیں مشک بار (۵۷) شیرازے کی طرح سے ہیں قرآن کے رشتہ دار
[illegible]کی جلد رخ کی نزاکت پہ ہے نثار عارض پہ خط ہے یا خطِ مصحف ہے آشکار
اِن کے شرف پہ عزم قسم کا کیے ہوئے
پھرتی ہے جلد ہاتھ میں قرآں لیے ہوئے

[illegible]زلفِ حلقہ حلقہ ہے آرام کی جگہ (۵۸) ظلمت ہے جیسے خضر خوش انجام کی جگہ
[illegible]لام" کا ہے دائرہ اسلام کی جگہ یعنی علی کے دل میں ہے اِس "لام" کی جگہ
یہ زلف و رخ وہ دفترِ قدرت نگار ہیں
اک بیت اس رسالے کی لیل و نہار ہیں

[illegible]کے پنجوں سے زبردست زیر ہیں (۵۹) یاں زندگی سے مردم خوں خوار سیر ہیں
[illegible]خلقی یہ چشم کی آہوئے دلیر ہیں آہو نہیں پلک کے نیستاں میں شیر ہیں
غیرت سے آبدیدہ ہر اک شہسوار ہے
تیغ اک نظر، سناں مژہ آبدار ہے

سینہ نگینِ خاتمِ ایجادِ کبریا (۶۰) کندہ ہے اس پہ نقشِ غلامیِ مرتضیٰ
زیرِ نگیں ہے دل کی طرح کشورِ وفا — میں ان کے حوصلہ پہ فدا، زور پر نثار
دشمن پہ ہاتھ چلتے ہیں صمصام کی جگہ
سینہ سپر ہیں مثلِ نگیں نام کی جگہ

جو نور سب کی آنکھ میں ہے، ان کے تن میں ہے (۶۱) تارِ نگاہ تارِ ہر اک پیرہن میں ہے
روشن ہر ایک آنکھ زرہ کے بدن میں ہے — دیکھو مبالغہ نہیں میرے سخن میں ہے
تن کی ضیا قرار جو حلقوں میں لیتی ہے
پتلی زرہ کی آنکھ میں دکھلائی دیتی ہے

کیا پیرہن کی زیب ہے، کیا اسلحہ کی سج (۶۲) چار آئینہ ہے صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
سیدھی نہیں کسی سے بجز فتح، تیغِ کج — قامت ہے خم پہ چلنے میں مطلق نہیں حرج
جوہر ہنر پہ تیغ کے، قرآں اٹھاتے ہیں
قبضے پہ مدعی قسمِ راست کھاتے ہیں

باندھے کمر جہاد پہ خود دل سے ہے کماں (۶۳) غصّے سے ایک پوست ہے بالائے استخواں
اس قوس کی ہے قوسِ قزح دل سے مدح خواں — نیزے سے نیزہ بازِ فلک طالبِ اماں
اس نیزے سے مباحثے کی کس کو تاب ہے
گویا زباں کی طرح سے حاضر جواب ہے

ڈھال ان کی ہے وہ بدر کی صورت دمِ جدال (۶۴) اس بدر سے تراشے ہیں تیغوں کے سو ہلال
بدر ہے جہاد میں یہ وہی بدرِ بے زوال — حقّا کہ حق پہ ہیں یہ قریشیِ خوش خصال
بس ان کے دوش پہ یہ سپر کی دلیل ہے
پشت و پناہِ کعبۂ ربِّ جلیل ہے

…نقابِ تیر کا ہے مُرغِ جاں شکار (۶۵) طائر کوئی اُڑے نہ مع شاخ زینہار
…خدنگ ہیں ان کے وہ زور دار اُڑتے ہیں پھل بھی شاخ بھی ساتھ اُن کے بار بار
تا پیش دیں نہ آئے عدو قصدِ گشت پر
اک چشمِ تیر آگے ہے اک چشم پُشت پر

…ں کے گھوڑے ہیں یا کشتیِ رواں (۶۶) کشتی کا نقش بھی نہیں پانی کے درمیاں
…یوں کے سُم کے زمیں پر نہیں نشاں انجیل میں ہے ان کی فضیلت کا یہ بیاں
سوکھے نہ ایک قطرہ عرق راہواروں کا
جو داخلہ بہشت میں ہو ان سواروں کا

…سے اِن سمندوں کی شوخی بھی دنگ ہے (۶۷) مضموں ہے سُست اور قدمِ نظم لنگ ہے
…ردیف و قافیہ کا ان کے تنگ ہے سُرعت ہوا کی سامنے ان کے درنگ ہے
دریا میں یہ نہنگ ہیں، ضیغم مصاف میں
حوریں بہشت میں ہیں، یہ پریاں ہیں قاف میں

…یں ان کا جلوہ ہے کبک ان کا ہے خرام (۶۸) شیر ان کا ہمہمہ ہے، ہرن چشمِ مشک فام
…کی پتلیاں ہیں، پری بال کا ہے نام بجلی ہے تن بدن تو شرر ہیں رگیں تمام
سیماب ہے پسینہ، نسیم ان کی جان ہے
صیہہ ہے ان کا رعد تو شعلہ زبان ہے

…ہے سب یہ توسنِ آواز کی عیاں (۶۹) اک بات میں پہنچتا ہے کانوں کے درمیاں
…سندوں سے جو کبھی ہو وہ ہم عناں راکب ہے ان کے کان میں جھک کر کہے کہ ہاں
آواز سُم سے پہلے یہ در آئیں کان میں
اور کانوں کان کوئی نہ جانے جہان میں

(٧٠)

جولاں کرو جو راہ میں نیزے کو گاڑ کے
اُڑ جائیں چاروں تیلیاں اک بار جھاڑ کے
بولی میں خاک اُڑائی زمیں جیب پھاڑ کے
کاوے میں آ سیا نہیں پتھر پہاڑ کے
جس دم کمال نرم روی کا دکھاتے ہیں
جھولے میں طفل کے یہ ہوا کو سُلاتے ہیں

(٧١)

ناگاہ خیمہ گاہ سے شورِ بُکا اٹھا
سجّادے سے نمازیِ خیرُ النسا اٹھا
اور سبز پردۂ درِ آلِ عبا اٹھا
آواز آئی بانو کی، وارثِ مرا اٹھا
راضی سکینہ اپنی یتیمی پہ ہو گئیں
پچھلے سے جاگتی رہیں اُس وقت سو گئیں

(٧٢)

کلثوم صبر کر چکی مظلوم بھائی کو
زینبؑ نے بھی لُٹا دیا ماں کی کمائی کو
بانو نے بھی قبول کیا بے ردائی کو
اب کون روکے ہائے شہِ کربلائی کو
عابد نے کہہ دیا کہ رہِ کردگار میں
ہم تازیانے کھائیں گے بابا بخار میں

(٧٣)

خدّامِ نازیِ شہِ والا کو در پہ لائے
مولائے حلّہ پوش کفن پہنے باہر آئے
اور جسم سے رکاب نے دونوں قدم لگائے[١]
زینب پکاری ہائے حسین غریب ہائے
میکال روئے، روح امیں نالہ کش ہوئے
مطلع
سامانِ موت پر ملکُ الموت غش ہوئے

(٧٤)

جنگاہ میں صفیں جو بندھیں فوجِ شام کی
ہر تیغ زن کو فکر ہوئی ننگ و نام کی
خیمے کے در پہ آئی سواری امام کی
مسند الٹ دی موت نے خیرُ الانام کی

---

١ نسخہ۔ اور آنکھوں سے رکابوں نے شہ کے قدم لگائے۔

"تاریک چشمِ اہلِ حرم میں جہاں ہوا
زہرا کا چاند لے کے ستارے رواں ہوا"

(۷۵)
پھولوں کو دے کے فصلِ بہاری رواں ہوئی — [illegible] صبح، سواری رواں ہوئی
زینب پکاری، جان ہماری رواں ہوئی — [illegible]ج قدرتِ باری رواں ہوئی
باغوں میں گُل زمیں کے پردے سے آتے ہیں
اماں کے پھول خاک میں ملنے کو جاتے ہیں

(۷۶)
اک ایک ذرہ اُس کا ثریا وقار تھا — [illegible]ہیں سواری شہ کا غبار تھا
زہرا کا آفتاب اسد پر سوار تھا — [illegible]یں تھے، شیرِ ژیاں راہ وار تھا
حلقے کیے تھے سب رُفقا اُس جناب کے
یا چودھویں کے چاند تھے گرد آفتاب کے

(۷۷)
کعبہ ادب پہ صرفِ طوافِ شہِ اُمم — [illegible]نِ عرش لیے فوج کا عَلم
ذی الحج کی عید فوج پہ قرباں تھی دم بدم — [illegible] آب رو سے مخالف کا ہر قدم
پیدا نیا زمانہ، نیا اقتدار تھا
نوروز اک حسینؑ کا تحویل دار تھا

(۷۸)
ٹھہری وہاں سواریِ شاہِ [illegible] — [illegible]ے واسطے جو خریدی تھی کچھ زمیں
لے کربلا خدا نے دیے تجھ کو یہ مکیں — [illegible]ینے دیکھ کے بولے امامِ دیں
سب شیرِ حق کے لال ہیں زہرا کے پیارے ہیں
دُرِّ نجف ہیں، عرشِ معلّیٰ کے تارے ہیں

(۷۹)
جو مثلِ سیل، سیلِ جفا قہر سے بڑھا — [illegible]بلا سے یہ سُلطانِ کربلا
مختار اُس نے میمنہ کا شبث کو کیا — [illegible]نے لگا پسر سعدِ بے حیا

جن جن کے نیزہ دار بھی چالیس سو دیے
رہوار گرم رو دیے ملبوس نو دیے

(۸۰)
کی اس نے زیبِ میسرۂ لشکر ... ازرق کو تیرزن دیے پنجاہ صد جدا
سونپا جناح حنظلہ کو اُس نے ... اور دے کے دس ہزار جوانانِ پُردغا
مل کر گلے نبیؐ و علیؑ رن میں ڈرتے [?] تھے
اک سر کے کاٹنے کے یہ سامان ہوتے تھے

(۸۱)
رہوارِ نقرہ خلعتِ زریں اُسے ... فرزند اس کا حفص تھا جو ننگِ اشقیا
لشکر کے قلب میں [illegible] ... ظالم کے فرقِ نحس کو دی تاج سے ضیا
بخشی نیابت اپنی اُس ابنِ حرام کو
اور بیرقِ عنادیہ سونپی غلام کو

(۸۲)
یاں دیکھ کر حسینؑ کے لشکر کا رعب و ... وہ کافروں کی صف تھی کہ دیوار حرب گاہ
دیوار تھی نہ راہ تھی نے وہ صف ... بہرِ گریز رن سے اُٹھی تھی سمٹ کے راہ
طغرا نویسِ دہر نے قدرت دکھائی تھی
سطرِ غلط زمیں کے ورق سے اُٹھائی تھی

(۸۳)
اکبر امام زادے ہیں، تو ہے جرا ... صف باندھ کر پسر سے مخاطب ہوا عمر
سرداروں کو پکارا کہ ہاں، صاحب ... اپنا حشم دکھا انھیں پھر کر اِدھر اُدھر
فوجِ خدا کے سامنے جاؤ، رجز پڑھو
گھوڑے اُٹھاؤ، نیزے ہلاؤ، رجز پڑھو

(۸۴)
برچھا ہلا کے نیزے کا جوہر دکھا ... پہلو سے شیث نے گھوڑا اُٹھا دیا
نوفل نے بھی سمند کو رن میں بڑھا ... قاسم کو دیکھا شاہ نے اور سر جھکا دیا

بولے حسینؑ، بندِ کمر ٹوٹا جاتا ہے
دیکھو جو اِدھر، قاتلِ عباسؑ آتا ہے

(۸۵)
…حُرملہ نے بڑھ کے تیر کا — یاد آیا شہ کو دودھ اُگلنا صغیرؑ کا[۱]
…الا، ہلنے میں ابنِ نمیر کا — مرقد ہلا نجف میں جنابِ امیرؑ کا[۲]
دل پکڑے آئے احمدِ مرسلؐ مدینے سے[۳]
لپٹا لیا حسینؑ نے اکبرؑ کو سینے سے

(۸۶)
…غ، شمر بڑھا فوجِ شام سے — بولا ملا کے آنکھ سپاہِ امام سے
…بغض ہے اسے پیاسے کے نام سے؟ — نکلا ہی پڑتا ہے مرا خنجر نیام سے!
سادات پہ نہ رحم کروں نے کرم کروں[۴]
گر پانچ حلق ہوں تو برابر قلم کروں

(۸۷)
…سکرا کے فلک پہ نگاہ کی — پھر داہنی طرف سے صدا آئی آہ کی
…نے کہ صبر کی حالت تباہ کی — سب نے کہا، فغاں ہے کسی دادخواہ کی
خنجر سے اس کے خیر نسا قتل ہوتی ہے
قاتل کو میرے دیکھ کے ماں میری روتی ہے

۱۔ شہ روئے یاد کر کے تڑپنا صغیرؑ کا
شق ہو گیا کلیجہ رسولِ قدیر کا
۲۔ بے چین دل کے درد سے ہونے لگے حسینؑ
۳۔ اکبرؑ کا سینہ چوم کے رونے لگے حسینؑ
۴۔ ان دو فنوں میں شمر ہے یکتا زمانے میں
سینے پہ پاؤں رکھنے میں، خنجر پھرانے میں

ناگہ رواں ہوا پسرِ سعد کا پسر (۸۸) ہم سِن رفیق و یار، جلو میں اِدھر…
ہاتھوں پہ خادم آگے لیے تیغ اور سپر — اور اک غلام کھولے ہوئے سر پہ چتر…
یوں زد ہوا وہ اکبرِ ذی شان کے سامنے
فرعون جیسے موسیِٰ عمراں کے سامنے

مل کر حسینیوں نے کہا، اے شہِ اُمم (۸۹) اب کب تلک سکوت کہ رکتا ہے ا…
قرنا بجایا چاہتے ہیں بانیِ ستم — یاں صفِ کشتی نہ مورچہ نے طبل…
اب ضبط، اے وزیرِ یداللہ، قہر ہے
شیروں کے منہ پہ چھٹتے ہیں زنبار، قہر ہے

شہ بولے کیا ارادہ کریں صفِ کشتی کا ہم (۹۰) واں کثرتِ سپاہ ہے، علم ہیں کئی ع…
یاں دوست کیا، عزیز بھی کم زندگی بھی کم — مظلوم کہائیں گے میری مظلومی ک…
ہر سال اِس مہینے میں سب خاک اُڑائیں گے
اِس روز تعزیہ ہر اک مومن اٹھائیں گے

مر کر ہم آج قبر و جنازہ نہ پائیں گے (۹۱) تابوت، ہر برس ہر اک مومن اُٹھائیں…
ہم پانی مانگتے ہوئے دنیا سے جائیں گے — شیعہ ہمارے نام پہ شربت پلائیں…
جب فوت وہ قضائے الٰہی سے ہوویں گے
ہم اپنے تعزیے والوں کو جنت میں لیں گے

آئی ندا یہ عرش سے اے حامیِ بلا (۹۲) اس سمت زر کے بندے ہیں تیری ط…
ہاں جلد اب منگا علمِ فوجِ کبریا — باندھے پرا کھڑے ہیں زیارت کو ا…
کس بیرق و نشاں نے بزرگی یہ پائی ہے
تیرے علم کے سائے میں میری خدائی ہے

نام ور کو پکارے شہِ اُمم (۹۳) ہاں، اے نشانِ شیرِ خدا، لاؤ تو علم
نشاں رکھو، یہ نشاں دے گئے تم کو ہم عباس حکمِ شہ سے چلے جانبِ حرم
پہنچے جو خیمۂ شہِ عالی وقار میں
دیکھا کھڑا ہوا ہے علم انتظار میں

صدا علم سے کہ عباس السلام (۹۴) منصب لکھا تھا روزِ ازل سے یہ تیرے نام
ندۂ جلیل کا، تجھ پہ ہے اختتام خوں سے ترے بھرے گا بھریرا مرا تمام
نے فوج نے جلوس نہ دربار ہوئے گا
اس گھر میں اب کوئی نہ علمدار ہوئے گا

نے دیکھ کر رخِ عباسِ ذی حشم (۹۵) خود اپنے چھوٹے بھائی کو اُٹھ کر دیا علم
ت بار نادِ علی بازوں پہ دم سر کو جھکا کے چوم لیے شیر نے قدم
طور آ گیا پسند جو حق کے فدائی کا
زینب نے سر لگا لیا سینے سے بھائی کا

ے کے رایت شاہِ اُمم چلے (۹۶) کس شان سے علی کا اٹھا کر علم چلے
چلے قبالۂ باغِ ارم چلے ٹیکا علم کا تھام کے اہلِ حرم چلے
زینب پکاری شاہِ نجف یاد آتے ہیں
کس شان سے نشاں لیے عباس جاتے ہیں

نشان والے کا نام و نشاں رہے (۹۷) یہ شمس بے زوال، یہ گُل بے خزاں رہے
ہی، حسینؑ رہیں، یہ نشاں رہے اس حاملِ علم پہ علی کی اماں رہے
روشن رہے قمر شہِ بدر و حنینؑ کا
وہ خاک میں ملے جو ہو دشمن حسینؑ کا

بڑھ کر سکینہ بولی، ذرا مُنھ اِدھر پھراؤ (۹۸) پیاسوں کو، اِس عَلم کی خوشی میں نہ بھو
بابا تو کچھ خفا ہیں، تمھیں مجھ پہ رحم کھاؤ اچھے مرے چچا، ابھی دریا سے پانی لا
ایسا نہ ہو کہ جا کے فراموش کیجیے
اپنے علم میں مشک مری باندھ لیجیے

غازی نے خم کیا عَلم شاہِ مشرقین (۹۹) لے آئی مشک، دوڑ کے اک، دخترِ حس
پرچم میں اپنے ہات سے باندھی بہ زیب و زین کہنے لگی چچا سے وہ مضطر بہ شور و شی
یہ جان لو کہ جلد جو پانی نہ لاؤ گے
خیمے میں آکے پھر مجھے زندہ نہ پاؤ گے

چمکا نکل کے خیمے سے جو پنجۂ علم (۱۰۰) دن کو دکھائے پانچ ہلال ایک جا
اِک اِک کی انگلیاں سے پنجہ ہوئیں علم غل تھا، وہ نکلا رایتِ پیغمبرِ ا
افسوس مصطفیٰ کے علم دار مر گئے
شبیر خدا و جعفر و حمزہ کدھر گئے

اس شان سے بڑھا علم اقدسِ رسول (۱۰۱) سب انبیا جلو میں تھے رواں، بادلِ ملول
کرّوبیانِ عرش کا ہر اک قدم نزول سر ننگے، ساتھ حوروں کے زیرِ علم بتول
اک سمت سبز پوش جواں روتے آتے تھے
حائل پہ ہر قدم پہ فدا ہوتے آتے تھے

نسخہ۔ وہ شان سے بڑھا علمِ لشکرِ خدا کرّوبیانِ عرش چلے ساتھ بن کے با
اور گرد اس کے چاک گریباں سب انبیا گیسو کشادہ، زیرِ علم اشرف النسا
مظلومیِ حسین پہ ہر شیعہ روتا تھا
اک سمت ... ... ہوتا تھا

[…]شہ کے پاس جو پہنچے علم لیے (۱۰۲) اقبال آیا پشت پہ جاہ و حشم لیے
[…] کے بوسے شہ نے بہ لطف و کرم لیے — عباسؑ نامدار نے جھک کر قدم لیے
کی عرض مجھ کو سب میں نمودار کر دیا
بے بال و پر کو جعفرِ طیار کر دیا

[…]فضہ دوڑی ہوئی آئی بے حواس (۱۰۳) کچھ شہ کے کان میں کہا اور پھر گئی اداس
[…]لال کو ہوئی تشویش بے قیاس — اصحاب پوچھنے لگے آ آ کے پاس پاس
نامحرموں میں کہنے کو کیا فضہ آئی تھی
بولے پیام زینبِ بے کس کا لائی تھی

[…]تھ باندھ کے بولے کہ یا امام (۱۰۴) میرے علم اٹھانے میں تو کچھ نہیں کلام
[…] محمدؑ ان کے پسر ہیں میں ہوں غلام — شہ نے کہا نہیں مجھے بھیجا ہے یہ پیام
مالک ہو جیسا جو رتبہ ہو دیجیو
سردار فوج کا مرے اکبر کو کیجیو

[…]ی خیر خواہی سے زینب کو کام ہے (۱۰۵) اور یہ خبر نہیں کہ برادر تمام ہے
[…]م جو صف کشی کا یہاں اہتمام ہے — مظلوم بھائی سے یہ بہن کا پیام ہے
کوئی ہزار شکل پیمبر کی نہ پاوے گا
صورت کہاں سے احمدِ مرسل کی لاوے گا

[…]ہا یہی ہے ہمارا بھی مدعا (۱۰۶) اکبر یہ سرنثار ہے، جاں آپ پہ فدا
[…]ل عمر کا ہے سالار فوج کا — سردار ہوں ہمارے بھی ہم شکل مصطفا
گو وہ پسر کو لاکھ جواہر پنہائے گا
نقشا کہاں سے احمدِ مرسل کا لائے گا

صف باندھنے لگے رفقائے شہِ زماں (۱۰۷) کھینچا زمیں پہ مثلِ فلک خطِ کہکشاں
صف تھی کہ اس زمین پہ سیدھا تھا آسماں[ل] روزِ ازل سے روئے زمیں تھا فقط عیاں
پر جب ہوئی درست صفِ فوج دین کی
غل تھا نمود بن گئی روئے زمین کی

اپنے حبیبِ خاص کو تو میمنہ دیا (۱۰۸) اور میسرہ زہیرؒ کو شہ نے عطا کیا
بخشی جناحِ قلب کو اطفال سے ضیا اکبر سے پوچھا کیوں جگرِ شیرِ کبریا
اس لشکرِ قلیل کے مختار ہوتے ہو
اک دوپہر کے واسطے سالار ہوتے ہو

وہ بولے، دوپہر کا کسے انتظار ہے (۱۰۹) گر آپ حکم دیں، ابھی بندہ نثار ہے
شہ نے کہا یقیں مجھے اے گل عذار ہے تیرا وجود نامرگ لقب آشکار ہے
سالار اُسے کیا جو شہِ عرش اوج نے
دکھلائی نذر، ہاتھوں پہ سر رکھ کے فوج نے

شمر و عمر کے قصد پہ قرنانے کی فغاں (۱۱۰) ہر سو بپے گواہیِ بیداد اُٹھے نشاں
چلائے ہاتھ مل کے جلاجل کہ الاماں نقارے سینے پیٹتے آگے ہوئے رواں
دی بوق نے ندا کہ دم شور و شین ہے
زینب سے کہہ دو نوبتِ قتلِ حسینؑ ہے

ل نسخہ۔ پھر شہ نے کی درست صفِ لشکرِ خدا روئے زمیں ہوا صفِ لشکر سے خوش نما
بینی سے حسن چہرے کا ہو جس طرح سوا روئے زمیں فقط نظر آتا تھا دو نما
آراستہ جو رن میں صفِ فوجِ دیں ہوئی
سیدھی نمودِ بینیِ روئے زمیں ہوئی

جست خیزِ سپاہِ لعیں ہوئی (۱۱۱) جو راہ نقشِ نعل سے چیں بر جبیں ہوئی
ں کہ پوششِ چرخِ بریں ہوئی گویا کہ اپنے جامے سے باہر زمیں ہوئی
دریا میں بھی غبار فقط جائے آب تھا
ہر گرد، مثلِ شیشۂ ساعت، حباب تھا

دخترانِ علی ہَول کھاتی تھیں (۱۱۲) پردہ اٹھا کے وارثوں کو دیکھ جاتی تھیں
مصلّی برابر بچھاتی تھیں گہ عالمِ ہراس میں زیور بڑھاتی تھیں
باجے کے غُل سے بچّوں کو وحشت جو ہوتی تھی
اصغر کے دل پہ ہاتھ رکھے بانو روتی تھی

ر اپنا پیٹ کے کرتی تھی یہ کلام (۱۱۳) ہے، ہے، بچے گی کاہے کو جانِ شہِ امام
نا، ہاں سے تا درِ کوفہ ہے اژدہام قاصد بلاؤ، نامہ لکھو اور یہ دو پیام
گھیرا ہے سب نے فاطمہ کے نورِ عین کو
آؤ، مدینے والو، بچاؤ حسینؑ کو!

بس یہ رو کے کہ اماں، دہائی ہے! (۱۱۴) بی بی، ترے قمر پہ گھٹا آج چھائی ہے!
کے نرغے میں زینبؑ کا بھائی ہے! بابا بچایئے، دمِ مشکل کشائی ہے!
گاہے پکارتی تھی رسالت مآب کو
نانا گہن لگا ہے ترے آفتاب کو!

غش وہ بے کس تو ناچار ہو گئی (۱۱۵) آغازِ قتل گاہ میں پیکار ہو گئی
کے فوجِ شاہ سُبک بار ہو گئی ہمت فدائے سیدِ ابرار ہو گئی
لشکر جو گرد تھا وہ نثارِ خدا کیا
جھولے سے شیر خوار کو لا کر فدا کیا

نازاں تھا صبر، صبرِ شہِ حق شناس پر ۱۱۶ قرباں تھا ہوش، ابنِ علی کے حو[اس پر]
دریا کا زہرہ آب تھا سید کی پیاس پر — مایوسی آس پاس تھی مرنے کی آ[س پر]
ماں رن میں اور خیمے میں ماں جائی روتی تھی
تنہائی پر حسینؑ کی، تنہائی روتی تھی

اس وقت آئے شمر و عمر روبہ روئے شاہ ۱۱۷ بولے، سیاہ کیا ہوئی رائے شاہِ کم[...]
کیوں، ہم ہوئے تباہ کہ حضرت ہوئے تباہ — اس لشکرِ قلیل پہ تھا افتخا[ر...]
کیا وہ گیا کہ جس پہ یہ کچھ آن بان ہے
بیعت کریں جو آپ، تو اب بھی امان ہے

لاحول پڑھ کے کہنے لگے سرورِ ہدا ۱۱۸ گو اب وہ فوج ہے نہ علم دار با[...]
اس بے کسی میں بھی ہے وہی حوصلہ مرا — بیعت کبھی کروں گا نہ میں، لاکھ[...]
واللہ، ہاتھ دوں گا نہ فاسق کے ہات میں
سر جائے گا، یہ فرق نہ آئے گا بات میں

ظالم پکارا سر نہ کٹاؤ تو کیا کرو ۱۱۹ اب اختیار کیا جو طلب خوں بہا ک[رو]
تیغ دو سر کو میاں سے لو، سامنا کرو — دو دن کی بھوک پیاس میں کیوں ک[...]
ہو گی کلائیوں میں جو دستِ خدا کا زور
کیوں کر دکھاؤ گے اسدِ کبریا کا زور

شہ بولے تم سمجھتے ہو ناچار ہے حسینؑ؟ ۱۲۰ سبطِ نبی ہے، خلق کا مختار ہے حسی[نؑ]
کرارِ ابنِ حیدرِ کرار ہے حسینؑ — قہر و جلالِ خالقِ غفار ہے حسی[نؑ]
ساحل پہ آ کے خون کے دریا بہاتا ہوں
اک فاقہ کش کے دودھ کی طاقت دکھاتا ہوں

ے جو شہ تو وہ مکّار ہٹ گئے (۱۲۱) اپنی جگہ پہ اہلِ ضلالت پلٹ گئے
ستین، دو عالم اُلٹ گئے   رکھا جو ہاتھ قبضے پہ دل سب کے پھٹ گئے
شورش ہوئی زمانہ پہ بزمِ دبیر کی
کھنچتی ہے ذوالفقار جنابِ امیر کی

سے جو وہ تیغِ دو سر ہوئی (۱۲۲) یا آشکار صورتِ فتح و ظفر ہوئی
یوں کی جو مدِّ نظر ہوئی   آتش دمی سے برق بنی، گہ شرر ہوئی
جوہر نہ تھے وہ تیغِ شہِ خوش خصال میں
دن کو چمک رہے تھے ستارے ہلال میں

ذوالفقار نے حضرت کو دی صدا (۱۲۳) اے رہنما کُشندۂ اصغر کو تو بتا
ے میں قاتلِ ہم شکلِ مصطفےٰ   دریا پہ ہوگا نوفلِ مکّار و بے حیا
کوئی حسینیوں کا کُشندہ نہ چھوڑوں گی
میں شمر و ابنِ سعد کو زندہ نہ چھوڑوں گی

والفقار سنبھالے ہوئے چلی (۱۲۴) سانچے میں ڈھل کے فتح کو ڈھالے ہوئے چلی
ٹریوں کو نکالے ہوئے چلی   ناگوں کو زلف دوش پہ ڈالے ہوئے چلی
کھنچ کر چلی یہ چال نئی اشقیا کے ساتھ
ہفتاد ہاتھ بڑھ گئی ناز و ادا کے ساتھ

ہر نیام سے سرِ تیغ رواں ہوا   یا آستین سے یدِ بیضا عیاں ہوا
ر نکل کے غار سے شعلہ فشاں ہوا   بے پردہ مہرِ خسروِ کون و مکاں ہوا
جوہر نہیں وہ تیغِ شہِ خوش خصال میں
دیکھو چمک رہے ہیں ستارے ہلال میں

سیفی چلی کہ سیف ید اللہ رواں ہوئی (۱۲۵) تیغِ نگہ نیامِ پلک میں نہاں ...
صوفی کی طرح چلّہ نشیں ہر کماں ہوئی ۔ ہستی فنا ہوئی تو اماں بے اماں ...
زیرِ فلک تڑپنے سے اُس شعلہ بار کے
بجلی کے سر پہ رعد گرا چیخ مار کے

آنکھیں زرہ کی تیغ پہ گرویدہ ہو گئیں (۱۲۶) مانندِ کاہ برچھیاں کاہیدہ ہو ...
سہمیں کمانیں دوش پہ چسپیدہ ہو گئیں ۔ تیغیں سمٹ کے قبضوں میں پوشید ...
حربے تو ہاتھ سے گرے ، ہاتھ آستین سے
سر تن سے ، پاؤں رن سے ، رن اُٹھا زمین سے

شامی ، کباب تھے یہ ہوئی جب شرر فشاں (۱۲۷) اہلِ تتار ، بن کے ہرن ہو گئے ...
مصری ، نہ بات کر سکے یوں قطع کی زباں ۔ بُت بن کے گبر ڈر گئے پتھرائیں پتلیا ...
صحرا کے ذرّے صورتِ قارون دفنی بنے
نصرانی خاک ہوئے گِلِ ارمنی بنے

ترچھی رواں پیادوں کے سر پر اگر ہوئی (۱۲۸) سیدھی وہ صف زدانہ قعرِ سقر ...
اللہ رے صفائی ، لہو میں نہ تر ہوئی ۔ گردن تو اک طرف ، نہ خبر کو خبر ...
تیغ نگہ کی طرح جدھر یہ پلٹ ہو گئی
گردن ، سر آگے پھینک کے پیچھے کو ہٹ گئی

پھرتے ہی سرخ ہو گئی تیغ خجستہ حال (۱۲۹) مُنھ ہو گئے لہو سے سیہ باطنوں کے ...
خوں سر سے ظالموں کا بہا یوں دمِ جدال ۔ نادر کا شیر جیسے کہ فرزند پر ح ...
بارہ برس میں یوں نہ کسو کا لہو ملا
جو ایک دم میں تیغ سے خونِ عدو ملا

…یوں چمک کے سوئے اس صف پہ گئی (۱۳۰) کوڑا لگایا رعد نے، بجلی تڑپ گئی
…سپاہ کے لیے لرزے کی تپ گئی   دوزخ کے شعلوں کی کفنی تن پہ ٹپ گئی
دل ناریوں کا تپ کی حرارت سے جل گیا
کچھ کچھ بخار تیغ کے دل کا نکل گیا

…تھی، کاسۂ سر میں سما گئی (۱۳۱) دہشت کی طرح قلب و جگر میں سما گئی
…ملائی آنکھ، نظر میں سما گئی   اُبھری تو تیلیوں کی سپر میں سما گئی
ہر وار میں سپاہ کو مسمار کر دیا
کیا باڑھ تھی کہ جس نے دھواں دھار کر دیا

…سے لیلیِ فتح و ظفر چلی (۱۳۲) مجنوں ہزاروں ہو گئے اُس کے جدھر چلی
…میں موت کی بن کر خبر چلی   مغرور خود سروں پہ جو تیغِ دو سر چلی
شفاف و صاف جنگ کا میدان کر دیا
توڑے پرے، صفوں کو پریشان کر دیا

…کہ داروں پہ اس تیغ کا گرا (۱۳۳) بجلی گری کہ شعلۂ قہرِ خدا گرا
…دل کے اٹھایا کہ کب گرا   پیکر جدا، سمند جدا، سر جدا گرا
تنہا نہ فرشِ خاک پہ خونِ عدو بہا
سائے کی کیا بساط تھی، اُس کا لہو بہا

…آب داریِ شمشیرِ آب دار (۱۳۴) ڈوبی لہو میں اور ہوئی آلودۂ غبار
…نے کو نہ پانی کی حاجت تھی زینہار   خود آبِ تیغ، تیغ کو دھوتی تھی بار بار
گر کے اُٹھی تو اور بھی جوہر چمک گئے
منہ کھل گیا برس کے ستارے دمک گئے

قبضے میں اپنے تیغ دکھاتی تھی جزو کل (۱۳۵) گہ موج، گہ سمندر، گہ طاق، گاہ د
گہ شعلہ گاہِ آتش و گہ باغ و گاہ گل گہ بین کی صدا، گہے طوفان کا د

غل تھا کہ دھوپ دیکھنے کو سب ترستے ہیں
چھایا ہے ابرِ تیغِ علی، سر برستے ہیں

یہ کلکِ تیغ فردِ سپر پر جو چل گیا (۱۳۶) ہو کر ڈھال ڈھال کا چہرہ بدل گ
فوراً سپر میں ڈوب کے باہر یہ پھل گیا گویا گہن میں آ کے مہِ نو نکل گ

تن غرب تھا نہ شرق تھا اہلِ جدال کا
پر اُس پہ تھا طلوع و غروب اِس ہلال کا

ابرو کی شکل تھی خمِ شمشیر سے عیاں (۱۳۷) چلتے ہی رن میں بندھ گیا بھونچال کا
یوں جسمِ رعشہ دار سے ڈھیں ہو میں تواں جس طرح بھاگیں زلزلے میں چھوڑ کر

جنبشِ نگاہ موت تھی، تیغِ دو سر نہ تھی[1]
کچھ تن بدن کی خیبریوں کو خبر نہ تھی

تیغیں بھی ذوالفقار کے قدموں میں آ گئیں (۱۳۸) جوہر کے چشمِ تنگ سے آنکھیں چرا گ
یکسر شکستِ فاش سرِ دست پا گئیں تھی آب کم، حیا کے عرق میں نہا گئیں

تشبیہ ہو یہ تیغوں کے دندانے کے لیے
تیغوں کے دانت نکلے تھے پھل کھانے کے لیے

یہ تیغ لطف و قہر برابر دکھاتی تھی (۱۳۹) قالب کو جان مژدہ کے جو قبر پاتی
زخموں کے تازہ پھول یہ پھل سے جھڑاتی تھی ہر گور پہ چراغِ شرر کو جلاتی تھی

---

[1] نسخہ: اعدا نہ دوڑ بھاگنے کا تن میں رکھتے تھے گھبرا کے سر کو جائے قدم، رن میں رکھتے تھے
اس زلزلے سے خانۂ زیں آشیاں بنے پس پس کے راکبوں کے بدن کے طوطیان بنے

پھر ہر بدن کو اپنے شکنجے میں لیتی تھی
لاکھوں فشار قالبِ اعدا کو دیتی تھی

(۱۴۰)
...خوفِ تیغ سے تھے صاحبِ فراش — ڈر کر بناتِ نعش بنی بسملوں کی لاش
...پہ کہکشاں دلِ صد چاک کی تھی قاش — خورشید ابر کی کفنی کرتا تھا تلاش
چھائی تھی مُردنی یہ ہر اک پہلوان پر
بہرام، گور ڈھونڈتا تھا آسمان پر

(۱۴۱)
...حُسام سے برسات ہو گئی — ایسی جھڑی لگی کہ گھٹا مات ہو گئی
...راہ کو چشمۂ ظلمات ہو گئی — رنگِ سیاہِ شام اُڑا، رات ہو گئی
تھا شور، دھوپ دیکھنے کو سب ترستے ہیں
چھایا ہے ابرِ تیغِ علی، سر برستے ہیں

(۱۴۲)
...تیغ نے سپروں کو اُڑا دیا — چُن چُن کے افسروں کے سروں کو اڑا دیا
...کیے تبر دلوں کو اُڑا دیا — پسپا کیا صفوں کو، پروں کو اڑا دیا
یورش کی یہ بلندی تھی ہوا رزم گاہ میں
ہر سمت خاک اڑاتی تھی جنگی سپاہ میں

(۱۴۳)
...آنے جانے کو آبِ حیات تھی — اور روشنی میں نیّرِ اعظم کی ذات تھی
...مرنے کو یہ قیامت کی رات تھی — مُنھ سے نکلنا اس کے لیے ایک بات تھی
دن میں تو کافروں کے فقط حلق پہ پھری
پر شہروں میں زبانوں پہ مثلِ خبر پھری

زُہرہ کا زہرہ آب تھا جو تھا کا پردہ فاش
بند ۱۳۶ کی ٹیپ میں آچکا ہے۔ غالباً پہلے چار مصرعے نسخہ کے طور پر لکھے گئے ہوں۔

آخر پکارے سب کہ پیمبرؐ کا واسطہ (۱۴۴) اے تیغ، نوجوانیِ اکبر کا وا...
اے تیغ، روحِ فاتحِ خیبر کا واسطہ اے تیغ، خورد سالیِ اصغر کا وا...
کوفے کی یا شام کے جانے کی راہ دے
پہنچے سزا کو اپنی، ہمیں تو پناہ دے

قبضے کو چوم کر یہ پکارے شہِ زمن (۱۴۵) بس، ذوالفقار بس، کہ لرزتے ہیں ...
شمشیر نے جواب دیا ہو کے نعرہ زن پہلے ہی کہہ چکی ہوں یہ حضرت سے میں...
لاشوں سے شام و کوفہ کے میداں بھر دوں گی میں
دم لوں گی جب کہ شمر کو بے دم کروں گی میں

اے ذوالفقار بس، شُدنی یہ نہیں ہے، آہ (۱۴۶) تو اُس کا سر نہ کاٹ سکے گی، خدا...
شبیرؑ کا گلا وہی کاٹے گا بے گناہ خنجر ہے اُس کا اور پیمبرؐ کی بو...
جانے دے، قتلِ شمر سے کیا تجھ کو کام ہے
اے تیغ، یہ حسینؑ کے قاتل کا نام ہے!

من بعد اہلِ بیعت کو در در کرے گا کون؟ (۱۴۷) ویران، آج فاطمہ کا گھر، کرے گا کون
شہ نے کہا کہ پھر مجھے بے سر کرے گا کون؟[1] مظلوم کا گلا تہِ خنجر کرے گا کون
جو کہہ رہی ہو تو یہ خیالِ مُحال ہے
مظلومیت میں مصلحتِ ذُو الجلال ہے

روتی ہوئی وہ تیغ در آئی نیام میں (۱۴۸) اور شاہِ بے سپاہ گھرے فوجِ شام میں
آئے ملک فلک سے رکابِ امام میں ہر اک یہ نوحہ کرتا تھا اُس اژدہام میں

---

[1] نسخہ۔ تشہیرِ اہلِ بیت کو در در کرے گا کون مظلوم کا گلا تہِ خنجر کرے گا کون؟
تیبیہِ ظلم و ستم سے قبرِ پیمبرؐ ہلائے گا؟ گر یہ نہ ہوگا، کون نبیؐ کو رلائے گا؟

یا شیرِ کردگار، بچا لو حسینؑ کو!

دامن میں اپنے آ کے چھپا لو حسینؑ کو!

ہاتھ اٹھا کے ندا دی، نہیں نہیں! (۱۴۹) اب تیغ سے پناہ گلے کو کہیں نہیں

وعدہ ہی، خواہش عرش بریں نہیں پروائے بالشِ پرِ روح الامیں نہیں ؏

مرکر حسینؑ رتبۂ معراج پائے گا

اب آسماں پہ لاشۂ شبیرؑ جائے گا

جب نوجوانیِ اکبرؑ کو رو چکا (۱۵۰) بابا کی بھی کمائی کو دریا پہ کھو چکا

لا ماہہ بچہ قبر کے جھولے میں سو چکا اب کچھ نہیں ہے خیر جو ہونا تھا ہو چکا

کیوں کر نہ دل ہو شاد کہ جینا یہ مرنا ہے

دوزخ سے اپنے شیعوں کو آزاد کرنا ہے

تھا سروں پہ اڑتے چلے ملک (۱۵۱) خونِ جگر سے سبحۂ یاقوت تھی پلک

نعرے "تا فلک" کہ لرزنے لگے فلک اور یہ فغاں زمیں سے گئی آسماں تلک

فریاد، گوشوارۂ عرش خدا گرا!

لو خاک پر ستارۂ خیر النسا گرا!

خاک پر شہ دیں کو غش آ گیا (۱۵۲) پھر بھی نہ کوئی پیاسے کو پانی پلا گیا

اٹھا گیا کوئی نیزہ لگا گیا کھولی جو آنکھ شہ نے، ہر اک تھرتھرا گیا

دشمن بھی کہہ اٹھے یہ پیمبرؐ کا پھول ہے

آنکھوں میں صاف گردشِ چشمِ رسول ہے

خیبر شکن کا بیٹا ہوں، چیں بر جبیں نہیں سوویں لحد میں، خواہشِ عرش بریں نہیں

ہے آہ، آہ، شمر نے بڑھ کر غضب کیا (۱۵۳) سینے پہ موزہ، حلق پہ خنجر کو رکھ
آئے لحد کو چھوڑ کے محبوبِ کبریا — دوڑے نجف سے روتے ہوئے شاہِ او

زہرا پکاری، یہ دلِ مضطر کا چین ہے!
میرا حسین ہے، ارے میرا حسینؑ ہے!

اے شمر، مصطفیٰ کی رسالت کا واسطہ (۱۵۴) اے شمر، مرتضیٰ کی امامت کا وا
اے شمر، اہلِ بیت کی حرمت کا واسطہ — اے شمر، کبریا کی عدالت کا وا

صدقہ نبیؐ کی روح کا، حیدرؑ کے صبر کا
تو گل نہ کر چراغ پیمبرؐ کی قبر کا

روشن اسی نواسے سے نانا کا نام ہے (۱۵۵) یہ پردہ پوشِ امّتِ خیرالانام
خنجر نہ پھیر پیاس سے یہ خود تمام ہے — آخر خدا ہے، حشر ہے اور انتقام

معلوم ہو گا روزِ جزا جب کہ آئے گا!
مظلوم کا یہ خون ہے، خالی نہ جائے گا!

چلائی در سے زینبؑ بے کس بھی، وا اخا! (۱۵۶) امّاں تو نہیں، میں ہی نکل آؤں ننگے
بولی سکینہ، روک لوں میں خنجرِ جفا — باقر پکارا روکے، میں سو جان سے

شاید یہ تیغ تھام لے معصوم جان کر
دادا ترے گلے پہ گلا رکھ دوں آن کر

پھر مڑ کے زیرِ تیغ یہ بولے شہِ اممؑ (۱۵۷) زینبؑ تجھے شہادتِ شبیرؑ کی قس
بٹھلا رہے یتیموں کو خیمے میں ایک دم — بٹتا ہے دھیان، محوِ جمالِ خدا ہیں ہم

بچوں کو لے کے ڈیوڑھی سے زینبؑ تو ہٹ گئی
یاں بوسہ گاہِ احمدِؐ مختار کٹ گئی[1]

---

[1] نسخہ: بندے کے واسطے ہو محل فخر و ناز کا — معبود سے یہ وقت ہو راز و نیاز کا

۱۵۸

...حرم میں قیامت کا شور و شین — نہ سینوں میں قرار رہا نہ دلوں میں چین

...کے قتل گاہ میں خیر النساء کے بین — زینبؑ پکاری بی بیو، مارے گئے حسینؑ!

تھا وقت عصر، بھائی سے زینبؑ چھٹ گئی

مغرب تلک حسینؑ کی سرکار لٹ گئی

۱۵۹

...دبیر دھوم ہے اِس شور و شین کی — گھٹتی ہے بارگاہ شہِ مشرقین کی

...آگے جلتی تھی مسند حسینؑ کی — ہلتی تھی قبر فاتحِ بدر و حنین کی

خالق سے کہہ کہ بخش دُرِ مُدّعا مجھے

حضرت کی کربلا کا مرقع دکھا مجھے

مرثیہ ۶

(۱)

رن کی زمیں نمونۂ عرشِ جلیل ہے — ہر اک قدم پہ فرش پرِ جبرئیل ہے

موجِ ہوا میں تازگیِ سلسبیل ہے — ہر خار میں تجلیِ باغِ خلیل ہے

ہر ایک ذرہ قالبِ صد آفتاب ہے [۱]

یعنی ورودِ اکبرِ عالی جناب ہے

(۲)

اے دشتِ قتل، دامنِ صد کوہِ طور ہو — اے موجۂ نسیم، تو گیسوئے حور ہو

اے گنبدِ سپہر، تو قندیلِ نور ہو — اے کہکشاں، نشانِ جلوسِ حضور ہو

اے باغِ خلد، فصلِ بہاری قریب ہے

ہم شکلِ مصطفیٰ کی سواری قریب ہے

(۳)

آتا ہے رن میں نیرِ اکبر حسینؑ کا — خورشیدِ بدر، فاتحِ بدر و حنین کا

نورِ نگاہ، فاطمہ کے نورِ عین کا — میدانِ جنگ آئینہ ہے مشرقین کا

یہ وہ چراغِ حسن ہے، وہ شمعِ نور ہے

قندیل جس کی عرش ہے، فانوس طور ہے

(۴)

قطرات کو مقابلۂ بحرِ اخضری — ذروں کو ہے مقارنۂ ماہِ دست...

تحت الثریٰ کو فوقِ ثریا سے ہم سری — گاوِ زمیں کو ثورِ فلک سے برابری

---

[۱] نسخہ: یعنی ورودِ اکبرِ عالی جناب ہے — اک ایک ذرہ قالبِ صد آفتاب ہے

حاشا نہیں تجلّیِ ماہ آسمان پر
ماہی نے پھینک دی ہے کلاہ آسمان پر*

د تھا سدا چرخ ہرزہ گرد (۵) صندل لگا رہی تھی جبینِ فلک پہ گرد
مین کو شبہِ تختِ لاجورد آیا ہے سر جھکا کے پئے شکرِ رفعِ درد

جھاڑو لباسِ چرخ تو پیدا غبار ہو
کھودو زمین کو تو فلک آشکار ہو

فیضِ آمدِ ابنِ شہِ زمن (۶) ہے مشتِ خاک، مایۂ تخمیرِ صد چمن
بین زمیں کا بالیدہ ہے بدن باہر ہے مفت جامے سے پیرِ فلک کا تن

ذرّے نجوم چرخ سے آنکھیں ملاتے ہیں
قطرے کی آنکھ میں نہیں دریا سماتے ہیں

ے تن سے کھلے ہیں ہزار گُل (۷) شش باغ شش جہت ہیں عناصر ہیں چار گُل
رحیا سے ہے شمعِ بہارِ گُل ہر خارِ دشت گل، شررِ کوہسار گُل

ہر بیضۂ حباب سے پیدا ہے عندلیب
اکبرؑ کے باغِ حسن کی شیدا ہے عندلیب

عرش کا تو فلک ہے اُمیدوار (۸) دربارِ آفتاب کو ہیں آسماں ہزار
شور ہے کہ تنگ ظرف ہیں بحار گنجایشِ شرر نہیں مابینِ کوہسار

بردیں عمامۂ قمراب سر پہ دھرتے ہیں
ذرّے تلاشِ مسندِ خورشید کرتے ہیں

---

* مچھلی اچھالتی ہے کلاہ آسمان پر

معجز نما ہے تازگیِ نکہت جناب (۹) تارِ شعاع ہے مژدۂ دیدۂ پُر آ
عطارِ روزگار جو چاہے تو بے حساب نکلے شرر سے عطر، کھنچے خار سے

خوش بو سے مُنہ قرابۂ گردوں مہکتے ہیں
بھر بھر کے ہفت شیشۂ زمیں کے چھلکتے ہیں

ہر شے کو دن میں آمدِ اکبر سے ہے کمال (۱۰) پر طاقتِ حسینؑ کا ہے دم بہ دم ز
زہرا کا چاند فرطِ نقاہت سے ہے ہلال آواز آ رہی ہے یہی، ہائے میرے

قسمت میں باپ کے ترے لاشہ پہ رونا تھا
بیٹا، جوان ہو کے جُدا تم کو ہونا تھا

اعضا حسینؑ کے متغیّر ہیں اب تمام (۱۱) دل تھا مقامِ صبر، سو ہے درد کا
آنکھوں میں پہلے نور تھا اب اشکِ سُرخ فام پانی کا نام لب پہ نہیں، ہے پ

اکبرؑ بھی صدرِ زیں پہ اُدھر تھرتھراتے ہیں
مڑ مڑ کے دیکھتے ہوئے بابا کو جاتے ہیں

کہسار میں ہے زلزلہ، دریا میں شور ہے (۱۲) زور آوروں کے تن میں نہ دم ہے نہ زو
ہر شیر شکلِ روبہ ہے، ہر فیل مُور ہے رعبِ نگہ سے دیدۂ مرّیخ کور ہے

گردش زمیں میں چار طرف آشکارہ ہے
صندوقِ قبر مُردوں کو اب گاہوارہ ہے

القہر کا تو حکم سوئے خود پسند ہے (۱۳) اور مژدہ الاماں کا پئے دردمن
شعلہ جو حسنِ عدل کا ہر سو بلند ہے تخمِ ہزار خرمنِ آفت پسن

ہیبت وہ ہے کہ مور کا اِک دم جو سات دے
فرعون اُسے خراج دے، قارون زکات دے

لہ نسخہ بے تیغ بند بند ہمارا جدا ہوا اے مرگ آ، حسینؑ کا پیارا جدا ہوا

یہ پرورِ چشمہ جلال ہے (۱۴) ادبار برطرف ہے، ترقی بحال ہے
ت، آئینہ دارِ جمال ہے دو سال کم ہیں بیس میں، یہ سن و سال ہے

ہنگامۂ شباب کوئی دم میں فوت ہے
آغازِ سبزہ اور سرانجام موت ہے

ر یثرب و آہوئے مکہ ہے (۱۵) یہ پنجتن کی روح ہے، رتبہ میں یکہ ہے
رِ ضرب ہے اور اس کا سکہ ہے یہ ابرِ نورِ حق ہے قمر اس کا لکہ ہے

بے جبرئیل کار پیمبرؐ علی کرے
اور بے زباں یہ رازِ خفی کو جلی کرے

کھانے پہ طبعِ جناب آئے (۱۶) لبیک کہتی روحِ رسالت مآب آئے
شکل، رزق فلک سے شتاب آئے موسیٰ کی طرح طور سے اس کو جواب آئے

کیسے مریض، نبضِ مرض کی صحیح ہو
ہر طفل گاہوارے میں رشکِ مسیح ہو

ہیں شرائطِ آدابِ دبدبا (۱۷) افواہ واہ واہ کا ہے شورِ مرحبا
یکارتی ہے تو قوصبا تا فوجِ گرد مس نہ کرے دامنِ قبا

ہٹتے ہیں مورچے علی اکبرؑ جو بڑھتے ہیں
انگلی اٹھا کے تیغ دناں کلمہ پڑھتے ہیں

دعا گا ہوں تم سے امیدوار (۱۸) دو یہ دعا کہ طبع کو جودت دے کردگار
آمدِ اکبر ہے رد بہ کار بے ہوش، ہوش ہے تو قرار آج بے قرار

ہر شیر ہے گریز میں اور یہ سنتا ہے
پوتا، کنندۂ درِ خیبر کا آتا ہے

اس معرکے میں کس کو قرار ایک دم رہے (۱۹) ہاں تم سا کوئی پنجتنی ہو تو تھم رہے
اور ذاکرِ حسینؑ بھی ثابت قدم رہے لب پر علیؑ علیؑ رہے جب تک کہ دم رہے
نخوت سے ننگ مجھ کو تکبر سے عار ہے
پر حُب کے ولولے میں نہیں اختیار ہے

یکتا کا مدح خواں ہوں سو یکتائے نظم ہوں (۲۰) ابرِ قلم سے میں چمن آرائے نظم ہوں
میں آج بامِ خُطبۂ انشائے نظم ہوں حُسنِ بیاں سے مرتبہ افزائے نظم ہوں
شکرِ خدا کہ سرقے کی حد سے بعید ہوں
ہر مرثیے میں موجدِ طرزِ جدید ہوں

لو اب زیارتِ علی اکبر کرو بہم (۲۱) کنعانیوں کو حضرتِ یوسف کی دو قسم
اکبر سوا ہے حسن میں یوسف سے، یا کہ کم؟ عمرانیوں سے پوچھو، یہ موسیٰ کا تھا حشم
مثلِ کلیم ہے یدِ بیضا بھی ہات میں
اعجاز بھی مسیح کا ہے بات بات میں

یعقوب اُن کو دیکھے تو یوسف کو بھول جائے (۲۲) مریم کو ان کے سامنے عیسیٰ نہ یاد آئے
داؤد، ذکرِ اوجِ سُلیماں نہ لب پہ لائے آئینہ طاقِ دل سے سکندر یہاں گرائے
یاں قدر باغ و گل کی نہ خورشید و ماہ کی
تصویرِ خاص ہے یہ رسالت پناہ کی

رُخ بوستانِ خُلد کا بے داغ لالہ ہے (۲۳) یا خوبیِ رسولِ خدا کا رسالہ ہے
قرآں میں اس رسالے کا اکثر حوالہ ہے اس مصحفِ جمال میں یکسر جلالہ ہے
کیوں کر نہ ہووے فخر یہ اُمّ الکتاب کا
اِس میں رقم نہیں کوئی آیہ عذاب کا

…گر ورق پہ لکھے کوئی آب و تاب (۲۴) خامے سے ٹپکے لفظوں کی جا ماہ و آفتاب
…ر و ماہ یہ رخ درمیان خواب بیدار بھی نہ ہوں کہ حیا سے ہوں آب آب
گر مہر کے خیال میں اس کی ضیا رہے
پھر وہ غروب بھی ہو تو پر تو بجا رہے

…فِ گل عارض صبا سنائے (۲۵) بلبل پڑھا ہوا سبقِ بوستاں بھلائے
…ں قامتِ موزوں جو دیکھ پائے گلشن کے صفحے سے الفِ سرو کو مٹائے
گر ان کی شمع پا کے تجلی رقم کرے
پروانہ پہلے شمع کے سر کو قلم کرے

…زگی و لطافت میں یہ جمال (۲۶) در آتا ہو خود آئینے میں عکس کے مثال
…منہ جو کرے سیر کا خیال جوشِ تجلیِ رخِ انور کا ہے یہ خیال
آئینہ گاہ شاد ہو گہ شکوہ مند ہو
جوہر پلک کی طرح کھلے اور بند ہو

…د یہ کریں صورت آشنا (۲۷) پھر چشمِ آئینہ رخِ یوسف پہ ہو نہ وا
…ئینہ سے کرے شیشہ عکس کا دنیا ہو اک طرف تو نہ دیکھے یہ مطلقا
غصے سے چشم بند بصد پیچ و تاب ہو
آئینہ سب کے آگے سمٹ کر حباب ہو

…الِ رخ سے ہیں ساکنِ چمن چمن (۲۸) دل فکرِ زلف میں ہے روادہ ختن ختن
…ذکر سے ہو حکومت عدن عدن وصفِ عقیقِ لب میں ہو فرماں یمن یمن
مدحِ جبیں سے اوجِ شرف روزگار میں
وصفِ زباں سے صوتِ ملک اختیار میں

اک شمّہ اُن کے رخ کی شمیم اس میں ہے نمود (۲۹) اس وجہ سے گلاب پہ پڑھتے ہیں سب د[رود]

اس چہرے میں ہے بوئے گلِ قدرتِ ودود اس کا محب محمدی اور منحرف یز

یہ طائرِ شمیم، چمن میں اگر اُڑے

رنگ اِس طرف کو گل کا اُڑے بو اُدھر اُڑے

اس عہد کے حسینوں کی فہرستِ خط و خال (۳۰) پیشِ جمالِ پاک ہے تقویمِ کہنہ سا[ل]

ہے ماہِ چاردہ یہاں انتیس کا ہلال عینِ عروجِ شمس ہے رخ کے قریں ز[وال]

رسوا ہو وہ جو نام لے یہاں آب و تاب کا

بامِ فلک سے طشت گرے آفتاب کا

آلودۂ عرق انھیں جب انجمن میں پائے (۳۱) بوئے گلاب شیشے سے باہر کبھی نہ آ[ئے]

اور عطر تو حیا کے سمندر میں غوطہ کھائے شرما کے مشک نافے کے پردے میں منھ چھ

وہ عطر یہ عرق ہے کہ حورِ اِرم ملے

صندل کو دردِ سر ہو تو خاکِ قدم ملے

سر وہ ہے اس پہ اور کوئی صدقے نہ ہو اگر (۳۲) مانندِ دودِ شمع پھرے سایہ گرد

کھاتی ہے ہاتھ رکھ کے قسم زلف فرق پر ایماں میں اُس کے فرق جو تجھ سے ہے بے

کیا سرکشانِ شام نے ہے ہے ستم کیا

باندھی یہ زلف نیزے پہ، یہ سر قلم کیا

نامِ جبیں ہے مشرقِ خورشیدِ ہر امید (۳۳) یاں پھول سر کو ملیں پھیلے ہوں نصی

ہے صبحِ صادق اس کی گواہی سے روسپید مہرِ قبول کی اثرِ سجدہ سے نو

اکبر نشانِ سجدہ جبیں پر دکھاتے ہیں

با سر نوشت نیرِ اکبر دکھاتے ہیں

…بیتِ ابروے اکبرؑ کی ہو ثنا (۳۴) یکتا مطلعے میں ہے یہ مطلع رسا
…قصیدۂ خمِ ابروے مصطفےٰ — کیا بیت بحثتی اُن سے کرے ماہِ نو بھلا
پیشِ نگہ یہ بیت ہے اٹھارہ سال سے
آتی ہے بوے شبیرؑ دہانِ ہلال سے

…ب وہ، یہ حسنِ عیاں یک طاق ہے (۳۵) طاقت یہاں ہلال کے بڑھنے کی طاق ہے
…ۂ دلِ حرمِ شہ کا طاق ہے — اس کی ثنا مشقت مالا یُطاق ہے
حاشا جو دیکھوں یہاں مہِ نو کے جمال کو
نسیاں کے طاق پر کہیں رکھ دو ہلال کو

…دے طاق اور سنو پلکوں کی ثنا (۳۶) یہ مصحف دو ورقہ ہے اس طاق پر دھرا
…میں ہیں مردمِ بیمار جابہ جا — صحتِ سخن کی جنبشِ مژگاں نے کی سوا
دامن میں مثلِ نقطہ یہ مردم کو لیتے ہیں
گویا ہوا مریضوں کو قرآن کی دیتے ہیں

…مکتبِ غمِ سلطانِ دو جہاں (۳۷) اطفالِ اشک اس میں سبق پڑھتے ہیں رواں
…نے تار تار گریباں کیے یہاں — مردم ہمیشہ عالمِ حیرت کے درمیاں
گویائی کا یہ کام خموشی سے لیتے ہیں
مردم کو درس ہاتھوں کے ملنے کا دیتے ہیں

…نورِ چشمِ شہنشاہِ کربلا (۳۸) اک زہرہ ایک مشتری برجِ مصطفےٰ
…تو اپنے گھر سے جو کرتا نہیں جدا — بیمار انھیں کی آنکھوں کا ہے آفتاب کیا
یہ چشم روشنی ہے دل و دیدہ کے لیے
اتنا ہی بس ہے مردمِ فہمیدہ کے لیے

یہ عینِ چشم ابنِ شہِ نیک ذات کا (۳۹) دیتا ہے درس خضر کو عین الحیا
ابرو ہے بحرِ نوح سفینہ نجات کا مطلع لکھوں فلک پہ جو ان کی نج

جوشش ہوا اس قدر عرقِ انفعال کی
بہتی پھرے زمین پہ کشتی ہلال کی

بیمارِ عشقِ حق ہے ہر اک چشمِ حق نما (۴۰) اور دو مریضوں کو نہیں دیکھتے ہیں ا
آنکھوں کے بیچ میں ہے جو بینی، سو وجہ کیا پردہ ہے اس نے بیچ میں بیمار دیں

حکمت سے اوجِ رتبۂ بینی دوچند ہے
رتبہ ہے کیا بلند، سراپا بلند ہے

پتلی ہے کوہِ طورِ تجلیِ کبریا (۴۱) سنتے تھے تِل کی اوٹ پہاڑ اب نظر
جب تک یہ پلکیں دستِ نگہ میں نہ دیں عصا موسیٰ کی بھی نگہ نہ ہو اس چشم تک ر

اک جلوہ دے یہ چشم جسے اپنے نور کا
وہ خاک کے بھی مول نہ لے سرمہ طور کا

ہر موئے تن میں مثلِ پلک ہوں جو سو زباں (۴۲) تب شاید ایک تارِ مژہ کا کروں بیا
چشم آسیائے حکمتِ خلاقِ دو جہاں مہر اس کا ایک دانۂ افتادہ د

گردش میں گرد ہالہ تجلی کا بنتا ہے
ہر روزنِ پلک سے سدا نور چھنتا ہے

معمورِ قہر ہے نگہِ دیدۂ دلیر (۴۳) چشمِ غزالِ کعبہ یہ دیکھو شبیہِ ش
سب کافروں کو صید کرے ورنہ ہو یہ سیر ہیبت سے اک پلک ہے زبر اک پلک ہے

چشمِ ضیافت ان سے نمودِ چراغ ہے
پلکیں نہ سمجھو، ہالۂ دودِ چراغ ہے

ت ہے الفِ ابجدِ ازل (۴۴) اس میں خطا کے نقطے کا ہرگز نہیں خلل
ئے پہ خال کا نقطہ ہو بر محل اس قاعدے پہ سارے زمانے کا ہو عمل
بہرِ شروعِ علم طریقہ یہ نیک ہے
خالی الف ہے بے کے تلے نقطہ ایک ہے

ہے ابرو و بینی کی یہ ثنا (۴۵) اطفال کا سبق ہے الف بے کہا تو کیا
ے ہیں ایکسم ہلالِ ابرو کے دوتا اور بیچ میں ہے بینیِ روشن پہ صد ضیا
آیا ہے آج نور کا مضموں خیال میں
یہ تیرِ کہکشاں ہے کمانِ ہلال میں

شانہ یک گرہ کاکلِ جناب (۴۶) بکھر بال بال شہ پرِ شانہ ہو آفتاب
زلفِ سلسلہ سو بے حساب عاشق نہ دیکھے خوابِ پریشاں بیانِ خواب
شانے سے شرحِ مصرعِ کاکل کی پوچھیے
خوبی زبانِ غنچہ سے سنبل کی پوچھیے

ے صاف میں گیسوئے دل پسند (۴۷) دیکھو چراغِ آئینہ سے ہے دھواں بلند
ی ہے ظلمت نے یاں کمند گویا طواف عرش میں ہے آہِ دردمند
کیا زلف کا قرینہ ہے روئے جناب سے
لبریز دامنِ شبِ قدر آفتاب سے

میں صبح اگر لاکھ غوطہ کھائے (۴۸) نجمہ سے تبسمِ نور تنگ نہ اس گوش کا وہ پائے
تو عدل ہے گوش بالی آئے گاہے اچھلے کان پکڑ کر، کبھی سنبھلے
خامہ جو گوشِ نور فشاں کی رقم میں ہے
خورشید مثلِ صبح قلم کے شکم میں ہے

افواہ تو ہیں اُن کے دہن کا جہاں جہاں (۴۹) اور وہ لبوں کے پردے میں ہیں بے
ڈھونڈا نگاہ نے جو لبوں میں نہاں وہاں چلائے عقل و ہوش کہ غافل کہاں

ہاں ہاں یہ کنہ حق ہے نہ اس کی تلاش کر
بس بس زیادہ غیب کا پردہ نہ فاش کر

نازک ہزار طرح ہے غنچے سے یہ دہاں (۵۰) رطب اللّسان کلیم تو یہ افصح ال
یہ سب کمال اور نگہِ خلق سے نہاں جب اس دہن کا باغِ جہاں میں

غنچے دہن کو کھول کے حیرت سے رہ گئے
کیا جانے کیا زبانِ خموشی میں کہہ گئے

اب لب کے بعد فکر دہن میں بھی آئیے (۵۱) ظاہر کی حد سے کشورِ باطن میں
جلوہ حواسِ خمسہ کو اس کا دکھائیے اب علمِ غیب مبتدیوں کو پڑھا

اکبر دہن سے قدرتِ داور دکھاتے ہیں
ہستی و نیستی کو برابر دکھاتے ہیں

بیمار اِس جوان کی محبت میں ہے پدر (۵۲) لب چوستے ہیں مثلِ رطب شاہ بح
پیتے ہیں کس مزے سے زلالِ لبِ پسر دل تازہ کرتے ہیں یہ خطِ سبز دیکھ

اس خط و لب سے لطف ہے سرور کے جینے کا
تعویذ وہ ہے دیکھنے کا اور یہ پینے کا

اب قصد ہے ثنائے دُرِ دنداں کی بھی سنائیں (۵۳) پانی کی طرح آبروئے ہر گہر بہا
نقشہ دہن کا گر صفِ دنداں اسے دکھائیں مُنہ میں صدف کے موتیوں کے دانت بھ

در ابرو کے دانتوں سے مفتوح رہتے ہیں
دندانہ کلیدِ زباں اِن کو کہتے ہیں

...یں ہو دہن صدفِ نورِ کبریا (۵۴) دنداں تو ہیں بجا کہ صدف ہو گہر کی جا
...اس صدف سے ہیں وہ لعلِ بے بہا وہ لعل کیا ہیں؟ دو لبِ ہم شکلِ مصطفا
مشہور اس صدف کے یہ اعجاز سب میں ہیں
بتیس دُر شکم میں ہیں دو لعل لب میں ہیں

...نہ کے برج میں ہو نورِ ذوالجلال (۵۵) دانتوں کا اس میں دور تسلسل کرو خیال
...ن ہو برج سو دانتوں کی یہ مثال زیر و زبر ہیں برجِ تجلی میں دو ہلال
دانتوں کے دور میں جو زبانِ جناب ہے
آغوشِ دو ہلال میں ایک آفتاب ہے

...نہ کے دانتوں سے یہ نیک گوہری (۵۶) کیا منہ کہ سر کرے جو برج فلک ان سے ہم سری
...مشتری یہاں بتیس مشتری یہ دانت وہ ہیں دُر کہ خدا جن کا جوہری
دنداں نہ رشکِ دُر نہ دہن فخرِ دُرج ہے
بتیس آفتاب ہیں اور ایک برج ہے

...سے خوبیِ دلِ تسبیح ہو عیاں (۵۷) مقری جدا ہو نام ہیں، ذکر اس کا کیا بیاں
...انے سوتے ہیں تسبیح کے درمیاں الحمد للہ ان پہ پڑھا کرتی ہو زباں
تسبیحِ فاطمہ پہ ہمیشہ نگاہ ہے
یعنی وہاں بھی بیچ میں حمدِ الٰہ ہے

...یاضِ نظمِ خداوندِ کارساز (۵۸) مطلع بھی جس بیاض کا یہ گیسوے دراز
...کی عقدہ کشائی کا اک راز پڑھتے ہیں ہات کھول کے ان کے محب نماز
اک رگ میں جوش ہے یہ ضیا کے وفور کا
ہر آستینِ دست ہے فوارہ نور کا

جب صاف مل گئے قمر و دُر ہزار ہا (۵۹) تب نقش لوحِ سینہ کا نقاش نے
مقتل میں اب یہ سینہ ہے اور نیزۂ جفا ہے ناف یا کہ حسن کی ہے چشمہ

یہ نافِ پاک ننھا سا اک جامِ نور ہے
اس میں زلالِ چشمۂ آبِ بلور ہے

وصفِ کمر میں معنوں کا ہے لفظ میں خیال (۶۰) جیسے قرار بال کو ہو پوست میں
آبِ رواں میں دے نہ گرہ سہل ہے کمال موئے کمر کے عقدے کا پر کھولنا

پیدا کمر سے کنہ جنابِ الٰہ ہے
یہ بال چشمِ ناف کا تارِ نگاہ ہے

بس بیچ میں ہے مطلعِ قد کے کمر نہیں (۶۱) دو مصرعوں کے بیچ میں جس طرح
کیوں کر نہیں یہ بات نہیں میرے دل نشیں ہے درمیاں کمر صفتِ رشتہ

یہ موئے کلکِ قدرتِ پروردگار ہے
شیرازۂ صحیفۂ ہستی کا تار ہے

ہے پشتِ دست نور دہِ سفینۂ جہاں (۶۲) آب اس سے دے چشمۂ آئینہ میں
دیکھے اگر کلیم یہ دستِ ضیا فشاں جلد آستیں میں یدِ بیضا کرے نہ

انگشت دیکھو ناخنِ پُرتاب کے تلے
روشن ہے شمع کعبے کی محراب کے تلے

تیغ اک طرف ہے قبضے میں ان کے وہ خفیا (۶۳) پنجہ علم کریں جو یہ ہنگام کا
ہوں پانچ ذوالفقاریں سرِ دست آشکار ہر ذوالفقار ہو سپرِ شش جہت

انگلی سے کٹ کے یوں سرِ اہلِ ستم گریں
جیسے قلم سے نقطے بہ وقتِ رقم گریں

رو قد کا بس کہ تصور ہے دم بہ دم (٦٤) قمری بنا ہے دیدۂ ہر آہوے حرم
شکوہِ قامتِ ابنِ شہِ اُمم لامِ سلام ہے الف سرو ہو کے خم
اس نونہالِ حسن میں میوے ابد کے ہیں
طوبیٰ و سدرہ، دو ثمر اس نخلِ قد کے ہیں

و قبۂ فلکِ عرشِ کردگار (٦٥) چار آئینے کی صاف زرہ پہ ہے یہ بہار
ش ہیں پانی پر گہرِ شب چراغ کا ہے تیغِ برق دم خلفُ الصدقِ ذوالفقار
حمزہ کا نام ڈھال سے دوشِ جناب پر
نامِ کتاب جیسے ہو پشتِ کتاب پر

ماشہ سوار عقل ادب سے پیادہ ہے (٦٦) وصفِ عقابِ تیز قدم کا ارادہ ہے
اُس کے آگے قدرِ فلک کیا زیادہ ہے اک مشتِ خاکِ راہ ہوا میں فتادہ ہے
رشکِ ملک ہے لطفِ خدائے جلیل سے
جلدی کا یہ پڑھا ہے سبق جبرئیل سے

زری کا پشت پہ اس کے گرو خیال (٦٧) بالائے کوہ طائرِ زریں کشادہ بال
ے میں زینِ مہر ہے اور نقشِ مہ ہلال اکبر ہیں اس ہلال میں خورشید کے مثال
گر اک اشارہ رخش کو بہ مہرِ دیں کرے
خالی یہ ماہِ نو کی طرح لاکھ زیں کرے

ال بخش ذرہ ہے یہ دمِ جلوہ گستری (٦٨) پیدا خرامِ ناز سے ہے روح پروری
شِ قدم ہے کبکِ دری سایہ ہے پری اور گردِ سُم کو آہوے جبیں سے برابری
سرمہ بنے جو آنکھوں کا اس گردِ راہ سے
ہر جا گزر ہو چشم کا پہلے نگاہ سے

نرمی میں عیش و خوبیِ دورِ زمانہ ہے (٦٩) گرمی میں خود یہ شعلہ ہے اور خود دیوانہ
اک جنبشِ مژہ اسے صد تازیانہ ہے نقشِ قدم قدم کے برابر روانہ

پر بستہ اس کے سامنے صید رمیدہ ہے
پانی اس کے دام طائرِ رنگ پریدہ ہے

اعدا اگر ہنر کا کریں اس کے امتحاں (٧٠) یہ کوچۂ دہن میں پھرے صورتِ زبا
کیسے زباں، زباں سے ہو مشکل سخن بیاں راکب بھی اتنا کہہ دے کہ ہاں اے عقاب

پھر دو بدو ایک جست میں کون و مکاں رہیں
پیچھے وہ نقشِ پا کی طرح دو جہاں رہیں

رن میں عقاب کو جو اڑاتے ہوئے بڑھ گئے (٧١) اکبرؑ کے قصدِ مرگ پہ دشمن بھی تھر تھر
تیغیں پٹک دیں، ہاتھوں کو مل کر کہا کہ ہائے سچ ہو متابعت میں کوئی دین کیا بچا

ایسے جواں مرتے ہیں عقبیٰ کے واسطے
ہم ان کا خون کرتے ہیں دنیا کے واسطے!

اولاد والے اپنے کلیجوں کو تھام کر (٧٢) رو کر پکارے، الحذر اے مرگ، الحذ
کس ناامید باپ کا لائی ہے تو پسر؟ کس بے نصیب ماں کا شکستہ کیا جگ

جاہ و جلال ہیں یہ نبیؐ ذوالجلال کے
لائی ہے موت کس کا کلیجہ نکال کے

قدرت خدا کی ایسے بھی دنیا میں ہیں دلیر (٧٣) یہ حسن، یہ شباب، یہ سن اور جہاں سے
اس حوصلے کا کون ہے، پر ہاں علیؑ کے شیر بچے ہوں یا جواں نہیں مرنے میں ان کو د

آنے سے اس کے ہم یہ تو سمجھے گزر گئے
ماں باپ اس کے جیتے رہے یا کہ مر گئے

…ئی کہ اس کی زیارت تو ہو ثواب (۷۴) ہو ثانیِ حبیبِ خدا یہ فلک جناب
…خلق میں دیکھا ہو موجبِ عذاب منھ زرد، ہونٹ نیلے، زبان خشک، دل کباب

بہتر نہ دیکھنا ہی ہمارے حضور رہے
اور دیکھیے تو پانی پلانا ضرور رہے

…لے شہیدوں کے لاشوں کو اہلِ شام (۷۵) اور بولے، لو سپاہ حسینی ہوئی تمام
…لاشے ہیں مع عباسِ تشنہ کام باقی ہیں دو، سوا اک یہ پُر ارماں اور اک امام

قابلِ بکا کے حالِ شہِ مشرقین ہے
بس اک یہی بقیۂ فوجِ حسین ہے

…سنی میں ماتھے پہ سجدے کا ہے نشان (۷۶) ایسے بشر نہیں، ہیں تو قائم ہو کیوں جہان
…اس کو لائی ہے پر اس گھڑی کہاں دردا، یہ چار لاکھ کی تیغ اور اک جوان

گیسو بھی منتوں کے ابھی تک بڑھے نہیں
دن پہ چڑھے ہیں، بیاہنے کو یہ چڑھے نہیں

…ں حیا ہے چرخِ ستم گار کس لیے (۷۷) یہ یوسف اور موت کی بازار کے لیے!
…منصفو، یہ پھول ہو دستار کے لیے یا پائمالیِ سُمِ رہوار کے لیے؟

غربت پہ یا کہ اس کی جوانی پہ روئیں ہم؟
بھیگیں نہیں مسیں سو لہو سے بھگوئیں ہم؟

…تو اس کا نام و نسب و قوم و خاندان (۷۸) کس گھر کو بے چراغ کر آیا ہے یہ جوان
…خانماں کا آج مٹاتا ہے یہ نشان کس باغ کی بہار کو کرتا ہے یہ خزان

کس ماں کو اپنے سوگ میں اس نے بٹھایا ہو
کس باپ کے جگر پہ یہ چھری پھیر آیا ہو

اکبرؑ کے آگے آئے کئی بانیٔ فساد (۷۹) پوچھا جو سب نے نام، یہ بولے کہ نا

دریافت قوم کی تو پکارا وہ خوش نہاد سیّد ہوں، ہاشمی ہوں میں لے فرق

پوچھا جو اشقیا نے کہ پانی کا شوق ہے؟
یہ بولے اب تو مرگ جوانی کا شوق ہے!

یہ سُن کے روئے اور پکارے وہ بے خبر (۸۰) سیّد بھی، نامراد بھی، برحق ہے تو

نام و نسب کو اپنے مفصل بیان کر ہنس کے بولے اچھا سنو ہم سے سر

ماں کی طرف سے تو عجمی ہیں گھرانے میں
بابا کی سمت سے عربی ہیں زمانے میں

نوشیرواں کی پوتی کا میں نے پیا ہے شیر (۸۱) جو ہو چکی ہو لشکرِ اسلام میں ا

سر ننگے آج کافروں میں ہوگی دستگیر بابا امام، دادا امیروں کا ہے امی

حمزہ کی طرح مطیعِ شہِ تشنہ کام ہوں
سجادؑ اُن کے بیٹے ہیں، میں ان کا غلام ہوں

صورت میں مصطفیٰ ہوں شجاعت میں مرتضیٰ (۸۲) خیر النسا کا سن ہے مجھے ارث میں

اٹھارہ سال کی گئیں وہ بھی سوئے خدا مظلومیت میں دیکھو تو مظلوم کر

وجہ حسن سے خُلق حسن میں حسن ہوں میں
تنہا مجھے نہ جانیو تم، پنج تن ہوں میں

پڑھ کر درود بول ہوئے گویا سب یک بار (۸۳) تصویر اک طرف تری نقرہ پہ پونت

اس پیاس میں نہ بول سکے کوئی زینہار یہ ہے تری زباں کو فصاحت پہ اختی

کیا کہنا تیرے حُسن کا افواہ سب میں ہے
اکبر! تمہی نام مبارک عرب میں ہے

گیسوؤں والا، تو ہی ہے، آہ! (۸۴) نوشیرواں کے گھر کا اُجالا، تو ہی ہے، آہ!
ی کی گود کا پالا، تو ہی ہے، آہ! چشم و چراغِ سید والا، تو ہی ہے، آہ!
لذت شباب کی تمھیں دنیا میں کیا ملی
یہ تو کہو حسینؑ سے کیوں کر رضا ملی

ہم نے باپ سے کی ہوگی التجا (۸۵) پانی نہ پایا باپ سے ہوا ہے تم خفا
بر، تو، بابا نے دی ہے تمہیں رضا ماں نے یہی کہا ہے کہ اُمّت پہ ہو فدا!
یہ کیا ہے؟ صبر تب مرے بابا دکھائیں گے
جب میرے بعد ہاتھوں پہ اصغر کو لائیں گے!

گفتگو تھی وہاں، در پہ تھے حرم (۸۶) ٹکرا رہی تھی چوب سے سر، سیدِ اُمم
ی بانو کرے شاہِ باکرم سنتے ہو تم بھی غلغلۂ لشکرِ ستم!
حضرت ہمارے ڈر سے یہ آزردہ ہوتے ہیں
دشمن بھی نوجوانیِ اکبر پہ روتے ہیں

ہم شبیہ نبیؐ ہے یہ نوجوان (۸۷) روتے ہیں، بعضے، بعضے ہیں اکبر کے [illegible]
کے ہاتھ سے دشواری ہے اماں وہ بولی، نا امید نہ ہو اے شہِ زماں
یہ مژدہ تو خدا نے سنایا، ہزار شکر!
رحم اُن کو میرے بچے پہ آیا، ہزار شکر!

قضہ لے کے یہ مرا پیغام جائے (۸۸) پوشیدہ مرے لال سے بے رحموں کو سنائے
رحم کھائے خدا اس پہ رحم کھائے لٹتی ہوں اور تمھارے نبیؐ کی بہو ہوں ہائے!
تم کو قسم خدا اور رسالت پناہ کی
اکبر کو دو اماں مجھے حسرت ہے بیاہ کی

جلّا کے میں جو روتی تھی قاسم کی لاش پر (۸۹) آزردہ اِس پہ ہو گیا ہے یہ میرا پسر
اُن کو خبر نہیں کہ پھروں گی میں دربدر — غیرت کے مارے رن میں کٹانے گئے
تم میری بے کسی پہ ترس کھا کے بھیج دو
یہ ماں سے روٹھ کے آئے ہیں سمجھا کے بھیج دو

یہ تو علی کے پوتے ہیں، رن سے نہ آئیں گے (۹۰) تم کہہ دو، ہم نہ شکلِ نبیؐ کی مٹائیں
گر وہ کہیں کہ جیتے نہ ہم گھر کو جائیں گے — تم کہیو، ہم نہ ہاتھ بھی تم پر اٹھائیں
اس پر بھی یہ نہ مانیں گے تو خود میں آؤں گی
زینبؑ کو ساتھ لے کے میں اُس کو مناؤں گی

شہ نے دعا کی، صبر دے بانو کو اے خدا (۹۱) اور بولی بی بی، جو رہِ حق میں دیا
پہلو میں تیرے لال کے ہیں شبیرِ کبریا — اور سامنے ہے لاشۂ عباسِ باو
اس معرکے میں پاؤں نہ رن سے ہٹائے گا
منھ پر سپر نہ روکے گا اور تیر کھائے گا

حیدرؑ کے آنے کا جو سُنا اُس نے ماجرا (۹۲) مُنھ پر طمانچے مار کے کہ توبہ یہ کیا کی
اے والی، اب یہ ذکر ہی جانے دو میں فدا — لونڈی نہ جانتی تھی کہ آئے ہیں مرتضیٰ
رونا سنا تو ہوگا شہِ ذوالفقار نے
ہے ہے، سبک کیا مجھے اکبر کے پیار نے

پھر سوئے قتل گاہ یہ گھبرا کے دی صدا (۹۳) اکبرؑ، تمھارے دادا نے رونا مرا س
بے صبر میرا نام ترے عشق نے کیا — تو نے سبک کیا ہی، تو ہی آبرو بڑھا
دن میں گزر ہوا ہے جنابِ امیرؑ کا
ہاں میرے شیر، زور دکھا ماں کے شیر کا!

...ں عرض کی کہ دعا کا ہے یہ مقام (۹۴) اکبر کے حُسن کے ہوئے قائل جو اہلِ شام
...کے خاندان کے جلوے ہیں یہ تمام لڑنے میں نام ہو تو مرے دودھ کا ہو نام
صرفِ دعا زبانِ امامِ اُمم ہوئی
بانو بھی بال کھول کے سجدے کو خم ہوئی

...ن عمر نے جنگ کی دی فوج کو قسم (۹۵) لکھ لکھ کے بانٹے شُقۂ انعام یک قلم
...علم بھی، تیغ بھی، نیزے بھی تھے علم آوازِ طبل و بوق تھی ہر جوق میں بہم
پیچیدہ بانگِ دف ہوئی زہرہ کی ناف میں
سیمرغ کے حواس اڑے کوہِ قاف میں

...نوائے مخالف سے شور و شر (۹۶) ناقوس و چنگ و بربط و ارغن اِدھر اُدھر
...دمہ دمامے کا قانونِ جنگ پر وہ زیر و بم کا غلغلہ گہہ زیر گہہ زبر
اس غلغلے سے کان پھٹا ہر گروہ کا
باہر زمیں کے سر سے ہوا مغز کوہ کا

...لگے جو وقت تگ و تاز باد پا (۹۷) برباد گرد بن کے زمین کا طبق ہوا
...علم تھے اور سیہ رو، سب اشقیا شب رنگ اسپ نقرۂ روز اس گھڑی بنا
ہر تیغ یوں تھی لشکرِ جنگی کے ہاتھ میں
جس طرح سے کہ شمع ہو زنگی کے ہاتھ میں

...نے پا کے تیرگی و گرد کا حجاب (۹۸) نعرہ کیا کہ یا علی دیا ابو تُراب!
...شرقِ نیام سے چمکایا آفتاب پھر خیمۂ فلک میں کھنچی نور کی طناب
یہ تیغ یوں چمک گئی تیغوں کی تاب میں
مچھلی بھرے اُچھلتی ہوئی جیسے آب میں

کی چُست اسپ چُست کی شہزادے نے عناں (۹۹) سمٹے تگاور کرۂ ارض و آس[illegible]
خونِ عقاب سے ہوئے توسن رواں دواں صرصر سے فوج پشتہ ہو جس طرح بے [illegible]
اقبال و بخت دے کے دعا ہم عناں ہوئے
خُدامِ فتح فاتحہ پڑھ کر رواں ہوئے

چمکی جو شاہزادے کی تیغِ مسیح دم (۱۰۰) دم کفر کا رواں ہوا ایماں میں آ گیا [illegible]
پھر فربہی عدو کی ہوئی موت کا قدم ہچکی قضا کی لینے لگے قبل دم [illegible]
یکسر قلم کی شکل علم سب قلم ہوئے
تیغ و تبر علم کی طرح سے علم ہوئے

شمشیروں میں در آئی یہ شمشیر شعلہ ور (۱۰۱) آہن کے دل میں راہ کی، اللہ رے [illegible]
تیغیں سانِ اژدہا ہوئیں چاک سر بسر جوہر کا سبزہ جل گیا ہر کشتِ تیغ [illegible]
بے ہم جو اُن کی تیغ کے شانوں پہ وار تھے
مانندِ شانہ بازوئے اعدا فگار تھے

جاری ہوا یہ زخموں سے خونِ تنِ سپاہ (۱۰۲) دریائے خوں میں تا بہ گلو ڈوبے [illegible]
دم اس میں ہے وہ پیاسوں سے لڑتے تھے بے گناہ گردن پہ اُن کے خون انھیں کا چڑھا تھا
بے کار تیغ تھی سپہ بے دریغ میں
سو کشتے غسل کرتے تھے اک آبِ تیغ میں

طوفانِ آبِ تیغ سے پیدل بہ در گئے (۱۰۳) چلنے سے نقشِ پا کی طرح سب گزر گئے
بحرِ ہرا قبر میں فرد یک دگر گئے قد اُن کے جھک کے پل بنے ادھر اُدھر گئے
چھوٹے ہوئے جو غرقے سے شکلِ حباب تھے
کشتی کی طرح غرق وہ خانہ خراب تھے

...ں آتارتی تھی بدن سے سرِ سپاہ (۱۰۴) جیسے اتارے شاہ، سرِ دوش سے کلاہ
...عکسِ تیغ نے بے ضرب کی یہ راہ سب کو فلوسِ ماہیِ دریا بہ ڈالا، واہ
آیا نہ عکس تیغ درخشاں کی راہ پر
بھاگا حباب ہاتھوں کو رکھ کر کُلاہ پر

...ھے اُدھر سے کماں دار بے حساب (۱۰۵) اور یاں بھی قُزح قوس میں خجل ہوا شہاب
...وے کماں پہ رکھی تیر نے شتاب زہ زہ کا تب کیا لبِ سوفار نے خطاب
اُڑتے ہی مرغ تیر اِدھر سے اُدھر گئے
مثلِ خیال، گوشۂ دل سے گذر گئے

...ا جانتے تھے سدا جس کو اہلِ شر (۱۰۶) اُس دم کھلا، یہ خانۂ ناوک ہے سربسر
...وں تھے سینوں میں پیکانِ بے جگر زنبور جیسے ڈھونڈتی پھرتی ہو اپنا گھر
گر خود بارِ سر تھا تو سر بارِ دوش تھا
بے عقل عقل تھی وہاں، بے ہوش ہوش تھا

...تیر دیدۂ اعدا میں بیٹھا بس (۱۰۷) یہ چشم آشیاں تھی اور پلک اس کی خار و خس
...ستۂ فنا میں تنِ طائرِ ہوس ہو دامِ عنکبوت میں جس طرح سے مگس
تیغوں سے موشگافیِ تیر آشکار تھی
جوہر کی چشم مثلِ پلک تار تار تھی

...کے خوف سے دلِ گاوِ زمیں تھا چاک (۱۰۸) رستم کا مردہ گوشۂ مرقد میں سہم ناک
...رہ کفن پہ پہنتا تھا زیرِ خاک اِس خانۂ کماں میں تھی گویا قضا کی دھاک
نام و نشاں لعینوں کی ترقیم کرتی تھی
خط اپنا پیکِ تیر کو تقسیم کرتی تھی

آتے تھے تیر اوج سے لینے کو بار بار (۱۰۹) بے بال تھا پرند ہوا رن میں سا
اڑنے میں مثلِ دامِ مُشبّک تھا ہر غبار حاشا، غبار وہ نہ زمیں سے تھا
طعمہ نہ تھا جو تیروں کے شہباز کے لیے
پر کھولے تھے زمین نے پرواز کے لیے

جب جنگِ تیر میں بھی نہ بر آئے اشقیا (۱۱۰) بھالے سنبھالے روبہ رُوئے شیر مر
آیا کلیم کے یدِ بیضا میں یاں عصا آتش فشاں زباں ہوئی مانندِ اژ
آواز دی فلک نے یہ اُس نیزہ دار کو
اِس شعلے سے بچا تا میرے سینہ زار کو

آتش ہوئی جو نیزۂ اکبرؑ کی شعلہ در (۱۱۱) آہن ہر اک سناں کا ہوا موم سر
ہوتے ہیں سب کے نیزے تو عصا پہ کارگر پر شبیرِ حق کے پوتے کا ہیں کیا کہوں
پوری میں نوری بیل کو یہ کھیل میں پڑتے تھے
نیزے نیام نیزۂ اکبر کے ہوتے تھے

اس زور پر تھی نازکناں قدرتِ اِلٰہ (۱۱۲) جنات اور ملائکہ میں غُل تھا، واہ وا
سُن کر یہ شور کہتے تھے سب اہلِ بیتِ شاہ اکبرؑ، تمہاری جان کو اللہ کی پن
کیا کیا حسینؑ امام کو بھی پیار آتے تھے
پھیلا کے ہاتھ رن کی طرف بیٹھ جاتے تھے

سجدے میں ڈیرے سے تھی جو بانوئے دل ملول (۱۱۳) زینبؑ پکاری، لے ترا مطلب ہوا حصو
رن میں علیؑ ہے کہہ رہی ہے دخترِ رسول بانو کو بیاہنے گئی تھی اِس لیے تو
اکبرؑ کا بیٹے جنگ میں انداز دیکھیے!
میری بہو کے دودھ کا اعجاز دیکھیے!

اٹھ کے دیکھا بہ سوئے شہِ اُمم (۱۱۴) پوچھا، یہ سچ ہے؟ آپ کو اکبرؑ کی ہے قسم!

شاہِ دیں نے کہ شاہد ہیں ایسے کے ہم کیا خوب تیرا شبیر لڑا اے اسیرِ غم

کہتی ہے "واہ" روحِ جنابِ امیرؑ کی

ہے اب تو عرشِ حق پہ ثنا تیرے شیر کی

کے سجدہ شکر کا کرنے لگی ادا (۱۱۵) پر، آہ، سجدے میں تھی کہ باجوں کا غل اٹھا

دیکھا شہ کو تو منھ فق نظر پڑا پوچھا، یہ غل ہے کیسا؟ وہ بولے میں لٹ گیا!

سر بیٹیو ہم شبیہ پیمبرؐ ہوئے شہید

یہ شادیانے بجتے ہیں، اکبرؑ ہوئے شہید

کچھ بہار نہ دیکھی شباب کی (۱۱۶) تکلیف تین روز رہی قحطِ آب کی

وہ پیاس کی، وہ طپش آفتاب کی اندر سے کیسی وہ سبطِ رسالت مآب کی

صدمہ سے دل پہ شاہ کے زخمِ اجل لگا

کیا بے جگہ کلیجے پہ برچھی کا پھل لگا

زباں کھلی رہی پانی کیا طلب (۱۱۷) بھیگیں مسیں لہو سے جوانی میں ہے غضب

اُن کو احمدِ ثانی جہاں میں سب صحرائے کربلا میں یہ ارماں ہوا لقب

اٹھارھواں برس بھی ابھی ناتمام تھا

ان کا جو نام مرگ شہیدوں میں نام تھا

بھر گئے اک بار، یا نصیب! (۱۱۸) نوکِ سناں جگر کے ہوئی پار، یا نصیب!

کھائی ظلم کی تلوار، یا نصیب! سہرے کی جا لہو کا بندھا تار، یا نصیب!

بن بیاہے نامراد جہاں سے گزر گئے

سیدانیاں تڑپ گئیں، ماں باپ مر گئے

اکبرؑ ہوئے شہید جو عہدِ شباب میں (۱۱۹) پینے کو آب تیغ بلا قحطِ آب
نکلی لحد سے روحِ بتولؑ اضطراب میں   محشر ہوا خیامِ رسالت مآب

غل تھا حیاتِ احمدِ ثانی ہوئی تمام
اٹھارہویں برس میں جوانی ہوئی تمام

اصغرؑ کو اپنی گود سے بٹھلا کے خاک پر (۱۲۰) سر پیٹتی نکل پڑی بانو، برہن
حضرت نے روک کر کہا، بی بی کدھر کدھر؟   وہ بولی، جس جگہ ہے مرا نوجواں

ہے ہے نہ روکو اب، یہ مقامِ حیا نہیں
کیا اہلِ شام کا کوئی بیٹا مُوا نہیں

رو کر حسینؑ بولے، تو زہرا کی ہے بہو (۱۲۱) اکبر ملیں، تو یوں بھی سہی، کھو تو آ
سو یہ تو اب بخیر نہ رکھ دل میں آرزو   احسان کر امام پہ، جا بیٹھ گھر میں

لاتا ہوں میں لٹی ہوئی تیری کمائی کو
ضامن لے مجھ سے فاطمہ زہراؑ کی جائی کو

وہ بولی، خیر جاؤ، پر آنا اِسی قدم (۱۲۲) اکبر تو مر گئے تمھیں اصغر کی دودن ق
لاشے کے منتظر یہیں بیٹھے ہوئے ہیں ہم   یہ سُن کے لڑکھڑاتے چلے سیدِ ا

بے نور دونوں آنکھیں جو تھیں ہر جگہ گرے
لکھا ہے راویوں نے، بہتر جگہ گرے

ہر اک قدم بلند تھی مولا کی یہ فغاں (۱۲۳) ماں باپ میرے تجھ پہ فدا، اے مرے جو
زینب کے پالے، بانو کی آنکھیں، ید کی جاں   چشمِ عرب، چراغِ عجم، فخرِ خاندا

گھر بار اُس پہ صدقے پیمبرؐ کی آل کا
میرے لیے مُوا ہے جو اٹھارہ سال کا

…س پہ صدقے جس کی ہو کنیت ابوالحسن (۱۲۴) میں اس پہ صدقے جس میں ہو دادا کا سب چلن
…س پہ صدقے جس کو نہ تابوت نے کفن میں اس پہ صدقے خشک ہو جس پیاسے کا دہن
رلوائے گی جوانی اکبرؑ جہان کو
میں اُن پہ صدقے روئیں گے جو اس جوان کو

…س پہ صدقے جو مرے پیاسے کی لے خبر (۱۲۵) سید سمجھ کے پانی پلا دے جو بوند بھر
…ے، کون ایسا ہو یہاں مرا ہمدرد پانی وہی پلائیں گے اکبرؑ کو آن کر
امت نے فوج کی نہ کیا تھا یہ نوح سے
یہ کلمہ گو جو کرتے ہیں نانا کی روح سے

…س کا لال ترس اس پہ کھاتے ہیں (۱۲۶) مذہب میں ان لعینوں کے اُن کو ستاتے ہیں
…ی لاش تو نہیں مجھ کو دکھاتے ہیں ڈنکے پہ میرے ہنستے ہیں نوبت بجاتے ہیں
اپنے رسول زادے سے شرم و حیا نہیں
گویا کہ میں نواسۂ خیر الوریٰ نہیں

…بھر گئے ہو کہ نام و نشاں نہیں (۱۲۷) کس دکھ میں ہو کہ یاد تمہیں باپ ماں نہیں
…لگا ہو زخم کہ گویا زباں نہیں آواز دو کہ باپ کے قالب میں جاں نہیں
زخمی کیا ہے سینہ و یا سر اتارا ہے
نیزے سے تم کو مارا کہ خنجر سے مارا ہے

…ے کا تو یہ حال کہ پیدا صدا نہیں (۱۲۸) اور اپنے اختیار میں اب دست و پا نہیں
…کیا کہ ہوش بھی میرے بجا نہیں یہ بے کسی ہو اور کوئی آشنا نہیں
تم اپنے حال میں ہو پدر اپنے حال میں
ملنے کی شکل کچھ نہیں آتی خیال میں

منّت سے میری، بانو نے گھر میں ہجوم لیا (۱۲۹) وعدہ ہوا اسے کہیں نے تری لاش ک
ضامن ہو تیرے پالنے والی کہہ دیا بانو بھی آتی ہو گی۔ جو مر جائے کب

آواز دو پدر کو نہیں ماں اب آئیں گی
غیرت سے لاش پیارے کی پھر تھرائے گی

اب آنکھ سے تو کچھ مجھے آتا نہیں نظر (۱۳۰) یہ دل کو دل سے راہ ہے اے عاشق
معلوم ہے مجھے کہ تڑپتے ہو خاک پر ہے تم کو صدمہ جگری اے مرے

گر کر حسینؑ صورتِ بسمل تڑپتا ہے
زخمی ہے دل ترا کہ مرا دل تڑپتا ہے

کس آگ میں خلیل کو میرے بٹھا دیا (۱۳۱) کس دار پر مسیح کو میرے چڑھا
کس چاہ میں تجھے مرے یوسف گرا دیا کس خاک میں ستارے کو میرے چھپا

چاروں طرف پھرا تری خوشبو نہ آگئی
تجھ کو زمین کھا گئی یا موت کھا گئی

اے روشنیِ چشمِ پدر تجھ پہ میں فدا (۱۳۲) اپنے پدر کو کہہ گئے "پسر مُردہ" تو
میرے تو پاس کوئی نہیں یار و آشنا لاشے پہ تیرے ہوئیں گے زہرا دم

دادی کو پاس رہنے دو، دادا کو بھیج دو
حیدرؑ جو غش میں ہوں تو زہرا کو بھیج دو

زینب کی دونوں آنکھوں کے تارے جواب دے (۱۳۳) اے باپ ماں کے راج دلارے، جواب دے
اے میری زندگی کے سہارے، جواب دے! سنتی جواب دیتی ہو پیارے، جواب دے

اس ٹوٹے دل کی آس تو اس دم نہ توڑ دو
مشتاق ہوں سخن کا، ابھی دم نہ توڑ دو

(۱۳۴)

…کے نیزہ غرق بہ خوں مژہ نے کہا — لو سونگھو، یہ لہو دلِ اکبر کا ہے بھرا

…سینے سے ہٹا کے قبا شہ نے دی صدا — ظالم، یہ برچھی میرے کلیجے پہ بھی لگا

ہاں برچھی کیا دکھاتا ہے مجھ دل ملول کو

یہ نیزہ حشر میں تو دکھانا رسول کو

(۱۳۵)

…ے سوئے نہر چلے شاہِ نامدار — تیغیں پکڑ کے آگے بڑھی فوجِ بدشعار[1]

…حسینؑ، پانی پیوں کا نہ زینہار — فرزند کی تلاش میں پھرتا ہوں بے قرار

ضعفِ بصر ہوا ہے حسینؑ غریب کو

دریا سے ساتھ دوں گا میں اپنے حبیب کو

(۱۳۶)

…یتے پڑتے لاشۂ عباس پر گئے — اور بولے، کچھ سنا! علی اکبر بھی مر گئے

…ڈھونڈنے کو چار طرف ننگے سر گئے — معلوم ہے تمہیں کہ وہ رن سے کدھر گئے

لایا ہوں التجا یہ برادر کی لاش پر

عباس لے چلو ہمیں اکبر کی لاش پر

(۱۳۷)

…ر لرز کے کبھی لاش نے یہ بات — قالب یہاں ہے روح ہے میری تمہارے ساتھ

…ے بھی نا امید پھرے شاہِ کائنات — کہتے تھے، اب میں کیا کروں اے ربِّ پاک ذات؟

قربانیوں کے مردے جہاں تھے پڑے ہوئے

واں سر جھکائے شاہ تھے اپنا کھڑے ہوئے

(۱۳۸)

…ے لرز گیا لاشہ لبِ فرات — بے چارگی عباس تھی کہ نے جان تھی نہ ہات

…ے بھی نا امید پھرے شاہِ کائنات — چلائے اب میں کیا کروں اے ربِ پاک ذات

قربانیوں کے مُردے جہاں تھے پڑے ہوئے

واں سر جھکا کے شاہ بھی اپنا کھڑے ہوئے

---

[1] نسخہ: ناوک لگانے آئے کماندار دس ہزار

پھر چار بار چار طرف کو یہ دی ندا (۱۳۹) تو اکبر اب یہ باپ تو گھر کی طرف چلا
کہہ دوں گا بانو سے کہ مرا اختیار کیا ــــ میرے پکارنے سے نہ بولا پسر
تو رن میں جا کے ڈھونڈے گی اس کو تو پائے گی
سیدانیوں کو ساتھ لیے بانو آئے گی

جب چار سمت کو یہ ندا دی بہ چشم نم (۱۴۰) آئی صدا کہ اے مرے بابا شہ امم
جنگل میں اک شجر کے تلے لوٹتے ہیں ہم ــــ سر پہ اجل ہے، سینے میں نیزہ، لبوں پہ دم
آواز کی طرف کو نبیؐ کا پسر چلا
پر یہ نہ ہوش تھا کہ کہاں ہوں، کدھر چلا

ناگاہ پہنچا لاشۂ فرزند پہ پدر (۱۴۱) پر کس گھڑی کہ ہچکیاں لیتا تھا جب پسر
دم توڑنے میں باپ کی جانب جو کی نظر ــــ سینے سے ہاتھ اٹھا کے دھرا اپنے ماتھے پر
پھیلا کے ہاتھ لاش سے لپٹے امام بھی
بولے گلے سے مل لو تو کیجو سلام بھی

ظاہر ہے یہ کہ تم کو ہیں اندوہ بے قیاس (۱۴۲) زخمی ہو ایسے، خون کے تھالے ہیں آس پاس
بیٹا، وہ درد کیا ہے کہ جس سے ہو گئے بے حواس ــــ سوکھی زباں دکھا کے وہ بولا کہ پیاس پیاس
آہستہ اب زمیں پہ لٹا دو غلام کو
پانی کہیں سے لا کے پلا دو غلام کو

حضرت نے ہاتھ مار کے سینہ پہ دی صدا (۱۴۳) خنجر لگا یا دل پہ، مری جان کیا کیا؟
مجبوری حسین سے واقف نہیں ہو کیا ــــ واللہ اس قلق کی نہ حد ہے نہ انتہا
کس کی مجال ہے کہ یہ صدمہ اٹھا سکے
تم پانی مانگو اور نہ بابا پلا سکے

(۱۴۴)
بابا نہ روؤ، بس یہ کہا اور مر گیا — …جوڑ کے قدموں پہ سر دھرا
تھا خاک پر جو خون علی اکبر کا جا بجا — …آہ کی کہ ہلا عرشِ کبریا
اُس خاک اور لہو کو جبیں پر لگا لیا
پھر لاشۂ پسر شہِ دیں نے اٹھا لیا

(۱۴۵)
لاشے کے ہاتھ شہ کے گلے میں اِدھر اُدھر — …ے اپنے تھامے تھے شہ مُردے کی کمر
اور شاہ کے ذقن کے تلے لاش کا تھا سر — …سینہ، جگر کے قریں جگر
زہرا نثار ہوتی تھی اس قدِ پاک پر
پاؤں لٹکتے آتے تھے مُردے کے خاک پر

(۱۴۶)
پہنچے قریبِ خیمہ جو سلطان نیک خو — …ں لیے، ہوئے بن بیاہے لال کو
بابا کا حق ادا کیا، دودھ ان کو بخش دو — …ر کہا، لو، اپنا لال لو!
بچوں کو روتا چھوڑ دیا خیمہ گاہ میں
آ آ کے بیٹھیں بی بیاں لاشے سے آہ میں

(۱۴۷)
سب ہاتھوں ہاتھ خیمے میں اکبر کی لاش لائے — …، آئے، میرے نامراد آئے
مسند بچھی تو شیر کو اس پر لٹایا ہائے — …ری نانا کی مسند کوئی بچھائے
بانو پکاری وقت نہیں قیل و قال کا
ماتم کرو خدا کے لیے میرے لال کا

(۱۴۸)
بیمار ہو تو کیا ہو، بھائی کو رونے آؤ — …کے تب میں یہ سجاد کو سناؤ
صغرا کا کرتا پھاڑ کے تم پائنتی بٹھاؤ — …بیں کھول کے بالینِ لاش لاؤ
بچے نے میرے کچھ نہیں دیکھا جہان کا
سب لڑکے سوگ رکھیں میرے نوجوان کا

سجاد کہتے آئے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا (۱۴۹) فریاد، میرا قوت بازو جـ
باقر سرہانے مردے کے آ کر کھڑا ہوا پائیں لاش بیٹھا تھا اصغر

گاہے تو سہمتا تھا تنِ پاش پاش سے
گاہے ہُمک کے لپٹتا تھا لاش سے

کبرا نے بھی، سکینہ نے بھی کھولے اپنے سر (۱۵۰) صف باندھ کر کھڑے ہوئے سب لوگ
بانو نے پوچھا، لوگو مرا ہے مرا پسر؟ بالیں پہ یا کہ پائنتی روؤں میں

تنبیہ کروں جو میں تو نہ تم منع کیجیو
اکبر کی روح کو نہ خفا ہونے دیجیو

پیارے کو میرے پاسِ شریعت کمال تھا (۱۵۱) ہر بات میں رضائے خدا کا خیا
طفلی سے متقی مرا اَن بیاہا لال تھا بچپن کا روزہ دار مرا خوش خصا

پہلے کو ساتھ دیتے تھے میرا طعام میں
دن کو نہ دودھ پیتے تھے ماہِ صیام میں

بہرِ نمازِ صبح مجھے یہ جگاتے تھے (۱۵۲) نہ دودھ کے لیے مجھ کو اُٹھا
بستر سے گھٹنیوں یہ مصلے پہ آتے تھے مادر کے ساتھ سجدے میں سر کو جھکا

قبلے کو میرے دستِ دعا جب یہ بڑھتے تھے
پھیلا کے ہاتھ ننھے سے کچھ یہ بھی پڑھتے تھے

ہے ہے، وہ لال ہو کے جواں کوچ کر گیا (۱۵۳) بانو کا پالا پوسا جہاں سے گزر گ
میرا جوانِ صالح، ارے لوگو، مر گیا ہے ہے، مرا غریب نمازی کدھر گ

میں تھی بہو کی فکر میں اکبرؑ کو پال کے
یہ نامراد چل بسے اٹھارہ سال کے

...س کا شبیرِ جوان مار ڈالا ہے (۱۵۴) اِس کا کلیجہ سینے سے کس نے نکالا ہے
...ہائے یہ تو مرا زلفوں والا ہے زہرؑا نے جس کو پالا اِسے اُس نے پالا ہے

سینہ سے خون اکبرِ دل گیر بہتا ہے
مسند پہ مصطفیٰ کی مرا شبیر بیٹھا ہے

ایسا کون نبی کی نشانی کا (۱۵۵) جس کو دریغ آیا نہ اِس کی جوانی کا
...کوئی قطرہ پلایا تھا پانی کا؟ سیروں لہو بہایا جو بانو کے جانی کا!

توفیق تھی کسی میں نہ کھانا کھلانے کی
ہمت بھی کی تو سینے پہ برچھی لگانے کی

...ن بلائیں لیں چہرے سے تا بہ پا (۱۵۶) اور ہاتھ اُٹھا کے سینے سے پہلو میں رکھ دیا
...زخمِ دل پہ رکھا اور یہ کہا سینے سے العطش کی چلی آتی ہے صدا

یہ کہہ کے کانپی، آہ بھری، نالہ کش ہوئی
ہاتھوں سے سینہ پیٹی پھرا لیا کہ غش ہوئی

...یے سے کہا، اے شاہِ نیک خو (۱۵۷) اماں ہلاک ہوئیں گی، لے جاؤ لاش کو
...ہی بانو کو، بی بی، اٹھو اٹھو! بھیا سدھارتے ہیں دوبارا ابھی دیکھ لو

غش سے جو آنکھیں کھول کے اُس نے نگاہ کی
پایا پسر کی لاش کو گودی میں شاہ کی

...ے لپٹی دوڑ کے اور شہ سے یہ کہا (۱۵۸) لے جائیو ٹھہر کے، شتابی ہے ایسی کیا؟
...سنے چڑھا ہے مرا لال، مہ لقا؟ کیا جلدی کر رہے ہیں دُلھن والے ہیں فدا؟

تیار کیا برات ہے ڈیوڑھی پہ ہو چکی
بانو تو مُردے کو نہیں جی بھر کے رو چکی

زینبؑ کو پھر پکاری کہ اے بی بی کنگھی لاؤ (۱۵۹) کلثوم کو ندا دی کہ سر سے لگ
لوگو، برائیوں کو میرے لال کے بلاؤ سہرا مرے شہید کی سسرال
بولے حرم کہ دولھا تو ہے پر دلھن نہیں
سہرا کہاں جنازہ نہیں اور کفن نہیں

یہ سُن کے ابن فاطمہ کو بھی غش آگیا (۱۶۰) سدرہ پہ جبرئیل کا دل تھر
ایسا تو مرثیہ نہیں اب تک کہا گیا بس اے دبیر عرش پہ شور
خالق سے کہہ یہ نظم قبول حسینؑ ہو
جب انجمن میں اس کو پڑھوں شور و شین ہو

مرثیہ ۷

...ں ہوا علم کہکشانِ شب ① اور پنجۂ قمر میں نہ ٹھہرا نشانِ شب
...سے ہوئی خالی کمانِ شب تیغِ ہلال بھی نہ رہی در میانِ شب
آئی جو صبح زیورِ جنگی سنوار کے
شب نے زرہ ستاروں کی رکھ دی اُتار کے

...رقی جو چڑھی چرخ پہ شتاب ② پھر تیغِ مغربی نے دکھائی نہ آب و تاب
...و گرم خنجرِ بیضائے آفتاب باقی رہا نہ چشمۂ نیلوفری میں آب
محتاج ماہتاب ہوا آب و تاب کا
باغِ جہاں میں پھول کھِلا آفتاب کا

...خوں کے عارضے میں مبتلا شفق ③ فصّادِ صبح آیا لیے نشتر و طبق
...فق کی فصد تو رنگِ اُفق تھا فق گل رنگ تھا صحیفۂ گردوں ورق ورق
خونِ شفق میں سرخ قضا نے قلم کیا
اور خط و خالِ روزِ شہادت رقم کیا

...دہ دو شت ہوا شاہِ با مداد ④ دفتر کُشا نے کھول دیا دفترِ مراد
...صبح کے جو کیا آب زر سے صاد کافور ہو گئی شبِ تاریک کی مداد

...ے خورشید کے نشاں نے مٹایا نشانِ شب
...ے تابی نہ پھر شعاعِ قمر نے سنانِ شب

رُتبے سے سرفراز کیا آفتاب کو
عُہدہ ہراولی کا دیا آفتاب کو

طغرہ نویسِ روز نے پھر جس قدر لکھا (۵) وہ حرف حرف موجبِ حکمِ ق
خورشید کو ہراولِ فوجِ سحر لکھا حُرؑ کو ہراولِ شہِ والا گہ
چہرہ تو دو ہراولوں کا ایک جا ہوا
پر حُرؑ کا نام مہر سے روشن سوا ہوا

شب نے نکالا پنبۂ اختر جو کان سے (۶) غل نوبتِ سحر کا سُنا آسما
اور شورِ کوس رحلتِ سرورِ جہاں سے فریادِ وا حسینؑ، حرم کی زبا
نعرہ سنا اذاں کا خیامِ امام سے
مطلع اور اقتلوا الحسینؑ کا غل فوجِ شام سے

نِکلا جو صیدِ شب کو خدیوِ جہانِ صبح (۷) ناوک شعاعِ مہر تھی، گردوں کم
سلطانِ شرق، دوش پہ رکھے نشانِ صبح شبدیزِ ابلقِ فلکی زیرِ را
عالم تھا محوِ نیّرِ عالم فروز کا
تارِ شعاع دام تھا عنقائے روز کا

قافِ غروب کو ہوا سیمرغِ شب رواں (۸) دارالامانِ صبح نے لی روز میں
خالی ہوا طیورِ کواکب سے آسماں اک بیضۂ قمر تھا فلک پر فقط
پروانے مُرغِ شمع صفت پر بریدہ تھے
بسمل کی شکل طائرِ ذرہ طپیدہ تھے

اول تو کارِ صبح کا یہ آشکار تھا (۹) آخر کو آہوانِ حرم کا شکا
تیغِ شعاع سے دلِ زینبؑ فگار تھا تن میں ہمائے روحِ حرم بے قرا

آفاق صیدِ تیرِ غمِ شاہِ دیں ہوا
مجروح طائرِ دلِ روح الامیں ہوا

(۱۰)
…ید روز ہوئی صبح کو پسند — ہنگامِ شام گردنِ عابد تھی اور کمند
…استخواں پہ قلق تھے ہزار چند — بابا کا بند بند جدا، آپ پاے بند
شانا تھا ایک ایک کا اور ریسمان تھی
بیمار کی وہ شان، حرم کی یہ شان تھی

(۱۱)
…پہ خونِ شفق جب کہ بہہ چکا — رن میں شہید ہونے لگا لشکرِ خدا
…ندلیبِ حرم، صاحبِ عزا — گل دستے کی طرح سے بندھے آہ ایک جا
ہر نکتہ بس ہے رونے کو عادل کے واسطے
یہ ہدیہ اور یزید کی محفل کے واسطے!

(۱۲)
…دارو گیر میں تھا خسروِ سحر — دریا کے بند و بست میں تھی فوجِ بدگہر
…آبِ نہر پہ قبضہ تھا سر بہ سر — باطن میں سب کی مِلک میں تھی آتشِ سقر
آواز آ رہی تھی مزارِ رسول سے
مہرِ بتول چھن گیا ابنِ بتول سے

(۱۳)
…ت تھا بس کہ ہجومِ سپاہِ شام — گویا سیاہ پوش تھا آبِ رواں تمام
…کہ مالکِ کوثر ہیں تشنہ کام — بالکل الٹ دیے تھے حبابوں نے اپنے جام
دریا جو دُور پیاس میں تھا شہ کی فوج سے
منہ پہ طمانچے مارتا تھا دستِ موج سے

(۱۴)
…بن سعد کے مجمع تھا بے شمار — بیٹھا تھا زرد رو سرِ کرسیِ زرنگار
…لوؤں میں کھڑے تھے امیدوار — اور حکمِ صفِ کشتی کا نقیبوں کو انتظار

جو قصد تھا وہ دین کے برباد ہونے کا

جو ذکر تھا وہ فاطمہ زہرا کے رونے کا

(۱۵)

کہنے لگا مشیروں سے ناگاہ وہ شریر — اک خواب ہم نے دیکھا ہے آج

کہنے لگے بہ دستِ ادب باندھ کر مشیر — ارشاد ہو، وہ دیکھا ہے کیا خوا

بولا وہ، فکرِ جنگ سے تھا اضطراب میں

اپنے نبی کو ذبح کیا میں نے خواب میں

(۱۶)

سب نے کہا کہ فتح مبارک ہو اے عمر — کاٹا سر حسینؑ تو کاٹا نبی کا

چلایا شمر، خواب ہے اپنا عجیب تر! — گویا سوار ہوں شہِ بے کس کے

مطلق کیا نہ پاس رسولِؐ انام کا

خنجر سے میں نے قطع کیا سر امام کا

(۱۷)

صدقے خدا کے، خواب میں کیا کیا مجھے دیا — بانو کا برقع اور سرِ کلثو

ہشیار کتنا خواب کے عالم میں میں رہا — زینبؑ چھپی تو ڈھونڈ کے عریا

ننھی سی ایک بچی کے گوہر اتارے ہیں

روئی ہے وہ تو میں نے طمانچے بھی مارے ہیں

(۱۸)

یہ سن کے حرملہ نے کہا، خواب سن مرا — گویا کیے ہیں تو نے دو خلعت

ہیں دو نشانے تیر کے میرے جدا جدا — اک بازوئے حسین اور اک طف

بیٹے کا اور پدر کا لہو مل کے بہہ گیا

وہ مر گیا تڑپ کے، یہ چپ ہو کے رہ گیا

(۱۹)

بولا عمر، ہے کہنے کی کیا اس میں احتیاج — سب کچھ تمھارے واسطے ہے، بعد

آج ابنِ فاطمہ کے لیے اس کا ہو رواج — جس زخم کا رفو ہو نہ جس درد

سادات کی ردائیں بھی نوشہ کا سر بھی لو
خلعت بھی لو، خطاب بھی لو، مال و زر بھی لو

(۲۰)
...سوں کو قریب بلا کر کہی یہ بات — لو تم بھی، اب کہو خبرِ شاہِ نیک ذات
...پانی کس طرح سے کٹی یہ تمام رات — کیا گذری شب کو پیاسوں پہ اب کیا ہے وارداتؔ
نامہ تو کوئی اہلِ وطن کو لکھا نہیں
پھر کمک کسی کو طلب تو کیا نہیں

(۲۱)
...س کو شہ نے اسلحہ بخشا ہے، کچھ سنا؟ — شمشیرِ حیدری ہوئی کس شبیر کو عطا؟
...لے کو خیمہ گاہ میں کیوں حشر تھا بپا؟ — ہم کو تو دیتے ہوئیں گے شبیرؑ بد دعا؟
مشتاقِ اجل ہے کہ شوقِ جہاد ہے
جاسوس نے کہا کہ فقط حق کی یاد ہے

(۲۲)
...جدے میں شفاعتِ امت کی تھی دعا — کیسی مدد، حسینؑ کو ہے احتیاج کیا
...رے شاہ کہتے تھے، بیٹا وطن کو جا — تنہائی کی اجل میں ہے پیارے بڑا مزا
کب اسلحہ کسی کو دیا ہے حسینؑ نے
تقسیم سب کو صبر کیا ہے حسینؑ نے

(۲۳)
...ھلے پھر کا رونے کا مضمون ہے دردناک — شبیرؑ نے سکینہ کا کرتہ کیا تھا چاک
...ر پہ ملی پھر اس کے یتیموں کی طرح خاک — کہتے تھے سب، نہ صلح ہوئی اے امامِ پاک
فرماتے تھے حسینؑ کی کل صلح ہوئے گی
لیکن وہ صلح ہوگی کہ سب خلق روئے گی

(۲۴)
...حضرت نے بے کسی سے کہا جب یہ سخن — مل کر گلے سے بھائی کے رونے لگی بہن
...پہنائے اپنے بیٹوں کو چھوٹے سے دو کفن — زینبؑ ہوئی جدائیِ اکبرؑ پہ نعرہ زن

غش پر غش آیا بادشہِ بے نظیر کو
اکبرؑ نے بخشوایا جو مادر سے شبیر کو

پیاسے تو ہیں حسینؑ پر اس ضبط پر فدا (۲۵) اک چشمہ خیمہ گاہ میں اُس وقت تک
بیٹے دیا کسی کو نہ خود شاہ نے پیا دھویا کفن کو، غسل کیا اور وضو کر

نہرِ بہشت بہرِ طہارت خود آئی تھی
گویا رسول زادے کے گھر میں خدائی تھی

لیتے ہوئے خبر جو پھرے سہم ہر ایک جا (۲۶) پر سوئے پشتِ خیمہ نہ اپنا قدم بڑ
آتی تھی ہائے ہائے پسرؑ کی وہاں ندا شبیرؑ کہتے تھے یہ مری ماں کی ہو ص

خیمے کے گرد نعرۂ شیر آشکار تھا
آئی صدا وہ شیرِ خدا بے قرار تھا

بولا عمرؑ، ہر ایک طرح ابھی ہے ظفر (۲۷) ہاں، اب سلاح باندھیں جوانانِ ذی ہُنر
دوڑے نقیب باندھ کے دامن اِدھر اُدھر دو لاکھ مستعد ہوئے قتلِ حسینؑ پر

انصاف کہہ رہا تھا کہ یہ کیا خیال ہے
اے ظالمو بتول کا یہ ایک لال ہے

جب مورچے بندھے تو علم یک قلم کھُلے (۲۸) تیرِ جفا کمانوں کے میزان میں تُلے
قرنا کا زور شور وہ نوبت کے غلغلے جن کی صدا سے خون ہو خشک اور تن گھلے

ترکش سے تیر دیکھ کے آتا تھا دھیان میں
غل کے سبب سے انگلیاں دیتے تھے کان میں

جاروب کش نے آئینہ رن کو بنا دیا (۲۹) سقوں نے حرب گاہ میں دریا بہا دیا
پیغامِ صورِ شورِ دہل نے سُنا دیا بانگِ نقیب نے دلِ اعدا بڑھا دیا

غُل تھا کہ کوئی دم میں شہِ دوسرا نہیں
زینبؑ کا اب جہاں میں کوئی آسرا نہیں

...ن کر حسینؑ کا دیکھو جلال و جاہ (۳۰) بَن میں شگفتہ ہے چمنِ قدرتِ الٰہ
...ن میں سپاہ ہے خیمے میں بادشاہ انجم تو محوِ سیر ہیں بُرجِ شرف میں ماہ
کیا باوفا سپاہِ شہِ دیں پناہ ہے
دو دن کی پیاس ان کی وفا پر گواہ ہے

...بس کہ آمدِ آمدِ ابنِ ابوتُراب (۳۱) تھا ہاتھ میں خضر کے عصائے پُر آب و تاب[1]
...ں آب پاش تھے بادیدۂ پُر آب فرشِ زری بچھائے تھا فراشِ ماہتاب
حالت تھی غیر بنتِ رسالت پناہ کی
بالوں سے جھاڑتی تھی زمیں قتل گاہ کی

...بارگاہِ حسینؑ و نثارِ فوج (۳۲) خیمہ فلک شکوہ تو بہ فوج عرش اوج
...رواق، زینتِ آفاق، حور زوج دریا زرہ، نہنگ سپر، برق تیغ موج
کیا ان کے آگے صولتِ سُہراب و زال ہے
زال ان کے رعب و دبدبے سے پیرزال ہے

...یک کا مُفَسّرِ والشمس والضحیٰ (۳۳) خال ایک کا مترجمِ والنجم اذا ھوا
...سی کا زلف میں کالبدرِ فی الدجیٰ فرقِ بلند ایک کا تفسیر والسما
خود اوج سر ہے خود کا سر سے عروج ہے
ہر خود سر مشرحِ ذات البروج ہے

---

[1] ...نسخہ۔ تھامے ہوئے خضرؑ تھے عصائے پُر آب و تاب

ابنِ حسنؑ جو رن کا ہے دولھا بنا ہوا (۳۴) سہرا بندھا تو شوقِ شہادت سو
سہرے میانِ نرگسِ شہلا لگا ہوا — نرگس کہا جو چشم کو تو لطف کیـ

نرگس سے خوب ہے کہیں اس گل بدن کی چشم
نرگس چمن کی چشم یہ چشم حسنؑ کی چشم

چشم و چراغ ہے جو حسنؑ کا یہ مہ لقا (۳۵) کہیے چراغِ دیدۂ روشن، تو ہے بـ
پر ہے چراغِ قمقمۂ قدرتِ خدا — صرصر ہو یا نسیم ہو، روشن ہے د

نرگس نہیں، ہر آنکھ تجلّی کا باغ ہے
سرمہ نہ سمجھو، ہالۂ دودِ چراغ ہے

اکبرؑ کھڑے ہیں ساغرِ عرفاں پیے ہوئے (۳۶) دو چار ہم سنوں کو جلو میں لیے ہوئے
دستِ قضا میں نقدِ جوانی دیے ہوئے — دل میں خدا سے عہدِ شہادت کیے ہوئے

نقشہ تھا اک نبیؐ کا ا(ن)، افلاک کے تلے
اٹھارھویں برس میں چھپا خاک کے تلے

چہرے سے تا بہ ناف ہے پیغمبرِؐ زمن (۳۷) محبوبِ عصر ثانیِ محبوبِ ذوالمنـ
ہے ناف یا کہ عکس فگن غنچۂ دہن — بالکل خطا ہے کہیے اگر نافۂ ختـ

کب نافۂ ختن میں بھلا بوئے ناف ہے
یہ نافِ روح پرورِ عبدِ مناف ہے

نیلے ہیں لب جو پیاس سے تو حسن ہے نیا (۳۸) غنچہ دہن کا غنچۂ نیلوفری بـ
قاسم میں خُلق و حلم ہے میراثِ مجتبیٰ — مظلومیتِ حسینؑ کی یاں سر سے تا بہ

یہ آفتابِ حسن ہے وہ ماہِ حسن ہے
وہ شاہِ حسن ہے یہ شہنشاہِ حسن ہے

وکت عباسِ نام ور (۳۹) اللہ کی ہے سیف تو شبیر کی سپر
قیل شیم، صاحبِ منبر　　طیار، مثلِ جعفرِ طیار، جنگ پر
کہتے ہیں، گو علم مرا نخلِ مراد ہے
سقّہ سکینہ کا ہوں، یہ رتبہ زیادہ ہے

نبر پھریرہ بہ آب و تاب (۴۰) پنجے پہ اس علم کے ہو قربان آفتاب
لفظِ علم پر ہیں انتخاب　　دونوں جہاں میں ہے یہ علم دار لاجواب
کیوں کر گرہ کشائی میں بے مثل یہ نہیں
شکلِ کلید، چوبِ علم میں گرہ نہیں

کہتا ہے وہ شیرِ بے نظیر (۴۱) آماں، حسینؑ کے لیے بخشو حقوقِ شیر
دعا ہے کہ ہوں آپ دست گیر　　آتی ہے یہ علی کی ندا، اے مہ منیر
کٹوا کے سر کو ہوجیو فدیہ حسینؑ کا
عباس! تجھ پہ دین ہے یہ والدین کا

س مسلم و زینب کے یادگار (۴۲) اک جا یہ چار چاند ہیں یا آفتاب چار
ی مراتب و ذی جاہ و ذی وقار　　جاں باز و سرفروش و نمودار و نام دار
عارض وہ پھول سے کہ تصدق بہار ہو
وہ کم سنی کہ جس پہ جوانی نثار ہو

پاس پاس مسلم و زینب کے یادگار　　اک جا ستارے چار ہیں یا آفتاب چار
کے بیٹے ہیں گہر و لعلِ آب دار　　زینب کے لال مثلِ مہ و مہر آشکار
ماں باپ ان کے جیتے ہیں اور وہ یتیم ہیں
یہ دُرِ بے بہا ہیں وہ دُرِّ یتیم ہیں

مصحف ہو ان کا رُخ تو مبیں غیرتِ قمر ﴿۴۳﴾ کچھ کچھ عیاں ہے سبزۂ خط
جس حسن سے کہ سورۂ اخلاص مختصر سورہ تو مختصر پہ فضیلت
چہروں سے آشکار حسینؑ و حسنؑ کا رنگ
سوکھے ہوئے لبوں پہ تصدق چمن کا رنگ

دیکھی شکوہِ فوج، سنو شہ کا ماجرا ﴿۴۴﴾ آخر ہوا وظیفہ آخر
کی ہاتھ اٹھا کے بارگہِ حق میں یہ دعا یا رب رسولِ پاک کی امت
یہ التجا نہیں ہو کہ برباد گھر نہ ہو
پر دخترِ امیرِ عرب ننگے سر نہ ہو

جب رن میں صبحِ خاتمۂ پنجتن ہوئی ﴿۴۵﴾ آغازِ الوداعِ امامِ زم
بانو نے بال کھول دیے سینہ زن ہوئی بولی کہ بیوہ اب میں غریب الو
راضی سکینہ جان یتیمی پہ ہو گئیں
پچھلے سے جاگتی رہیں اس وقت سو گئیں

سر ننگے کوئی بی بی تھی اور کوئی ننگے پا ﴿۴۶﴾ حیراں کھڑے تھے بیچ میں مظ
ناگہ بہن کو دیکھ کے غش شہ کو آ گیا پر غش میں بھی ندا تھی کہ اے رب
سہل است گر رود سرِ من بر سرِ سنین
زینب اگر اسیر شود وائے بر حسینؑ

زینب پکاری ہائے مسافر اخی مرا ﴿۴۷﴾ رکھا جو ہاتھ سینے پہ، دل مضطر
نبضیں جو دیکھیں سست تو رو کے یہ کہا اے صاحبو، اٹھو مرے بھائی
کس کی نظر لگی مری ماں کی کمائی کو
دم توڑتے ہیں یا کہ غش آیا ہے بھائی کو

[..]ش میں کچھ کچھ شہِ زمن (۴۸) زینب بلائیں لے کے یہ کرنے لگی سخن
[..]ضا تمھیں، صدقے ہو یہ بہن   باقی ہو پنج تن کی نشانی اب ایک تن
اماں کی طرح عشق تمھارا بہن کو ہے
گر تم جیو تو قید گوارا بہن کو ہے

[..]پ کے مرا سر ہوئے بے ردا (۴۹) دولت رہے بتولؑ کی زیور لٹے مرا
[..]ہیں، گھر رہے آباد آپ کا   میرا گلا بندھے، نہ کٹے آپ کا گلا
عُریان سر ہو، قید ہو اور شور و شین ہو
زینب کو سب قبول ہے، لیکن حسینؑ ہو!

[..]یں، کہ ہوا ٹکڑے دل مرا (۵۰) میں جانتا ہوں ماں کی طرح مجھ پہ ہو فدا
[..]فدا تمھیں اور حشر میں جزا   ہذا فراق بینی و بینک کہ میں چلا
کیوں کر خلافِ مرضیِ ربِّ قدیر ہو
شبیرؑ ذبح ہوئے تو زینبؑ اسیر ہو

[..]ں ڈال کے زینب نے دی ندا (۵۱) لُٹتی ہوں، فضّہ، اکبر و عباس کو بُلا
[..]یں اکبر و عباس، یہ کہا   لو ہم سے بھائی جان بھی اب ہو گئے خفا
اماں بھی مر گئیں مرے بابا بھی مر گئے
مر جاؤں گی جو یہ بھی مجھے چھوڑ کر گئے

[..]ہوں چار بزرگوں کی سوگوار (۵۲) ناسور دل میں چار ہیں، سینے میں داغ چار
[..]ال کیا قسمت نے رو بہ کار   کیوں ماں کے ساتھ مر نہ گئی ہیں جگر فگار
جس کو کہ آسرا ہو فقط ایک بھائی کا
حال اُس بہن سے پوچھیے زہرا کی جائی کا

سر خم کیے خموش کھڑے تھے قلق میں سب ۵۳ زینب کا بھی ادب، شہ بے کس
اصغر کو لائی جھولے سے وہ کشتۂ تعب بولی کہ منصفو کہو انصاف
لوگو، چھٹا مہینہ ہے اور بے زبان ہے
قابل یتیم ہونے کے اتنی سی جان ہے!

لوگو! جواب کچھ نہیں دیتے زباں سے آہ ۵۴ تنہا نہیں میں لٹتی ہوں سب
آساں نہیں یتیمیِ اصغر خدا گواہ شہ نے کہا، اک اور سنو خو
یہ تیر کھا کے پہلوے اکبر میں سوئیں گے
عابد یتیم ہوئیں گے سب قتل ہوئیں گے

اس ذکر سے قیامتِ کبریٰ ہوئی عیاں ۵۵ بھائی بہن کے اشک تھے رخ
سر کھولے گرد بی بیاں کرتی تھیں بین یہاں کٹتے ہیں یہ، ہلا نہیں سکتا کو
شہ کہتے ہیں کہ آج کا دن امتحاں کا ہے
جانا وہاں ضرور ہے، وعدہ جہاں کا ہے

ناچار ہو کے ماں کو پکاری وہ نامراد ۵۶ آئی ندا کہ خیر تو ہے کیوں کیا
دولھا بنے ہیں کیا ترے فرزند خوش نہاد کہہ دو تو روح فاطمہ زہرا بھی
شادی سفر میں کون سی مدِ نگاہ ہے
اصغر کا دودھ چھٹتا ہے اکبر کا بیاہ ہے

زینب پکاری بھائی بہن لٹتے ہیں حضور ۵۷ لٹتا ہے بی بی آپ کا اب گھ
چوتھا برس سکینہ کو اور داغ باپ کا بابا کا کوچ، عابدِ بیمار ب
اماں جھنڈولے بال اب اصغر کے بڑھ چکے
اکبر تو رن کو جاتے ہیں، پروان چڑھ چکے

...سہ کے منتظر تھی ندا کی وہ دل ملول (۵۸) آئی صدا نبیؐ کی کہ غش ہو گئی بتولؑ
...ساں، ہو میری روح پہ یہ داغ کر قبول اس داغ سے ہو مغفرتِ اُمّتِ رسولؐ

ہو کر جدا حسینؑ سے یوں نالہ کش ہوئی
سو بار آئی ہوش میں، سو بار غش ہوئی

... کے حکم صبر کا سب کو بہ صد شتاب (۵۹) عصمت سرا سے پھر تو برآمد ہوئے جناب
...س لائے مرکب ابن ابوتراب چومے عناں نے ہاتھ، گری پاؤں پر رکاب

یوں زیبِ زیں وہ سرورِ دنیا و دیں ہوا
قرآنِ پاک رحل پہ جلوہ گزیں ہوا

...تِ حسینؑ قدرتِ حق، صنعِ کبریا (۶۰) دُلدُل خرام، برق لجام و بُراق پا
...شید زین و بدر جبین و قمر ضیا[ف] گلگونِ شاہ دیں کی نزاکت کہوں میں کیا

گر بوسہ زن نسیمِ دمِ سیرِ باغ ہو
فوراً نمودِ جلد سے لالہ کا داغ ہو

...ر فرقِ براق یہ کرتا تھا افتخار (۶۱) یعنی سوارِ دوشِ نبی ہے مرا سوار
...طال جبرئیل عناں بوس بار بار سُرعت یہ تھی کہ باگ ہلی اور فلک کے پار

ہر گام بدرِ سُم کی ضیا آسماں پہ تھی
برقِ لجام وہ کہ چمک کہکشاں پہ تھی

...ر حضورِ شہ میں ہوا لشکرِ خدا (۶۲) حضرت نے سب کو حکم صف آرائی کا دیا
...حُ الامیں نے بڑھ کے کیا صاف راستا پھیلی جو شہ کے چہرۂ پُرنور کی ضیا

عالم تھا حسنِ رخ میں عجب آب و تاب کا
چوتھے فلک پہ پھر گیا منھ آفتاب کا

ف نسخہ س: بدر دیں دم و سہیل دوال و قمر ضیا۔

(۶۳)
فوجِ حسینؑ کم تھی پہ رونق زیادہ تھی ۔ ارواحِ انبیا چپ و راس ایستادہ تھی
فوجِ جن و سپاہِ ملائک پیادہ تھی ۔ زہراؑ جلو میں بیٹے کے گیسو کشادہ تھی
حاصل تھا صبحِ دم یہ تجمل جناب کو
تھاما تھا وقتِ عصر بہن نے رکاب کو

(۶۴)
فوجِ عدو سے جنگ کا پیغام لائے تیر ۔ اہلِ ستم نے اہلِ وفا پہ چلائے تیر
دو دن کی بھوک پیاس میں پیاسوں نے کھائے تیر ۔ بدلے حسینؑ اِدھر سے نہ کوئی لگائے تیر
پوچھا سبب جو سب نے، کہا، کچھ خبر بھی ہے
اک عاشقِ حسینؑ ہمارا اُدھر بھی ہے

(۶۵)
یاں صبر تھا عروج پہ واں اوج پر ستم ۔ کی ابنِ سعدِ نحس نے تیغِ زباں علم
بولا کہاں ہے حرِ جری صاحبِ حشم ۔ لایا ہے گھیر کر وہی شہ کو مع حرم
اب تیغ ہو یزید کی اور حر کا ہات ہو
اور زیرِ تیغ حلقِ شہِ خوش صفات ہو

(۶۶)
حُر صبح سے علاحدہ گوشے میں تھا کھڑا ۔ انگشت حیف لب کے تلے اور یہ تھی صدا
اللہ توبہ! آہ، بڑی میں نے کی خطا ۔ سیّد کو گھیر کر یہاں لایا، غضب کیا
نرغہ ہے ظالموں کا شہِ خوش خصال پر
پانی ہے بند ساقیِ کوثر کے لال پر

(۶۷)
حُر سے کہا برادر و فرزند نے، یہ کیا؟ ۔ اے ستم زمانہ، ہزار دل سے تو لڑا
سنتے ہو تن سے تیرے لرزتے ہیں دو دیا ۔ حُر نے کہا، میں خوف سے کانپوں نہ کیوں بھلا
یاں تو مقابلہ پسرِ مصطفیٰ کا ہے
اور بعد اس کے سامنا اک دن خدا کا ہے

میں مرے ٹھنی ہوئی ہو رات سے یہ بات (۶۸) حقّا یہی ہے قصد جو فضلِ خدا ہو سات
رلموں اِمام سے خود باندھ کر میں ہات شاید اِسی وسیلے سے ہوئے مری نجات
جی میں یہ ہے کہ صابر و شاکر کا ساتھ دوں
ہوں منحرف خدا سے، جو کافر کا ساتھ دوں

اب اپنی تم کہو کہ تمھارا ہے قصد کیا؟ (۶۹) مجھ کو تو جان لو کہ میں شبیرؑ سے مِلا
بسر کہ گھر کی تباہی ہے ظاہرا نے کم متاع و مال نہیں دے گا پھر خدا
ماں اور بہن کے قید کا دل کو خیال ہے
جب آبرو گئی تو پھر آنا محال ہے

بولا تجھ کو عقل سے بہرہ نہیں ذرا (۷۰) کیا پردہ تیری ماں کا ہے زینبؑ سے بھی سوا
اِسے بھی بہن کی شرافت سوا ہے کیا نادان، آج آلِ نبی ہوں گے بے ردا
ویراں جو خاندانِ رسالت پناہ ہو
اب گھر تباہ ہو تو بلا سے تباہ ہو

سُنا غلامِ عمر نے یہ ماجرا (۷۱) چپکے سے اس نے کان میں ظالم کے یہ کہا
رِ جنگ حُر کو بلاتا ہے رن میں کیا وہ کوئی دم میں ہوتا ہے شبیرؑ پر فدا
سر کاٹ یا تو بیڑیاں پہنا کے کام لے
یہ ہو تو پھر حسینؑ کا کوئی نہ نام لے

تو ہے عاشقِ پسرِ شیرِ کبریا (۷۲) دریا پہ صبح کو گیا پانی نہیں پیا
ہے حسینؑ پیاسے" کہا اور رو دیا بولا عمر، تو ہم سے فریب آج تک کیا
لو، حُر کو شاہِ دیں کی مدد کا خیال ہے
اب قید کیسی، خون تک اُس کا حلال ہے

(۷۳)
ناگہ اٹھا یہ شور کہ لو حُر تو وہ چلا — بڑھ بڑھ کے سدِّرہ ہوئے ظالم ہزارہا
گرز و کمند و نیزہ و ناوک تھے جابجا — بولا عمر، نوشتۂ حاکم تو دیتا جا
دیکھیں گے ہم بھی، چین وہاں جا کے کیجیو
جاگیر اب نبیؐ کے نواسے سے لیجیو

(۷۴)
حر نے دیا وہ نامہ تو ہاتف نے دی ندا — مختار نامہ خلد کا، ہم نے تجھے دیا
اس وقفہ میں مخالفوں نے نرغہ کر لیا — زہرا کی تھی ندا مرے مہماں ترے فدا
گو مستعد بہ جنگ ہر اک بے دریغ ہے
زہرا تری سپر ہے، علی تیری تیغ ہے

(۷۵)
نرغے کو حُر نے دیکھ کے فرزند سے کہا — واللہ اعلم، اب مری ہستی ہے یا قضا
مشکل کشا کے بیٹے کی خدمت میں جلد جا — اور کہہ دعا کا وقت ہے اے کل کے پیشوا
افسوس، گر میں قتل ہوا اِس سپاہ میں
جنت میں تو نہیں، ہوں یہ جنت کی راہ میں

(۷۶)
گر قتل اس گھڑی مجھے فوجِ جفا کرے — تو ہاتھ میرے مردے کے کوئی جدا کرے
آئندہ تا نہ پھر کوئی ایسی خطا کرے — سیّد کی راہ روکے، اسیرِ بلا کرے
پہلے سے قصد فوج کا پہچانتا نہ تھا
اللہ جانتا ہے کہ میں جانتا نہ تھا

(۷۷)
مُردہ اٹھا دیا نہ اٹھاؤ، نہیں گلا — چاہو کفن بہشت کا دو، چاہو خاک کا
چاہو قریب دفن کرو، چاہو تم جُدا — خاکِ شفا کجا مرا ناپاک تن کجا
ایسا نہ ہو عذاب لحد میں خدا کرے
زینب سے کہہ دو اب نہ مجھے بد دعا کرے

…ابنِ کریم اے شہِ انام (۷۸) میرا قصور بخش دو، للہ، یا امام!
…دقہ، لکھ لو غلاموں میں میرا نام　　ستّر دو تن سے کہہ دو کہ شاہد رہیں تمام

آئی ندا علیؑ کی، تو کیوں بے حواس ہے
شبیرؑ اگرچہ دور ہے، حیدرؑ تو پاس ہے

…سر نے شہ سے کہا سب یہ ماجرا (۷۹) پھر مددِ حسینؑ نے حیدرؑ کو دی صدا
…ول کو ہاتھوں پہ رکھ لیا　　ڈیوڑھی پہ آکے زینبؑ بے کس نے یہ کہا

کیوں بھائی جان، گیسوئے اطفال کھول دوں؟
میں بھی نجاتِ حُر کے لیے بال کھول دوں؟

…نے کی جو حُر کے لیے دردِ فغاں (۸۰) حُر کی مدد کو عونؑ و محمدؑ ہوئے رواں
…یا اشارہ کہ اے لاڈلو، کہاں؟　　جاؤ تم اپنی ماں کے قریب اور کرو بیاں

زینبؑ! ابھی نہ گیسوئے اطفال کھولیو
مرجائے جب حسینؑ تو تم بال کھولیو

… یہ تھا محاصرۂ فوجِ مکرباز (۸۱) یاں شاہِ دیں نے دستِ دعا کو کیا دراز
…نبش یہ تھا یدِ قدرت کو فخر و ناز　　پھر شل تھا دستِ فتنۂ اعدائے حیلہ ساز

جنبش میں دستِ قدرتِ حق ساتھ ساتھ تھا
گویا کہ حُر کے ہاتھ میں مولا کا ہاتھ تھا

…اصرے سے نکل آیا بے خطر (۸۲) جیسے گہن سے مہرِ منیر، ابر سے قمر
…ئے آنکھ کہ کیوں لشکرِ عمر　　دیکھا غلامیِ اسد اللہ کا اثر؟

شیرِ خدا کے شیر بھلا صید ہوتے ہیں
مشکل کشا کے بندے کہیں قید ہوتے ہیں

پھر یوں پکارتا ہوا شہ کی طرف چلا (۸۳) اے یادگارِ فاطمہ روحی لک
پہنچا قریبِ فوجِ خدا جب وہ باوفا بولا بُلا کے بیٹے کو، لایا تو یا
سُن کر مرا پیام شہِ دیں نے کیا کہا؟
وہ بولا، آفریں کہی اور مرحبا کہا

اے بابا، مہرباں ہیں زینب بھی بے شما (۸۴) میں نے سنا پکار کے فرما
سیّد کا بے وطن کا بنا حُر رفیق و یار میں صدقے حُر! یہ در مرے ماں با
اک چھوٹی شاہزادی کو شادی بڑی ہوئی
تیری بلائیں لیتی ہے در پر کھڑی ہوئی

یہ سُن کے حُر زمیں پہ سجدے کو گر پڑا (۸۵) زینب بھی در سے دیکھ رہی تھ
غربت پہ اپنی رو کے یہ بھائی کو دی ندا کیوں، حر تمہارے پاس نہ آیا،
دشمن بہت ہیں، دوست ہیں کم بھائی جان کے
کرتا ہے پیش و پس ہمیں نادار جان کے

کیا خوفِ قتل سے ہے ہراساں یہ نیک ذات (۸۶) ہاں بھائی صحیح ہے کہ کون دے ہم
کیا قحطِ آب سُن کے اُٹھایا مدد سے ہات اصغر کو لا دوں جھولے سے، اے فخرِ
مہماں کو خشکیِ لبِ اصغر دکھائیے
اس پہ بھی ہو نہ صبر تو کوثر دکھائیے

شاید جواں پسر کی ہے الفت اسے یاد (۸۷) اک ہم ہیں پال پوس کے اکبر کو
آیا تھا پہلے فوجِ مخالف سے شاد شاد فاقے سے بے کسوں کے ہوا ضعفِ
کیا بھائی اس کو فکر ہے اہل و عیال کی؟
بیٹی کوئی سکینہ سی ہے تین سال کی؟

...ں مرنے کو دل چاہیے بڑا ۸۸ محتاج کے عوض سے بھلا کوئی بھی لڑا
...کے راہ پہ بخت اس کا پھر پڑا جنت ہے دو قدم پہ یہ رستے میں ہے کھڑا
پھر بولی، خیر روحِ شہِ لافتا تو ہے
آئے نہ آئے کوئی، مدد کو خدا تو ہے!

...یہ شکر کے سجدے میں ہی جھکا ۸۹ گر اب زمیں پہ پھرے اسے لغزش نہیں ذرا
...کی مع اصحاب و اقربا بولے رفیقِ شاہ کہ یہ ماجرا ہے کیا؟
انبوہ ایک گروہ ہے اُس خوش سرشت کے
آئی ندا، یہ سب ہیں فرشتے بہشت کے

...ھر سے آیا، اِدھر سے حسینؑ آئے ۹۰ آقا نے دونوں ہاتھ ملاقات کو بڑھائے
...جھک کے موزۂ پا آنکھوں سے لگائے بولا، خدا، رسول نے پھر یہ قدم دکھائے
کیا کیا نہ رستے میں مجھے راہ زن ملے
پہنچا جو یاں، خدا ملا اور پنج تن ملے

...طا بھی مری بخشی، یا امام؟ ۹۱ شہ بولے، عفو ہو گئے تیرے گنہ تمام
...برادر و فرزند تھام تھام کی عرض، اور تو کسی قابل نہیں غلام
بندے کا سر تو سبطِ پیمبرؐ کی نذر ہے
عباس کی یہ نذر، یہ اکبر کی نذر ہے

...سر لگا کے شہِ دیں نے یہ کہا ۹۲ فاقہ ہے تین دن کا، تو اضع کروں میں کیا؟
...کلام یہ حر نے بھی رو دیا شہ کے رفیق چومتے تھے حر کے دست و پا
غل تھا یہ بنت فاتح بدر و حنین کا
لوگو مبارک، آیا ہرا دل حسینؑ کا

ناگہ رضا طلب ہوا شہ سے حُرِ جواں (۹۳) پیاسا چلا جہاد کو پیاسوں کا مہ...
ڈیوڑھی سے فضّہ بولی کہ حیدر نگاہ باں — اے حُر، بلائیں لیتی ہیں زہرا کی ...

خوش خوش چڑھا دلیر سمندِ دلیر پر
گویا سوار شیر ہوا پُشتِ شیر پر

لکھتا ہوں حُسنِ چہرۂ حُرِّ وفا سرشت (۹۴) شیعہ تو داد دیں گے مجھے پنج تن ...
جس نے لکھا یہ وصف ہوئی خلد سرنوشت — رویا جو حُر کو سبز ہوئی مغفرت کی ...

حُر کی طرح بخیر ہوا کس کا خاتمہ
سر زانوے حسین پہ بالیں پہ فاطمہ

مہرِ مبینِ مشرقِ مہر و وفا ہے حر (۹۵) گنجینۂ محبتِ آلِ عبا ہے ...
سرتاجِ شیعیانِ علی جو بنا ہے حر — گویا کہ ابنِ فاطمہ کا نقشِ پا ہے

ہو فخر، جو غلامِ حُرِ نیک نام ہو
آقا حسین سا ہو تو حُر سا غلام ہو

مہمانِ کربلا کا یہ مہماں ہے با وفا (۹۶) آیا تھا پیاسا، پیاسا ہی مرنے کو ...
پھر حق کے رو بہ رو ہو نہ کیوں آبرو سوا — پیاسا سوائے حُر، کوئی مہماں نہیں ...

دیکھو تو قدر الفتِ سبطِ رسول کی
لب خشک آبِ تیغ کی دعوت قبول کی

حالِ حرِ شہید یہ اے صاحبِ شعور (۹۷) تحسین بھی ضرور ہی، گریہ بھی ہے ضرور
تحسین تو وفا یہ، جو کی شاہ کے حضور — اور گریہ بے کسی یہ کہ ہو قبر کتنی د...

اب بھی بتول واردِ مقتل جو ہوتی ہیں
ماں بھی نہ روئے، جیسا کہ وہ حر کو روتی ہیں

ع صاف کرو دل کو اب شتاب (۹۸) تا جلوہ گر ہو چہرۂ حُر مثلِ آفتاب
جمالِ علامِ ابوتراب لاریب ہو زیارتِ شاہِ فلک جناب
خاکِ فنا ہو اور یہ رخِ رشکِ طور ہے
خاکِ عزا سے تم کو تیمم ضرور ہے

ہے فردِ دستخطِ منشیِ وفا (۹۹) طغرائے نقشِ دوستیِ سبطِ مصطفیٰ
فقر کے لیے ہے نسخۂ شفا عارض وہ آفتاب وہ آئینۂ ضیا
اک آفتاب علم کا ہے اک یقین کا
اک آئینہ ہے شرع کا اور ایک دین کا

ہو تا دو ہفتہ ہر اک ماہ میں قمر (۱۰۰) عارض یہ حسن کرتے ہیں پیدا زیادہ تر
ب کبھی روئے حُر کے مقابل نہیں مگر یہ بدرِ رخ تو اوجِ ابد پر ہے جلوہ گر
وہ حسن عارضی ہے تو کیا اعتماد ہے
داغی ہے وہ، یہ صاف، وہ کم، یہ زیادہ ہے

روسے یاں ہو قدرِ مہ و آفتاب کو (۱۰۱) مصحف یہ ہے شرف رخِ پرآب و تاب کو
تِ وفا ہے رسالت مآب کو مثلِ پسر عزیز ہے اُمُّ الکتاب کو
جاری ورق پہ چشم سے خوناب کیجیے
سرخی سے اس صحیفے پہ اعراب دیجیے

صفِ خط و خال قلم بند کیجیے (۱۰۲) اس بند پر ستاروں کو اسپند کیجیے
رخ کے لکھنے سے خورسند کیجیے نقطے پہ مہر چاند سے دہ چند کیجیے

عرے لکھا ہوا تھا حر کی یہی سرنوشت میں
دوزخ میں رات کو تھا سحر کو بہشت میں

وصفِ جبیں و عارض و خال آشکارا ہے
خورشید میں قمر ہے، قمر میں ستارا ہے

یہ کون سا مہینہ ہے جس میں ہیں دو ہلال (۱۰۳) چہرہ ہے ماہ، شانِ دو ابرو کرو خیال
پاؤں دہن تو کچھ دُرِ دنداں کی دوں مثال اب تو یہ ہے ثنائے دنداں کی ہے مجال
دنداں دُرِ عدن ہیں یہ دہن رشکِ دُرج ہے
بتیس آفتاب ہیں اور ایک برج ہے

جس پر کہ عینِ عفوِ جنابِ حسین ہے (۱۰۴) اب مدحِ چشمِ حُر کی نہ کیوں فرضِ عین ہے
یہ عین کیوں نہ شیعوں کو پھر فرضِ عین ہے مدِّ نظر جسے دلِ زہرا کا چین ہو
ابرو کا ہے اشارہ کہ حاصل مراد ہے
ہیں مدِّ عرض داشت ہوں یہ عینِ صاد ہے

ہوتی ہے بند نرگسِ بیدار بار بار (۱۰۵) فردوس کی نسیم جو آتی ہے خوشگوار
عینِ عزائے سبطِ پیمبر ہے آشکار ہر وقتِ جنگ بند ہے کیوں چشمِ ہوشیار
وضعِ زمانہ دیکھ کے حر کو جو خشم ہے
مل کر پلک پلک سے سیہ پوش چشم ہے

شیرینیِ زباں پہ ہیں گویا یہ دو گواہ (۱۰۶) دونوں لبوں کے وصف کا مضمون نیا ہے واہ
ذکرِ الٰہ و منقبتِ ضیغمِ الٰہ وہ شغل ان لبوں کے ہیں ہر شام و ہر پگاہ
شیرینیِ دہن سے رقم گر صفات ہوں
ہوں نیشکر قلم، شکرستاں دوات ہوں

عالم کو صبح و شام کا کرتے ہیں روشناس (۱۰۷) اک رمز ہے جو کاکل و رخ ہیں آس پاس
رخ سے ہوا ہے مطلعِ والفجر اقتباس کاکل پہ حُسنِ مصرعِ واللیل کا قیاس

پیدا قریب چہرے کے جا دیدۂ زلف ہے
خورشیدِ رخ ہے، سایۂ خورشید زلف ہے

ےحسینؑ سے جو سرِ حُر کو ہے نیاز (۱۰۸) یاں ہر بلند پست ہے ہنگامِ امتیاز
ہے فرقِ حُر پہ سرِ عرش فخر و ناز روزِ ازل سے حق نے کیا حُر کو سرفراز
زانوے شاہ تکیۂ خوابِ بہشت ہے
اِس سر کے ہم نثار کہ کیا سرنوشت ہے

بدِ عرق کے قطروں کا ہے دھوپ میں وفور (۱۰۹) یا ہے گہر کا چشمۂ خورشید سے ظہور
ازمِ جہاد جو گرمی میں ہے غیور قطرے نہ سمجھو، مینھ یہ برستا ہے آج نور
پیاسا نثار ہوتا ہے اپنے امام پر
نیساں گہرفشاں ہے حُرِ نیک نام پر

ہیں یا دو مصرعِ یک بیتِ ذوالفقار (۱۱۰) بہرِ عدو دو فقرۂ شمشیرِ آبدار
ن حسن سے رفعتِ گردوں ہے آشکار ہے واقعی ہلال یہ ابروے باوقار
یہ ماہِ نو جبیں پہ جو بے اختلاف ہے
رویت کا یہ سبب ہے کہ مطلع بھی صاف ہے

ن و جمالِ حُر یہ ہے تائیدِ کبریا (۱۱۱) ماتھے کی وہ نمود، وہ رخسار کی ضیا
کے عرق نے آبِ بقا کا مزا دیا چاہِ ذقن میں چشمۂ حیواں نہاں ہے کیا
اس چاہ میں جو بینیِ انور کا نور ہے
روشن خضر کے چشمے پہ یہ شمعِ طور ہے

ح بقلبِ مہر و وفا حُر کا سینہ ہے (۱۱۲) بابِ علوم کی یہ ولا کا مدینہ ہے
یا خوب اس سے کعبۂ دل کا قرینہ ہے وہ کعبے میں نہاں ہے جو دل کا خزینہ ہے

کعبہ بھی، دل بھی، خانۂ ربِ جلیل ہے
پر دل بنائے حق وہ بنائے خلیل ہے

فانوسِ کعبہ میں نظر آتی ہے شمع (۱۱۳) کیا آستیں میں ہاتھوں کی طلعت کا ہے ظہور
تشبیہ ماہِ نو سے جو دیں صاحبِ شع کیا نور کا ہے ناخنِ انگشت پر وفور
تشبیہ سے ہلال میں یہ آب و تاب ہو
بڑھ کر ہلال بدر نہ ہو آفتاب ہو

تعظیمِ سرو قد کریں جس کی سب ا (۱۱۴) طوبیٰ سے قدِ حر کی نہ کیوں قدر ہو سوا
طوبیٰ کی یہ صدا ہے کہ طوبیٰ لک جوشِ تصورِ قدِ موزوں سے بارہا
تصویرِ قدِ حر اُسے استاد کہتے ہیں
یہ وجہ ہے کہ سرو کو آزاد کہتے ہیں

خود و سنان و جوشن و تیغ و کمان (۱۱۵) اب زیورِ سلاح کو دیکھیں جوان و پیر
کیا جوشن کبیر ہے، کیا جوشن صغ ہے نقش نامِ اکبر و اصغر کا دل پذیر
تیغِ زبانِ تیز کا جوہر ہے بڑھ رہا
لا سیف و لا فتیٰ کی یہ سیفی ہے پڑھ رہا

قرصِ سپر ہے یا کہ شبِ قدر کی دلیل (۱۱۶) نیزہ ہے یا زبانِ مناجاتِ جبرئیل
ہے آب بے نظیر تو ہے تاب بے عدیل تیغِ رواں ہے معجزۂ سیدِ جلیل
حیرت ہے ایک قبضے میں برق و سحاب ہے
قدرت یہ ہے خدا کی کہ آتش میں آب ہے

تصویرِ برقِ غضب ہے تیغِ نیامِ حر (۱۱۷) تریاقِ زہرِ کفر ہے آبِ حسامِ حر
کہتے ہیں جس کو دبدبہ وہ ہے غلامِ حر جاری ہے ملکِ فتح میں سکہ بنامِ حر

شمشیر کلکِ دستخطِ شاہِ فتح ہے
قرصِ سپر سپاہ کی تنخواہِ فتح ہے

(۱۱۸)
…حر میں قلم اب کروں رواں | جس سے کے حضور موجِ ہوا نبضِ ناتواں
…میں صفتِ تیغِ دو زباں | نظروں پہ چڑھ کے پھرتی ہیں آنکھوں میں پتلیاں
برقِ شرر فشاں دمِ رفتار رن میں ہے
طاؤس مست ہے کہ خراماں چمن میں ہے

(۱۱۹)
…مدح نہیں ہوتی دل نشیں | دیکھی ہے یا سنی ہے یہ سرعت بھلا کہیں
…جگہ ہے نہیں کان ہے نہیں | اور طے کر آئے توسنِ حر دورۂ زمیں
شکلِ ہما یہ اوجِ زمیں پر سعید ہے
عنقا اسی کا سایہ ہے جو ناپدید ہے

(۱۲۰)
…جانِ عدو سے شعلہ زناں | ہم راہ اس سمند کے ہے موت اجل رواں
…دہ باگ سے اتنا کرے کہ ہاں | پھر ہاں کے بعد موت کہاں اور یہ کہاں
دونوں کو گر تلاش کرو رزم گاہ میں
توسن سرِ عدو پہ ہے موت راہ میں

(۱۲۱)
…آمدِ حر پر کرو خیال | یہ دبدبہ، یہ طنطنہ، یہ جاہ، یہ جلال
…رجز وہ حضورِ صفِ قتال | یارو میں ہوں غلامِ شہنشاہِ خوش خصال
اب دامنِ حسینؑ ہے اور میرا ہاتھ ہے
میں اُس کے ساتھ ہوں کہ خدا جس کے ساتھ ہے

…دیکھو دو گوشِ اسپِ حر بے نظیر میں
…پیکاں نہ دیکھے ہوں گے دو ایک تیر میں

دیتا ہوں اُس پہ جان جو زہرا کی جان ہے (۱۲۲) مہماں ہوں اُس کا موت کا جو مہ
اس کی اماں میں ہوں کہ جو کُل کی امان ہے وہ جس پہ مہرباں ہے، خدا مہ
اُن سے جدا ہوں کفر کا جن کو مزا ملا
اُس سے ملا ہوں ملنے سے جس کے خدا ملا

بولا عمر، خموش! یہ سب ہے بنا ہوا (۱۲۳) ہم کچھ نہیں سمجھتے کہ تو کہہ رہا
آنکھیں بھی چار کرتا ہے آتی نہیں حیا وہ پرورش یزید کی اور یہ تری
خنجر سے سر نہ شاہ کا تو نے جدا کیا
حقِ نمک یزید کا ایسا ادا کیا

غصے سے حر پکارا کہ بس بس زباں سنبھال (۱۲۴) حق کو نہ بھول اپنے گریباں میں منہ
او، شور بخت کیسا نمک ہے کدھر خیال تو ہی نمک حرام ہے میں ہوں نمک
کیوں ذاتِ ذوالجلال کو لاتا ہے قہر میں
اب وہ نمک تو آیا ہے زہرا کے مہر میں

ناموسِ پنج تن پہ یہ فاقہ ہے تیسرا (۱۲۵) کس نے انھیں بلایا ہے مہمان؟
پاسِ نمک یہی ہے کہ حضرت پہ ہوں فدا دریا تھا مہرِ فاطمہ سو تم نے
ملکِ یزید ہے کہ یہ ملکِ بتول ہے
اب کل یہ کہیو نانا بھی اسکا رسول ہے

تو اہلِ قبلہ آپ کو سب میں بتاتا ہے (۱۲۶) آوارہ رکنِ کعبۂ ایماں گراتا
کیا شرع ہے کہ آلِ نبیؐ کو ستاتا ہے پڑھ پڑھ کلمہ نامِ نبی کو مٹاتا
فوجِ یزید سے مجھے مطلق گلا نہیں
یہ تیرا باپ کون تھا، تو جانتا نہیں؟

(۱۲۷)
میرا باپ تھا کفار کی طرف
تیرا پدر تھا احمدِ مختار کی طرف
ے یزیدِ بد اطوار کی طرف
اور میں ہوں ابنِ حیدرِ کرار کی طرف
انصاف کر کہ صاحبِ عزّ و شرف ہے کون
باطل کی سمت کون ہے، حق کی طرف ہے کون

(۱۲۸)
تھا نحس، ترا باپ سعد تھا
زہرا کے در پہ ریش سے جاروب کش سدا
ں کو کہتے تھے خیبر میں مرحبا
میرا پدر تھا مورد نفرینِ مصطفیٰ
ہے اب یونہی ہو عدلِ نبیؐ سے یقیں مجھے
نفریں تجھ کو کہتے ہوں اور آفریں مجھے

(۱۲۹)
غرور سے کرتا ہے کیا کلام
ماتم میں تیرے روئے گا کنبہ ترا تمام
بعد لاش سے بھی لیں گے انتقام
جائے گا تیرا سر پئے نذرِ امیرِ شام
حُر نے کہا کہ دہشت بے جا نہیں مجھے
میں سر بہ کف ہوں فکرِ سر و پا نہیں مجھے

(۱۳۰)
نے تیغِ فتح سے خالی کیا غلاف
اور کہہ کے یا حسینؑ ہوا عازمِ مصاف
سے تھرتھرا گئے کہسار تا بہ قاف
خورشید برگِ بید صفت کانپتا تھا صاف
جنبش سے سجدے پیار جو قطعت میں نے کی
سکتے میں چرخ آ گئے گردش میں نے کی

(۱۳۱)
ے تیغِ فتح کو کھینچا نیام سے
روکش وہ تیغِ صبح ہوئی فوجِ شام سے
ح برق تڑپے کہیں دھوم دھام سے
گر گر پڑے فلک سے فلکِ نیل فام سے
حُر وادیِ نبرد میں گرمِ مصاف تھا
کیا تیغ آفتاب سے میداں صاف تھا

نکلا اُدھر سے جنگ کو حجاج کا پسر (۱۳۲) سردارِ اہلِ میمنۂ ش
تلوار ایک ہاتھ میں، اک ہاتھ میں سپر بہرِ مددِ گروہِ مسلح اِدھر اُ

حر نے کہا اسی میں تو آج امتحان ہے
میں حیدری جواں تو یزیدی جوان ہے

دو حملوں میں نہ ایک رہے گا ہزار میں (۱۳۳) وہ بولا بے مثال ہے تو روزگ
غالب ہزار پر ہے صفِ کارزار میں حُر نے کہا اب اور صفائی ہے د

اب ہے یہ غلام ابنِ شہِ ذوالفقار کا
تب زور تھا ہزار کا اب سو ہزار کا

غصے سے برقِ تیغ کا اس نے لگایا وار (۱۳۴) خورشید پہ ہو گیا اثرِ برقِ بے
حُر نے سپر پہ روک کے وہ تیغِ آبدار تیغ اپنی تول کر کہا یا شاہِ ذوا

چالاکی اس کو کہتے ہیں، بس اتنی بات میں
یہ تیغ اُس کے سر پہ وہ تیغ اِس کے ہات میں

بے خود ہوا یہ تیغ جو نہی خود پہ رہ گئی (۱۳۵) سینے میں، خود کاٹ کے سن سے
تھمنے سے اس کے سانس عدو کی ٹھہر گئی ظالم سے پوچھیے کہ جو دل پر گزر

تن پر گرہ گرہ سے بکس کر زرہ کھلی
یہ کیا ہے بند بند کی پھر تو گرہ کھلی

حاضر شریک نام تھا اس کا جواں پسر (۱۳۶) آ کر ہوا شریک پدر، نیزہ تاد
یاں نیزہ مارا اور چلا تیر سا ادھر ٹھکا ادھر نہ ٹھہرا تو جواں مر دہی

---

۱۵ نسخہ۔ موجِ زرہ میں آئی ادھر سے اتر گئی بخیہ زرہ سے تا سرِ ماہی گزر گئی

رستے سے مثلِ طالعِ برگشتہ پھر پڑا
بس پھر پڑا کہ گھوڑے سے دو ہو کے گر پڑا

کہا، یہ ضربتِ ہوش و حواس ہے (۱۳۷) واللہ، واہ! حق ترا جوہر شناس ہے
اپنے دل کا کہہ کہ مرا دل اُداس ہے   سوکھی زباں دکھا کے وہ بولا کہ پیاس ہے
زینب پکاری، پیاس سے گھبرا نہ جائیو
ہاں اے دلیر! شمر کا سر لے کے آئیو

ے حر کی طاقت و ہمت ہوئی فزود (۱۳۸) آگے بڑھا حسینؑ پہ پڑھتا ہوا درود
ن کی اصل تھی جو بھلا لڑتے وہ حسود   ذرات بے نمود تھے، قطرات بے وجود
پھر سر بدن پہ تھے نہ بدن راہوار پہ
تیغ آئی یا کہ برق گری پنبہ زار پہ

تیغِ حر تو سرِ تیغ زن جدا (۱۳۹) سہمے ہوئے تھے تیر سے ناوک فگن جدا
کے تھے کھلے ہوئے تن پہ چمن جدا   مردم سے چشم، چشم سے سر، سر سے تن جدا
تھی قہر ضربِ گرز تنِ بے شکوہ کو
کیا حر نے ریزہ ریزہ کیا کوہ کوہ کو

۔ بولی ظفر یہ ضربتِ ہوش و حواس ہے   کیا بات ہے کہ حق ترا جوہر شناس ہے
بشاش ہو، اگر دلِ محزوں اداس ہے   کوثر پہ کر نگاہ اگر تجھ کو پیاس ہے
جرأت پکاری جنگ میں گھبرا نہ جائیو
ہاں اے دلیر شمر کا سر لے کے آئیو
۔ جوشِ دعا میں ہمتِ حر ہو گئی فزود

(۱۴۰)
اعدا حضورِ تیغ سے کر سکتے کیا فرار — شکل کمند تھی خمِ جوہر سے آ...
یاں گل کھلایا، واں ہوئی جا کر گلے کی ہار — میداں میں باغیوں کی خزاں میں ...
زخموں کے گل کھلاتی تھی ہر ایک وار میں
کرتی تھی سیر خون کے یہ لالہ زار میں

(۱۴۱)
جوشن ہزار چشم سے حیران تیغ و تیر — اور کوزہ پشت مثل سپر ہر جوان
دامِ زرہ میں سارے زرہ پوش تھے اسیر — مثل کماں تھے تیر فگن رن میں گو...
تحت الثریٰ سے واہ تھی فوق السما تلک
فوق السما سے دھوم تھی عرشِ خدا تلک

(۱۴۲)
دیکھا جو بسملوں کو تڑپتا یہاں وہاں — مڑ کر سوئے حسین پکارا حر جو...
راضی ہوئے حسینؑ، پکارے حسینؑ ہاں — بس اتنے کہنے سننے میں دل پر لگی
آقا کو دی ندا کہ شتاب آؤ ہم چلے
سر اپنا پیٹتے ہوئے شاہِ اُمم چلے

(۱۴۳)
کس وقت آہ لاش پہ پہنچا علی کا لال — جب جسم حر کا ہو چکا گھوڑوں سے پائمال[1]
سینہ ذرا تھا گرم بدن برف کے مثال — آغوش میں اٹھا لیا شہ نے بصد ملال
وہ لاش یوں کلیجے سے مولا لگائے تھے[2]
بعد اس کے یوں ہی لاش پہ اکبر کو لائے تھے

---

۱ نسخہ۔ تھا وقت نزع ٹوٹتا تھا دم وہ خوش خصال

۲ نسخہ۔ چہرہ کو صاف کر دیا گرد و غبار سے
زانو پہ رکھ لیا سرِ حر شہ نے پیار سے

۱۴۴

...نے آنکھیں کھول کے دیکھا اِدھر اُدھر — پوچھا جو شاہِ دیں نے تو بولا وہ خوش سیر
...بی رونے آئی ہے خادم کی لاش پر — سنتا ہوں گریہ ان کو نہیں دیکھتا مگر
شہ بولے، فاطمہ ترے قربان ہوتی ہیں
اے حُر یہ میری ماں ترے ماتم میں روتی ہیں

۱۴۵

...وہ لاش لا کے دھری شہ نے ہاتھوں ہاتھ — میداں کی سمت ڈیوڑھی پہ کوادی اک قنات
...پکارے اے حرم فخرِ کائنات — پُرسا دو ہم کو، چھوڑتا ہے حُر ہمارا سات
محسن کو میرے شوق ہے جنت کی سیر کا
بخشو ثواب تم اسے اعمالِ خیر کا

۱۴۶

...سجّی کی بیٹی تھی چلائی آن کر — قرآں پڑھا ہے میں نے جو اماں کی قبر پر
...ثواب دیتی ہوں حُر کو میں نعرہ کر — فرطِ کرم سے بولی یہ بانوے نامور
اکبر شہید ہوئے گا اٹھارہ سال کا
میں نے ثواب بخشا اسے اپنے لال کا

۱۴۷

...ے کہا کہ جھولے سے اصغر کو کوئی لائے — فضّہ لے آئی پیاسے کو، پر غش میں تھا وہ، ہائے
...پیاسے کے شاہ نے قبلے کو ہاتھ اٹھائے — بولے کہ ننھے حلق پہ جب دم یہ تیر کھائے
یا رب یہ التجا میری مقبول کیجیو
حُر کو ثواب اس کی شہادت کا دیجیو

۱۴۸

...بِن حشر کی بھی صدا آئی یک بہ یک — احساں ہے سب یہ حُر کا، کچھ اس میں نہیں ہے شک
...ترا جو بعدِ نبیؐ ظلم کا فلک — محسن گلے سے خون اگلتا ہے اب تلک
ہوتا ہے درد قبر میں کروٹ جو لیتی ہوں
حُر کو ثواب اس کا میں دعوت میں دیتی ہوں

(۱۴۹)

بس اے دبیر چاک فرشتوں کی جیب ہے — اس نظم سے عیاں ہو کہ تائیدِ غیب ہے

اپنے سخن کی آپ ثنا سخت عیب ہے — تجھ پر کرم حسینؑ کا بے شبہ و ریب ہے

خالق سے کہہ کہ عرض یہ میری قبول ہو

مرنے کے بعد شہ کی غلامی حصول ہو

مرثیہ ۸

(۱)
آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے ۔۔۔ رستم کا جگر زیرِ کفن کانپ رہا ہے
لینِ زمن کانپ رہا ہے ۔۔۔ سب ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبرئیل لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو

(۲)
جو بانیِ شر کانپ رہے ہیں ۔۔۔ افلاک پہ خورشید و قمر کانپ رہے ہیں
نیستاں میں جگر کانپ رہے ہیں ۔۔۔ سہمے ہوئے دریا میں مگر کانپ رہے ہیں
بہرام کا بس رعشہ میں اندام ہوا ہے
اور سام کو اس خوف سے سرسام ہوا ہے

(۳)
ہیں نہ قلعۂ افلاک کے در بند ۔۔۔ جلادِ فلک بھی نظر آتا ہے نظر بند
خ سے جوزا کا کمر بند ۔۔۔ سیارے ہیں غلطاں صفتِ طائرِ پربند
انگشتِ عطارد سے قلم چھوٹ پڑا ہے
خورشید کے پنجے سے علم چھوٹ پڑا ہے

(۴)
نر پڑھ رہے ہیں فاتحۂ خیر ۔۔۔ کہتے ہیں انا العبد لرز کر صنمِ دیر
تن غیر، مکیں غیر، مکاں غیر ۔۔۔ نے چرخ کا ہے دور نہ سیاروں کی ہے سیر
سکتے میں فلک خوف سے مانندِ زمیں ہے
جز بختِ یزید اب کوئی گردش میں نہیں ہے

بے ہوش ہے بجلی، یہ سمند ان کا ہے ہشیار ⑤ خوابیدہ ہیں سب، طالعِ عباس ہے
پوشیدہ ہے خورشید، علم اِن کا نمودار بے نور ہے مُنھ چاند کا، رخ ان کا

سب جزو ہیں، کُل رُتبے میں کہلاتے ہیں عباس
کونین پیادہ ہیں سوار آتے ہیں عباس

چمکا کے مہ و خور، زر و نقرہ کے عصا کو ⑥ سر کاٹتے ہیں پیرِ فلک پشتِ
عدل آگے بڑھا حکم یہ دیتا ہے قضا کو ہاں، باندھ لے ظلم و ستم و جور و

گھر لوٹ لے بغض و حسد و کذب و ریا کا
سر کاٹ لے حرص و طمع و مکر و دغا کا

راحت کے محلّوں کو بلا پوچھ رہی ہے ⑦ ہستی کے مکانوں کو فنا پوچھ رہی
تقدیر سے عُمر اپنی قضا پوچھ رہی ہے دوزخ کا پتا فوجِ جفا پوچھ رہی

غفلت کا تو دل چونک پڑا خوف سے ہل کر
فتنے نے کیا خواب گلے کفر سے مل کر

النّشر کا ہنگامہ ہے اس وقت حشر میں ⑧ الصّور کا آوازہ ہے اب جن و بشر
الہجر کا ہے تذکرہ باہم تن و سر میں الوصل کا غل ہے سقر و اہلِ سقر

الحشر جو مرنے پہ پکاریں تو غضب ہے
الموت زبانِ ملک الموت پہ اب ہے

رو کش ہے اس اک تن کا نہ بہمن نہ تہمتن ⑨ سہراب و نریمان و پشن بے سر و بے
قارون کی طرح تختِ زمیں غرق ہے قارن ہر عاشقِ دنیا کو ہے دنیا چہ بیژن

سب بھول گئے اپنا حسب اور نسب آج
آتا ہے جگر گوشۂ قتالِ عرب آج

(۱۰)
مانندِ رگ و ریشہ زرہ چھپتی ہے بر میں — [illegible]ں ہوتا ہے خود کاسۂ سر میں
جوہر ہے نہ تیغوں میں نہ روغن ہے سپر میں — [illegible]ہے، رنگ اسلحے کا فوجِ عمر میں
رنگ اڑ کے بکھرا ہے جو رخِ فوجِ لعیں کا
چہرہ نظر آتا ہے فلک کا نہ زمیں کا

(۱۱)
انصاف یہ کہتا ہے کہ چپ اترکِ ادب ہے — [illegible]لک کا کہ یہ خورشیدِ عرب ہے
یہ قدرتِ رب، قدرتِ رب، قدرتِ رب ہے — [illegible]لک پر توِ عارض کا لقب ہے
ہر ایک کب اس کے شرف و جاہ کو سمجھے
اس بندے کو وہ سمجھے جو اللہ کو سمجھے

(۱۲)
عیسیٰ ہے مسیحائی میں موسیٰ ہے دعا میں — [illegible]یہ کنعاں میں سلیماں ہے سبا میں
شبیرؑ ہے مظلومی میں، حیدرؑ ہے وغا میں — [illegible]ر یہ صبر میں، یحییٰ ہے بکا میں
کیا غم جو نہ مادر نہ پدر رکھتے ہیں آدم
عباس سا دنیا میں پسر رکھتے ہیں آدم

(۱۳)
طاعت میں ملک، خو میں حسنؑ، زور میں حیدرؑ — [illegible]بید اللہ ہے، بازو میں ہے جعفر
اور طنطنہ و دبدبے میں حمزۂ صفدر — [illegible]یں ہاشم ہے، تواضع میں پیمبرؐ
جوہر کے دکھانے میں یہ شمشیرِ خدا ہے
اور سر کے کٹانے میں یہ شاہِ شہدا ہے

(۱۴)
ایمان سوا ان کے خزانہ نہیں رکھتا — [illegible]شرف کچھ بھی زمانہ نہیں رکھتا
شبیرؑ بغیر ان کے یگانہ نہیں رکھتا — [illegible]ی کوئی اور فسانہ نہیں رکھتا
یہ روحِ مقدس ہے فقط جلوہ گری میں
یہ عقلِ مجرد ہے جمالِ بشری میں

صحرا میں گرا پرتوِ عارض جو قضا را (۱۵) سورج کی کرن نے کیا شرما کے
یوں دھوپ اُڑی، آگ پہ جس طرح سے پارا موسیٰ کی طرح غش ہوئے سب، کیہ
جز مدح، نہ دم روشنیِ طور نے مارا
شب خونِ عجب دھوپ میں اس نور نے مارا

قربان ہوئے علمِ شاہِ اُمم کے (۱۶) سب خادہرے ہو کے بنے سر دا
ہیں راز عیاں، خالقِ ذوالفضل و کرم کے جبرئیل نے پر کھولے ہیں دامن میں
پرچم کا جہاں عکس گرا صاعقہ چمکا
پرچم کہیں دیکھا نہ سنا اِس چم و خم کا

قرنا میں نہ دم ہے نہ جلاجل میں صدا ہے (۱۷) بوق و دُہل و کوس کی بھی سانس
ہر دل کے دھڑکنے کا مگر شور بپا ہے باجا جو سلامی کا اسے کہیے
سکتے میں جو آواز ہے نقارۂ دف کی
نوبت ہے ورودِ خلفِ شاہِ نجف کی

آمد کو تو دیکھا، رُخِ پر نور کو دیکھو (۱۸) والشمس پڑھو روشنیِ طور کو
نے روشنیِ ماہ کو نے ہور[1] کو دیکھو اس شمعِ مرادِ ملک و حور کو
ہے کون تجلی رُخِ پر نور کے مانند
یاں روشنیِ طور جلی طور کے مانند

مداح کو اب تازگیِ نظم میں کد ہے (۱۹) یا حضرتِ عباسِ علی! وقتِ مدد
مولا کی مدد سے جو سخن ہو وہ سند ہے اس نظم کا جو ہو نہ مُقِر اس کو حسد
حاسِد سے صلا بھی نہیں درکار ہے مجھ کو
سرکارِ حسینی سے سروکار ہے مجھ کو

---

[1] ہور۔ بمعنی آفتاب

...ہے یہ نظم و بیاں بیشہ نہیں ہے (۲۰) باغی کو بھی گل گشت میں اندیشہ نہیں ہے

...ع برجستہ ہے پھل، تیشہ نہیں ہے یاں مغز سخن کا ہے، رگ و ریشہ نہیں ہے

صحت مری تشخیص سے ہے نظم کے فن کی

مانندِ قلم ہاتھ میں ہے نبض سخن کی

...ملے، فائدہ کیا کوہ کنی سے؟ (۲۱) میں کاہ کو گل کرتا ہوں رنگیں سخنی سے

...رنگ ہیں الفاظ عمیقِ یمنی سے یہ ساز ہے سوزِ غم شاہِ مدنی سے

آہن کو کروں نرم تو آئینہ بنا لوں

پتھر کو کروں گرم تو میں عطر نکالوں

...تِ تحسیں مجھے حاصل ہے سراپا (۲۲) پر وصف سراپا کا تو مشکل ہے سراپا

...و تن اک قدرتِ کامل ہے سراپا یہ روح ہے سر تا بہ قدم دل ہے سراپا

کیا ملتا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے

مضمون بھی اپنا نہیں لڑتا ہے کسی سے

...ج کو چھپاتا ہے گہن آئینے کو زنگ (۲۳) داغی ہے کمر سوختہ دل لالۂ خوش رنگ

...سل دُر و لعل کی وہ پانی ہے یہ سنگ دیکھو گل و غنچہ وہ پریشاں ہے یہ دل تنگ

اس چہرے کو داور ہی نے لاریب بنایا

بے عیب تھا خود، نقش بھی بے عیب بنایا

...س کہے اس چہرے کو کب چشمۂ حیواں (۲۴) یہ نور وہ ظلمت، یہ نمودار، وہ پنہاں

...س سے ہے آزار، برص میں مہ تاباں کب ہے یرقاں مہر کو، ہے اور نہیں درماں

آئینہ ہے گھر زنگ کا، یہ زنگ نہیں ہے

اس آئینے میں رنگ ہے اور زنگ نہیں ہے

آئینہ کہا رخ کو تو کچھ بھی نہ ثنا کی (۲۵) صنعت وہ سکندر کی یہ صنعت ہو

وہ خاک نے صیقل، یہاں قدرت نے جلا کی طالع نے کس آئینے کو خوبی یہ عطا

ہر آئینے میں چہرۂ انساں نظر آیا

اِس رخ میں جمالِ شہِ مرداں نظر آیا

بے مثل جبیں ہو نگہِ اہلِ یقیں میں (۲۶) بس ایک یہ خورشید ہے افلاکِ زمیں

جلوہ ہے عجب ابرووں کا قربِ جبیں میں دو مچھلیاں ہیں چشمۂ خورشیدِ مبیں

دم کو یہ اشارہ ہے یہ ابرو کا جبیں پر

ہیں دو مہِ نو جلوہ نما چرخِ برِیں پر

بینی کے تو مضموں پہ دعوا ہے یقینی (۲۷) اس نظم سے چہرے کی دو رہ جائے گی

منظورِ نگہ کو جو ہوئی عرش نشینی کی سایۂ بینی نے فقط جلوہ گری

درکار اسی بینی کی محبت کا عصا ہے

یہ راہ تو ایماں سے کبھی باریک سوا ہے

بینی کو کہوں شمع تو لو اس کی کہاں ہے (۲۸) یہ نور سمجھ لوں یہ مجھے شعلے کا گماں

دو شعلے اور اک شمع یہ حیرت کا مکاں ہے ہاں، زلفوں کے کوچوں سے ہوا تند روا

سمجھو نہ بھنویں بس کہ ہوا کا جو گذر ہے

یہ شمع کی لو گاہ اِدھر گاہ اُدھر ہے

اس درجہ پسند اس رخِ روشن کی چمک ہے (۲۹) خورشید سے برگشتہ ہر اک ماہِ فلک

ابرو کا یہ غل کعبۂ افلاک ملک ہے محرابِ دعائے بشر و جن و ملک

دیکھا جو مہِ نو نے اس ابرو کے شرف کو

کعبے کی طرف پشت کی رخ اس کی طرف کو

...عقیق سے تا دیل کا ہے فرق (۳۳۰) پتلی سے وہی کعبہ کی تمثیل کا ہے فرق
...ے اور اس آنکھ سے اک میل کا ہے فرق میل ایک طرف نور کی تکمیل کا ہے فرق
اس آنکھ پہ امت کے ذرا خشم کو دیکھو
ناوک کی سلائی کو اور اس چشم کو دیکھو

...لو نرگس کہوں، ہے عین حقارت (۳۳۱) نرگس میں نہ پلکیں ہیں نہ پتلی نہ بصارت
...پہ مہِ عید کی بے جا ہے اشارت وہ عید کا مژدہ ہے یہ حیدر کی بشارت
ابرو کی مہِ نو میں نہ جنبش ہے نہ ضو ہے
اک شب وہ مہِ نو ہے یہ ہر شب مہِ نو ہے

...عرق دیکھ کے خورشید ہوا تر (۳۳۲) ابرو سے ٹپکتا ہے ذرا تیغ کا جوہر
...کا عرق روغنِ بادام سے بہتر عارض کا پسینہ ہے گلابِ گلِ احمر
قطرہ رخِ پر نور پہ ڈھلتے ہوئے دیکھو
عطرِ گلِ خورشید نکلتے ہوئے دیکھو

...ں منھ میں زباں آٹھ پہر ہے (۳۳۳) گویا دہنِ غنچہ میں برگِ گلِ تر ہے
...نہ و گل برگ میں یہ نور مگر ہے یہ برج میں خورشید کے ماہی کا گذر ہے
تعریف میں ہونٹوں کی جو لب تر ہوا میرا
دنیا ہی میں قابو لبِ کوثر ہوا میرا

...ردیفِ لبِ خوش رنگ ہوا ہے (۳۳۴) کیا قافیہ غنچے کا یہاں تنگ ہوا ہے
...ی دہن کا جب مجھے آہنگ ہوا ہے یہ غنچے کا نام اس کے لیے ننگ ہوا ہے
غنچہ کہا اس منھ کو حذر اہلِ سخن سے
سونگھے کوئی، بو آتی ہے غنچے کے دہن سے

شیریں رقموں میں رقم اس لب کی جدا ہے (۳۵) اک نے شکر اور ایک نے یاقوت لکھا
یاقوت کا لکھنا مگر انسب ہے، بجا ہے   یاقوت سے بڑھ کر جو لکھوں میں تو مز
چوسا ہے یہ لب مثلِ رُطب حق کے ولی نے
یاقوت کا بوسہ لیا کس روز علی نے

جانِ فصحا، روحِ فصاحت ہو تو یہ ہو (۳۶) ہر کلمہ ہو موقع پہ بلاغت ہو تو ی
اعجازِ مسیحا کی کرامت ہو تو یہ ہے   قائل ہو نزاکت کہ نزاکت ہو تو ی
یوں ہونٹوں پہ تصویرِ سخن وقتِ بیاں ہے
یاقوت سے گویا رگِ یاقوت عیاں ہے

اب اصل ہے، میں شیریں دہنی کی کروں تحریر (۳۷) طفلی میں کھلا جب کہ یہ غنچہ سے تقر
پہلے یہ خبر دی کہ میں ہوں فدیۂ شبیرؑ   اس مژدے پہ مادر نے انھیں بخش دیا
منھ حیدرِ کرار نے میٹھا کیا ان کا
شیرینیِ اعجاز سے منھ بھر دیا ان کا

اِس لب سے دمِ تازہ ہر اک مُردے نے پایا (۳۸) جیسے شہِ مرداں نے نُصیری کو جلا
جاں بخشیِ اموات کا گویا ہے یہ آیا   ہمدم دمِ روح القدس ان کا نظر آ
دم قالبِ بے جاں میں جو دم کرتے تھے عیسیٰؑ
ان ہونٹوں کے اعجاز کا دم بھرتے تھے عیسیٰؑ

دانتوں کی لڑی سے یہ لڑی عقلِ خداداد (۳۹) وہ بات ٹھکانے کی کہوں اب کہ رہی یا
یہ گوہرِ عباس ہیں، پاک ان کی ہے بنیاد   عباسؑ و نجفؑ[۱] ایک ہیں گنیے اگر اعدا
معدن کے شرف ہیں یہ جواہر کے شرف ہیں
دنداں دُرِ عباس ہیں تو دُرِ نجف ہیں

۱۔ "عباس" اور "نجف" دونوں لفظوں کے اعداد ۱۳۳ ہیں

ں اب کریں ہاتھوں کا نظارا (۲۴۰) دس انگلیاں ہیں مثلِ علم ان میں صفت آرا
ہے پنجتنی کو یہ اشارا اے مومنو عشرے میں علم دکھنا ہمارا

پہلے مرے آقا کے سپہ سالار کو رونا
پھر زیرِ علم ان کے علمدار کو رونا

فکر کا رشتہ نہیں جاتا (۲۴۱) کمر ایک طرف، وہم بھی حاشا نہیں جاتا
کا مری دعوی نہیں جاتا مضموں یہ نازک ہے کہ باندھا نہیں جاتا

اب زیبِ کمر تیغِ شرربار جو کی ہے
عباس نے شعلے کو گرہ بال سے دی ہے

ں اب عالمِ بالا کی مدد کا (۲۴۲) درپیش ہے مضمون علمدار کے قد کا
لا پسرِ شیرِ صمد کا یا سایہ مجسم ہوا اللہِ احد کا

اس قد پہ دو ابرو کی کشش کیا کوئی جانے
کھینچے ہیں دو مد ایک الف پر یہ خدا نے

سو دورے نہ اک رخش کا کاوا (۲۴۳) دیتا ہے سدا عمرِ رواں کو یہ بھلاوا
یبِ عناصر کے علاوا اللہ کی قدرت ہے، نہ چھل بل نہ چھلاوا

چلتا ہے غضب چال، قدم شل ہے قضا کا
توسن نہ کہوں، رنگ اڑا ہے یہ ہوا کا

ہر اک آنکھ ہے فانوسِ خیالی (۲۴۴) بندش میں ہے فعل اس کے رباعی ہلالی
رجو زانے عناں دوش پہ ڈالی بھرتی سے ہے مضمون رکابوں کا بھی خالی

سرعت ہے اندھیرے اور اجالے میں غضب کی
اندھیاری اسے چاندنی ہے چودھویں شب کی

گردوں ہو کبھی ہم قدم اس کا یہ ہے دشوار (۴۵) وہ قافلے کی گرد ہے یہ قافا
وہ ضعف ہے یہ زور، وہ مجبور یہ مختار یہ نام ہے، وہ ننگ ہے یہ فخر ہے،

اک جست میں رہ جاتے ہیں یوں ارض و سما دور
جس طرح مسافر سے دمِ صبح سرا دور

جو بوند پسینے کی ہے، شوخی سے بھری ہے (۴۶) ان قطروں میں پریوں سے سوا تیز
گلشن میں صبا باغ میں یہ کبکِ دری ہے فانوس میں پروانہ ہے، شیشے میں

یہ ہے وہ ہُما جس کے جلودار ملک ہیں
سائے کی جگہ پر کے تلے ہفت فلک ہیں

ٹھہرے تو فلک سب کو زمیں پر نظر آئے (۴۷) دوڑے تو زمیں چرخِ بریں پر نظ
شہباز ہوا کا نہ کہیں پر نظر آئے راکب ہی فقط دامنِ زیں پر نظ

اس راکب و مرکب کی برابر جو ثنا کی
یہ علم خدا کا وہ مشیت ہے خدا کی

شوخی میں پری، حُسن میں ہے حورِ بہشتی (۴۸) طوفان میں راکب کے لیے نوح کی
کب ابلقِ دوراں میں ہے، یہ نیک سرشتی یہ خیر ہے وہ شر ہے، یہ خوبی ہے، وہ ز

صحرا میں چمن، فصلِ بہاری ہے چمن میں
رہوار ہے اصطبل میں، تلوار ہے رن میں

اس رخش کو عباس اڑاتے ہوئے آئے (۴۹) کوسِ لمن الملک بجاتے ہوئے
تکبیر سے سوتوں کو جگاتے ہوئے آئے ایک تیغ نگہ سب پہ لگاتے ہوئے

بے چلّے کے کھینچے ہوئے ابرو کی کماں کو
بے ہاتھ کے تانے ہوئے پلکوں کی ں کو

[…]خ نے کہ اک گبرِ دلاور (۵۰) ہفتم سے فرد کش تھا میاں صفِ لشکر
[…]سنگیں دل و بد باطن و بد بر سر کر کے مہم نیزوں پہ لایا تھا کئی سر
ہم راہِ شقی فوج تھی ڈنکا تھا نشاں تھا
جاگیر کے لینے کو سوئے شام رواں تھا

[…]ہیں شبِ ہفتم اُسے لائی (۵۱) خلوت میں اسے بات عمرؔ نے یہ سُنائی
[…]سادات سے ہم کو بھی لڑائی واں پنج تنی چند ہیں یاں ساری خدائی
اکبرؑ کا نہ قاسم کا نہ شبیرؑ کا ڈر ہے
دو لاکھ کو اللہ کی شمشیر کا ڈر ہے

[…]ر کہ ہوا مجھ کو بھی وسواس (۵۲) شمشیرِ خدا کون، عمرؔ بولا کہ عباس
[…]ا پھر فتح کی کیوں کر ہو تجھے آس بولا کہ کئی روز سے اس شیر کو ہے پیاس
ہم بھی ہیں بہادر، نہیں ڈرتے ہیں کسی سے
پر روح نکلتی ہے تو عباسِ علی سے

[…]ہم دار جری رن میں جو لایا (۵۳) اس گبر کو چپکے سے عمرؔ نے یہ سنایا
[…]ا جس شیر کے آنے کا، وہ آیا سر اس نے پرے سے سوئے عباس اٹھایا
دیکھا تو کہا کانپ کے یہ فوج دغا سے
روباہ ہو، لڑواتے ہو مجھے شیرِ خدا سے!

[…]نہیں، قدرت ہے خدا کی (۵۴) مجھ میں ہے نرا زور، یہ قوت ہے خدا کی
[…]یافت مری، رحمت ہے خدا کی! سب نے کہا، تجھ پہ بھی عنایت ہے خدا کی
جا، عذر نہ کر، نام ہے مردوں کا اِسی سے
تو دبدبہ و زور میں کیا کم ہے کسی سے

بادل کی طرح سے وہ گرجتا ہوا نکلا (۵۵) جلدی میں سلحِ جنگ کے سجتا
ہر گام وہ عمرؔ کو تجتا ہوا نکلا اور سامنے نقارہ بھی بجتا

غالب تھا تہمتن کی طرح اہلِ جہاں پر
دھنستی تھی زمیں، پاؤں وہ رکھتا تھا جہاں پر

تیار، کمر کس کے ہوا جنگ پہ خوں خوار (۵۶) اور پیکِ اجل آیا کہ ہو قبر
خنجر لیا منہ دیکھنے کو اور کبھی تلوار شکلِ دمِ مرگ چڑھا گھوڑے پہ

وہ رخش پہ یا دیو دنی تختِ زری پر
غل رن میں اٹھا، کوہ چڑھا کبک دری پر

اس ہیئت و ہیبت سے وہ نخوت سیر آیا (۵۷) آسیب کو بھی سائے سے اُس کے
میداں میں قیامت کو بھی محشر نظر آیا گردانیے لیے نیزوں پہ کشتوں کے

زندہ ہی پئے سیر نہ ہر صف سے بڑھے تھے
سر مُردوں کے نیزوں پہ تماشے کو چڑھے تھے

سیدھا کبھی نیزے کو بلایا، کبھی آڑا (۵۸) بڑھ بڑھ کے رجز باغِ فصاحت کو
ظالم نے کئی پشت کے مُردوں کو اکھاڑا بولا مری ہیبت نے جگر شیروں کا

ہم پنجہ نہ رستم ہے نہ سہراب ہے میرا
مرحب بن عبد القمر القاب ہے میرا

فتراک میں سر باندھتا ہوں پیلِ دماں کا (۵۹) پنجے میں سدا پھیرتا ہوں شیرِ ژیاں
نظارہ ذرا کیجیے ہر شاخِ سناں کا اس نیزے پہ وہ سر ہے فلاں ابن فلاں

جو جو تھے یلانِ کہن اس دورہ نو میں
تن ان کے تہِ خاک ہیں، سر میری جلو میں

[...]ف زیاں سیف الٰہی نے علم کی (۶۰) فرمایا میسر آگے یہ تقریرِ ستم کی
[...]م سے کہا کچھ تو زباں میں نے قلم کی — کونین نے گردن میرے دروازے پہ خم کی
طاقت ہے ہماری اسد اللہ کی طاقت
پنجے میں ہمارے ہے یداللہ کی طاقت

[...]قمرِ نحس کا تو داغِ جگر ہے (۶۱) میں چاند علی کا ہوں، ارے یہ بھی خبر ہے!
[...]بدر پرستی سے تری کیا مجھے ڈر ہے — قبضے میں طنابِ فلک و شمس و قمر ہے
مقدور رہا شمس کی رجعت کا پدر کو
دو ٹکڑے چچا نے کیا انگلی سے قمر کو

[...]بدر درخشاں ہیں، بتا، نور ہے کس کا؟ (۶۲) کلمہ ورقِ ماہ پہ مسطور ہے کس کا
[...]ہ والشمس میں مذکور ہے کس کا — ذرّے کو کرے مہر یہ مقدور ہے کس کا
یہ صاحبِ مقدور نبیؐ اور علیؑ ہیں
یا ہم، کہ غلامِ خلفُ الصّدقِ نبیؐ ہیں

[...]تو خدا جانتا ہے شمس و قمر کو (۶۳) وہ شام کو ہوتا ہے غروب اور یہ سحر کو
[...]سمجھ مہرِ شہِ جن و بشر کو — شمعِ رہِ معراج ہیں یہ اہلِ نظر کو
خورشیدِ بنی فاطمہ تو شاہِ اُمم ہیں
اور ماہِ بنی ہاشمی، آفاق میں ہم ہیں

[...]ند کو کرتی ہے اک انگشت ہماری (۶۴) ہے مہرِ نبوت سے ملی پُشت ہماری
[...]غ ظفر وقتِ نبرد و کشت ہماری — سو گرزِ قضا، ضربتِ یک مشت ہماری
قدرت کے نیستان کے ہم شیر ہیں ظالم!
ہم شیر ہیں اور صاحبِ شمشیر ہیں ظالم!

(۶۵)

سب کو ہے فنا، دور ہمیشہ ہے ہمارا
سر پیشِ خدا رکھنا یہ پیشہ ہے ہ
ہیں شیرِ خدا جس میں وہ بیشہ ہے ہمارا
عاری ہے اجل جس سے وہ تیشہ ہے
ہم جزوِ بدن اُس کے ہیں جو کُل کا شرف ہے
رشتے ہیں ہمارے گہرِ پاکِ نجف ہے

(۶۶)

جوشن جو دعاؤں میں ہے وہ اپنی زرہ ہے
ہر عقدے کا ناخن مرے نیزے کی گ
تلوار سے پانی جگرِ ہر کہ و مہ ہے
کاٹا پرِ جبرئیل کو جس تیغ سے یہ
سر خود و کلہ کا نہیں محتاج ہمارا
شبیرؑ کا ہے نقشِ قدم تاج ہمارا

(۶۷)

احمد ہے چچا میرا، پدر حیدرِ صفدر
وہ کل کا پیمبرؐ ہے یہ کونین کا ر
اور مادرِ زینب کی ہے لونڈی مری مادر
بھائی مرا اک عون دو عبداللہ و جع
اور شبرؑ و شبیرؑ ہیں سردار ہمارے
ہم ان کے غلام اور وہ مختار ہمارے

(۶۸)

قاسمؑ کا عزادار ہوں، اکبر کا میں غمخوار
لشکر کا علم دار ہوں، سرور کا جلو
میں کرتا ہوں پردہ تو حرم ہوتے ہیں اسوار
تھا شب کو نگہبانِ خیامِ شہِ ابر
اب تازہ یہ بخشش ہے خدائے ازلی کی
سقا بھی بنا اُس کا جو پوتی ہے علی کی

(۶۹)

ہم بانٹتے ہیں روزی ہر بندۂ غفار
رزّاق کی سرکار کے ہیں مالک و مختا
پر حق کی اطاعت ہے جو ہر کار میں درکار
خود وقتِ سحر روزے میں کھا لیتے ہیں تلو
ہیں عقدہ کُشا، دست کشا، قلعہ کشا بھی
پر صبر سے بندھواتے ہیں رسی میں گلا بھی

(۷۰)
...قدم پاک کا فدیہ ہے سر اپنا — قربان کیا جس پہ نبی نے پسر اپنا
...اکبر ہے دل اپنا جگر اپنا — بیت الشرف شاہ پہ صدقے ہے گھر اپنا
مشہور جو عباس زمانے کا شرف ہے
شبیرؑ کی نعلین اٹھانے کا شرف ہے

(۷۱)
...کا چراغ آتے ہی گل کر دیا ہم نے — ہر جا عمل ختم رسلؐ کر دیا ہم نے
...یہ در قلعہ کو پُل کر دیا ہم نے — اک جزو تھا کلمہ اسے کُل کر دیا ہم نے
دھوکا نہ ہو یہ سب شرف شیر خدا ہیں
پھر وہ جدا ہم سے نہ ہم ان سے جُدا ہیں

(۷۲)
...بہشتی کے رجز پر حسد آیا — یوں جل کے پے حملہ وہ ملعون بد آیا
...سقر سے عمر عبد ود آیا — اور لرزے میں مرحب بھی میان لحد آیا
نفریں کی خدا نے اسے تحسین کی عمر نے
مجرا کیا عباس کو یاں فتح و ظفر نے

(۷۳)
...کو بڑھ بڑھ کے نقیبوں نے پکارا — لو! ٹوٹتا ہے دست زبردست تمہارا
...سب عبد القمر اب معرکہ آرا — شبیرؑ یقین جانو کہ عباس کو مارا
یہ گرگ، وہ یوسف، یہ خزاں ہے، وہ چمن ہے
وہ چاند، یہ عقرب ہے، وہ سورج، یہ گہن ہے

(۷۴)
...ور نے تڑپا دیا حضرت کے جگر کو — اکبرؑ سے کہا جاؤ تو عمو کی خبر کو
...ھے اور مڑ کے پکارے یہ پدر کو — گھبرا ہے کوئی نحس سنا دو نہ قمر کو
اک فوج نبی گرد علمدار ہے رن میں
لو ماہِ بنی ہاشمی آتا ہے گہن میں

(۷۵)

اک گبرِ قوی آیا ہے کھینچے ہوئے تلوار ۔ کہتا ہے کہ اک حملے میں ہو فیصلہ[ ]
سر کشتوں کے نیزوں پہ ہیں گرد اُس کے نمودار ۔ یاں دست بہ قبضہ متبسم ہیں علم[دار]
اللہ کرے خیر کہ ہے قصدِ شر اُس کو
سب کہتے ہیں مرحب بن عبد القمر اُس کو

(۷۶)

غُل ہے کہ دلِ آلِ عبا توڑے گا مرحب ۔ اب بازوے شاہِ شہدا توڑے گا مر[حب]
بندِ کمرِ شیرِ خدا توڑے گا مرحب ۔ گوہر کو، تہِ سنگِ جفا، توڑے گا مر[حب]
مرحب کا، نہ کچھ اس کی توانائی کا ڈر ہے
فدوی کو چچا جان کی تنہائی کا ڈر ہے

(۷۷)

شہ نے کہا کیا روح علی آئی نہ ہوگی ۔ نانا نے مرے کیا یہ خبر پائی نہ ہو[گی]
کیا فاطمہ فردوس میں گھبرائی نہ ہوگی ۔ سر ننگے وہ تشریف یہاں لائی نہ ہو[گی]
بندوں پہ عیاں زورِ خدا کرتے ہیں عباسؑ
پیارے مرے دیکھو تو کیا کرتے ہیں عباسؑ

(۷۸)

سن کر یہ خبر بی بیاں کرنے لگیں نالا ۔ ڈیوڑھی پہ، کمر پکڑے، گئے سیدِ وا[لا]
چلائے کہ فضہ علی اصغر کو اٹھا لا ۔ ہے وقتِ دعا چھوٹا ہے گود کا پا[لا]
سیدانیو، سر کھول دو سجادہ بچھا دو
دشمن پہ علمدار ہو غالب، یہ دعا دو

(۷۹)

خیمے میں قیامت ہوئی فریاد و بکا سے ۔ سہمی ہوئی کہتی تھی سکینہ یہ خدا سے
غارت ہو الٰہی جو لڑے میرے چچا سے ۔ وہ جیتے پھریں، خیر میں مرجاؤں بلا[سے]
صدقے کروں، قربان کروں اہلِ جفا کو
دو لاکھ نے گھیرا ہے مرے ایک چچا کو

(۸۰)
…ب اس ظلم و ستم کا ہے ٹھکانا — سقّے پہ روا ہے کہیں، تلوار اٹھانا؟
…روا رکھتا ہے سیّد کا ستانا؟ — جائز ہے کسی پیاسے سے پانی کا چھپانا؟
ہفتم سے غذا کھائی ہے نے پانی پیا ہے
بے رحموں نے کس دکھ میں ہمیں ڈالا ہے

(۸۱)
…ی اماں، مرے سقّے کو بلاؤ — کہہ دو کہ سکینہ ہوئی آخر، ادھر آؤ
…نہیں چاہیے، تابوت منگاؤ — کاندھے سے رکھو مشک، جنازے کو اٹھاؤ
ملنے مری تربت کے گلے آئیں گے عباس
یہ سنتے ہی گھبرا کے چلے آئیں گے عباس

(۸۲)
…ے میں حملے کیے مرحب نے وہاں چار — پر ایک بھی، اس تیغ تنی پہ نہ چلا وار
…و ستم ہر اک عضو تھا ہشیار — جاری ہوئی تلوار، مخالف ہوا ناچار
جب تیغ کو جھنجھلا کے رُخِ پاک پہ کھینچا
تلوار نے انگلی سے الف خاک پہ کھینچا

(۸۳)
…نے کہا، بس! اسی فن پہ تھا تجھے ناز — سیکھا نہ یداللّٰہیوں سے ضرب کا انداز
…ی اس انداز سے تیغِ شرر انداز — جو میان کے بھی منھ سے ذرا نکلی نہ آواز
یاں خوف سے قالب کو کیا میان نے خالی
واں قالبِ اعدا کو کیا جان نے خالی

(۸۴)
…ر آیا جو برہنہ نظر آئی — پھر جامۂ تن میں نہ کوئی روح سمائی
…نے کہا، توبہ، قضا بولی، دہائی! — انصاف پکارا کہ ہے قبضے میں خدائی
لو فتحِ مجسّم کا وہ سر جیب سے نکلا
نصرت کے فلک کا مہِ نو غیب سے نکلا

بجلی گری بجلی پہ، اجل ڈر کے اجل پر (۸۵) اک زلزلہ طاری ہوا گردوں کے مح
سیارے ہٹے کر کے نظر تیغ کے پھل پر — خورشید تھا مریخ پہ، مریخ زحـ
یہ ہول دیا تیغِ درخشاں کی چمک نے
جو تاؤں کے دانتوں سے زمیں پکڑی فلک نے

مرحب سے مخاطب ہوئے عباسِ دلاور (۸۶) شمشیر کے مانند، سراپا ہوں میں جـ
ممکن ہو کہ اک ضرب میں دو ہو تو سرا سر — پر اس میں عیاں ہوں گے نہ جوہر مرے تجـ
لے، روک مرے وار، ترے پاس سپر ہے
زخمی نہ کروں گا ابھی، اظہارِ ہنر ہے

کاندھے سے سپر رکھ کے مقابل ہوا دشمن (۸۷) بتلانے لگے تیغ سے یہ ضرب کا ہر ف
یہ سینہ، یہ بازو، یہ کمر اور یہ گردن — یہ خود، یہ چار آئینہ، یہ ڈھال، یہ جو
کس وار کو وہ روکتا، تلوار کہاں تھی
آنکھوں میں تو پھرتی تھی، نگاہوں سے نہاں تھی

مرحب نے نہ پھر ڈھال نہ تلوار سنبھالی (۸۸) اِک ہاتھ سے سر، ایک سے دستار سنبھا
ظالم نے سناں، غصے سے، اک بار سنبھالی — اِس شیر نے شمشیرِ شرربار سنبھا
تانی جو سناں اُس نے علمدار کے اوپر
نیزہ یہ اڑا لے گئے تلوار کے اوپر

جو چال چلا وہ، ہوا گمراہ و پریشاں (۸۹) پھر زہ پہ کھینچا جو کماں کا سرِ میدا
تیروں کی لڑائی پہ پڑا قرعۂ پیکاں — تیروں کو قلم کرنے لگی تیغِ درخشاں
جوہر سے نہ تیروں ہی کے پھل داغ بدل تھے
گر شست کے تھے ساٹھ تو چلّے کے چہل تھے

۹۰

غ نے سرکش کے جو ترکش میں کیا گھر — غل تھا کہ نیستاں میں گری برق چمک کر
ں کے کٹ کٹ کے اڑے مثلِ کبوتر — مرحب ہوا مضطر صفتِ طائرِ بے پر
بڑھ کر کہا غازی نے، بتا کس کی ظفر ہے؟
اب مرگ ہے اور تو ہے، یہ تیغ اور یہ سر ہے!

۹۱

نے پوشیدہ کیا رخ کو سپر سے — اور کھینچ لیا خنجرِ ہندی کو کمر سے
ادھر سے چلا اور تیغ اِدھر سے — اُس وقت ہوا اجل نہ سکی بیچ میں ڈر سے
اللہ رے شمشیرِ علمدار کے جوہر
جوہر کیے اُس خنجرِ خوں خوار کے جوہر

۹۲

جو کاٹا تو وہ ٹھہری نہ سپر پر — ٹھہری نہ سپر پر تو وہ سیدھی گئی سر پر
تھی سر پر تو وہ تھی صدر و کمر پر — تھی صدر و کمر پر تو وہ تھی قلب و جگر پر
تھی قلب و جگر پر تو وہ تھی دامنِ زیں پر
تھی دامنِ زیں پر تو وہ راکب تھا زمیں پر

۹۳

نے اُچھل کر کہا، وہ کفر کو مارا! — قدرت نے پکارا کہ یہ ہے زور ہمارا!
سے نبیؐ بولے، یہ ہے فخر تمہارا! — حیدرؑ نے کہا، یہ مری پتلی کا ہے تارا!
پروانۂ شمعِ رخِ تاباں ہوئیں زہراؑ
محسن کو لیے گود میں، قرباں ہوئیں زہراؑ

۹۴

ہوا گرم، یہ نادی جو ہوا سرد — واں فوج نے لی باگ، بڑھا یاں یہ جواں مرد
ں کی صدا سے سرِ قاروں میں ہوا درد — رنگِ رخِ اعدا کی طرح اُڑنے لگی گرد
قاروں کا زرِ گنجِ نہانی نکل آیا
یہ خاک اُڑی رن سے کہ پانی نکل آیا

۹۵

جو زندہ تھے العظمۃ للہ پکارے — سر مُردوں کے نیزوں پہ جو تھے، وا[illegible]
ڈر کر عمرِ سعد کو گم راہ پکارے — خوش ہو کے علم دار سوئے شاہ [illegible]
یاں تو ہوا یا حضرت شبیرؑ کا نعرہ
شبیرؑ نے ہنس کر کیا تکبیر کا نعرہ

۹۶

پردے کے قریب آ کے بہن شہ کی پکاری — دشمن پہ ہوئی فتح، مبارک ہو میں وا[illegible]
اب کہتی ہوں میں دیکھتی تھی جنگ یہ ساری [?] — عباس کی اک ضرب میں ٹھنڈا ہوا [illegible]
مرحب کو تو خیبر میں یداللہ نے مارا
ہم نام کو ابنِ اسدُ اللہ نے مارا

۹۷

میدان میں علم دار کے جانے کے میں صدقے — اِس فاقے میں تلوار لگانے کے میں [illegible]
باہم علَم و مشک اٹھانے کے میں صدقے — اِس پیاس میں اک بوند نہ پانے کے ص[illegible]
سقا بنا پیاسوں کا مروّت کے تصدق
بے سر کیا شہ زوروں کو، قوّت کے تصدق

۹۸

تم دونوں کا ہر وقت نگہبان خدا ہو — دیکھے جو بُری آنکھ سے، غارت ہو فنا[illegible]
دونوں کی بلا لے کے یہ ماں جائی فدا ہو — رو کر کہا حضرت نے، بہن! دیکھیے کیا [illegible]
منھ چاند سا مجھ کو جو دکھائیں تو میں جانوں
دریا سے سلامت جو پھر آئیں، تو میں جانوں

۹۹

زینب سے بحسرت یہ بیاں کرتے تھے مولا — ناگاہ سکینہ نے سُنا فتح کا مژ[illegible]
چلائی میں صدقے ترے، اچھی مری فضّا — جا جلد بلائیں مرے عمو کی تو لے [illegible]
دکھ پیاس کا کہہ کر انھیں مدہوش نہ کرنا
یہ یاد دلانا کہ فراموش نہ کرنا

(۱۰۰)
...یں گئی فضّہ سوئے جنگ گاہ — عباس نے آتے ہوئے دیکھا اُسے ناگاہ
...پھر جا! میں ہوا آنے سے آگاہ — کہہ دینا سکینہ سے ہمیں یاد ہے، واللہ
دل پیاس سے بی بی کا ہوا جاتا ہے پانی
لے کر ترے بابا کا غلام آتا ہے پانی

(۱۰۱)
...ے ابر صفت سات لیے برق — مرحب کے شریکوں کا جدا کرتے ہوئے فرق
...ں اور فوج میں باقی نہ رہا فرق — مرحب کی طرح سب بہ ہیبت میں ہوئے غرق
تلوار کی اِک موج نے طوفاں اٹھایا
طوفاں نے سر پردہ، بیاباں اٹھایا

(۱۰۲)
...ں ہر موج زرہ فوج کے تن میں — ملبوس ہیں زندے تھے کہ مُردے تھے کفن میں
...یانوں کو قلم کرکے دہن میں — اک تیغ سے تلواروں کو عاری کیا رن میں
حیدرؑ کا اسد قلزم لشکر میں در آیا
اُمڈے ہوئے بادل کی طرح نہر پہ آیا

(۱۰۳)
...بان بڑھے ہونے کو جو رنگ — بہنے ہوئے مچھلی کی طرح ہیں زدہ تنگ
...ے موجوں کی طرح خنجرِ بے زنگ — سقّے نے کہا، پانی یہ جائز ہے کہاں جنگ
دریا کے نگہ بان، ہو یہ غفلتِ دیں ہے
مانندِ حباب، آنکھ میں بینائی نہیں ہے

(۱۰۴)
...یہ کیا کہ وہ شرع نہ جانی — مشرب ہے یہ کیا کہ پلاتے نہیں پانی
...ا بچپن، علی اکبرؑ کی جوانی — برباد کیے دیتی ہے اب تشنہ دہانی
لب خشک ہیں، بچوں کی زباں پیاس سے شق ہے
دریا ہی سے تم پوچھ لو، کس پیاسے کا حق ہے

پانی مجھے اک مشک ہے اس نہر سے درکار (۱۰۵) بھر لینے دو مجھ کو نہ کرو حجت…

چلائے ستم گر، یہ ہرگز نہیں دشوار غازی نے کہا، ہاں یہ ارادہ ہے…

تو نیل کو اور برقِ شرربار کو روکو

رہوار کو روکو، مری تلوار کو روکو

یہ کہہ کے کیا اسپِ سبک تاز کو مہمیز (۱۰۶) بجلی کی طرح کوند کے چمکا فر…

اشرار کے سر پہ ہوا نعلوں سے تبر ریز سیلاب فنا تھا کہ وہ طوفان…

جھپکی پلک، اس رخش کو جب قہر میں دیکھا

پھر آنکھ کھلی جب تو وہاں نہر میں دیکھا

دریا میں ہوا غل کہ وہ دُرِّ نجف آیا (۱۰۷) الیاس و خضر بولے، ہمارا…

عباس، شہنشاہِ نجف کا خلف آیا پابوس کو موتی لیے دستِ صد…

یاد آ گئی پیاسوں کی جو حیدر کے خلف کو

دل خون ہوا دیکھ کے دریا کی طرف کو

سوکھے ہوئے مشکیزے کا پھر کھولا دہانہ (۱۰۸) بھرنے لگا خم ہو کے وہ سرتاجِ…

اعدا نے کیا دور سے تیروں کا نشانہ اور چوم لیا روحِ یداللہ نے…

فرمایا کہ کیا کیا مجھے خوش کرتے ہو بیٹا

پانی مری پوتی کے لیے بھرتے ہو بیٹا

کچھ فرق تری کوشش و ہمت میں نہیں ہے (۱۰۹) پانی مگر اس پیاسی کی قسمت میں ن…

وقفہ مرے پیارے کی شہادت میں نہیں ہے جو زخم میں لذت ہے وہ جرأت میں…

اک خون کی نہر آنکھوں سے زہرا کے بہی ہے

رونے کو تیری لاش پہ سر کھول رہی ہے

نکلا اسدُ اللہ کا جانی (۱۱۰) تھا شور کہ وہ شیر لیے جاتا ہے پانی
...حائل ہوئے سب ظلم کے بانی سقائے سکینہؑ کی یہ کی مرتبہ دانی
قبریں نبیؐ و حیدر و زہرا کی ہلا دیں
برچھوں کی جو نوکیں تھیں کلیجے سے ملا دیں

...ا تھا تیر جو دل پر نہ لگایا (۱۱۱) مشکیزے کے پانی سے سوا خون بہایا
...جو شمر نے حیلے سے سنایا عباس بچو، غول کمیں گاہ سے آیا
مُڑ کر جو نظر کی خلفِ شیرِ خدا نے
شانوں کو تہِ تیغ کیا اہلِ جفا نے

...ب نخلِ رُطب تھا سرِ میداں (۱۱۲) ابنِ ورقہ زیدِ لعیں اس میں تھا پنہاں
...ں سروِ روانِ شہِ مرداں جو شانہ تھا مشک و علم و تیغ کے شایاں
وار اُس پہ کیا زید نے شمشیرِ اجل سے
یہ پھولی پھلی شاخ، کٹی تیغ کے پھل سے

...و تیغ کو بائیں پہ سنبھالا (۱۱۳) اور جلد چلا عاشقِ روئے شہِ والا
...ں آگے بڑھا تان کے بھالا برچھے کی انی سے تو کیا دل تہ و بالا
اور تیغ کی ضربت سے جگر شاہ کا کاٹا
وہ ہاتھ بھی فرزندِ یدُاللہ کا کاٹا

...ں باہوں پہ مشکیزے کو رکھ کر (۱۱۴) مانندِ زباں مُنھ میں لیا تسمہ سراسر
...تیر لگے آ کے برابر اک مشک پہ، اک آنکھ پہ اور ایک دہن پہ
مشکیزے سے پانی بہا اور خوں بہا تن سے
عباس گرے گھوڑے سے اور مشک دہن سے

گر کر لبِ زخمی سے علمدار پکارا (۱۱۵) کہہ دے کوئی پیاسوں سے کہ سقّا…
سن لی یہ صدا شاہِ شہیداں نے قضا را — زینبؑ سے کہا، تو نہ رہا کو…
اصغرؑ کا گلا چھد گیا اکبرؑ کا جگر بھی
بازو بھی مرے ٹوٹ گئے اور کمر بھی

گویا کہ اسی وقت جلے خیمے ہمارے (۱۱۶) ظالم نے طمانچے بھی مری بیٹی…
رسّی میں مرے خورد و کلاں بندھ گئے سارے — عباس کے غم میں موئے ہم گور…
اعدا میں ہے غل، مالکِ شمشیر کو مارا
یہ کیوں نہیں کہتے ہیں کہ شبیرؑ کو مارا

زینبؑ نے کہا، سچ ہے تمھیں مر گئے بھائی (۱۱۷) سب کہنے کو عباس فنا کر گئے…
آفاق سے اب حمزہ و حیدر گئے بھائی — ہم مجلسِ ماتم میں کھلے سر گئے…
میں جان چکی، قیدِ مصیبت میں پڑی ہوں
اب گھر میں نہیں، بلوے میں سر ننگے کھڑی ہوں

ناگاہ صدا آئی کہ اے فاطمہ کے لال! (۱۱۸) جلد آؤ کہ لاشہ مرا اب ہوتا ہے پا…
زینبؑ نے کہا، زندہ ہیں عباسِ خوش اقبال — تم جاؤ، میں یاں بہرِ شفا کھولتی ہو…
شہ بولے، لبِ گور سکینہ کا چچا ہے
اُس فوج کا مارا ہوا کوئی بھی بچا ہے؟

اکبرؑ نے سہارے سے چلے نہر پہ آقا (۱۱۹) کچھ ہوش تھا، کچھ غش کبھی سکتہ کبھی…
لکھا ہے کہ ٹکڑے ہوئے یوں سقّے کے اعضا — اک ہاتھ تو مقتل میں ملا اک لبِ د…
زہراؑ کا پسر رن میں جو زیرِ شجر آیا
اک ہاتھ تڑپتا ہوا شہ کو نظر آیا

…لانے یہ اکبر سے کہی بات ⑫⓪ اے لال، اٹھا لو مرے بازو کا ہے یہ ہات
…ے سینہ پہ وارثِ سادات پہنچا جو سرِ لاشۂ عباس خوش اوقات
ہو ہاتھ قلم تیغوں سے، شانے نظر آئے
سر ننگے ید اللہ سرہانے نظر آئے

…ے یہ دکھا شاہ نے ہاتھا (۱۲۱) لب رکھ کے لبوں پر کہا، واحسرتا دردا!
…ر اور یہ نیزہ پہ کلیجا وا قرۃ عینا مرے وا مہجۃ قلبا
کچھ منھ سے تو بولو مرے غم خوار برادر
عباسِ الوالفضل علم دار برادر

…نی میں جو سنا شیونِ مولا (۱۲۲) تعظیم کی نیت میں کٹے شانوں کو ٹیکا
…ہمیٹے کہ نہ ہوں پائنتیِ آقا شہ بولے، نہ تکلیف کرو، اے مرے شیدا
کی عرض، میں پھیلائے ہوئے پاؤں پڑا ہوں
حضرت نے یہ فرمایا، سرہانے میں کھڑا ہوں

…یامت وہاں خیمے میں بہ محشر (۱۲۳) در پر تھیں نبیؐ زادیاں سب کھولے ہوئے سر
…، کیوں لاش کو لے آئے نہ سرور عباس کا فرزند سراسیمہ تھا باہر
تن رعشے میں خورشیدِ درخشاں کی طرح تھا
دل ٹکڑے یتیموں کے گریباں کی طرح تھا

…ماں سے میرے بابا کو بلا دو (۱۲۴) میں نہر پہ جاتا ہوں، مرا نیمچہ لا دو
…، بابا کو سکینہ کے دعا دو بابا بھی چچا کو کہو، بابا کو بُلا دو
حیدر سے نویں سال چھڑایا تھا قضا نے
دادی، ترے بابا کو بھی پالا تھا چچا نے

دریا پہ ابھی گھر گئے تھے باپ تمھارے (١٢٥) پیارے کے چچا جاں انھیں لینے
تو وہ بھی، لے میرے رنڈاپے کے سہارے بابا کو چچا جان لیے آتے ہیں

تھا عشق جو عباس سے اُس نیک خلف کو
بڑھ بڑھ کے نظر کرتا تھا دریا کی طرف کو

ناگاہ پھرا بیٹا منھ کو وہ پریشاں (١٢٦) زینب نے کہا، خیر تو ہے؟ میں ت
چلایا کہ خادم کی یتیمی کا ہو ساماں بھیا علی اکبر نے ابھی پھاڑ

بن باپ کا بچپن میں ہمیں کر گئے بابا
مُردے سے لپٹتے ہیں چچا، مر گئے بابا

یہ غل تھا جو مولا لیے مشک و علم آئے (١٢٧) خیمے میں کمر پکڑے امام اُمم
اور گردِ علم، بال بکھیرے حرم آئے زینب سے کہا شہ نے بہن لُٹ

بھائی کے یتیموں کی پرستار ہو زینبؑ
تم ہمہ تن سوگِ علمدار ہو زینبؑ

ہاں سوگ کا حیدرؑ کے، سیہ فرش بچھاؤ (١٢٨) ہے رخصتِ عزا جس میں، وہ صد
وہ سب کو یہ جوڑے عزادار بناؤ شبیرؑ کی عزا کا ہمیں ملبوس

تم پہنو وہ کالی کفنی آلِ عبا میں
جو فاطمہ نے پہنی تھی نانا کی عزا میں

عباس کا یہ سوگ نہیں، سوگ ہے میرا (١٢٩) عباس کا ماتم ہو میرے گھر میں
نوحے میں نہ عباس کہے، نہ کہے سقّا جو بین کرے، رو کے کہے ہا

سب لونڈیاں یوں روئیں کہ آقا گیا مارا
چلائے سکینہ بھی کہ بابا گیا مارا

دینے لگی ماتم کے سیہ جوڑے وہ ناکام (١٣٠) لیا ہیں مری قسمت کے بھی کام
ٹھنڈا ہوا، ہے ہے، علمِ لشکرِ اسلام ہیا، سوگ کا کرتی ہوں سرانجام

زہرا کا لباس اپنے لیے چھانٹ رہی ہوں
عباس کا ملبوسِ عزا بانٹ رہی ہوں

اور بیوۂ عباس کو خود لا کے بٹھایا (١٣١) لم فرشِ سیہ لا کے بچھایا
قسمت نے جواں بھائی کا بھی داغ دکھایا سیہ پوش انھیں رو کے سنایا

ناسور نہ کس طرح سے ہو دل میں جگر میں
ماتم ہے علمدار کا سردار کے گھر میں

اب خیمے میں اپنے ہر اک اس خیمے سے جائے (١٣٢) دستورِ عزا رہنے نہ پائے
سر ننگے لبِ فرش سے زینب اسے لائے یہاں پُرسے کو عباس کے آئے

یہ جعفر و حمزہ کا، یہ حیدرؑ کا ہے ماتم
شبیرؑ کا، اکبرؑ کا اور اصغرؑ کا ہے ماتم

یاں کرنے لگی بین ید اللہ کی پیاری (١٣٣) ل میں اپنے گئیں کرتی ہوئی زاری
اے بنت علیؑ، آتی ہے بانو کی سواری کہا زینبِ مضطر سے، میں واری

منھ زیرِ علم ڈھانپے علمدار کی بی بی
پُرسے کے لیے آتی ہے سردار کی بی بی

پہلے وہاں بٹھلا دیا اصغر کو کھلے سر (١٣٤) قدم پیچھے رکھا فرشِ سیہ پر
قربان وفا پر تری، اے بازوئے سرور ے علم پیٹتی دوڑی وہ یہ کہہ کر

سنتی ہوں تہِ تیغِ ستم ہو گئے بازو
دریا پہ بہشتی کے قلم ہو گئے بازو

عباس کو تو میں نہ سمجھتی تھی برادر (۱۳۵) میں ان کو پسر کہتی تھی اور ...
اُس شیر کے مر جانے سے بے کس ہوئے سرور بے جان ہوا حافظِ جانِ علی ...
سب کہتے ہیں، حضرت کا برادر گیا مارا
پوچھو جو میرے دل سے تو اکبر گیا مارا

اتنے میں سُنی بالی سکینہ کی دُہائی (۱۳۶) زینب نے کہا، رحم علم دار ...
جوڑے ہوئے ہاتھوں کو وہ شبیر کی جائی کہتی تھی سزا پانی کے منگوانے ...
تعزیہ دو یا دو خمسہ شبیرؑ کو بخشو
کس طرح کہوں میں، میری تقصیر کو بخشو

میں نے تمھیں بیوہ کیا، رنڈسالہ بٹھایا (۱۳۷) ہے ہے مری اک پیاس نے سب گھر ...
کوثر پہ سدھارا اسد اللہ کا جایا اور کُنبے کا الزام مرے حصے میں ...
انصاف کرو لوگو، یہ کیا کر گئے عموؑ
میں پیاسی کی پیاسی ہی اور مر گئے عموؑ

بعد اس کے ہوا شور کہ لو آتی ہے بیوہ (۱۳۸) تشریف نئی بیوہ کے گھر لاتی ...
گھونگھٹ کو اُلٹتے ہوئے شرماتی ہے بیوہ سر گوندھا ہوا اس سے کھلواتی ...
زینبؑ نے کہا، بیوہ فرزندِ حسنؑ ہے
یہ کیوں تمہیں کہتے مرے قاسم کی دلہن ہے

کبریٰ کو چچی پاس جو زینبؑ نے بٹھایا (۱۳۹) اس بیوہ نے گھونگھٹ رخِ کبریٰ سے ...
اور پوچھا کہ دولھا ترا کیوں ساتھ نہ آیا افسوس چچی نے تجھے مہماں نہ ...
پُرسے کو تو آئی خلفِ شیرِ خدا کے
پہلا ترا چالا یہ ہوا گھر میں چچا کے

فغاں، زیرِ علم، یہ ہوئی پیدا ﴿۱۴۰﴾ سیدانیو، وہ مادرِ عباس کو، پُرسا
سب اُٹھے کہ ہے نالۂ زہرا زینب نے کہا، اماں! وطن میں ہو وہ دیکھا
آئی یہ ندا، پاس ہوں میں، دور کہاں ہوں
عباس مرا بیٹا، میں عباس کی ماں ہوں

نہ ہو کے میں بچھانے کو ہوں آئی ﴿۱۴۱﴾ اک تحفۂ پُر نور ہوں، فردوس سے لائی
کے ماتم کی تو صف تم نے بچھائی سامان سوم ہوگا نہ کچھ، اے مری جائی!
تم روزِ سوم، ہائے، رداں شام کو ہوگی
چہلم کو کفن لاشِ علمدار کو دوگی

یو! واردِ مجلس ہوئیں زہرا ﴿۱۴۲﴾ دو فاطمہ کی روح کو عباس کا پرسا
نہیں کفنائے گئے ہیں شہِ والا بے گور ہے سردارِ علمدار کا لاشا
روتے نہیں دیتے ہیں عدوٗ آلِ نبی کو
تم سب کے عوض روؤ حسینؑ ابنِ علیؑ کو

دبیر اب کہ نہیں نظم کا یارا ﴿۱۴۳﴾ مداح کا دل خنجرِ غم سے ہے دو پارا
ہے بخشش یہ وسیلہ ہو ہمارا اک ہفتے میں تصنیف کیا مرثیہ سارا
تجھ پر کرم خاص ہے یہ حق کے ولی کا
یہ فیض ہے سب مدحِ جگر بندِ علی کا

مرثیہ ۹

(۱)

جب صبحِ شبِ قتل ہوئی رن میں نمودار — آفت میں گھرا لختِ دلِ حیدرِ کرار
قربان ہوئے انصار تصدق ہوئے دلدار — قاسمؑ رہے اور اکبرؑ و عباسؑ علمدار
اک دم میں دلیروں کا لہو بہہ گیا رن میں
کُل تین جواں رہ گئے ہفتاد و دو تن میں

(۲)

اس وقت میں رخصت کے نہ ملنے کا جو تھا غم — استادہ تھا فرزندِ حسنؑ سر کو کیے خم
آنکھوں کے تلے تیرہ و تاریک تھا عالم — روتا تھا لہو، دل پہ چھری چلتی تھی ہر دم
سامان مہیا تھے عدم کے سفری کے
مرنے کی سند پاس تھی بازو پہ جری کے

(۳)

بس تاب نہ ان کے دلِ بے تاب کو آئی — تحریرِ وصیت شہِ عالم کو دکھائی
پڑھتے تھے اسے شاہ کو رقت بہت آئی — آنکھوں سے سند بھائی کی حضرت نے لگائی
حالت ہوئی تغییر شہِ تشنہ دہن کی
آنکھوں کے تلے پھر گئی تصویر حسنؑ کی

(۴)

اک آہ کی اس فخرِ مسیحائے زمن نے — سر رکھ دیا قدموں پہ جگر بندِ حسنؑ نے
لپٹا لیا سینے سے شہِ تشنہ دہن نے — آغوشِ تمنا میں لیا گل کو چمن نے
قاسمؑ کو لیے سرورِ جنّ و بشر آئے
روتے ہوئے خیمے میں شہِ بحر و بر آئے

یا شاہ نے اے زینبِ مضطر (۵) جاتا ہے جہاں سے جگرِ حضرتِ شبرؑ
نہ گرے کوہِ الم میرے جگر پر چھٹتا ہے میری گود کا پالا ہوا دلبر
سب مر چکے اب جینے سے تنگ آئے ہیں قاسمؑ
مرنے کی سند پاس مرے لائے ہیں قاسمؑ

لکھا یہ وصیت ہے حسنؑ کی (۶) خط ہے کہ مشیت ہے خداوندِ زمن کی
غم و شادی میں ہے اس غنچہ دہن کی وہ وقت ہے دولہا بنے اور راہ لے رن کی
پابندِ مقدر دلِ رنجور ہے زینبؑ
بھائی کی وصیت مجھے منظور ہے زینبؑ

کے مسافر سے کرو فاطمہ کا بیاہ (۷) شادی کا سرانجام کرو، خواہرِ ذی جاہ
تِ شہادت کو بناؤ ابھی نوشاہ خیمے کو کرو رشکِ وہ حجلۂ دلخواہ
مٹ جائے گی تصویر کوئی دم میں حسنؑ کی
حسرت نہ دلِ زار میں رہ جائے دلہن کی

طرح بھتیجا یہ مرا تشنہ دہن ہے (۸) کبریٰ یہ وہی پیاس کا صدمہ ہے، محن ہے
جوڑے شہانے کے عوض رختِ کفن ہے پوشاکِ عزا کے لیے ناشاد دلہن ہے
لاش ان کی تو بے گور بیاباں میں رہے گی
محبوس، دلہن، خانۂ زنداں میں رہے گی

، قاسمِ نوشہ کی کدھر ہیں، ادھر آئیں (۹) دولہا کوئی دم کے لیے قاسم کو بنائیں
ی میں کسی طرح کا وسواس نہ لائیں جو رسم کہ اس گھر کی ہے وہ آ کے بتائیں
اس پھول کو پروان چڑھا دیکھ لیں بھابی
فرزند کا سہرا تو بھلا دیکھ لیں بھابی

۱۰

جس وقت سنی مادرِ قاسمؑ نے یہ تقریر — بولی کہ زہے لطف، نثارِ شہِ دل گ
کیا خوب ہے، یا شاہ، مرے لال کی تقدیر — فرماتے ہیں خود قبلۂ دیں بیاہ کی تد
نادار ہوں، قدرت ہے نہ مقدور ہے مجھ کو
جو مرضیِ اقدس، وہی منظور ہے مجھ کو

۱۱

بانو نے یہ تقریرِ غم اُس وقت سنائی — کیا عذر جو ارشادِ شہِ کرب و بلا
لوگو، ہوئی اک دم میں بھرے گھر کی صفائی — ہے ہے، ہوئی برباد غریبوں کی کما
غم دل میں ہے اور داغ ہیں پیاروں کے جگر میں
شادی کہیں ہوتی ہے بھلا موت کے گھر میں

۱۲

ہے شورِ قضا، گرم ہے اب موت کا بازار — ہر ایک ہے مرنے پہ کمر باندھ کے تیا
جیتا نہ بچے گا کوئی جُز عابدِ بیمار — یہ عقد کا ہنگام ہے، یا سیّدِ ابرا
نوشاہ جو مقتولِ ستم ہوئے گا مولا
یہ دوسرا اندوہ و الم ہوئے گا مولا

۱۳

شہ نے کہا کیا کہتی ہو اے بانوئے ناچار — اِس امر میں ہے مصلحتِ ایزدِ غفّا
مقتول ہو رن میں حسنِ پاک کا دلدار — بیوہ ہو مری فاطمہ کبریٰ جگر افگ
دربند ہوئے شادیِ اولادِ علیؑ کے
برسوں کو اُٹھا بیاہ، گھرانے سے نبیؐ کے

۱۴

القصہ عزا خانے میں یہ بیاہ رچایا — فی الفور دُلھن، فاطمہ کبرا کو، بنایا
قاسمؑ کو اُدھر خلعتِ شاہانہ پنہایا — پھولوں سے گلِ باغِ محمدؐ کو بسایا
بہنیں سرِ نوشاہ پہ آنچل کو اُڑھا کر
قربان ہوئیں مسندِ زریں پہ بٹھا کر

رانڈوں میں مبارک کی، سلامی کی ہوئی دھوم ⑮ بے کس نے پڑھا بادلِ مغموم
یہ دولھا دلھن راحت و عشرت سے ہیں محروم ندا آئی کہ یہ سب کو ہو معلوم

روتے ہوئے باہر شہِ والا نکل آئے
پکڑے ہوئے ہاتھوں سے کلیجا نکل آئے

اک سمت کو شادی تھی و اک سمت کو ماتم ⑯ تھا عجب خیمۂ شبیر میں عالم
اور بیچ میں نوشاہ سر پاک کیے خم دے اہلِ حرم سیدِ اکرم

کہتی تھی قضا، اس لیے یہ شکل بنی ہے
اک دم میں نہ شادی نہ بنا ہے نہ بنی ہے

وہ بنتِ حسینؑ اور یہ فرزندِ حسنؑ ہے ⑰ بے مثل یہ دولھا یہ دلھن ہے
یہ چاند، وہ سورج ہے، یہ نکہت وہ چمن ہے اہل ہے، یہ گرفتار محن ہے

وہ بے کس و مظلوم ہے بابا کے چلن پر
یہ صابرہ ہے فاطمہ زہراؑ کے چلن پر

کیوں جنگ میں ہے دیر یہ گویا ہوئے اعدا ⑱ تھا شور مبارز طلبی کا
اک نالۂ پرغم دلِ پر درد سے کھینچا فق ہو گیا نوشاہ کا چہرا

چپکے سے کہا ماں سے کہ اب دیر ستم ہے
اے والدہ صاحب، دمِ امداد و کرم ہے

تنہا شہِ والا ہیں نہ یاور ہیں نہ انصار ⑲ مبارز طلبی کرتے ہیں کفار
یا اکبر و عباس ہیں یا میں جگر افگار نہیں عمو بے کس کا مددگار

پردیس میں حضرت پہ مصیبت یہ پڑی ہے
آفت کا ہے ہنگام، قیامت کی گھڑی ہے

(۲۰)
فریاد ہے کس سے کہیں قسمت کی برائی — سب مر گئے ہم نے نہ رضا مرنے کی …
کس کس نے نہ میدان میں جان اپنی گنوائی — کیا قہر ہے، باری مرے مرنے کی نہ …
اب بھی نہ اگر اذن دغا پاؤں گا اماں
میں آپ گلا کاٹ کے مر جاؤں گا اماں

(۲۱)
حل کیجئے اب آپ مرا عقدۂ مشکل — ہو شہ سے کسی طرح رضا مرنے کی …
خادم کو یہ ہے رنج کہ قابو میں نہیں دل — سینے میں تڑپتا ہے جگر صورتِ …
یہ صبر کا موقع ہے، تحمل کی یہ جا ہے
اماں یہ رضا احمدؐ و زہرا کی رضا ہے

(۲۲)
ارشاد کیا ماں نے یہ کیا کہتے ہو واری — اب ساس ہیں، صدقے گئی، مختار تم …
وہ سب کی ہیں سردار، وہ مالک ہیں ہماری — لو کرتی ہے گھونگھٹ میں دلہن گریہ و ز …
تسکین و دلاسا دو اُس آوارہ وطن کو
پہلے یہ مناسب ہے کہ سمجھاؤ دلہن کو

(۲۳)
اب تم سے زیادہ مجھے گھبرائی ہے الفت — ہے ہے، دل نازک پہ یہ اندوہ یہ آف …
یہ بیاہ، یہ بچپن، یہ رنڈاپے کی مصیبت — ہے قہر یہ رخصت یہ جدائی ہے قیام …
سینے میں جگر رنج سے پھٹ جائے گا اُس کا
جاؤ گے جو تم، تخت الٹ جائے گا اُس کا

(۲۴)
گھونگھٹ میں دلہن روتی ہے سمجھا کے سدھاؤ — کلمہ کوئی تسکین کا فرما کے سد …
رہنے کا ٹھکانا کہیں بتلا کے سدھاؤ — گوشے میں دلہن کو کہیں بٹھلا کے س …
تم چھوٹتے ہو عالم تنہائی ہے اُس پر
اِس سن میں رنڈاپے کی بلا آئی ہے اُس پر

...ں اک ابرِ الم قلب پہ چھایا (٢٥) سر شرم سے اس کشتۂ حسرت نے جھکایا
...قریب آکے یہ چپکے سے سنایا تقدیر سے یہ بیاہ ہمیں راس نہ آیا
میداں میں نہ جنگل میں نہ اب گھر میں ملیں گے
بچھڑے ہوئے بس آج کے محشر میں ملیں گے

...پاک کو زانو سے اٹھاؤ (٢٦) گھونگھٹ کو اٹھا کر مجھے دیدار دکھاؤ
...کو آواز تو اک بار سناؤ دلِ میرا ابھر آتا ہے، آنسو نہ بہاؤ
کچھ دیر میں منھ اشکوں سے دھو لیجیو صاحب
لاشے پہ مرے، خوب سا رو لیجیو صاحب

...ھیں چھوڑ کے میدان کو جاتا (٢٧) لاچار ہوں، ناچار ہوں، کچھ بن نہیں آتا
...ت زمانہ ہی عزیزوں کو چھڑاتا آقا مرا دم لینے کی مہلت نہیں پاتا
مرنے کے لیے اکبرؑ و عباسؑ بہم ہیں
اس وقت عجب طرح کی تشویش میں ہم ہیں

...ں کے مرنے کا الم دیکھ سکوں گا؟ (٢٨) اکبرؑ سے جواں مرگ کا غم دیکھ سکوں گا؟
...ت کا سرِ پاک قلم دیکھ سکوں گا؟ ناموسِ پیمبرؐ پہ ستم دیکھ سکوں گا؟
رہوں خون میں تر، مصلحتِ وقت یہی ہے
ہنگامِ وفا وقتِ اجازت طلبی ہے

...س کی باتیں جو دلِ جانِ حسنؑ نے (٢٩) دامانِ قبا تھام لیا دکھے دلہن نے
...سے کیا عرض یہ اس غنچہ دہن نے ہے ہے عجب اندوہ دیے چرخِ کہن نے
جاتے ہو یہاں کس پہ مجھے چھوڑ کے صاحب
منھ موڑتے ہو آس مری توڑ کے صاحب

(۳۰)
صاحب، میرے رہنے کا ٹھکانا تو بتاؤ / والی، مجھے صدمہ ہے اسیری کے
للہ مجھے خاک کے پردے میں چھپاؤ / جاؤ، یہ میری قبر بناتے ہوئے
دم نکلے تو دل کا مرے ارماں نکل جائے
مانگو یہ دعا، تن سے مری جاں نکل جائے

(۳۱)
یہ سنتے ہی بے تاب ہوئے قاسمِ پُر غم / رو کر کہا، سمجھاؤ دلِ زار کو اِس
تقدیر سے کیا زور ہے، مجبور ہیں اب ہم / اُمت کا بھلا اِس میں ہے، اے صاح
آخر دلِ بے تاب ٹھہر جائے گا صاحب
کچھ دن کا یہ صدمہ ہے گزر جائے گا صاحب

(۳۲)
اے تازہ گرفتار، خدا حافظ و ناصر / اے بے کس و لاچار، خدا حافظ و نا
ناشاد و دل افگار، خدا حافظ و ناصر / اے میرے عزادار، خدا حافظ و نا
صاحب تمھیں بانوے شہنشاہ کو سونپا
لو، اے مرے ہمدم، تمھیں اللہ کو سونپا

(۳۳)
یہ کہہ کے اٹھے روتے ہوئے ٹیک کے تلوار / رخصت کی ہوئی دھوم، ہوا حشر نمو
مایوس ہوئے سب حرمِ احمدِ مختار / بہنوں کی یہ تھی قاسمِ نوشاہ سے گفت
تسلیم دلِ افگاروں کی لیتے ہوئے جاؤ
حق نیگ کا بھیّا، ہمیں دیتے ہوئے جاؤ

(۳۴)
بے تاب تھی اُس وقت بہت بانوے مضطر / قاسم کو گلے آ کے لگاتی کبھی رو کر
لپٹ کے گلے فاطمہ کبریٰ کو وہ مضطر / کہتی تھی کہ ہے ہے، میری بچی کا مقدر
تقدیر میں منھ اشکوں سے دھونا تھا میں واری
اک دم کے لیے بیاہ کا ہونا تھا میں واری

(۳۵)

ہے ہے مری پیاری نے بڑا داغ اٹھایا ... ی پیاری تجھے قسمت نے رلایا

نوشاہ تجھے بیاہ کے لے جانے نہ پایا ... ری لاڈلی کو راس نہ آیا

یہ بیاہ زمانے سے نرالا ہوا، ہے ہے

چوتھی ہوئی بنڑی کی نہ چالا ہوا ہے ہے

(۳۶)

رخصت ہوئے اک ایک سے یاں قاسمؑ مظلوم ... سے گریاں تھی اُدھر بانوئے مغموم

اس وقت یہ خیمے میں ہوئی چاروں طرف دھوم ... یلا لختِ دلِ سیدِ مسموم

فریاد، بڑا داغ دیے جاتے ہیں قاسمؑ

لو فاطمہ کو رانڈ کیے جاتے ہیں قاسمؑ

(۳۷)

کب آؤ گے، واری، یہ بتاتے ہوئے جاؤ ... ی، صورت تو دکھلاتے ہوئے جاؤ

بو سہرے کی لڑیوں کی سنگھلاتے ہوئے جاؤ ... دلہن، اُس کو مناتے ہوئے جاؤ

کس وقت سواری میری جان آئے گی رن سے

قربان گئی، کیا کہے جاتے ہو دلہن سے

(۳۸)

کس یاس سے منھ تکتے ہو، غربت کے میں صدقے ... دری چاند سی صورت کے میں صدقے

کس وقت میں سر دیتے ہو ہمت کے میں صدقے ... ہادر تیری شوکت کے میں صدقے

فاقوں میں چڑھے لشکرِ سرہنگ پہ بیٹا

پروان کے چڑھتے ہی چڑھے جنگ پہ بیٹا

(۳۹)

یہ وقت شہادت کا یہ شادی کا زمانا ... یں ہو جائے گا جوڑا یہ شہانا

صدقے گئی، اس پردے میں تھا موت کا آنا ... گا اس بیاہ کا دنیا میں فسانا

خنجر الم و غم کا میرے دل پہ پھرے گا

سہرہ ترے چہرے سے جو کٹ کٹ کے گرے گا

یہ کہہ کے گلے پیار سے بیٹے کو لگایا (۴۰) اور لفظ خدا حافظ و ناصر کا
روتا ہوا ڈیوڑھی پہ وہ رشکِ قمر آیا　　پردہ درِ دولت کا خواصوں
خیمہ سے مہِ برجِ تجلا نکل آیا
نور آنکھ سے سینہ سے کلیجا نکل آیا

پائی جو رضا سرورِ ریاضِ حسنی نے (۴۱) کی آہ جگر تھام کے گھونگھٹ
ہتھیار سجے، تن پہ شجاعت کے دھنی نے　　بے تاب کیا ولولۂ تیغ زنی
خیمے سے مہِ برجِ تجلا نکل آیا [1]
نور آنکھ سے سینے سے کلیجا نکل آیا

دیکھا جونہی کرسی پہ شہِ عرش نشیں کو (۴۲) تسلیم کی آداب سے جھک کر شہ
خورشید نے پر نور کیا خانۂ زیں کو　　دی حق نے جگہ رحل پہ قرآنِ مبیں
طاؤس گلستاں کی طرح تن گیا گھوڑا
ضیغم کے اشارے سے ہرن بن گیا گھوڑا

شمشادِ گلستانِ حسن ہے یہ دلاور (۴۳) دل بندِ شہِ قلعہ شکن ہے یہ
مختارِ دلیرانِ زمن ہے یہ دلاور　　آئینۂ صولت ہمہ تن ہے یہ
نولاکھ یہ ہے صاحبِ شمشیر کی آمد
چلاتے ہیں روباہ کہ ہے شیر کی آمد

جو حق ہے وہ اب حق ہے جو باطل ہے وہ باطل (۴۴) کیا تاب کہ اسلام سے ہو کفر مق
اب صیقلِ علی شرک کی ظلمت ہوئی زائل　　لو جلوۂ توحید سے پر نور ہوا
قائل ہیں صنم وحدتِ ربِّ دو جہاں کے
ناقوس کی آواز میں نغمے ہیں اذاں کے

---

[1] یہ شعر اوپر کے بند میں بھی درج ہوا ہے۔ غالباً یہ بند نسخے کے طور پر لکھا گیا ہے۔

(۴۵) ہوش اڑتے ہیں مانندِ ہوا خیرہ سروں کے ...ب جگر ہلتے ہیں بیداد گروں کے
گیسو کی طرح کھلتے ہیں کس بل کمروں کے ...د علم نام و نشاں نام وروں کے
دہشت سے دلیروں کے عجب حال ہوئے ہیں
چیونٹی کی طرح موچھے پامال ہوئے ہیں

(۴۶) سیرت میں حسنؑ دبدبہ و جاہ میں حیدرؑ ...یانِ شجاعت یہ غضنفر
ہے قہر کی چتون تو قیامت کے ہیں تیور ...صفدر ہے نہ ایسا ہے دلاور
ہے دور بہادر کی سواری ابھی رن سے
پر طائرِ جاں ڈر کے اڑے جاتے ہیں تن سے

(۴۷) نو لاکھ یہ جانتے ہیں یہ جرأت نہیں دیکھی ...ں یہ زور یہ طاقت نہیں دیکھی
دل ہلتے ہیں شیروں کے یہ ہیبت نہیں دیکھی ...ق ہے صف پہ یہ شجاعت نہیں دیکھی
فرزند ہے فرزندِ شجاعِ ازلی کا
کیوں کر نہ بہادر ہو کہ پوتا ہے علی کا

(۴۸) یہ دستِ کرامت ہیں پئے عقدہ کشائی ...وں نے قوت ہے یداللہ کی پائی
خود ہاتھ سے ہے صانعِ قدرت نے بنائی ...یہ انگشت یہ پنجہ یہ کلائی
حلّالِ مہمات پئے پیر و جواں ہیں
یہ دستِ زبردستِ معینِ دو جہاں ہیں

(۴۹) آتی ہیں نظر صاف رگیں گُل سے بدن کی ...نزاکت فرس غنچہ دہن کی
رانوں میں ٹھہرتا نہیں بو سونگھ کے بن کی ...ہے اگر شیر کی صورت ہے ہرن کی
دُھن ہے کہ گزر جائے حدِ چرخِ بریں سے
ہر جست میں یہ قصد کہ اُڑ جاؤں زمیں سے

معشوقیت اس کی رگ و ریشے میں بھری ہے (۵۰) اس چال سے پامال ہر کبک در
گرمی وہ ہے جو سرد نسیم سحری ہے ہوش اڑتے ہیں پریوں کے عجب تیز
اے برق خجل حال ہے یہ تیز روی کا
رفرف کا گماں شک ہے براق نبوی کا

اسوار ہے خورشید فرس چرخ کہن ہے (۵۱) وہ گل ہے یہ بلبل ہے، وہ نکہت، یہ چ
وہ بدر ہے، یہ صدر ہے، وہ روح، یہ تن ہے وہ برق ہے، یہ رعد، وہ دولھا، یہ د
وہ بوئے جناں ہے، یہ نسیم سحری ہے
یہ طور، وہ موسیٰ، وہ سلیماں، یہ پری ہے

اس شان سے گھوڑے کو اڑاتے ہوئے آئے (۵۲) شانِ اسد اللہ دکھاتے ہوئے آ
رعب اپنا دلیروں پہ بٹھاتے ہوئے آئے دل فوج کا، نعروں سے، ہلاتے ہوئے
اللہ رے آمد جگر و جانِ حسنؑ کی
دہشت سے زمیں اڑ کے ہوا ہو گئی رن کی

شہ زادۂ آفاق نمایاں ہوا رن میں (۵۳) ظاہر اثرِ قدرتِ یزداں ہوا رن
غالب سپہ کفر پہ ایماں ہوا رن میں آتے ہی وہ ذی جاہ رجز خواں ہوا رن
دل باغیوں کے کھل گئے گلزارِ سخن سے
باتیں وہ نہ تھیں، پھول برستے تھے دہن سے

نعرہ کیا، آگاہ ہو اے فرقۂ اشرار (۵۴) بابا ہے ہمارا حسنؑ سیدِ ابرا
ہے وہ جدِ امجد جو دو عالم کا ہے مختار بھیجی ہے جسے عرش سے اللہ نے تلو
ہم نامِ خدا ضیغمِ ربِ ازلی ہے
سب زیر ہیں جس سے وہ زبردست علی ہے

کیا تیغ سے شق کوہِ گراں کو (۵۵) جاری تھا، مگر بند کیا آبِ رواں کو

ے کیا مرحب بحرارت سے جواں کو   گاڑا درِ خیبر پہ پیمبرؐ کے نشاں کو

تیغِ دو زباں کھینچ کے جب وار کیا ہے

دادا نے مرے لاشوں سے رن پاٹ دیا ہے

لو جس وقت کھنچے گی مری تلوار (۵۶) تیغوں میں نہ دم ہوں گے نہ سر ہوں گے نہ سردار

لے میں کردوں گا پرے فوج کے بے کار   جز گرد، نہ پیدل نظر آئیں گے نہ اسوار

سرکوبیِ افواجِ بدافعال کروں گا

چیونٹی کی طرح مورچے پامال کروں گا

تو کیا، جن بھی نہیں ہم سے لڑے ہیں (۵۷) سر کے نہیں جس جا پہ قدم ہم نے گڑے ہیں

فی دلیری کے دلیروں میں بڑے ہیں   اس ضرب کے سکے عربستاں میں پڑے ہیں

کس کس پہ چلی تیغِ ظفرناک ہماری

ہر شہر میں، ہر مُلک میں ہے دھاک ہماری

ہیں رستم سے پہلواں مرے آگے (۵۸) مجبور ہیں سہراب و نریماں مرے آگے

ی فرعون کا ساماں مرے آگے   رکھتے نہیں کچھ جان بنی جاں مرے آگے

بے ہوش ہو جس صاحبِ شمشیر کو ٹوکوں

روباہ بنے ڈر کے، اگر شیر کو ٹوکوں

نے دیکھا یہ غضب فوجِ جفا کو (۵۹) گردان لیا آپ نے دامانِ قبا کو

کھینچ لیا تیغِ شہِ عقدہ کشا کو   رانوں میں دبایا فرسِ رشکِ صبا کو

یاں باگ لی، واں مورچے برہم نظر آئے

جو ہم دمِ رستم تھے وہ بے دم نظر آئے

بجلی سی گری تیغِ شرربار سروں پر (۶۰) تھا قہرِ الٰہی کہ وہ تلوار سروں پر
کٹ کٹ گئے، جس وقت چلا وار سروں پر تھی خود یہ ہر بار تو ہر سو بار سروں پر
ہل چل میں نہ تھا ہوش کسی کو سر و پا کا
چلاتے تھے خود سر، یہ طمانچا ہے قضا کا

چھل بل تھی، چھلاوہ تھی، طلسمات تھی اسرار (۶۱) چالاک سبک سار، نمودار، طرح دار
نیزے کہیں، خنجر تھے کہیں اور کہیں تلوار بجلی تھی کسی جا تو کہیں نور، کہیں نار
سیماب تھی، سیلاب تھی، طوفاں تھی، ہوا تھی
شعلہ تھی، شرارہ تھی، قیامت تھی، بلا تھی

ہر صف میں چمکنے لگی بجلی کی طرح سے (۶۲) اعدا سے ملی ہمزۂ وصلی کی طرح سے
حلقوم پہ خم ہو گئی ہنسلی کی طرح سے شانوں پہ تڑپنے لگی مچھلی کی طرح سے
رخسار پہ تھی گیسوے خم دار کی صورت
آنکھوں میں پھری نقشۂ بیمار کی صورت

تلواروں میں حائل کی طرح سیفِ زباں تھی (۶۳) آسیب تھی، آفت تھی، بلاے دو جہاں تھی
نمرودیوں کے واسطے یہ تیغ دُھواں تھی بجلی کی طرح گاہ یہاں، گاہ وہاں تھی
ہر وار میں جوہر کی عجب جلوہ گری تھی
جیم خم میں مہِ نو، تو کرشمے میں پری تھی

پرکالۂ آتش تھی وہ شمشیر شرربار (۶۴) سایہ بھی پڑا جس پہ وہ ناری ہوئے فی النار
ناگن کی طرح موذیوں کو دم میں لیا مار یہ جوہر تھا وہ جس سے یکایک یہ ہوئی چار
منھ خون کا میدان میں برسا گئی دم میں
مانندِ ہُما ہڈیوں کو کھا گئی دم میں

…رت میں مہِ نو تو چمک مہر سے افزوں (۶۵) وہ باڑھ کہ اک دم میں بہا خوں کا جیحوں
…تشنہ تھی ایسی کہ ہر اک کا پیا خوں ہر وار میں تھا رنگ لڑائی کا دگرگوں
کشتوں سے بیابانِ بلا پاٹ رہی تھی
مل مل کے لعینوں کے گلے کاٹ رہی تھی

…تھی زمین پہ مہ ادل تھی سما میں (۶۶) مجنوں تھی تجسس میں تو لیلیٰ تھی ادا میں
…میں غزالہ تھی، غضنفر تھی وغا میں تھی بدرِ دجیٰ حسن میں خورشید ضیا میں
قربان تھے انجم فلکِ ہفت چمن کے
جوہر نہ تھے ماتھے پہ یہ افشاں تھی دلہن کے

…جوہر اک کو عمر سعد نے مضطر (۶۷) چلایا شجاعانِ عرب کو وہ ستمگر
…م سے مقابل کوئی ہوتا نہیں جاکر اک طفل کا یہ رعب کہ لرزاں ہیں دلاور!
تشویش کے عالم میں ہے جو پیر و جواں ہے
دیکھو تو، کوئی، ازرقِ جرار کہاں ہے

…تہ کہ ازرق کو ستمگر نے بلایا (۶۸) حسب الطلب ظالمِ بے رحم وہ آیا
…وہ خود سر تو عمر نے یہ سنایا تو نے بھی نہ اب تک ہنرِ جنگ دکھایا
وہ بھی ہے سپاہی جسے غیرت نہ حیا ہو
آغاز یہ ہے دیکھیے انجام میں کیا ہو

…پسر سعد کہ بے جا ہے یہ گفتار (۶۹) فرزندِ حسنؑ طعن کے قابل نہیں زنہار
…ہے، گرامی ہے، بہادر ہے، نمودار یہ شیر ہے شیر دل کا، یہ جرار کا جرار
پوتا ہے یہ اُس کا جو شجاعِ ازلی ہے
یہ صاحبِ شمشیر، جگر بندِ علی ہے

دریائے شجاعت کا شناور ہے یہ غازی (۷۰) اہل ہنر و صاحبِ جوہر ہے یہ غا
سادات ہے، جرار ہے، صفدر ہے یہ غازی نامی ہے، بہادر ہے، دلاور ہے یہ غ
لڑکا نہ سمجھ اس کو، جوانوں کا جواں ہے
یہ صاحبِ شمشیر جگر بند علی ہے۔

گویا ہوا ارزق کہ بہادر ہے یہ ہر چند (۷۱) شہ زور سوا ان سے ہیں چاروں مرے ف
نام آور و نامی و اولوالعزم و ہنرمند رستم سے دم معرکہ لڑنے میں نہیں
اچھا، کوئی جائے نہ مبارز طلبی کو
گر یہ ہی تو ہاں بھیج دے ان میں سے کسی کو

بولا عمرِ سعد مجھے اس سے غرض کیا (۷۲) تو ہو کہ ہوں فرزند ترے معرکہ آ
جس طرح ہو، اس شیر کا سر کاٹ کے لے آ یہ سنتے ہی ان چاروں کو ارزق نے ب
یہ وجد میں آیا جو یہی چاروں پسر آئے
اس پردے میں بغض و حسد و شور و شر آئے

ان میں سے کیا ایک کو ظالم نے روانا (۷۳) گھوڑے پہ چڑھا نیزۂ خوں خوار کو ت
غصے کے وہ تیور تو وہ ابرو کا چڑھانا وہ دعوئ بے جا وہ سخن بے ادبا
عقرب کے طریقے سے قریں ماہ کے آیا
چمکا کے فرس سامنے نوشاہ کے آیا

یاں قاسم نوشاہ کی ابرو پہ بل آیا (۷۴) تلوار کو چمکا کے یہ ظالم کو سنا
او بانیِ شر کیوں ہے عبث شور مچایا ہشیار! کہ ادبار ترے سر پہ اب آ
جلدی کریں شیروں کا یہ دستور نہیں ہے
کیا بکتا ہے سبقت ہمیں منظور نہیں ہے

…مرد نے لی میاں سے تلوار (۷۵) ناری نے سرِ نورِ مجسم پہ کیا وار
…ہ زد قاسم نوشاہ نے یک بار ظالم کو کیا زور نے ظالم کے نگوں سار
بیٹھا نہ گیا پشت پہ گھوڑے کی سنبھل کے
تلوار کی تھی جھونک کہ جھونکے تھے اجل کے

…یل لی وہاں ہوا ر نے ٹھوکر (۷۶) ایک حال ہوا راکب و مرکب کا برابر
…بال آ گیا اُس دشمنِ دیں پر شیرازۂ اجزائے بلا کھل گیا یکسر
جمعیتِ خاطر کا نہ ساماں نظر آیا
مجموعہ حواسوں کا پریشاں نظر آیا

…ہر حال میں قسمت نے پھنسایا (۷۷) نوشاہ نے پھرتی سے اِدھر ہاتھ بڑھایا
…ے پکڑ کر ہنرِ جنگ دکھایا یعنی فرسِ تیز کو کاودل پہ لگایا
الجھن میں کوئی بات بن آئی نہ لعیں سے
چکر میں پڑا ہو کے جدا خانۂ زیں سے

…رنگِ جہاں نے چلن اپنا (۷۸) انداز دکھانے لگا چرخِ کہن اپنا
…انے لگا ظالم بدن اپنا وہ پیچ پڑا، بھول گیا بانکپن اپنا
مانندِ بگولہ نہ فلک کا نہ زمیں کا
تقدیر کی گردش سے رہا تھا نہ کہیں کا

…اُسے خوب سا نوشاہ نے چکر (۷۹) یوں زور سے ٹپکا کہ ہوا گرد ستم گر
…س گیا ازرقِ بے پیر کا دل بر پھر سر تھا نہ مغفر تھا نہ جوشن تھا نہ بکتر
آفت میں پھنسا شیر کے پنجے سے نکل کر
پامال کیا ٹاپوں سے گھوڑے نے کچل کر

جس وقت ہوا ایک پسر دشت میں جو رنگ (۸۰) ثانی کو روانہ کیا ازرق ...
لڑنے کو چلا قاسمِ نوشاہ سے سرہنگ بے تاب و پریشان و سراسیمہ ...
جاری کیے رن میں سخن لاف دہن سے
آتے ہی مقابل ہوا فرزندِ حسنؑ سے

پہلے سے کھڑا ہو کے ہوا ایس خطا کار (۸۱) اک مرتبہ چلّے سے ملائے ...
ناوک صفتِ تیر ہوا ای ہو لبے کار تلوار سے غازی نے قلم کر ...
پیہم کیے واں تیر روانہ سقری نے
تو وہ کیے یاں کاٹ کے اس شیرِ جری نے

پہنچے صفتِ شیر یہ گھوڑے کو اُڑا کر (۸۲) ہوش اڑ گئے، نعرہ کیا و...
چلانے کہا زیست نے، اب فکرِ قضا کر موت آئی، کہاں جائے گا اب ...
آساں نہیں حملہ جگرِ شیرِ خدا پہ
محجوب ہوا اہلِ خطا اپنی خطا پہ

نامرد نے منہ ڈھال کے پردے میں چھپایا (۸۳) قاسم نے یداللہ کا انداز ...
شمشیرِ دو دم تول کے وہ ہاتھ لگایا سر کیا تھا، نہ گردن میں بھی ...
تھا شور کہ یہ طرز نہیں اور کسی کے
بس ختم لڑائی ہو گھرانے یہ علی کے

پھر تیسرا بھالے کو سنبھالے ہوئے آیا (۸۴) یاں قاسم نوشاہ نے گھوڑے ...
نیزے کو ستم گار کے، نیزے سے اڑایا ہر طعن میں اندازِ یداللہ د...
یوں چھائے، نہ دم لینے دیا بانی شر کو
چھلنی کیا مانندِ زرہ قلب و جگر کو

بڑے جان کے لالے (۸۵) مہلت نہ ملی اتنی کہ بھالے کو سنبھالے
دے کہ کوئی ہاتھ نکالے قاسم نے، کہا باپ کو بھی اپنے بلالے!
ہے سر یہ اجل اب نہ مفر ہے نہ اماں ہے
ہشیار کہ سینہ ہے ترا اور یہ سناں ہے

ہاں سینے میں سناں تھی (۸۶) سینے میں سناں تھی یہ نہ قابوں میں زباں تھی
نہ تنِ نحس میں جان تھی جاں تھی نہ تنِ نحس میں نہ امن و اماں تھی
نہ امن و اماں تھی نہ کوئی طرزِ مفر تھا
یہ طرزِ مفر تھا کہ وہ ما بینِ سقر تھا

یکھ کے قاسم نے کیا وار (۸۷) نعرہ کیا، ہم آئے خبردار، خبردار!
ج سے لڑنے کو وہ مکار آتے ہی جفا کار نے نیزے کا کیا وار
زد کر کے وہ زد، تیغ لی فرزندِ حسنؑ نے
حملہ کیا دل بندِ شہِ قلعہ شکن نے

یزے کی جھکا ظالم غدار (۸۸) نوشاہ نے پھرتی سے لگائی وہیں تلوار
ستم گر دم بے کار ککڑی کی طرح ہاتھ قلم ہو گیا اک بار
دستانوں سے شمشیر چمک کر نکل آئی
کاٹی جو کلائی تو سرِ دست نکل آئی

ہوا اس بانیِ شر کا (۸۹) پھر پاؤں کا کچھ ہوش رہا اور نہ سر کا
زیہ شبر کے جگر کا گھبرایا، قدم معرکۂ جنگ سے سرکا
دی جان، مگر بھاگ کے مردودِ ازل نے
لشکر میں پہنچ کر بھی اماں دی نہ اجل نے

ازرق ہوا پھر قاسمِ ذیشاں کے مقابل (۹۰) بادل ہوا خورشیدِ درخشاں کے
فرعون ہوا موسیِ عمراں کے مقابل مرحب ہوا آکر شہ مرداں کے
وہ گرگِ کہن سال تھا یہ شیرِ ژیاں تھا
بوجہل وہ کافر یہ رسولِ دوجہاں تھا

یہ سبحہ وہ زنار ہے، وہ کفر یہ ایماں (۹۱) یہ حسن ہے، وہ قبح، یہ آدم ہے، وہ
فرعون وہ بے دیں ہے تو یہ موسیِ عمراں یہ دیو شرارت میں، یہ رحمت میں
یہ چاند وہ عقرب ہے یہ سورج وہ گہن ہے
وہ مرحبِ دوراں یہ شہِ قلعہ شکن ہے

جب رن میں مقابل ہوا دولھا سے غدار (۹۲) میداں میں گویا تھے عیاں حشر
مصروف تماشا تھا ابنِ سعدِ ستم گار کرڈکیت یہ بڑھ بڑھ کے صدا دیتے
کم اِس کو سمجھنا نہ شہِ قلعہ شکن سے
ہشیار، لڑائی ہے جگر بندِ حسنؑ سے

کڑکیتوں نے دل ظالم خودسر کا بڑھایا (۹۳) رہوار کو کاوے یہ ستم گر نے
بھالے کو سنبھالے ہوئے نوشاہ پہ آیا قاسم نے بھی اپنا ہنر زرہ د
مانندِ علی دستِ ہنرمند کو کھولا
ہر طعن کو رد کر دیا ہر بند کو کھولا

بگڑا ستم آرا، نہ بن آئی کوئی تدبیر (۹۴) جھنجھلا کے جفاکار نے لی میان سے
تلوار کو چمکا کے یہ گویا ہوا بے پیر ہشیار، خبردار، نہ مہلت ہے نہ تا
ہاں سامنے آؤ جو ارادہ ہے دغا کا
سمجھو نہ مرا وار، طمانچہ ہے قضا کا

اللہ کی قدرت تجھے اور جنگ کا یارا (۹۵) ...کیا غیظ سے، جب او ستم آرا
ہم وہ ہیں کہ مرحب سے زبردست کو مارا ...سے رکنے کا نہیں وار ہمارا
ہم سے کوئی خودسر نہ لڑے گا نہ لڑا ہے
خیبر میں نشاں آج تلک اپنا گڑا ہے

سرتا بہ قدم خون میں عنتر کو کیا تر (۹۶) ...میں جب میاں سے لی تیغِ دو پیکر
حرول سے پہلوان کو دم میں کیا بے سر ...سر عبدوَدِ نحس کو جا کر
تو زور میں، طاقت میں ہیں اُن سے سوا ہے
جب وہ ہوئے بے دم تو حقیقت تری کیا ہے!

غیرت نے کیا جوش، وہ موذی ہوا برہم (۹۷) ...غطہ و خشم سے گونجا جو وہ ضیغم
ماری سرِ نوشاہ پہ شمشیرِ شرر دم ...ہوا چشمِ سیہ کار میں عالم
قرباں ہوئی جرأت شہِ عالم کے پسر پر
بس روک لیا وار کو چھوٹی سی سپر پر

قاسم نے بھی تلوار سرِ نحس پہ ماری (۹۸) ...رب رکی اور مقابل ہوا عاری
تا دیر اسی طرح لڑائی رہی جاری ...کے پھر آمادہ اُدھر ہو گیا ناری
آفت کی بلا جان پہ وہ جھیل رہا تھا
یاں تیغ سے فرزندِ حسن کھیل رہا تھا

سر پر جو چڑھا منہ کی ستمگار نے کھائی (۹۹) ...کی بھی مہلت نہ بداندیش نے پائی
سر پہ جو پڑی تیغ، کمر تک اتر آئی ...سے نوشاہ کے ہاتھوں کی صفائی
اک وار میں اندامِ ستمگر ہوا ٹکڑے
پورا جو پڑا ہاتھ، برابر ہوا ٹکڑے

اک غل ہوا، وہ شیر نے روباہ کو مارا | (۱۰۰) نوشاہ نے، لو، ازرقِ بدخواہ کو مارا
غازی نے بڑے ظالم گمراہ کو مارا | کس دبدبے سے دشمنِ اللہ کو مارا
دادا کی طرح معرکے میں نام کیا ہے
اس عمر میں نوشاہ نے کیا کام کیا ہے

اس طرح کی عالم میں لڑائی نہیں دیکھی | (۱۰۱) تلوار کی، اس طرح صفائی نہیں دیکھی
یہ ہاتھ، یہ پنجہ، یہ کلائی نہیں دیکھی | بجلی میں بھی یہ ہوش ربائی نہیں دیکھی
یوں شبر کو غصے میں بگڑتے نہیں دیکھا
ایسا کسی کم عمر کو لڑتے نہیں دیکھا

ارشاد کیا شاہ نے، شاباش دلاور | (۱۰۲) کس شان سے ازرق سے لعیں کو کیا بے سر
اکبر نے کہا، واہ مرے شبرِ دلاور | دکھلا دیا پھر معرکۂ غزوۂ خیبر
جس روز تلک خلق کی بنیاد رہے گی
یہ تیغ کی تیزی، یہ برش یاد رہے گی

دیکھا جو عمر نے کہ ہے بے طور لڑائی | (۱۰۳) تاکید سے ظالم کی کمک پر کمک آئی
فوجوں کی ہوئی قاسم نوشہ پہ چڑھائی | نرغے میں گھرا سیدِ عالم کا فدائی
تھا شور کہ بیوہ کرو اک شب کی دلہن کو
ہاں، چھوڑیو زندہ نہ جگر بندِ حسنؑ کو

حملہ کیا نوشاہ پہ سب فوج نے مل کر | (۱۰۴) برسا دیا مینھ تیروں کا اس تشنہ دہن پر
در آئے کئی تیر دلِ پاک کے اندر | سرتا بہ قدم چور ہوا دل بر شبرؑ
روتے تھے فلک حال پہ اس تشنہ گلو کے
ہر زخم سے جاری ہوئے فوارے لہو کے

…قاسم ذی جاہ گرا گھوڑے سے رن میں (۱۰۵) دل تھامے بصد آہ گرا گھوڑے سے رن میں
…گیا، نوشاہ گرا گھوڑے سے رن میں — چلائے ہیں، یا شاہ، گرا گھوڑے سے رن میں

ہلتی ہے زمیں راہ وہ چلتے ہیں ستم گر
جلد آیئے گھوڑوں سے کچلتے ہیں ستم گر

…بصد اکان میں حضرت کی یہ ناگاہ (۱۰۶) تھرا کے گرا خاک پہ فرزندِ ید اللہ
…سے کہنے لگے شاہنشہِ ذی جاہ — عباس بڑا قہر، بڑا قہر ہوا، آہ!

فرزندِ حسنؑ خلق سے پیاسا گیا بھائی
بیوہ کی کمائی پہ زوال آ گیا بھائی

…ہوئے میداں میں گئے سیدِ ابرار (۱۰۷) دیکھا کہ ہیں گھیرے ہوئے لاشے کو ستم گار
…ظالم بے رحم ہے کھینچے ہوئے تلوار — سر کاٹنے کے واسطے جلاد ہے تیار

دولھا پہ عجب ظلم و ستم کرتا ہے ظالم
سر قاسمِ مضطر کا قلم کرتا ہے ظالم

…کے بے تاب ہوئے سبطِ پیمبرؐ (۱۰۸) غصے سے بڑھے کھینچ کے شمشیرِ دو پیکر
…رب میں ہاتھ اس کا گرا خاک پہ کٹ کر — بے ساختہ میدان سے بھاگا وہ ستم گر

حضرت نے صدا دی کہ کہاں جائے گا ناری
کب ہاتھ سے میرے تو اماں پائے گا ناری

…بچانے کے لیے آئے کچھ اسوار (۱۰۹) فرزندِ ید اللہ سے چلنے لگی تلوار
…ہوا فی النار، گریزاں ہوئے کفار — ہلچل میں یہ دولھا پہ ہوئے صدمۂ آزار

پرزے سُمِ اسپاں سے بدن ہو گیا، ہے ہے
پامال دل و جانِ حسنؑ ہو گیا، ہے ہے

لاشے سے لپٹ کر شہِ عالم یہ پکارے (۱۱۰) کیا سوتے ہو، اُٹھو میرے پیارے، میرے پیـ
کرتے نہیں اب نرگسی آنکھوں سے اشارے مرجھا گئے یہ پھول سے لب پیاس کے مـ
دیکھا کیے ہم حشر کا ساماں ہوا بیٹا
پامال تیرا لاشۂ بے جاں ہوا بیٹا

ہے ہے مرے جرار، مرے شبیرِ دلاور (۱۱۱) اے میرے بہادر، مرے غازی، مرے صفـ
اے میرے کلیجے، مری آنکھیں، مرے دلبر قربان تری لاش کے میں بے کس و مضـ
دنیا سے یہ ارمان سفر کر گئے بیٹا
باتیں بھی نہ شبیرؑ سے کیں، مر گئے بیٹا

یاں لاش پہ روتا تھا ید اللہ کا پیارا (۱۱۲) پہنچی یہ خبر ظلم کی خیمے میں قضا ر
لو صاحبو، نوشاہ زمانے سے سدھارا غلطیدہ ہوا خون میں وہ عرش کا تا
بیوہ جگرِ شاہِ زمن ہو گئی لوگو
ناشاد زمانے میں دلہن ہو گئی لوگو

شادی میں غمی ہو گئی مسند کو اٹھاؤ (۱۱۳) بنتِ شہ کونین کو رنڈ سالہ پہنا
بنڑی کے رخِ پاک سے سہرے کو بڑھاؤ صندل کے عوض مانگ میں اب خاک لگـ
لاش آتی ہے میدان سے فرزندِ حسنؑ کی
نتھ چوڑیاں جلدی سے بڑھا ڈالو دلہن کی

یہ سنتے ہی بے تاب ہوئے عترتِ اطہار (۱۱۴) ماں قاسمِ نوشہ کی گری خاک پہ اک با
ناموسِ پیمبر میں ہوئے حشر کے آثار بیٹی کے قریں روتی گئی بانوے ناچا
ساماں نظر آ گیا بس رنج و محن کا
دیکھا کہ عجب حال ہے گھونگھٹ میں دلہن کا

سے لگا کر یہ پکاری (۱۱۵) لوٹی گئی، ہی ہی، مرے دکھ درد کی ماری
سہرے کو بڑھا ڈالو میں واری سر کھولے کی لاش پہ اب آئی ہو باری
میدان میں مارا گیا نوشاہ تمہارا
ہی ہی، نہ سزاوار ہوا بیاہ تمہارا

میں عجب طرح کا ماتم (۱۱۶) پکڑے ہوئے ماں کو کھڑی چلاتی تھی، بہم
ٹتے تھے یہ تھا بچوں کا عالم سر پیٹتے تھے ننھے سے ہاتھوں سے یہ صد غم
بھائی کے قلق میں جو نہ خواہر کو کل آئی
قاسم کی بہن خیمے سے باہر نکل آئی

ہاتھوں سے یہ کہتی تھی وہ مضطر (۱۱۷) ہی ہی مرا ماں جایا۔ مرا شیر دلاور
یارا نہیں، قابو نہیں دل پر ملنے کے لیے بھائی سے نکلی ہوں کھلے سر
مجھ بے کس و مضطر پہ یہ احساں کرو لوگو
لے چل کے مجھے لاش پہ قرباں کرو لوگو

، قربان گئی، خیمے میں آؤ (۱۱۸) نامحرموں میں کھولے ہوئے سر کو نہ جاؤ
اماں مجھے اس دم نہ بلاؤ بھائی کی طرح مجھ سے بھی اب ہاتھ اٹھاؤ
صدقے تن مجروح پہ اب ہونے کو چلی ہوں
بھائی کے لیے جان میں کھونے کو چلی ہوں

نے شہِ دیں کو پکارا (۱۱۹) لے آئیے نوشاہ کو خیمے میں خدارا
و نہیں اب ضبط کا یارا ڈیوڑھی پہ ہے کنبہ اسد اللہ کا سارا
سر کھولے ہوئے بنتِ حسن آئی ہے مولا
لاشے پہ برادر کے بہن آتی ہے مولا

بے تاب ہوا سُن کے ید اللہ کا جایا (۱۲۰) اور گود میں داماد کے لا
چادر میں غرض لاش کے ٹکڑوں کو اُٹھایا آ کر درِ خیمہ پہ یہ رانڈوں
ملنے کے لیے آیا ہے نوشاہ دلہن سے
قاسمؑ کی برات آئی ہے لو بی بیو رن سے

سب بی بیاں ڈیوڑھی کی طرف آئیں کھلے سر (۱۲۱) گویا ہوئی ہر ایک سے نوش
اے لوگو، دلہن والوں سے کہہ دے کوئی جا کر کیا بیٹھے ہو، قاسم کی برات آ
میدان سے شہِ عقدہ کشا لائے ہیں اُن کو
خود بیاہنے شاہِ دوسرا آئے ہیں اُن کو

لوگو مرے ناشاد کا ارمان نکالو (۱۲۲) کس سمت ہیں، نوشاہ کی بہنو
آنچل سرِ نوشہ پہ، کہو، آن کے ڈالو مہمانوں کو باہم کرو۔ بنڑی
جو ریت کی رسمیں ہوں وہ اس آن کرو لوگو
رخصت کا دلہن دولھا کی ساماں کرو لوگو

لاشہ لیے دولھا کا شہِ بحر و بر آئے (۱۲۳) ہم راہ کھُلے سر حرمِ نوحہ گ
اور اکبرؑ مظلوم بھی با چشمِ تر آئے عباس بھی پکڑے ہوئے اپنا
اک غل جو ہوا گھیر لیا رانڈوں نے آ کر
شہ رونے لگے لاش کو مسند پہ لٹا کر

حضرت تو گئے خیمے سے کرتے ہوئے زاری (۱۲۴) ماں بیٹے کے نوشاہ کے لاشے
اے ماہ تری چاند سی صورت کے میں واری پوشاکِ عروسی بھی ہے تر خون میں
اے نورِ نظر کس کی نظر کھا گئی تجھ کو
اس بیاہ کا ہونا تھا کہ موت آ گئی تجھ کو

(۱۲۵) ہے ہے مرے دکھ درد کے مارے بنے قاسم ۔ ۔ ۔ …یرے پیارے بنے قاسم
ارماں بھرے دنیا سے سدھارے، بنے قاسم ۔ ۔ ۔ …ری کے سہارے بنے قاسم
شادی جو ہوئی گھیر لیا رنج و محن نے
ہے ہے ابھی گھونگھٹ بھی نہ الٹا تھا دلہن نے

(۱۲۶) گھبرا کے گئی پاس وہ غم دیدۂ مضطر ۔ ۔ ۔ …شِ غم و رنج جو دل پر
لو آگ لگی مانگ میں برباد ہوا گھر ۔ ۔ ۔ …ب کہا چھاتی سے لگا کر
قرباں گئی شرم کے پردے کو اٹھا دو
ہاں، بین کرو لاش پہ، سہرے کو بڑھا دو

(۱۲۷) ہے ہے یہ نیا بیاہ یہ منھ اشکوں سے دھونا ۔ ۔ ۔ …ی عمر میں بیوہ تجھے ہونا
ہاں، چل کے وہاں رو، جو منظور ہے رونا ۔ ۔ ۔ …ھا نہیں یوں جان کا کھونا
ہے دل پہ قلق زیست کا نقشہ نہ بدل جائے
ڈر ہے مجھے گھٹ گھٹ کے ترا دم نہ نکل جائے

(۱۲۸) اب ضبط کہاں، خاک اڑانے کی گھڑی ہے ۔ ۔ ۔ …ے بی بی، بڑھانے کی گھڑی ہے
بے ہوش ہو کیوں، ہوش میں آنے کی گھڑی ہے ۔ ۔ ۔ …شک بہانے کی گھڑی ہے
ہونا تھا مصیبت زدہ بنڑی تجھے بن کر
ماتم کرو نوشاہ کا رنڈسالہ پہن کر

(۱۲۹) تھامے کوئی بازو، کوئی دامن کو اٹھائے ۔ ۔ ۔ …لاشے پہ نوشاہ کے لائے
دشمن کو بھی اللہ یہ ساماں نہ دکھائے ۔ ۔ ۔ …تی تھی دلہن سر کو جھکائے
رخ زرد تھا، صدمہ تھا عجب جانِ حزیں پر
رکھتی تھی قدم کو کہیں، پڑتا تھا کہیں پر

لا کر اُسے اس لاش کے پہلو میں بٹھایا (۱۳۰) وہ بین کیے ماں نے کہ منھ کو
یوں لاش پہ نوشاہ کی رو رو کے سُنایا صدقے گئی، سب کنبے کا رونا
لو بنتِ شہنشاہِ زمن آئی ہے، قاسمؑ
کیا سوتے ہو، ملنے کو دُلہن آئی ہے، قاسمؑ

بنڑی کو جو نوشاہ کا لاشہ نظر آیا (۱۳۱) کی آہ وہ پُر درد کہ مُنھ کو ج
طاقت نہ رہی ضبط کی، دل غم سے بھر آیا اک نشترِ غم تھا کہ کلیجے میں
سر کھول دیا لاش پہ گھونگھٹ کو الٹ کر
غش ہو گئی نوشاہ کے قدموں سے لپٹ کر

ہوش آیا تو سر پیٹ کے ہاتھوں سے پکاری (۱۳۲) ہے ہے مرے والی تری غربت کے
تنہا نہ سفر کیجیے اے عاشقِ باری منگوائیے مجھ کشتۂ غم کی بھی
منزل کا پتہ تو کہیں دیتے ہوئے جاؤ
جاتے ہو جہاں، مجھ کو بھی لیتے ہوئے جاؤ

کس سے میں کہوں، آہ، مقدر کی بُرائی (۱۳۳) تم مر گئے اور آہ، مجھے موت
لوٹا ہے میرا داج، دُہائی ہے دُہائی دل پہ ہے مرے غم کی گھٹا آن
پیغام فراق آ کے اجل کہہ گئی صاحب
میں پیٹنے رونے کے لیے رہ گئی صاحب

پردیس میں مایوس مجھے کر گئے، ہے ہے (۱۳۴) والی مرے تنہا لبِ کوثر گئے
صاحب مجھے یاں چھوڑ کے کس پہ گئے ہے ہے رخصت دمِ آخر نہ ہوئے مر گئے
زندہ نہ ملے آ کے مجھ آوارہ وطن سے
آئے بھی تو یوں خوں میں نہائے ہوئے رن سے

ے بہوؤں نے عجب شور مچایا (۱۳۵) رنڈسالہ دلہن کے لیے جو میکے سے آیا
لے کانپتے ہاتھوں سے اُٹھایا رو رو کے یہ بانوئے شہ دیں کو سنایا
بھابھی الم و غم میں تمھیں صبر خدا دے
کہہ دو کوئی رنڈسالہ اسے آ کے پنہا دے

نڈسالہ پنہانے لگی کوئی (۱۳۶) پوشاک شہانی کو بڑھانے لگی کوئی
جبیں پہ سے سہرے چھڑانے لگی کوئی اور پھیر کے منہ، اشک بہانے لگی کوئی
یہ دیکھ کے حالت ہوئی تغئیر بنی کی
اک حشر ہوا بیبیوں نے سینہ زنی کی

فسوس وہ دکھ درد کی ماری (۱۳۷) منہ ڈھانپ کے سب کرنے لگے گریہ و زاری
قاسم سے لپٹ کر یہ پکاری دیکھو تو ذرا، کھول کے آنکھوں کو ہیں واری
صدمہ ہے عجب دخترِ سلطانِ زمن کو
لے لال، پنہایا گیا رنڈسالہ دلہن کو

بیر اب کہ جہاں کرتا ہے نالا (۱۳۸) ہے غم سے دل اب جن و بشر کا تہ و بالا
حضرت سے کہ یا سرورِ والا ہے کون میرا دردِ جگر پوچھنے والا
جو ہے میرا مطلب وہ ہی جلدی سے عطا ہو
ہاں مالکِ سرکارِ خدا تم پہ خُدا ہو

مرثیہ ۱۰

(۱)

جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا — سامانِ قتلِ نائبِ ختمِ رسُل ہوا
زینبؑ کے گوش زد جو خروشِ دُہُل ہوا — بولی، چراغ مرقدِ حیدرؑ کا گُل ہوا
مشتاق شام سے تھی کہ اس شب قضا کروں
لو، اب تو صبح ہوگئی، لوگو! میں کیا کروں

(۲)

ثابت جو انتقالِ نجوم و قمر ہوا — ماتم میں چاک جیبِ قبائے سحر ہوا
پیدا کفن سپیدی کا افلاک پر ہوا — مشرق سے آفتاب عیاں ننگے سر ہوا
بدلا ہوا جو سب نظر آیا جہاں کا رنگ[1]
خونِ شفق سے سرخ ہوا آسماں کا رنگ

(۳)

واں سینہ چاک چاند کے غم میں سحر کا تھا — یاں دل دو نیم عترتِ خیر البشر کا تھا
درپیش ان کو داغ علی کے قمر کا تھا — ہر دم یہ نوحہ زینبِ خستہ جگر کا تھا
کیا جلد رات چار پہر کی گزر گئی
لو صبح قتل ہوگئی اور میں نہ مر گئی

(۴)

بیزار کیا اجل بھی ہو زینب کے نام سے — بیٹھی تھی میں تو موت پہ تیار شام سے
پیدا ہوا سپیدہ، بہن بچھڑی امام سے — بھیا گئے نماز کی خاطر خیام سے

---

[1] تمام دیگر قلمی و مطبوعہ نسخوں میں شعر اس طرح ہے
تھرائے آفتاب تجلی فگن کے ہاتھ — انجم نے فاتحہ کو اٹھائے کرن کے ہاتھ

مغرب کا وقت خدمتِ زہرا میں ہوئے گا
اب صبح کا فریضہ نہ دنیا میں ہوئے گا

(۵)
یں آج حشر بپا ہوگا صاحبو — کس کا جہاز غرقِ فنا ہوگا صاحبو
زیرِ تیغ گلا ہوگا صاحبو — جب دوپہر ڈھلے گی تو کیا ہوگا صاحبو
بن بھائی کی جو زینبؑ و کلثومؑ ہوتی ہیں
ڈھلے پہر سے فاطمہؑ جنگل میں روتی ہیں

(۶)
یہ نمازِ خیر النسا کہاں — یہ کربلا کہاں، یہ صفِ اتقیا کہاں
ابنِ اکبرِ گلگوں قبا کہاں — کل صبح یہ مؤذنِ فوجِ خدا کہاں
مغرب کے وقت لوٹ ہے اور یہ خیام ہیں
مابینِ ظہر و عصر بہتّر تمام ہیں

(۷)
ہوئی درِ دولت پہ نور کی — خیمے کے تھمنے کو ملی شمع طور کی
محل میں ہے آمد حضور کی — اب سب سے ہے وداع امامِ غیور کی
چھپ جائیں بیبیاں [illegible] جو ہیں خیمہ گاہ میں
عباسؑ نامور بھی ہیں پہلوئے شاہ میں

(۸)
چھپنے والوں میں محشر ہوا بپا — بے پردگی کے واقعے کا سامنا ہوا
ی فضہ کہ صاحب کو کیا ہوا — اٹھو نہیں یہ زاری، در پہ ہے دلبر کھڑا ہوا
یہ سن کے وہ چھپی پہ نہ قابو جگر پہ تھا
خود گوشے میں تھی گوشۂ ردا ورنہ سر پہ تھا

[1]
، جعفرِ ثانی پہ میں فدا — یہ وقت ہے حکمِ شرع کی یہ منہ ہے آن کیا
ب وہ مجھ کو بیبی فرزندِ لا گیا — اور آج یہ وہ کیا منہ چھپا بے ردا

---

[1] ام کلثوم اور سبعۂ ثانی کے سوا دونوں بند قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں موجود ہیں۔

کل دوپہر کی دیر ہے قتلِ امام میں
پھر دربدر پھروں گی میں تجھ لے کے شام میں

(۱۰)
ناگاہ داخلہ ہوا خیمے میں شاہ کا — پردہ اٹھایا لونڈیوں نے بار[illegible]
پیشِ نگاہ غل ہوا روشن نگاہ کا — پر ساتھ ہی سلام کے نعرہ تھا آہ کا
قبلہ حرم میں جا کے حضرت کو امام تھے
سر خم تھے اور زباں سے جاری سلام تھے

(۱۱)
تشریف رکھتی تھیں جہاں بانوئے خوش لقب[41] — عباس کورنش کو جھکے واں بصد [illegible]
پوچھا مری سکینہ یہ کیوں کر کٹی یہ شب — وہ بولی، مثلِ ماہیِ بے آب، ہر [illegible]
پوچھا کہ ہوشیار ہے اب یا کہ سوتی ہے
بانو پکاری، روٹھی ہوئی تم سے روتی ہے

(۱۲)
رو کر سوئے سکینہ بڑھائے چچا نے ہات[42] — یاں سے بڑھی یہ کہہ کے وہ سرمایۂ [illegible]
بس بس، اے بے نصیبوں کی فریاد، التفات — اللہ رے آج شب کو نہ پوچھی ہماری [illegible]
جب دونوں وقت ملتے غضب کی غش آئی
اماں سے پوچھیے کہ میں کئی بار غش ہوئی

(۱۳)
سوکھے لبوں کو چوم کے عباس نے کہا — ایسا ہی کام تھا کہ نہ حاضر ہو[illegible]
شب خون کی فوجِ شام میں تھی شاہ سے سنا — حضرت نے پاسبانیِ سادات کی [illegible]
تا صبح گردِ خیمۂ آلِ عبا رہا
اکبر پہرے میں تھے بہ تصدق چچا رہا

---

[41] تمام دیگر نسخوں میں مصرعہ یہ ہے۔ ع جنبش تھی پردہ ڈالے جو بانوئے خوش لقب
[42] دیگر نسخوں میں مصرع یوں ہے۔ ع تب پردہ کے تلے سے بڑھائے چچا نے ہات

۱۴

[illegible]شاں حسینؑ نے یاقوت لب کیے — دربارِ ذوالجلال کے کپڑے طلب کیے
[illegible]نے سر کو پیٹ کے نالے عجب کیے — بولی سبھوں کے داغ نئے تم نے اب کیے
اک نام پنج تن کا ہے وہ بھی مٹاتے ہو
کیا خوب چادر زخموں پہ مرہم لگاتے ہو

۱۵

[illegible]بین، آپ نہیں تو بہن کہاں — لاتی ہوں کپڑے بھیّا، یہ میسر کفن کہاں
[illegible]قد بعد شہ بے وطن کہاں — بہرِ جنازہ دوشِ امامِ زمن کہاں
دکھلاؤ یاں نہ خاتمۂ پنج تن مجھے
صدقہ تو بہنی کی گردن کا، دے تو کفن مجھے

۱۶

[illegible]ن بولے، سنو حکمِ ذوالمنن — جس کا کہ بھائی ہم سا ہو بے یار بے وطن
[illegible]آب غسل و کفن دے اسے بہن — بھائی تو بہنوں کو نہیں پہناتے ہیں کفن
اس کی تو ہے امید تمھیں سے بہن ہمیں
دشمن ردا نہ چھینے تو دینا کفن ہمیں

۱۷

[illegible]ں ردا بھی ستمگر اتار لیں گے — فرمایا، ہاں بہن، تری چادر اتار لیں گے
[illegible]گہر سکینہ کے گوہر اتار لیں گے — اصغر کی ننھی لاش کا یہ سر اتار لیں گے
مغرب کے وقت دیکھیو جو ظلم ہووے گا
سب ہوں گے بے حواس، نہیں کون ڈھونڈے گا

۱۸

[illegible]. توشہ خانے کو زینب چلی اداس — اور پیچھے پیچھے دوڑی سکینہ جاں پاس
خالی ہاتھ بہن شاہ دیں کے پاس — مانگا لباس شہ نے تو بولی وہ حق شناس
حاضر ہیں کپڑے، عذر نہیں حکمِ شاہ میں
ضد کر کے لیے ہیں سکینہ نے راہ میں

(۱۹)

گردن جھکا کے آگے بڑھے شاہِ بحر و بر — دیکھا سکینہ بیچ میں ہے سب کے [ساتھ]
اک ایک کو دکھاتی ہے کپڑے بہ چشمِ تر — کہتی ہے، لوگو آج تو ہے عید

ہے ہے، پھٹا لباس بدن پہ سنواریں گے
کیوں صاحبو، کہاں مرے بابا سدھاریں گے

(۲۰)

شہ بولے، عید گاہِ شہیداں میں جائیں گے — اس نے کہا مرے لیے کیا آپ لائیں گے
فرمایا جو تمھارے مقدر سے پائیں گے — اس جامے سے نمازِ جماعت پڑھائیں

تم نے جو باپ کو یہ لباسِ کہن دیا
گویا شہیدِ راہِ خدا کو کفن دیا

(۲۱)

لو اب نہ ضد کرو کہ یہ کارِ ثواب ہے — دے دو مرا لباس کہ جانا شتاب [ہے]
منزل ہے دور، راستے میں قحطِ آب ہے — بی بی کی پرورش کہ خدا کی جناب [ہے]

منھ دیکھ کر وہ بولی بجا آپ کہتے ہیں
پر میں نہیں سمجھتی یہ کیا آپ کہتے ہیں

(۲۲)

آخر کہاں سدھارتے ہو کچھ بتاؤ تو — جلد آؤ گے، قسم علی اکبر کی کھا[ؤ تو]
رخصت تو ہونا پھر، میں خفا ہوں مناؤ تو — مر جاؤں گی تڑپ کے، سدھارو تو جا[ؤ تو]

کن بچوں کو یہ رنج، یہ صدمے نصیب ہیں
کیا اس جہاں میں ایک ہمیں بے نصیب ہیں

(۲۳)

ماں کو پکاری سن کے پدر کیا سناتے ہیں — کچھ آپ کی سمجھ میں یہ ارشاد آتے ہیں
لو اماں، ہم تو روٹھے ہیں اور آپ جاتے ہیں — اچھا تو یہ ہی بات بنا کر رلاتے ہیں

کہتے ہیں ضد نہ کر یہ بھلا مان لوں گی میں
پوشاک مانگتے ہیں نہ دی ہو نہ دوں گی میں

کیوں اماں، پھر بھی سینے پہ ہم کو سلائیں گے؟ (۲۴) ... جانے دوں گی تو بابا پھر آئیں گے؟
... پھر بھی قبلہ و کعبہ کو پائیں گے   ماں نے کیا اشارہ کہ اب ن ہیں جائیں گے؟

باہر تو صف کشی ہے، ہجوم سپاہ ہے
میں واری عیدگاہ کہاں، قتل گاہ ہے

... میں رنج یتیمی سما گیا (۲۵) فاقے میں رنگ بے پدری منھ پہ چھا گیا
... جو تڑپا، بدن تھرتھرا گیا   ہاتھوں سے کپڑے چھوٹ پڑے اور غش آ گیا

آیا جو ہوش حشر کیا شور و شین سے
سہمی ہوئی وہ دوڑ کے لپٹی حسینؑ سے

... ہاتھ دھرے ایک کان پر (۲۶) ڈر ڈر کے دیکھتی تھی برابر ادھر ادھر
... نہ سے کہ اے مہرباں پدر   اس وقت اس مکان میں وحشت ہے کس قدر

دل کانپتا ہے جان مری نکلی جاتی ہے
چاروں طرف سے رونے کی آواز آتی ہے

... لم غش میں ابھی مجھے (۲۷) گویا طمانچے مار رہا ہے کوئی مجھے
... کے کھینچتا ہے اک شقی مجھے   ہے ہے، نہ تم بچاتے ہو نے ماں پھوپھی مجھے

موتی اتارتا ہے کوئی میرے کان سے
شانوں کو باندھتا ہے کوئی ریسمان سے

... یقین کہ ہوں گے یہ سب ستم (۲۸) بابا، کسے پکاریں گے ان آفتوں میں ہم
... ہو کسی کو نہ بے وارثی کا غم   اب اتنی پرورش تو کرو، یا شہِ اُمم

داغِ فراق اپنا تسلّی کے ساتھ دو
بابا، چچا کے ہاتھ میں بیٹی کا ہاتھ دو

یہ سنتے ہی تڑپ گئے سلطانِ کائنات (۲۹) فرمایا صبر ہے تمہیں معبودِ پاک ...
کیوں کر چچا کے ہاتھ میں بی بی کا دوں [illegible] اُن کے تو ہاتھ آج کٹیں گے لب ...

ہم جا کے روئیں گے بدنِ پاش پاش پر
بیٹھو گی ننھے ہاتھوں سے تم اُن کی لاش پر

عباس کی طرف سے بھی ٹوٹی جو دل کی آس (۳۰) کپڑے وہ اس نے رکھ دیئے اپنے پدر کے ...
پہنا کفن کی طرح سے حضرتؑ نے وہ لباس اک ایک سے وداع ہوئے پھر بہ در...

لشکر کو رواں جو یوسفِ خیر البشر ہوا
بے نور رشکِ دیدۂ یعقوب گھر ہوا

تسلیم گاہ میں ہوئی مجرے کی دھوم دھام (۳۱) یوں دفعتاً جانبِ آقا بڑھے ...
جس طرح دانے ایک کے بعد اک سبحے کا امام پر آخری یہ فوج کا مجرا تھا مد...

آغوش سے شہ کے جان پڑی جاں نثاروں میں
آیا اک آفتاب بہت سے ستاروں میں

شہ نے نگاہ غور سے کی سوئے فوجِ شام (۳۲) دیکھے نئے اسلحے، نئی بیرقیں ...
آہستہ مڑ کے بھائی سے کہنے لگے امام تکلیف تم کو ہو گی، یہ زینبؑ کو دو ...

خواہر تبرکات کے صندوق بھیج دو
باہر تبرکات کے صندوق بھیج دو

عباسؑ واں رواں ہوئے کرسی بچھی یہاں (۳۳) کرسی پہ جلوہ گر ہوئے آقائے انس و ...
شانِ نزولِ آیۂ کرسی ہوئی عیاں آئے تبرکات کے صندوق ناگہ...

سب حاضرِ حضورِ امامِ ہدا کیے
مفتاحِ بابِ علم نے قفل اُن کے وا کیے

...ا کے ڈیوڑھی سے زینب کی نظر (۳۴) دیکھا سلاح باندھتے ہیں شاہ بحر و بر
...پکاری بہن صدقے آپ پر عون و محمد امیدوار کھڑے ہیں ادھر اُدھر
آقا ہر اک غلام کے جوہر شناس ہیں
دو نیمچے بھی تیغِ حسینؑ کے پاس ہیں

...ے شاہ نے دو نیمچے اٹھائے (۳۵) اور پہلوؤں سے سامنے ہمشیرزادے آئے
...ہاتھ قبلۂ دیں کی طرف بڑھائے ماں اُس طرف ادھر شہ ابرار مسکرائے
فرمایا اپنی ماں کے اشارے سمجھ گئے
کی عرض، ہاں، غلام تمہارے سمجھ گئے

...اللہ نے کہی اُس گھڑی یہ بات (۳۶) خود ہم پہ شاہ کی ہے نگاہِ تفضلات
...آنکھ کھول کے دیکھی انہیں کی ذات دعویٰ یہ ماں کے ساتھ نہ ہم کو بڑے کے ساتھ
اماں اگر نہ کہتیں تو حضرت نہ دیتے کیا
یہ نیمچے حضور سے خادم نہ لیتے کیا

...ریں بس بہت اخلاص ہیں نہ آؤ (۳۷) عاشق سہی مگر نہ ادب قاعدے بھلاؤ
...تو جب ہو کہ قدموں پہ سر کٹاؤ ماموں پہ جو کہ آئی ہو ساتھ اپنے لیتے جاؤ[1]
کچھ آج تو نئے انداز کرتے ہو
کیا سر فدا کیے ہیں جو یہ ناز کرتے ہو

...عرض کی کیا ہو مرنا محال کیا (۳۸) ہم سرفروش ہیں تن و سر کا خیال کیا
...دے بڑھ کے عرض کریں یہ مجال کیا دنیا ہو چند روزہ پھر اس کا ملال کیا
اب ایک وقت عصر یہ سامان کیجیے
جب چاہیے غلاموں کو قربان کیجیے

---

[1] ... آئی جو ہو حسین پہ ساتھ اپنے لیتے جاؤ۔

حضرت نے بھانجوں کو گلے سے لگا لیا (۳۹) دو نیمچوں کو پیار سے زیبِ کمر کیا
زینبؑ نے واں زمیں پہ سر اپنا جھکا دیا   ناگہ ہوا دو نورِ تجلی کبر

عرشِ علیٰ پہ صلِ علیٰ کی ندا آ گئی
خوش بو نبیؐ کی سب کے دماغوں میں آ گئی

زینبؑ نے پھر نظارہ کیا روئے شاہ کا (۴۰) دیکھا کہ سر جھکا ہے شہِ کم سپا
اک ہاتھ میں ہے تاجِ رسالت پناہ کا   اک ہاتھ میں نشان ہے شیرِ ا

تجویز کر رہے ہیں، کسے یہ عطا کروں؟
منصب ہیں دو، عزیز بہت نذر کیا کروں؟

بھائی کو چاہتے ہیں علم بخشیں شاہِ دیں (۴۱) پر بھانجوں کے کڑھنے سے خاطر نشاں نہیں
تجویز تاج کی ہے پئے اکبرِ حسیں   لیکن کھڑے ہیں قاسمِ ذی جاہ بھی قریں

حضرت کو اُن کی دل شکنی کا خیال ہے
بن باپ کا یہ مرزنِ بیوہ کا لال ہے

قاسمؑ کی ماں سے مڑ کے یہ اس نے کیا کلام (۴۲) کچھ آپ سمجھیں، فکر سے کیوں ہیں شہِ انا
وہ بولی میرا لال تو ہے تابعِ امام   زینبؑ پکاری، میرے بھی فرزند ہیں غلا

ہر ایک دم کو پاس بلانا ضرور ہے
قول و قسم کا یاد دلانا ضرور ہے

فضہؑ سے دخترِ اسد اللہ نے کہا (۴۳) قاسمؑ کو اور بیٹوں کو میرے بلا تو لا
باہر نکل کے اس نے خوزادوں کو دی صدا   برجِ شرف سے تین ستارے ہوئے جدا

اکبرؑ تو شاہِ دیں کی طرف دیکھنے لگے
عباسؑ مڑ کے سوئے نجف دیکھنے لگے

...گئے اور آئے بہ تعجیل مہ لقا (۴۴) قاسم نے پہلے کی یہ گذارش کہ اے چچا
...حاصلِ مطلب ہے، اس سے کہا اماں نے دودھ بخش کے خلوص سے یہ کہا
گر چاہتے ہو قبر میں راحت ہو باپ کو
بیٹا، غلام جانیو اکبر کا آپ کو

...! چچا نے تمہارا جو پہلے بیاہ (۴۵) اکبر کو کس قدر ہوئی شادی خدا گواہ
...کوئی عہد انھیں شاہ دیں پناہ تم بھی خوشی وہ کرنا خوش نہ ہو اللہ
کی عرض میں نے نذر بھی کچھ بھیج دیجیو
فرمایا ہنس کے آج تو سر نذر کیجیو

...لاڈلوں نے یہ بڑھ کر کیا کلام (۴۶) عقدے ہمارے اماں نے حل کر دیے تمام
...ہے قبلہ و کعبہ کو یہ پیام جو آپ کی صلاح، وہ زینبؑ کی یا امام
لشکر کی افسری انھیں دونوں کو آج دو
عباسؑ کو علم، مرے اکبرؑ کو تاج دو

...س کلام کے تھے شاہِ اتقیا (۴۷) بوسہ جبینِ اکبرِ گل فام کا لیا
...کے تاجِ نبیؐ سر پہ رکھ دیا آنکھوں کے آگے پھر گئے محبوبِ کبریا
سرتاجِ عرش روشنیِ تاج ہو گئی
اکبر کے سر سے تاج کو معراج ہو گئی

...لگے دکھانے جوانانِ حیدری (۴۸) غل تھا، امام زادے مبارک ہو افسری
...اب بھی کر رہے نام آوری اکبرؑ نے آہِ سرد عجب درد سے بھری
بولے جوانہ مرگ، قتیلِ جفا کہو
ہم کو شہیدِ اولِ فوجِ خدا کہو

یہ تہنیت سنی جو سکینہ نے بار بار (۴۹) دل ہو گیا چچا کی محبت سے بے[قرار]
پردے سے منہ نکال کے بولی وہ گل عذار بھیا ہوئے پھوپھی کی سفارش سے...
خاطر مری بھی اے شہ ابرار کیجیے
بابا مرے چچا کو علم دار کیجیے

ہنس کر پکارا شاہ نے اپنے فدائی کو (۵۰) بیٹی کی ندا دی بہادر نے بھ[ائی کو]
دامن علم کا اڑ کے چلا پیشوائی کو ٹھنڈی ہوا نے یاد دلایا ترائی کو
رایت تھا یا کہ قاصد رب انام تھا
گویا علم کے شقہ میں غازی کا نام تھا

کھنچتا تھا یوں علم طرف بازوئے امام (۵۱) دل جس طرح سے شیعوں کا سوئے علم...
شکل زباں بنا تھا نشان شہ انام گویا پکارا چاہتا تھا یہ کے اُن کے...
عالم جو دیکھا دوش مبارک کی شان کا
بے ساختہ پھڑک گیا شانہ نشان کا

ابن علی کے بخت رسا نے رسائی کی (۵۲) پائی علم کے پرچے میں دولت خدائی کی
عزت بڑھائی بھائی نے جاں باز بھائی کی دیکھی نشان نے کے جو شان اس فدائی کی
نظروں سے دور اوج شرف کے قریب تھا
پنجۂ سپاہ پنجتنی کا نصیب تھا

۱؎ اس بند کے بعد دفتر ماتم جلد ۵ میں ذیل کا بند درج ہے۔

بردوش پیر کے وقت غضب کا ستم ہوا ٹھنڈا فرات پہ یہ حسینی علم ہوا
برشانہ بازوئے شہ دیں کا قلم ہوا دردا شکستہ بازوئے شاہ امم ہوا
وہ وقت ہے دبیر کہ محشر بپا کروں
درد کمر حسین کا تحریر کیا کروں

(۵۳) جس سے ہیں سب نہال وہ سرو جناں یہ ہے ... خلدِ آشیاں یہ ہے
تھا سے سر بلندیِ کون و مکاں یہ ہے ... ج خدا کا نشاں یہ ہے
خورشید اُس کے مہر سے جلوہ نما ہوا
میں بھی اسی کے سائے میں آ کر ہما ہوا

(۵۴) جاسوس نے خبر یہ کہی آ کے سامنے ... جو ادا کی امام نے
آب رواں بھی بند کیا فوج شام نے ... گھاٹ کی اِس دم غلام نے
فوجِ خدا کو نہر سے دوری نصیب ہے
شہ بولے، کیا مضائقہ، کوثر قریب ہے

(۵۵) آوازِ طبلِ جنگ کی عیوق تک گئی ... لو کی صدا تا فلک گئی
ہر سمت مغربی و جنوبی چمک گئی ... انِ کیانی کڑک گئی
رن کی زمیں پہ جنگ کے آئین کھنچ گئے
ہندی سروہیان عربی زین کھنچ گئے

(۵۶) باجوں کے غل سے کان کھلے آسمانوں کے ... رن میں پھیلے بگولے نشانوں کے
جھومے دغا کے نشے میں سر نوجوانوں کے ... دن مار لیے پھل سنانوں کے
مستوں نے مثلِ شیشہ وہاں قہقہے کیے
طوبیٰ کی عندلیبوں نے یاں چہچہے کیے

(۵۷) قبرِ بخیل سے بھی سوا تنگ رن ہوا ... وں کا یورش دفعتاً ہوا
نزدیک وقتِ خاتمہ تیغ زن ہوا ... بیتی عمر چوب زن ہوا
روکش خدا کی فوج سے جیسے بڑے ہوئے
کرسی سے پڑھ کے فاتحہ شہ اٹھ کھڑے ہوئے

اصطبل سے نسیم بہاری عیاں ہوئی (۵۸) زہرا کے غنچہ لب کی سواری

معبود کی مشیت جاری عیاں ہوئی تصویرِ حکمِ نافذِ باری عیـ

وہ بادپا تھا کھلنے میں بالکل سخی کا ہاتھ

جس کو نہ پائے جز یدِ قدرت کسی کا ہاتھ

سرعت میں بس کہ تیز رودل سے وہ بیش تھا (۵۹) سو نام ذوالجناح پہ بھی پیش

دلدل نسب، براق حسب، برق کیش تھا قدرت میں دورِ چرخ تھا کم اور

طے ہر قدم پہ ایک مہینے کی راہ تھی

رویت ہلالِ نعل کی اس پر گواہ تھی

فرما کے یا علی شہِ صفدر ہوئے سوار (۶۰) اپنے عقاب پر علی اکبر ہوئے

عباس لے کے رایتِ حیدر ہوئے سوار بتیس شہسوار برابر ہوئے

چالیس پیدل آگے جلو میں بہم چلے

لے کر یہ فوج لڑنے کو شاہِ امم چلے

باگیں حسینیوں نے اٹھائیں جو ناگہاں (۶۱) دستِ فلک سے چھٹ گئی جوزا کی

اللہ رے دبدبہ کہ دبا اوجِ آسماں اللہ رے طنطنہ کہ تنا پھر نہ اک

آئینہ ہو کے شرع کا آئین رہ گیا

رستوں سے کفر بھاگ گیا دین رہ گیا

رن تھا عرق سے تازیوں کے خوف غرق میں (۶۲) ہلچل سے درد ہونا تھا قارون کے ف

گہ شرق غرب میں تھا کبھی غرب شرق میں چھپتی تھی برق رعد میں اور رعد بر

بھاگیں جُدا جُدا، یہ زمینیں دہل گئیں

زندوں کے گھر تو مُردوں کی قبریں ٹل گئیں

...ہر فوج الٰہ سے ۶۳ روشن ہزار چند ہوئے برج ماہ سے
...ے یزیدی سپاہ سے بچپن کے آشنا، رفقا چھوٹے شاہ سے
...شکر تمام ہو گیا نصف النہار تک
فوج اک طرف، شہید ہوا شیر خوار تک

...خاک پہ پایا جو شیر خوار ۶۴ گہوارۂ نیام میں چونک اٹھی ذوالفقار
...دینے کو یوں تڑپی ایک بار جیسے بغیر دودھ کے بچہ ہو بے قرار
یوں چھوڑ کر نیام نکل آئی خشم میں
جس طرح اشک صاحبِ ماتم کی چشم میں

...جیسے سبابۂ انگشت در دہاں ۶۵ خورشید ماہ نو کے گریباں سے تھا عیاں
...ذ کے طوفاں ہوا رواں ماہی نے الحفیظ کہا، مہر نے الاماں
پرواز شاخ سدرہ سے کی جبرئیل نے
محراب سے بلند کیا سر خلیل نے

...ب جو ہوئی ناگہاں بلند[1] ۶۶ یہ غلغلہ، نیام کے تھا درمیاں، بلند
...مژدہ کا جس دم نشان بلند قہرِ علی سے ہوئیں گی دو انگلیاں بلند
کھینچا یہ نقشہ تیغِ شہ قلعہ گیر نے
اژدر کو دو کیا ہے جنابِ امیر نے

...بن علی نے جو کی نظر ۶۷ قبضے نے اپنی آنکھ ملی دستِ پاک پر
...ل کر برآمد ہوئی تو دو سر ترکِ فلک لرز کے پکارا کہ الحذر
جب تیغ کے تمرد سوئے چرخ کہن گئے
تو دائرے سمٹ کے بس اک نقطہ بن گئے

۱۔ ...ں جو کھینچ کے ہوئی ناگہاں بلند

روح القدس پلک کے زمرد رنگ کی ڈھال (۶۸) حوریں کمند زلفوں کی، پریاں نگہ ک...
سب انبیا سپاہ دعا، دافع ملال لائے ہیں بھر پیش کش شاہ خوش خ...

پریاں ندا یہ ہمت شاہ ہدا کی ہے
حاجت ہمیں خدائی سے الفت خدا کی ہے

یہ امتحان صبر و شجاعت کا وقت ہے (۶۹) مالک کی بندگی و عبادت کا وقت...
ان مرحلوں کے بعد شہادت کا وقت ہے وہ خاص دوستوں کی شفاعت کا و...

غالب ہو سب پہ کیا ہوا پیاسا حسین ہو
سمجھو تو دل میں کس کا نواسا حسین ہو

پھر باگ شیر بیشہ سرعت کی لی کہ ہاں (۷۰) اٹھا ادھر سمم اس کا ادھر بیٹھے ...
گاو زمیں ہرن ہوئی، مچھلی تراں دواں عمر رواں جھجک کے پکاری، چھپوں ک...

خالی فقط ہلال یہ دھوکا ہے زین کا
نقرہ رہا فلک کا نہ سبزہ زمین کا

اک حملے میں صفوں پہ ہزار انقلاب آئے (۷۱) شبنم کی کیا بساط ہے، جب آفتاب...
غل پڑ گیا، جناب جلالت مآب آئے مولائے عرش منزل و گردوں جناب...

دل بہر پیشوائی، تیغ دو دم چلے
سر اٹھ کے گردنوں سے مثال قدم چلے

جوہر میں تھی وہ تیغ سفید آب زیرکاہ (۷۲) چمکی تو ناریوں کی صفیں ہو گئیں...
ڈوبے مگر وہ دھوکے میں جن کو تھی زر کی چاہ ٹھنڈے ہوئے تو جل کے پکارے وہ ر...

سنتے تھے گرم و سرد کو آپس میں لاگ ہے
یہ دیکھو ایک موج میں پانی اور آگ ہے

بڑھا ایک پہلواں (۷۳) پہلو نشینِ زال و پشن پہلوی جواں
فارسیاں صاحبِ تواں   آمد سے اس کی ڈر کے ہوا رن ڑاں دواں

پہلے بیان نام و نسب اپنا سب کیا
دریافت پھر حسینؑ سے نام و نسب کیا

سپاہِ قلیل ہوں (۷۴) پیشِ خدا عزیز ہوں، تم میں ذلیل ہوں
عظم ربِّ جلیل ہوں   شہ زادۂ ملائکہ و جبرئیل ہوں

حسن البلاد ہے وطن اپنا جہان میں
آیا صحیفہ حق کا ہماری زبان میں

دوشِ نبی ہر مکاں کا فخر (۷۵) شیرِ خدا کا لال ہوں نوشیرواں کا فخر
ہوں اور اہلِ جناں کا فخر   کعبے کا نور، عرش کا اوج، آسماں کا فخر

نام و نسب سے قدر عجم اور عرب کی ہو
رونق ہماری ذات سے نام و نسب کی ہو

عجم میں عرب جا کے چند بار (۷۶) جب ہم گئے تو فتح ہوئی صاف آشکار
راہ کٹی فوجِ نابکار   دونوں قدم جہاد میں اپنے ہیں ذوالفقار

بنیاد ہم نے شہروں میں ڈالی ہے دین کی
نقشِ قدم ہمارا اسیر ہو زمین کی

ے نانا کا جو روزبہ ہوا (۷۷) ایمان روزبہ کا ہر اک روزبہ ہوا
آفتاب ہوا کہ سے مہ ہوا   خدمت سے رفتہ رفتہ شرف اس کا یہ ہوا

ہم رنگ آل سے ہو نبیؐ کی جناب میں
من اہل بیتی آیا ہو سلمانؑ کے باب میں

…وکے منھ پہ گردِ سیاہ (۸۳) جیسے شبِ فراق میں عاشق کا دودِ آہ
…سفیدۂ صبحِ حسامِ شاہ آواز ڈھال سے ہوئی پیدا کہ واہ واہ
کوسوں تھا غل سپر جو کٹی بد صفات کی
سچ ہے کہ دور جاتی ہے آواز رات کی

…علمِ غالب کو زمین پر کیا (۸۴) تیغ دو سر نے ضرب سے حربوں کو سر کیا
…پیش کو زیر و زبر کیا شش پر کو اس کے طائرِ بے بال و پر کیا
سہما یہ ترکش اس کا کہ سب تیر گر پڑے
کانپا یہ پھل کہ جوہرِ شمشیر جھڑ پڑے

…اسد اشجعِ جہاں (۸۵) فاقے میں زورِ دل پہ جمید ہوا عیاں
…تن میں تیغ دو پیکر ہوئی نہاں جس طرح در میں فاتحِ خیبر کی انگلیاں
دو ہو گیا وہ دشمنِ دیں ذوالفقار سے
گرنے لگا تو چار کیا ایک وار سے

…، تمھیں ہو خیال کیا (۸۶) اک اک لڑے حسین سے تو یہ محال کیا
…تیغ زنوں کا کمال کیا اسفندیار و بہمن و سہراب و زال کیا
مل کر لڑو وگرنہ ہزیمت ہے صاحبو
اس پر بھی فتح ہو تو غنیمت ہے صاحبو

…دو قشون سے پئے جدال (۸۷) جولاں ہوئے سمند در عرصۂ قتال
…سے یوں تیغ خوش جمال جیسے فلک پہ ابر کے چھٹ جانے سے ہلال
روشن یہ ماہِ نو سرِ دشتِ مصاف تھا
رویت کی وجہ یہ تھی کہ مطلع بھی صاف تھا

حملہ کیا امامِ سلیماں وقار نے (۸۸) یا مرسل الریاح کہا را...
خیبر شکن کو یاد کیا ذوالفقار نے[1] گھیرا صفوں کو ہیبتِ پر...
آوردگاہ دیکھ کے آندھی رواں ہوئی
رن کی زمیں دہل کے اٹھی آسماں ہوئی

میزانِ تیغ اپنا ہنر تولنے لگی (۸۹) ریشے کو رول کر در جاں ر...
ہر خود و بہ زرہ کی گرہ کھولنے لگی اعدا کی پشت و پیشِ نگہ...
گردن بلا سے تیغِ رواں جھیلنے لگی
نولاکھ کے سروں پہ اجل کھیلنے لگی

سایہ گرا تو بولی، سنبھل، میرے ساتھ چل (۹۰) ہل چل یہ مہرباں ہوئی، چل...
للکاری روح کو کہ نکل، میرے ساتھ چل آواز دی یہ سوئے اجل، میرے...
ہل جاتے تھے زمین و فلک اینچ پینچ میں
کہتی تھی موت، کون پڑے تیرے پیچ میں

دم مارا جس نے، صاف سر اُس کا قلم کیا (۹۱) کم ظرفوں[2] نے حبابِ صفت جی...
اس حبس دم نے موت کا پیدا ورم کیا بڑھتے ہی موج تیغ نے، تا...
رخصت بدن لعینوں کا فی الفور کچھ نہ تھا
پانی کا بلبلہ تھا فقط، اور کچھ نہ تھا

جوہر کا سلسلہ تھا کہ تھیلیوں کا جال (۹۲) یہ سیف خود بھڑکتی تھی اُس بھر...
جوہر میں طائرانِ نگہ کا تھا طرفہ حال جس طرح دل لعینوں کے کا کل...
تھی راست، گو وہ تیغ، یہ روشن جہاں پہ تھا
جتنا لہو پیا تھا وہ جاری زباں پہ تھا

---

[1] نسخہ، پاشاہ نے ذوالفقار کہا ذوالفقار نے   [2] نسخہ۔ بے مغز و د...

سرسے تھی زخموں میں اور گاہ اُس سر سے (۹۳) عاشق بھی یوں نہ کوچۂ معشوق میں پھرے
ں یوں نہ آنکھ سے دیں اور گر گرے پامال اس رخش سے کیے اس نے سر نرے
کٹتے تھے سر نہ تیغ امام عراق سے
بُت گر رہے تھے خاک پہ کعبے کے طاق سے

جو اس خمسہ پہ تھے شش جہت نثار (۹۴) پڑھ کر رجز کی بیت لگائی جو ذوالفقار
الفقار میں پڑتی تھیں دشمن پہ ایک بار فرد بدن کے مثل رباعی تھے قطع چار
سر کو نہ وصل تیغ سے اصلا دریغ تھا
کیا سب کی سرنوشت میں مصراع تیغ تھا

نر میں سبزۂ جوہر کی تھی بہار (۹۵) کیا بولتا تھا جنگ میں طوطیِ ذوالفقار
ل اور ولایت اسلام سبزوار صدقے کو آیا بلبل سدرہ ہزار بار
دل ہر ملک کا اس کے ہنر کھونے لگا
طوطی کے ساتھ آئینہ بھی بولنے لگا

مغرب میں یہ زنگ سے سو رنگ کرتی تھی (۹۶) روشن بہ صورت مہ نو، رنگ کرتی تھی
ر قد کو یہ گلِ اورنگ کرتی تھی پیاسے جو خون کے تھے انھیں جنگ رنگ کرتی تھی
رو پوش ریت میں تھیں لب جو کی مچھلیاں
دریا میں جا کے چھپتی تھیں بازو کی مچھلیاں

بہ دو نیم، زنگ دو نیم اور بو دو نیم (۹۷) رد کا یہاں شمار ہو کیا آبرو دو نیم
ر چار آئینہ تھا چار سو دو نیم سینے میں دل تو دل ہیں ہر اک آرزو دو نیم
دل خوب اُس کی کاٹ کی لذت سمجھتا تھا
کٹتی تھی جو گھڑی وہ غنیمت سمجھتا تھا

آگاہ اہلِ علم ہیں میں کیا بیاں کروں[1] (۹۸) تفسیرِ لا یمسہ الا المطہرون
پاکیزہ اس کا پھل تھا بجز ظالموں کا خوں صورت تھی کون ربط کی، یہ نیک، وہ زبوں
پیدا ہوئی تھی ظالموں کا خوں بہانے کو
ہم راہ آب رکھتی تھی اپنے نہانے کو

اُس سے نہ کوئی پہلوئے امن و اماں چھٹا (۹۹) چلّہ نہ زہ نہ گوشہ نہ دوشِ کماں چھٹا
چھوٹی کمان لب کی نہ تیرِ زباں چھٹا چھٹنے کو اس سے خون کا فوارہ ہاں چھٹا
اک بوند بھی نہ خوف کے مارے نکل سکی
اس کے حضور دھارِ لہو کی نہ چل سکی

اس کے خیالِ سایہ سے بسمل جو تھے حزیں (۱۰۰) ڈر سے نہ آیا دردِ دلِ چاک کے قریں
یعنی خیالِ تیغ کا جی میں نہ ہو کہیں زخمی کے سر سے بھاگ گیا دردِ جبیں
پوچھا ملک سے تیغ کا سایہ نکل گیا
وہ بولی ہاں تو آنکھوں میں خوابِ اجل گیا

ایماں کو کفر، توبہ کو عصیاں، دمِ جہاد (۱۰۱) وہ زندہ اور یہ مردہ، وہ خوش دل یہ نامراد
کیا کیا کمال رکھتی تھی شمشیرِ خوش نہاد جوہر کمند، نوکِ سناں، خود وہ برق و باد
دشمن کو قیدِ آب و خورش سے چھڑا دیا
کھینچا، گرایا، مارا، جلایا، اُڑا دیا

ہر سو یہی تھا شور یہی صوت، الغیاث (۱۰۲) ہنگامہ خیر و شر کا ہوا فوت، الغیاث
زیست، الحفیظ کہتی تھی اور موت الغیاث چلا رہے تھے خود ملک الموت، الغیاث
میدانِ تیغ نائبِ حیدر کے ہاتھ تھا
میدانِ جنگ تیغِ دو پیکر کے ہاتھ تھا

---

[1] نسخہ۔ نصرت کا تھا یہ آیہ کہ خم سے عیاں تھا نون

آفتاب پہ شہ کی نظر پڑی (۱۰۳) دیکھا کہ عین وعدۂ وفائی کی ہے گھڑی
...دے اشتیاق میں شہ رگ ہوئی کڑی　　　وصلِ خدا کے شوق میں آنسو بنے لڑی

کیا دخل تیغ کو تھا مزاجِ امام میں
مڑ کر نظر کی اور در آئی نیام میں

...یوں بیان کرتے ہیں اربابِ اعتبار (۱۰۴) فاقہ میں تین روز کے تھا وہ فلک وقار[۱]
...ے پہ تھر تھرانے لگا شہ کا جسم زار[۲]　　　اک ساعت ابن شیر خدا نے کیا قرار

گیسو دکھا رہے تھے تباہی حواس کی
کانٹے زباں کے تولتے تھے قدر پیاس کی

...ہے اس جفا کا بیاں وا مصیبتاہ (۱۰۵) شیعوں کے دل پہ چوٹ لگے گی خدا گواہ
...وں کی صفوں سے بڑھا ایک روسیاہ　　　برچھی لگائی پشت خمیدہ پہ آہ آہ

اتنی تو بس[۳] دہن سے صدا نکلی، یا علیؑ
اور کانپ کر گرا خلفِ مرتضیٰ علیؑ[۴]

...وہ دن بھاپ ریت کی وہ جسمِ نازنیں (۱۰۶) وہ حربے گرم دھوپ کے وہ سینہ وہ جبیں
...فلک پہ شمس تھا اور رخ سوئے زمیں　　　سایہ جو پوچھو، تیغ وسناں کے سوا نہیں

۱۔ فاقہ میں تین روز کے کی تھی جو کارزار، ۲۔ نسخہ: جسم زخم دار ۳۔ نسخہ: سینہ سے پہلی زباں صدا نکلی یا علی
۴۔ اس بند کے بعد ایک قلمی نسخہ میں مطلع کے تحت یہ بند درج ہے ؎

جب شہ پہ رن میں نرغۂ اہلِ جفا ہوا　　　زخموں سے چور جانِ دلِ مرتضیٰ ہوا
اور تشنگی کا شاید غلبہ سوا ہوا　　　مصروفِ یادِ حق میں شہِ کربلا ہوا

نیزے لگائے ظالموں نے جانبین سے
سنبھلا گیا نہ گھوڑے پہ اُس دم حسینؑ سے

پھل برچھیوں کے پھول سے سینے پہ لیتے تھے
جو آج رو رہے ہیں دعا ان کو دیتے تھے

(۱۰۷)
جرأت نہ کی رسول نے یہ وہ مقام تھا ۔ دیباچہ اس بلا کا شہ دیں کے نام
اُف بھی نہ کی زباں سے کہ شیعوں کا کام تھا ۔ یہ حصۂ حسین علیہ السلام
سن سن کے انبیائے سلف جن کو ڈرتے تھے
مولا وہ دکھ اٹھاتے تھے اور شاد ہوتے تھے

(۱۰۸)
لکھتے ہیں یہ مصائب جرجیس نیک نام ۔ اک ظالم ان کے عہد میں تھا بادشاہ
اس عہد میں یزید لعین کا تھا وہ مقام ۔ آزار اس نبی کو وہ دیتا تھا صبح و ش
نور خدا کو خاک میں ناری ملاتا تھا
بندہ تو قتل کرتا تھا، خالق جلاتا تھا

(۱۰۹)
اک خود سنگ دل نے کیا اُن کو سنگ بار ۔ اک مرتبہ جلا کے خریدا عذاب ن
اک بار زندہ دفن کیا کرکے خاکسار ۔ یوں طرز نو سے قتل کیا ان کو سات
ان سات حادثوں سے شرف جیسے ہو گئے
جرجیس اوج صبر کے برجیس ہو گئے

(۱۱۰)
باقی کوئی نہ اُن پہ جفائے جہاں رہی ۔ اک جا شنی خنجر و تیغ و سناں
محفوظ تشنگی کے قلق سے زباں رہی ۔ رخ سے خیال موت میں شادی عیاں ر
اللہ سے شکایت جور و جفا نہ کی
غیر از دعائے نیک کبھی بد دعا نہ کی

(۱۱۱)
پھر خلعت حیات جو حق نے عطا کیا ۔ حاکم کے پاس جا کے یہ شکر خدا ک
زندہ کسی کو تیرے بھی بت نے بھلا کیا ۔ میرے خدا نے تو یہ کرم بارہا کیا

...، فوج سے اس نے کہا کہ ہاں (۱۱۲) لے جاؤ اُس خرابے میں اس کو نشاں کناں
...ق و دق میں زندوں کے ہیں مکاں   باقی نہ اب کی یاد رکھو نام کو نشاں
تیغوں سے قیمہ قیمہ سراپا بدن کرو
مر جائے تو نہ دفن نہ غسل و کفن کرو

...ئے اسی جنگل میں روسیاہ (۱۱۳) جمعے کا دن تھا، ماہِ عزا کی دہم تھی آہ
...پُرزے پُرزے جو کرنے لگی سپاہ   بے ساختہ پکارے کہ فریاد یا اللہ
اپنے حصارِ حفظ میں بندے کو راہ دے
یا رب، عدو کے ظلم و ستم سے پناہ دے

...صبر و تحمل یہاں نہیں (۱۱۴) تیغوں کی ضرب میں تجھے تاب و تواں نہیں
...ہاں نہیں، مرے معبود، ہاں نہیں   قابل اس امتحان کے یہ خستہ جاں نہیں
دولت ثوابِ صبر کی یہ درد کھوئے گا
یاں تو نہ ضبط مجھ سے ہوا ہے نہ ہوئے گا

...دفن رہِ کردگار میں (۱۱۵) پتھر گئے یہ فرق نہ آیا قرار میں
...رنج سے نہ رہا اختیار میں   سختی نہ سنگ میں نہ یہ گرمی ہے نار میں
میں جانتا ہوں یا کہ مرا دل ہی جانتا
دل سے زیادہ خالقِ عادل ہی جانتا[1]

...ں میں اس بند کے بعد یہ بند ملتا ہے ؎
...چنیں زمیں میں کریں جنگ سار اُڑ   وہ درد اور یہ قلق اے کردگار اور
...ں کی آنچ اور ہی گرمی نار اور   شہرت کی چوٹ اور ہی خنجر کے وار اور
میں جانتا ہوں یا کہ مرا دل ہے جانتا
بہتر سبھوں سے خالقِ عادل ہے جانتا

آئی ندا کہ ہم پہ عیاں سب کا حال ہے (۱۱۶) بندے، کمالِ عشق الٰہی محا
یہ حادثہ اٹھائے کوئی کیا مجال ہے پر ہاں، ہماری فاطمہ کا ایک لا

جس دکھ میں مشغلہ ہے تجھے شور و شین کا
یاں صبر و شکر کام ہے میرے حسینؑ کا

انسان کیا ملک نہ یہاں، پر ہلا سکے (۱۱۷) یہ بوجھ آسماں نہ سرِ دل پہ اٹھا
دریا و کوہ و دشت نہ برداشت لا سکے صابر حسینؑ سا ہو تو یہ زخم کھا

پھر آنکھوں سے حجاب خدا نے اٹھا دیا
عاشور و کربلا کا مرقع دکھا دیا

یوں حال پر حسینؑ کے رو یا وہ نامدار (۱۱۸) ماں جس طرح سے روتی ہے بچے کو
تیغوں کے گھاؤ پر جو پڑی آنسوؤں کی دھار بس اِلتیام پا گئے سب زخم ای

یہ زخم کیا تھے جو نہ بے کس کو روتے ہیں
جتنے مرض بدن میں ہوں سب دُور ہوتے ہیں

اب یہ زیادہ پیٹنے رونے کا ہے مقام (۱۱۹) جن زخموں سے تڑپ گئے جبرئیلؑ
وہ زخم کھا رہے ہیں تمہارے لیے امام تیغیں فقط وہاں تھیں، یہاں حربے ہی

نیزے بھی، گرز و صارم و خنجر بھی تیر بھی
پُرزے بدن بھی، رختِ جنابِ امیرؑ بھی

جرجیس کا مریض پسر بے دوا نہ تھا (۱۲۰) پیاسا بھی تین روز کا وہ پیشوا نہ
سنِ شباب میں کوئی بیٹا مُوا نہ تھا بچہ تڑپ کے ہاتھوں پہ بے دم ہوا نہ

اک دوپہر میں قتل نہ چھوٹے بڑے ہوئے
یاں خاک پر ہیں چاند بہتر پڑے ہوئے[1] (حاشیہ اگلے صفحہ

...ہیں سبطِ نبی زخم کھاتے ہیں (۱۲۱) ظالم جگر کو تیر دل کا تودہ بناتے ہیں
...تیغ پہ تیغ اب لگاتے ہیں   مظلوم کہہ رہا ہے کہ ٹھہرو، غش آتے ہیں
اتنا تو دو توقف کہ میں شکرِ خدا کروں
اور اپنے رونے والوں کی خاطر دعا کروں

...ا ہے اب دشتِ کربلا (۱۲۲) تو غش ہوا بتولؑ کی آغوش کا پلا
...کرنے کو مظلوم کے چلا   تو اب چھری ہے اور نبی زادے کا گلا
بیٹھے ہوئے نہ نکلی مگر اب نکل پڑی
منہ ڈھانپو اے حسینیو زینبؑ نکل پڑی

...کہ ذبح نہ ہو جائیں شاہِ دیں (۱۲۳) چلتی ہیں جلد اور زمیں سوجھتی نہیں
...ائیں اور یہاں منہ کے بل گری ہیں   آنکھیں کہیں، خیال کہیں اور دل کہیں
بو سونگھتی ہیں خون کے تھالے جو ملتے ہیں
دل کی طرح سے کانوں کے بُندے بھی ہلتے ہیں

...ا ہے، میں رن میں تنہا کھڑا (۱۲۴) حیران ہو کے میں نے یہ اک شخص سے کہا
...نکلی ہے خیمے سے بے ردا   اس نے کہا کہ ہائے غضب، پوچھتا ہے کیا

...حاشیہ)
...کا نہ حال تھا ناتوانی سے یوں تغیر   مقیم سے تشنہ لب تھا نہ وہ خاقدر
...اک میں ملے تھے بہتر مہِ منیر   بچہ نہ کوئی ہاتھوں پہ تڑپا تھا کھا کے تیر
سنِ شباب میں کوئی بیٹا موا نہ تھا
عباس سا، جدا کوئی بھائی ہوا نہ تھا
...تانی اور دیگر نسخوں میں نہیں ہے۔

یہ عاشقِ جمالِ شہِ بے نظیر ہے
منھ ڈھانپ لے، یہ بنتِ جنابِ امیر ہے

تا حشر وہ نہ بھولے گی زینب، خدا گواہ (۱۲۵) جس شکل سے حسینؑ ملے، اور م
اک آنکھ بند کرتے تھے اک کھولتے تھے شاہؑ   پھیلا تھا ایک پاؤں تو سمٹا تھا
پھر سر پہ کچھ زمیں پہ گلابی عمامہ تھا
آلودہ خاک و خوں میں پیمبرؐ کا جامہ تھا

دوڑی تڑپ کے اور گری دخترِ علیؑ (۱۲۶) رو کر کہا، حسینؑ حسینؑ اور اخی
مشتاق بولنے کا ہوا نائبِ نبیؐ   پر لب ہلا کے رہ گئے، ایسی تھی تش
اس بے کسی سے مڑ کے بہن پر نگاہ کی
جو غش ہوئی نواسیِ رسالت پناہ کی

آیا جو ہوش بولی پیمبرؐ کا واسطہ (۱۲۷) آئی بہن جواب دو حیدرؑ کا وا
خیر النساء کا واسطہ شبیرؑ کا واسطہ   اے بھائی بے زبانیِ اصغر کا وا
بھیا اٹھو، چلو کہ سکینہ تباہ ہے
آفت میں خاندانِ رسالت پناہ ہے

ان واسطوں سے ہل گیا شبیرؑ کا جگر (۱۲۸) چپکے سے اتنا بولے کہ ہمشیر صبر
نانا نبیؐ نے دی تھی اسی وقت کی خبر   بے سر حسینؑ ہوگا، پھرے گی تو ننگے
یاں رہ کے کیا کریں، ہمیں ظالم ستاتے ہیں
اکبر جہاں سدھارے وہاں ہم بھی جاتے ہیں

اس یاس کے کلام سے چھاتی جو پھٹ گئی (۱۲۹) باہیں گلے میں ڈال کے زینب لپٹ گ
چلائی، ہے غضب! مری قسمت الٹ گئی   ماتم ہی میں بزرگوں کے سب عمر کٹ گئ

مرتے ہو تم بھی، ہائے زباں بند ہو گئی
زینبؑ نہ آج خاک کا پیوند ہو گئی

…ے منھ پہ ملا منھ کو ایک بار (۱۳۰) بھائی کو لے کے گود میں بیٹھی وہ بے قرار
…رکو دوش پہ رکھ دو بہن نثار — ہی ہے تمام ہوتا ہے بھائی بہن کا پیار
سبط نبی کے سر سے بدن کی جدائی ہے
بھائی سے بے نصیب بہن کی جدائی ہے

…انا زیا نہ لیے اک شقی چلا (۱۳۱) اتنا ہی بس ہے رونے کو آگے کہوں میں کیا
…ں جفا یہ بھی زینبؑ ہوئی جدا — شہ نے کہا، بہن تری الفت پہ میں فدا
زینبؑ سنبھل سکے جو کلیجہ سنبھال لو
اب تو گلے سے بھائی کے، باہیں نکال لو

…ھارو ہم کو گلے سے لگا چکیں (۱۳۲) الفت دکھا چکیں، مرے دل کو دکھا چکیں
…بن جس سے وہ تکلیف پا چکیں[1] — اب اور کیا ارادہ ہے؟ ذرہ تو کھا چکیں
ضربت کہاں لگی ہے ذرا دھیان کیجیے
گھر جا کے اپنے درد کا درمان کیجیے

…غم سے آپ کے یہ غم نہیں سوا (۱۳۳) مجھ کو نہیں خبر بھی کہ کس پہ ہوئی جفا
…نے مجھ کو لگا لیں، یہ اشقیا — پر تم سے ہاتھ اٹھا لیں، ہیں راضی ہر اقدا
سر پہ اتار دوں سر کہ دل و جاں فدا کروں
کیوں بھائی، کس طرح سے بچو تم ہیں کیا کروں

---

[1] …براث اماں جان کی اس وقت پا چکیں۔

یہ کہہ کے خیمہ گاہ کو وہ خستہ دل گئی (۱۳۴) یاں تیغ بوسہ گاہِ پیمبرؐ سے مل گئی
دشتِ نجف میں قبرِ یدُاللہ ہل گئی تا عرش فاطمہ کی صدا متصل گئی
کیا دیکھتی ہے مڑ کے اُدھر خواہرِ حسینؑ
خولی چڑھا رہا ہے سناں پر سرِ حسینؑ

اب انجمن میں شورِ قیامت ہے اے دبیر (۱۳۵) یہ نظم ہے کہ عینِ کرامت ہے، اے دبیر
حیرت ہے کیوں زمانہ سلامت ہے اے دبیر ہاں، صاحب الزماں کی امامت ہے اے دبیر
آئے وہ دن کہ مہدیِ دیں کا ظہور ہو
روشن ہو دیں، تیرگیِ کفر دور ہو

مرثیہ ۱۱

(۱)

ایوانِ بارگاہِ سلیمانِ دیں دکھا ۔۔۔ عرش کا یارب نگیں دکھا
سرکارِ شاہزادہ روح الامیں دکھا ۔۔۔ غنم عفو جہاں، وہ زمیں دکھا
مٹی مری عزیز اگر وہ زمیں کرے
پھر خلد بھی بلائے تو بندہ نہیں کرے

(۲)

مجھ سا شکستہ پا جو یہ معراج پائے گا ۔۔۔ ی جہان میں وہ دن بھی آئے گا
ہاں خضرِ فضلِ حق، درِ مولا دکھائے گا ۔۔۔ نارسا ہو، وہاں لے نہ جائے گا
اُڑ کر ابھی میں گرد پھروں اس رواق کے
دے مرکبِ مراد کو شہپر براق کے

(۳)

کس شب نظر پڑیں گے وہ جالیں ماہِ نو ۔۔۔ س چراغ کی دل کو لگی ہے لو
دم لے بس اب ہیں [?] فرسِ عمرِ گرم رو ۔۔۔ ـعتِ قبہ کی دیکھوں گا کب میں ضو
دیکھوں مزارِ شہ پہ چمک دل کے داغ کی
روضے میں روشنی میں کروں اس چراغ کی

(۴)

پیشِ نظر حسینؑ کا روئے حسن ہے ۔۔۔ ہاں تو دل میں نہ حبِ وطن ہے
روضے میں روح، صحنِ حرم میں بدن ہے ۔۔۔ ی حضوریِ شاہِ زمن رہے
بعد از فنا نہ جسمِ مثالی مجھے ملے
ہاں ظلِّ رحمتِ شہِ عالی مجھے ملے

اک جان اور ہزار تمنا ہے، اے کریم ⑤ ادنیٰ کو شوقِ منصبِ اعلیٰ ہے، اے

پر تیری بارگہ میں کمی کیا ہے، اے کریم بندے کی آرزو یہ سراپا ہے، اے

تا لب نجف میں، روح رواقِ حسینؑ میں

آنکھیں رضا کے روضے میں، دل کاظمین میں

یارب مجھے مرقعِ خلدِ بریں دکھا ⑥ تصویرِ زندگانیِ دنیا دریں د

اُگتا ہے تخمِ عفو جہاں وہ زمیں دکھا سرکارِ شاہزادۂ روح الامیں

مٹی مری عزیز اگر وہ زمیں کرے

جنت بھی پھر بلائے تو بندہ نہیں کرے

یاس اک طرف، حیات سے بھی قطع آس ہے ⑦ پیری گواہِ دعویِ اظہارِ یاس

ہر دم زوالِ طاقت و ہوش و حواس ہے لا تقنطوا کا حرز فقط، آس پاس

اب سیرِ کربلا سے مجھے جلد سیر کر

اپنے حسینؑ پیارے کا صدقہ، نہ دیر کر

عصیاں ہیں سنگِ راہ، قدم لنگ، راہ تنگ ⑧ تدبیر میں شتاب ہے، تقدیر میں درن

ادبار سے ہے صلح اور اقبال سے ہے جنگ نیرنگ سے ہے زردِ گلِ آرزو کا رنگ

مرتا ہوں اس زمیں پہ دل زندہ کرنے کو

جیتا ہوں کربلائے معلیٰ میں مرنے کو

دل مردہ، سینہ مرقدِ تاریک و تار ہے ⑨ آٹھوں پہر شکنجۂ لیل و نہار

بے اُس زمیں کے مجھ پہ عذابِ فشار ہے فریاد یا غیاث کہ اب اضطرار

ہو رفع یہ فشار جو اپنے ولی کو بھیج

لے، میں درود بھیجتا ہوں، تو علی کو بھیج

[illegible]ھد اور مجھے کربلا نصیب (۱۰) مجھ کو یہ خاک، خضر کو آبِ بقا نصیب
[illegible] یہ مقام، جو ہوئے خلد نصیب کہتے ہوں کہ لوحِ قبر پہ لکھنا خوشا نصیب
حاجی ہوا جو داخلِ بیت الحرم ہوا
ناجی ہوا جو زائرِ شاہِ اُمم ہوا

[illegible]ں کا جلد سُنا مجھ کو شور و شین (۱۱) دیتے ہیں راہ میں جو خبر کشتۂ حسینؑ
[illegible] روضہ اور وہ روضے کی زیب و زین رُوح القدس کو جس کی زیارت ہے فرضِ عین
توشہ غریب کو سفرِ کربلا کا دے
پروانہ راہ داریِ دار الشفا کا دے

[illegible] مرض کی دوا تیرے ہاتھ ہے (۱۲) عشرت، فلاح، دردِ شفا تیرے ہاتھ ہے
[illegible] دنیا کی شرم و حیا تیرے ہاتھ ہے کاسہ ہے میرے ہاتھ، عطا تیرے ہاتھ ہے
خاکِ درِ حسینؑ جو یہ کم نصیب ہو
ذرّے کو اوجِ نیّرِ اعظم نصیب ہو

[illegible]سب اثاثہ مرا ضبط کر لیا (۱۳) منہ دیکھتا میں رہ گیا گنجِ گہر لیا
[illegible] قرار، جگر، ہوش، سر لیا شاہد ہے بے دلی کہ مسافر کا گھر لیا
اب ایک نقدِ جاں نہ ابھی ہے غلام کا
ہدیہ ہے یہ ضریحِ حسینی کے نام کا

[illegible] ہے فلک پہ جو اس سرزمیں پہ ہے (۱۴) وہ سر ہے عرش پر جو درِ شاہِ دیں پہ ہے
[illegible] آنکھ کے جو ضریحِ مبیں پہ ہے تحسین لامکاں کی وہیں کے مکیں پہ ہے
بے محل خاکِ پا ہے یہ ذرّوں کا شور ہے
گر چشمِ آفتاب کی بینا ہے تو کور ہے

(۱۵)
رضوانِ نامور کو مبارک درِ جناں — روح القدس کو سدرہ، مسیحا کو آ
اختر کو برج، دُر کو صدف، گُل کو بوستاں — مجھ کو جنابِ شاہِ شہیداں کا آ

پایا یہ جس نے، عرشِ عُلا اُس کا ہو گیا
جس کے ہوئے حسینؑ، خدا اُس کا ہو گیا

(۱۶)
اب کربلا سے شکوۂ دردِ فراق ہے — روئے نیاز سوئے حسینی رواق
کیوں کربلا، تجھے بھی مرا اشتیاق ہے؟ — مجھ کو تو زیست شوقِ زیارت میں شا

صاحب سے اپنے کہہ، کہ بُلائیں غلام کو
مرنے نہ دیں یہاں تو جِلائیں غلام کو

(۱۷)
اے قبۂ منورہ قلبی لک الفدا — اے نینوا، کرم، کہ میں ہوں سخت
اے کربلا، اماں، کہ میں ہوں مُورِدِ بلا — اے مادیہ، مدد، کہ دلا میں ہوں

ذرہ ترا ملے تو ہزار آبرو سے لے
اکسیر خاک چھان رہی ہے کہ تو ملے

(۱۸)
اب صبر زیرِ مشق تزلزل ہے، یا حسینؑ — پامال ضعفِ نبض تحمل ہے یا ح
فریاد، شمعِ عقل مری گُل ہے یا حسینؑ — مجھ کو حضور ہی سے توسّل ہے، یا ح

للہ، بارگاہ میں اب یاد کیجیے
لبیک میرے نام پہ ارشاد کیجیے

(۱۹)
حیدرؑ سے بھی کہیے اسے سرورِ ہُدا — مغرب سے لائے شمس کو مشرق میں
روشن ہے، گو غرب و شرق کا دنیا میں فاصلا — ہندوستان سے دور نہیں اُن کی ک

گر اک نگاہِ مہر کریں کم ترین پر
ذرہ ہو اس زمیں سے ابھی اُس زمین پر

(۲۰) طاقت ہو دل کی طاق، مدد یا علی مدد ...ں ہو شاق، مدد یا علی مدد
ہے جوشِ اشتیاق، مدد یا علی مدد ...ہے فراق، مدد یا علی مدد
مشہور آفتاب کی رجعت کا حال ہے
ذرے کی اُس زمیں میں یہ طلب کیا محال ہے

(۲۱) شاہوں کے شاہ، ختمِ رسل کے وزیر آئے ...نجف سے جنابِ امیر آئے
سب جن کے زیر دست ہیں، وہ دستگیر آئے ...مستِ ربِ قدیر آئے
منبر پہ کیا میں پیش کشِ مرتضیٰ کروں
ہاں نذرِ نظم کے گہرِ بے بہا کروں

(۲۲) جنت کے بلبلوں سے زرِ گل خراج لوں ...ے بوستان و گلستاں سے باج لوں
اس معنیِ بلند و مرصع کا تاج لوں ...میں خدا سے جو ملنا ہے آج لوں
میں ہوں نہ ہوں جہاں میں تو پڑھے مرا
انصافِ ملکِ نظم میں کلمہ پڑھے مرا

(۲۳) سحباں کہے، عنایتِ سبحاں ہے یہ فقط ...ہو شانِ مصحفِ ناطق کی اس نمط
حساں سے لوں غلامیِ حسنِ بیاں کا خط ...ناعروں کہیں دعوے کروں غلط
میزانِ قدر میں مرے مضمون تل گئے
اب سبعہ معلقہ کعبے سے کھل گئے

(۲۴) کہتی ہے یہ فلک سے مضامیں کی یہ زمیں ...بے شمار کھڑی ہیں سوئے کمیں
دے یہ خدا کی دین یہ انعامِ شاہِ دیں ...ں یہ حکم راں ہوں میں، یاور و معیں
پوچھا جو نام بولی یہ عظمت ہے یا علیؑ
اے بے خبر میں ہوں مددِ مرتضیٰ علیؑ

کرمدحت حسینؑ، اسی میں نجات ہے (۲۵) دنیا ہے بے ثبات کو اُن سے ثبا...
بے عیب حق کی ذات ہے یا انکی ذات ہے حکم ان کا اور کلام مجید ایک با...

کس منزلِ نیاز کے سالک حسینؑ ہیں
جب تک خدا کا مُلک ہے، مالک حسینؑ ہیں

باران و قطرہ، باغ و گُل و معدن و گُہر (۲۶) صحرا و ذرہ، برج و نجوم، آتش...
طور و کلیم، آبِ بقا، خضرؑ نام ور ظلمات و نور و شہر و بیابان و خشک...

قائل ہیں سب کہ ثانیٔ مولا محال ہے
اور ہو تو آئینے میں اُنہیں کا جمال ہے

بندے میں شانِ ربِ صمد، جل شانہٗ (۲۷) ہر وقت عاجزوں کی مدد، جل...
اُمت کی مغفرت میں یہ کد، جل شانہٗ مدِ نوح اور حیاتِ ابد، جل...

ہم کچھ نہیں یہ جانتے کیسے حسینؑ ہیں
مالک ہیں سب خدائی کے ایسے حسینؑ ہیں

نقاش و نقش و کاتب و خط بانیٔ بنا (۲۸) بود و نبود، ذات و صفت، ہستی و...
آدم، ملک، زمین، فلک، گرد، کیمیا دنیا و دیں، حدوث و قدم، بندہ و...

شاہد ہیں سب کہ صاحبِ اعجاز ہیں حسینؑ
جاں آفریں کے عاشقِ جاں باز ہیں حسینؑ

عشقِ خدا کا بار نہ کہسار سے اُٹھا (۲۹) افلاک سے، نہ عرشِ ضیا بار سے اُٹھ...
یہ کیا، نہ انبیائے خوش اطوار سے اُٹھا لیکن حسین سکیں و بے یار سے اُٹھ...

رخ زرد آدم و ملک و جن کا ہو گیا
یہ ہو گئے خدا کے، خدا اُن کا ہو گیا

لُبِّ لبابِ شمّۂ آبِ بقا لیا (۳۰) …ن عقل کہ عشقِ خدا لیا
تریاقِ زہرِ تشنگیِ کربلا لیا …لی کہ دل کی زباں نے مزا لیا
بارِ گرانِ عشق کے حامل حسینؑ ہیں
شاہد خدا ہے عاشقِ کامل حسینؑ ہیں

حشمِ مبین، صاحبِ یٰسیں حسینؑ ہیں (۳۱) …ہیں، ازل سے خدا بیں حسینؑ ہیں
نخلِ ریاضِ عشق کے گل چیں حسینؑ ہیں …ں کے گلِ رنگیں حسینؑ ہیں
کی طاعتِ خدا وہ خدا کے خدائی نے
جو مان لی خدا کی خدائی خدائی نے

پر امتحانِ عشق کی برداشت ہو محال (۳۲) …ں کو عشقِ خدا ہو بہ قدرِ حال
شمعِ مرادِ گل، گلِ امید پائمال …س و حسرت و رنج و غم و ملال
یہ بارِ قابلِ شہِ عالی تبار تھا
ہوگا نہ ہو نہ ایسا کوئی بردبار تھا

سوزش عطش کی دل میں اور اس پہ جگر کا داغ (۳۳) …تھا، ہجرتِ یثرب سفر کا داغ
بھائی کا داغ شکل میں مرگِ پدر کا داغ …شِ قمر، عمر بھر کا داغ
یہ داغ کس نبیؐ نے سہے کس رسول نے
غم کے پہاڑ اٹھا لیے زہراؑ کے پھول نے

بے وارثی و بے پدری اہلِ بیتؑ کی (۳۴) …تھا، دربہ دری اہلِ بیتؑ کی
درباروں میں برہنہ سری اہلِ بیتؑ کی …ت، نوحہ گری اہلِ بیتؑ کی
گریاں سکینہ شاہِ مدینہ کے واسطے
تسکین کو طمانچے سکینہ کے واسطے

ہمت یہ کی حسینؑ نے اُمت کے واسطے (۳۵) سر پر لیا یہ بار، شفاعت کے
باندھا کمر کو چُست، شہادت کے واسطے سب کچھ کیا محبّوں کی راحت کے
غربت میں ننھے بچوں سے آ کر بچھڑ گئے
اُمت کو عافیت دی خود آفت میں پڑ گئے

یہ بار جب پسند شہ کربلا ہوا (۳۶) ارشاد، ذو الجلال کا، یہ بر
احسنت اے حسینؑ بہت خوش خدا ہوا ہر خون کی دیت میں بھی سب کچھ
ہر شئے پہ اختیار ہمیشہ رہا ترا
تو فدیۂ خدا ہو خدا خوں بہا ترا

اپنا تو ہو یہ وِرد کہ قرباں حسینؑ کے (۳۷) ہیں کلمہ گو نبیؐ کے، ثنا خواں حسینؑ
محکوم حق کے، تابع فرماں حسینؑ کے بندے خدا کے، بندۂ احساں حسینؑ
سر پر لیا یہ بار رہِ حق میں سر دیا
ہر اپنے پیرو دل کو سبکدوش کر دیا

اب فرضِ عین سب کو خیالِ حسینؑ ہے (۳۸) رن میں عجیب صورتِ حالِ حسینؑ
دن ڈھل چکا ہے وقتِ زوالِ حسینؑ ہے ہنگام ہے بھوکی پیاسی سب آلِ حسینؑ
سر پیٹو، ابنِ فاطمہ پا در رکاب ہے
صورت یہی نجات کی روزِ حساب ہے

تو لاکھ کی جفائیں برابر اُٹھا چکے (۳۹) اور ایک دل پہ داغ بہتر اُٹھا
اکبرؑ کی لاش، صدمۂ اصغرؑ اُٹھا چکے دنیا سے ہاتھ، سبطِ پیمبرؐ اُٹھا
آئے ہیں بے کسوں سے وداعِ اخیر کو
حسرت سے دیکھتے ہیں صغیر و کبیر کو

(۴۰) زینب کو اپنا صاحبِ ماتم بنا چکے ...نا کو رازِ امامت بتا چکے
پیغامِ موت کا ملک الموت لا چکے ...پھر بھی شہِ دیں بخشوا چکے
زہراؑ کی قبر ہلتی ہے پوتی کے بین سے
لپٹی ہے چار سال کی بیٹی حسینؑ سے

(۴۱) زانو پہ اپنے پیار سے اُس کو بٹھاتے ہیں ...جتے ہیں اُس کی طرف تھرتھراتے ہیں
اس سن کے بچے اور کبھی یہ کہہ اٹھاتے ہیں ...س کا حال بہن کو سناتے ہیں
دریا پہ خون بی بی کے سقے کا بہہ گیا
یہ خشک ہونٹ دیکھنے کو باپ رہ گیا

(۴۲) کیا دل دھڑک رہا ہے مری خستہ تن کا، آہ ...ہو گیا ہے مری بے وطن کا آہ
کیا تن لرز رہا ہے مری گل بدن کا، آہ ...ر گیا ہے مری کم سخن کا آہ
سانس ایسی لے رہی ہیں کہ بابا میں دم نہیں
اکبر کی لاش دیکھنے سے کچھ یہ کم نہیں

(۴۳) بھیا ابھی سکینہ کا بین کیا، بساط کیا؟ ...جواب دیتی ہیں ہو فاقہ تیسرا
سر پہ ہیں آپ، ہے یہ بڑی نعمتِ خدا ...وہ ستم نہ کرتے جیں شاہِ کربلا
دل پر نہ داغ قبلہ و کعبہ کا لوں گی میں
جاں اپنی دوں گی، آپ کو جانے نہ دوں گی میں

(۴۴) گھبرا کے عرض کی شہِ دیں سے بہ چشمِ نم ...سکینہ نے، ٹھہرا سنبھلوں کا دم
خاموش تھے حضور کے پاسِ ادب سے ہم ...نے عاجزی پہ ہماری کیا کرم
قسمت نے کی مدد، کرم ذوالجلال ہے
اب رن کو گھر سے آپ کا جانا محال ہے

یہ ہم نہیں، حضور نے بہلا دیا جسے (۴۵) عابد نہیں کہ آپ نے سم
اماں نہیں کہ گوشے میں بٹھلا دیا جسے زینب نہیں کہ صبر کو

گھر بھر کی جان، عاشقِ شاہِ مدینہ ہیں
صغرا نہیں کہ صبر کریں، یہ سکینہ ہیں

ہم سے تو لی، اب ان سے رضا لو تو جانیں ہم (۴۶) گردن سے ننھی باہیں د
ہاتھوں سے ان کے ہاتھ چھڑا لو تو جانیں ہم کہنا سکینہ جان کا ٹالو، تو ج

روٹھیں تو پھر حضور انھیں کی خوشی کریں
یہ اپنی ضد کی ہیں، جو کہیں پھر وہی کریں

ایسی ہنسی بہن کی ہمیں کبھی خوش آتی ہے بھلا (۴۷) اماں کو بھاتی ہیں، پھوپھی
ضد کیسی ہم غریبوں پہ یہ رحم کھاتی ہیں اس ڈوبتے جہاز کو بچ

جو اور ناخدا تھے وہ مقتل میں سوتے ہیں
اب غرق ہوتے سب کہ جدا آپ ہوتے ہیں

شہ بولے، بے جدائی کے چارہ نہیں ہمیں (۴۸) اب روؤ، بیٹھو، دھیان ت
اللہ کے عتاب کا یارا نہیں ہمیں کوئی خدا کے سامنے پیا

عشقِ خدا کا روزِ ازل دم بھرے حسین!
دنیا میں آ کے وعدہ خلافی کرے حسین!!

ہاتھ اپنا پھر سکینہ کے سینے پہ رکھ دیا (۴۹) ناداں پہ منکشف ہوئے ا
بے ساختہ گلے سے جدا باہوں کو کیا عشقِ خدا میں سب سے بچ ا

معصوم صبر و شکر پہ آمادہ ہو گئی
قبلہ کو ہاتھ جوڑ کے استادہ ہو گئی

…کانپ گئے وہ نورِ چشمِ شاہ (۵۰) اے خالقِ جلیل، تو رہیو مرا گواہ!
…واسطے ہوتی ہوں میں تباہ بچپن یہ دل پہ لیتی ہوں داغِ حسینؑ آہ

تیرے لیے محبتوں پر احسان کرتی ہوں

بابا کو تیری راہ میں قربان کرتی ہوں

…سے یہ صبر کم ہوئے (۵۱) بیشک اے سکینہ، رضامند ہم ہوئے
…ے قبلۂ اہلِ کرم ہوئے ہشیار، دشتِ جنگ میں اہلِ ستم ہوئے

چھوڑا نہ ظالموں نے کسی بے حیائی کو

چھوڑے کماں سے تیرِ ستم پیشوائی کو

…ئی خالی حسینؑ سے (۵۲) باہر نکل کے روتے ہیں زینبؑ کے بین سے
…فاطمہ کے نورِ عین سے ٹوٹی امید سب کی شہِ مشرقین سے

سونی ہے قبر فاتحہ سے یاس ہو گئی

بیٹے سے روحِ فاطمہ بے آس ہو گئی

…دناک روایت کروں بیاں (۵۳) سن کر جسے گروہِ حسینی ہو خوں فشاں
…، فاطمہ جب خلد کو رواں زینبؑ کو کی تھی ایک وصیت بصد فغاں

رن میں چلی جو لٹنے کو دولت بتول کی

اس وقت کے لیے تھی وصیت بتول کی

…کھائی تھیں خیمے میں جا بجا (۵۴) ناگہ یہ صدا نوحۂ خیر النساء
…ل کی وصیت نہ کی ادا اپنا ہی ہوش تجھ کو نہیں ماں میرا

دیکھے گی پھر جمال نہ پیارے حسینؑ کا

یہ وقت آخری ہے ہمارے حسینؑ کا

زینب پکاری ٹوٹ پڑا ہم پہ آسماں (۵۵) لونڈی کو تن بدن کا نہیں ہوش
بچھڑے حسینؑ، مرگیا اکبر مرا جواں ارشاد کا حضور کے نہیے ہے، د
بھائی ابھی، نہ رن کو گئے ہوں خدا کرے
زینب ابھی تمھاری وصیت ادا کرے

آئی جو در پہ خیمے کے پایا حسینؑ کو (۵۶) لے کر قسم محل میں بلایا ح
اپنی رِدا بچھا کے بٹھایا حسینؑ کو رونا بہن کے پیار پہ آیا حب
پھر سات بار گردِ امامِ غنی پھری
پر غم سے منہ سفید ہوا مردنی پھری

شہ نے کہا، سبب نہ ہوا اِس کا آشکار (۵۷) بولیں، کہا تھا والدہ نے وقت
زینب مرا حسینؑ ہو اُمّت پہ جب نثار قربان ہوں تو مرے بچّے پہ سا
کٹنے سے پہلے بوسۂ حلقوم لیجیو
میری طرف سے خشک گلا چوم لیجیو

اُس وقت آئی عالمِ لاہوت سے ندا (۵۸) بندے، خدا کی راہ میں تو ہو گا
رُوح القدس کو حکم یہ دے گا ترا خدا عاشق نے حقِ بندگیِ حق کی
آگہ کرو حسینؑ کو بھی مرے پیار سے
بوسے گلے کے لو طرفِ کردگار سے

ہاتھ اب تو بر آئی یہ اماں کی آرزو (۵۹) اب حکم دیں حضور تو لوں بوس
بے ساختہ میں لرزتا ہوں سن کر یہ گفتگو مانگو دعا کہ پیشِ خدا جاؤں سُرخ
کاٹے گا جب کہ سجدے میں قاتل گلا مرا
اُس وقت ہو گا بوسے کے قابل گلا مرا

…رش سے لے حاملِ بلا (٦٠) اُس دم تو ہوگا پیار کا اپنے معاملا
…ں جب کرے گا چھُری سے تر اگلا — جبرئیل سے کہیں گے کہ جا سوئے کربلا
ہاں بوسہ گاہِ صاحبِ معراج چوم لے
میری طرف سے حلقِ حسینؑ آج چوم لے

…ا کی اُٹھے شاہ اتقیا (٦١) بوسہ گلوئے خشک کا زینب نے لے لیا
…ں ہوئے سجدے دربارِ کبریا — لبیک زن بہشت سے دوڑے سب انبیا
پردہ اُٹھا کے شہ جو نمودار ہوگئے
بے پردہ ذوالجلال کے اسرار ہوگئے

…طبع طرز نہ حاشا بگڑنے پائے (٦٢) مصرع نہ اپنی راست قدمی پر اکڑنے پائے
…ن ہی، یہاں رن نہ پڑنے پائے — صابر کا مرثیہ ہو نہ مضموں بھی لڑنے پائے
خود نظم بول اُٹھے کہ نیا انتظام ہے
افسانہ یہ نہیں ہے جہادِ امام ہے

…حسینؑ کی اِس دھوم دھام سے (٦٣) بجتے اڑیں جو نور کے بزمِ امام سے
…بنگ ہو تہ و بالا کلام سے — عصیاں کو دورباش کہو خاص و عام سے
آنکھیں کہیں قسم سے ہے تجلیِ طور کی
دیکھی اس انجمن میں سواری حضور کی

…سلطنتِ حشر کا علم (٦٤) ڈنکا بنا حضور کا آوازۂ کرم
…عرشیوں کے ہیں کہ فرش پر قدم — کونین کا جلال ہی، دارین کا حشم
پاتا نہیں جو حکم حضوری حضور سے
ہو عرش ذوالجلال زمیں بوس دور سے

…ڑیں ملک سلام کو دارالسلام سے۔

اللہ رے جلال و تحمّل حضور کا (۶۵) عالم ہے محو حُسنِ امام غ
گُل ہو چراغ وادیِ ایمن میں طور کا   چھٹتا ہو بال بال سے فوارہ
ٹھنڈی ہو لو چراغ کی ضو ماہتاب کی
قلعی کھلی ہے آئینہ آفتاب کی

لاریب جرم ہو جو کہیں چاند رُخ کو ہم (۶۶) ہو چاند میں تو جرم یہ بے جرم لا
رخ ہو وہ صبح شمس ہیں جس کے شبیہ امم   گیسو وہ شب کہ قدر شبِ قدر جس
رخسار و زلف قدرتِ داور دکھاتے ہیں
ہر وقت صبح و شام برابر دکھاتے ہیں

شمع و چراغ و آئینہ و صبح و آفتاب (۶۷) باغ و بہار و یاسمن و لالہ و گ
ناہید و بدر و مشتری و قطب و ماہتاب   آبِ حیات، لعل بدخشاں، دُرِ خوش
یوسف اور ان کے ساتھ خریدار اک طرف
سب اک طرف یہ رُخ ضیا بار اک طرف

تشریح بندگی رخ و کاکل دراز ہے (۶۸) نسبت سے صبح و شام کو یہ امتیاز
قصرِ نماز گو کہ سفر میں جواز ہے   پر واں بھی صبح و شام کی پوری نما
عقدے قضا کی رخ و کاکل نے وا کیے
دونوں فریضے وقتِ فضیلت ادا کیے

بہرِ سواری خلفِ شافعِ امم (۶۹) ہفت اسپہ سپہر نے کی پشت اپنی
میکائیل و جبرئیل میں جھگڑا پڑا بہم   وہ بولے ہم عنان کا مولا کے حق وہ بو
پر مر گئے کسی نے کہا شور و شین سے
اب تو میں بہرہ ور ہوں رکابِ حسین سے

...دے جلوے حسینی کی آب و تاب (۷۰) نصف النہارِ خانۂ زیں پر ہے آفتاب
...نیب دبدبہ کرتا ہے یہ خطاب اے عرش کورنش کر کہ برآمد ہوئے جناب
رونق فزوزِ شاہ شہیداں ہیں زین پر
کہہ دو مسیح سے، اُتر آئیں زمین پر

...ئیں پاؤں ابھی پاں رکاب میں (۷۱) رن میں عناں ہے ہر کفِ شیخ و شاب میں
...ے میں رن کی زمیں پیچ و تاب میں کہتا ہے گھٹ کے دم میں پڑا کس عذاب میں
درہم ہیں یوں پرے کہ قرار اب محال ہے
دستِ کرم میں شہ کے جو درہم کا حال ہے

...ک فرشتہ ہے ذی قدر ذی وقار (۷۲) آیا ہے ساتھ لے کے فرشتے کئی ہزار
...یح سپاہ ہے سو جان سے نثار غل ہے نگاہ روبرو اے گُل کے تاجدار
سب کا سلام لیتے ہیں اور یہ سناتے ہیں
جاؤ ہم اپنے نانا کی خدمت میں جاتے ہیں

...ر، امیدوار گروہا گروہ ہیں (۷۳) جنات بے شمار، گروہا گروہ ہیں
...ئی ہزار، گروہا گروہ ہیں قدسی بہ صد وقار، گروہا گروہ ہیں
دنیا سے کیا سمائے کہ بے حد یہ اوج ہے
چیونٹی کی آنکھ اور سلیماں کی فوج ہے

...ہے دہنے ہاتھ تو دنیا سوے یسار (۷۴) چمکا کے چوب کہکشاں رن میں بار بار
...ھ کے بولتا ہے فلک مثلِ چوبدار روشن نگاہِ شاہیِ کونین برقرار
قد غنچیوں کے غنچۂ لب کھل کے گل ہوئے
گلبانگ، دورباش کے ناکوں پہ غل ہوئے

ہوا شہبِ قلم کو نہ معلوم کیا ہوا (۷۵) جو انگلیوں سے باگ تڑا کر جُ
معراجِ آسماں کی ہوس میں ہوا ہوا اسوار عقل رہ گیا چُمکارتا ہ

اُڑتے ہوئے یہ مڑ کے کہا اہلِ فرش سے
لے آؤں ذوالجناح کے مضمون عرش سے

اب وصفِ ذوالجناح میں کس کر کے دوں قلم (۷۶) تو عرش کی ہوا پہ اڑا در فرش ق
چمکارتا ہوں تھم یہ مقام ادب ہے تھم سب کچھ یہی ہے تازیِ حضرت کے ن

پہلے قدم میں عزم کیا لامکان کا
باقی رہا نہ فرق زمین آسمان کا

آوازِ ہاں اشارۂ راں، جنبشِ عناں (۷۷) ہے کار سب، یہ رخش ہے ایسا مزاج د
بن جائے خود نسیم جو ہو قصدِ بوستاں دریا کا دھیان آئے تو ہو کشتیِ روا

یوں جلوے گیا یہ ہر اک حباب کو
رکھنے دیا نہ پاؤں زمیں پر رکاب کو

مرکب حسین کا ہے نہ کیوں کر ہو یہ حسیں (۷۸) جو زعفراں، ہلال رکاب، آفتاب زی
افشاں جبیں ہے، یہ عرق افشاں نہیں جبیں سنتا نہیں یہاں میں کسی کی چُناں چُنیں

جادوں سُموں کے نقش نہ پوچھو کہ کیا ہوئے
اُڑ کر عقاب و ہُد ہُد و کبک و ہما ہوئے

گھوڑا ہے یہ کہ جس کو ہے گھوڑا کڑی نگاہ (۷۹) آنکھوں میں گھر کیا جو نگہ سے لڑی نگ
ضیغم سے دل بڑا ہے، ہرن سے بڑی نگاہ لالے کا داغ پڑ گیا، جس جا پڑی نگا

بوسہ جنابِ خضر ہی دیں اُس کی باگ پر
دریا میں ہے وہ چال کہ سیماب آگ پر

…شید کی کرن کا کھلا آج ہم چال (۸۰) ٹوٹے تھے شانہ کرنے میں کچھ اس کی دم کے بال
…پیک آفتاب کو سوجھی غضب کی چال — پگڑی میں چُن کے رکھ لیے وہ گرتے کی شاں
اُن بالوں کے اثر سے یہ تیزیِ گام ہے
مشرق میں اُس کی صبح ہے مغرب میں شام ہے

…میں جس کی تیزروی کی پکار ہے (۸۱) بے پاؤں کا وہ ابلقِ لیل و نہار ہے
…چار پاؤں کا یہ راہوار ہے — بسم اللہ آگے، اِس سے بچھڑے، اختیار ہے
دوڑا جو اس کے ساتھ تو دورہ بدل گیا
اب تک ہے یہ جہاں میں وہ آگے نکل گیا

…ور ہو بلالِ خوشِ اخلاص کی اذاں (۸۲) جاتی تھی گوشِ عرش میں آواز بے گماں
…میں بھی ذرا سجناح کا ہو جائے امتحاں — واں تو کہیں بلال اذاں، یاں یہ دوڑ دل
پہنچے اذاں نہ عرشِ معلّی کے کان میں
یہ عرش سے گزر کے پھر آئے جہان میں

…گئی مددِ شہِ دُلدل سوار کی (۸۳) سمجھا میں رمز اس فرسِ نامدار کی
…ت ہو کلکِ قدرتِ پروردگار کی — کھینچی ہے شکل، جنبشِ بادِ بہار کی
جنبش کے ساتھ صورتِ جنبش محال ہے
یہ خاص کلکِ قدرتِ حق کا کمال ہے

…ے آفتاب کے یہ کس خلعت سے آئے (۸۴) صانع نے گوندھ گوندھ کے ہیکل میں جو لگائے
…ل بندِ چادرِ نور کہاں سے لائے — لائے تو سُم کی آنکھ میں وہ کس طرح سمائے
سانچہ بنا جو بدر کا تو شکلِ سُم بنی
خورشید کی کرن جو ہوئی جمع، دُم بنی

(۸۵) ہر خار، خودِ خلد کی گویا زبان ہے — یمن قدم ہے سبزے میں طوطی کی جان ہے
طفلِ شکم خوشی سے شکم میں جوان ہے — بالیدہ ہو کے رن کی زمیں آسماں ہے
کھولوں وہ بھید ذرّوں کا جو دل اچھل پڑے
ہنسنے میں منہ سے دانت زمیں کے نکل پڑے

(۸۶) یاں بانگِ الاماں ہے، ادھر شورِ الحذ — یاں وردِ السلام ہے، واں فکرِ الصلوٰت
یاں ٹھیک یہ مثل ہے کہ جتنے منہ اتنی — جاسوسوں کا بیان ہے آخر ہوئی حیات
ذرّوں میں بھر گئی ہے ہوا امکان کی
پوچھو زمین کی تو کہیں آسمان کی

(۸۷) رن کیا ہے، کوفے کا طبقہ نیچے میں — کیسی زمین زور پہاڑوں کا گھٹ گیا
ایواں ہلا، یزید گرا، تخت الٹ — دارالامارہ میں بنِ مرجانہ چھٹ گیا
کچھ چل سکی نہ دولت و زر کی نہ زور کی
دن آج کا ہے شامیوں کو رات گور کی

(۸۸) بہرام گور میں ہے نہ ہوشنگ ہوش میں — نے جوتا جوش میں ہے نہ بوق اب خروش میں
دیں انگلیاں زمین نے جادے سے گوش — ہلنے کا بل نہیں فلکِ نیل پوش میں
مُردے پکارے زندوں کو اٹھ اٹھ کے گور سے
بھاگو قیامت آئی بڑے زور و شور سے

(۸۹) بت گردِ کعبہ پھیرتے ہیں بت خانے — کافر اذان دیتے ہیں ناقوس توڑ کر
خود رو بہ قبلہ دیر ہے منہ بت سے مو — باطل نے کی ہے بیعتِ حق ہاتھ جوڑ کر
وہ کون ہے کہ چونک کے جو بھاگتا نہیں
شمر و عمر کا بخت مگر جاگتا نہیں

ہیں مسیح کو واں نبضِ آسماں (۹۰) اور ڈھونڈتے ہیں نافِ زمیں کی خضر یہاں
یہ چاہتے ہیں کہ پنہاں ہوں مثلِ جاں — دیکھو جو آئینہ تو نہ ہو عکسِ رخ عیاں
اُڑ کر بھری ہے گرد جو دشتِ نبرد کی
خاکستری ہے چھت فلکِ لاجورد کی

و میں جن ہیں، ملائک جنوں کے بعد (۹۱) نورِ قدم سے نحس ستارے بنے ہیں سعد
کا تازیانہ ہیے نعرہ زن ہے رعد — ہاں حاضرِ حضور ہوئے شمر و ابنِ سعد
شاہِ شہاں اڑاتے ہوئے رخش آتے ہیں
جاں بخش، تاج بخش، جہاں بخش آتے ہیں

دن میں تاج بخشِ ملوکِ زمانہ آئے (۹۲) جو یاد بھی نہ دیدۂ خسروانہ آئے
خیر، راہ پہ تم آئے یا نہ آئے — پھر فکر اب کرو کہ عذابِ خدا نہ آئے
اتنا تو سمجھو، قبر میں کوئی کسی کا ہے؟
آخر حسینؑ کون، تمہارے نبی کا ہے؟

ت ہیں ہم جنابِ شہِ ذوالفقار کے (۹۳) کامل ہوئے ہیں جن سے ہنر کارزار کے
جبا فرشتوں سے مرحب کو مار کے — عنتر کو تم لہو میں کیا سر اتار کے
یکتا تھا عبدِ ود کا پسر اپنے ڈھنگ میں
پر کیسی منھ کی کھائی ہے خندق کی جنگ میں

نسب ہے ہم سا کوئی فی زمانہ (۹۴) نانا محمدِ عربی، نانی آمنہ
ادا نا" میں شاہِ رسل نے ہمیں گنا — بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا آگاہ ہے منا
جو بضعۃ النبیؐ ہو میں اُس کی کمائی ہوں
جس نے رکاب تھامی تھی میں اُس کا بھائی ہوں

(۹۵)
کچھ تو کہو، خدا و نبیؐ کی قسم تمھیں
تم ہم کو قتل کرتے ہو ناحق کہ ہم تمھیں
کیا کہتے ہوں گے خلد میں خیر الامم تمھیں
مہمان پر کرم تمھارا، یا ستم تمھیں
کیسا طعام، آب بھی دیتے نہیں ہمیں
آب اک طرف، جواب بھی دیتے نہیں ہمیں

(۹۶)
ہم حاکم بقا و فنا ہیں خدا کے بعد
مختار برق و آب و ہوا ہیں خدا کے بعد
بخشندۂ ثواب و خطا ہیں خدا کے بعد
حاجت روائے خلق خدا ہیں خدا کے بعد
بے اذن آسماں جو ہلیں خاک پر گریں
بے حکم گر فرشتے اڑیں بال و پر گریں

(۹۷)
یہ جد، یہ کد، یہ سعی، یہ کوشش، یہ اہتمام
یہ صف کشی، یہ مورچہ بندی، یہ قتل عام
اس پہ مٹے ہو بس کہ مٹے پنج تن کا نام
ناداں ہو تم، نشاں مرا قائم ہے تا قیام
حاشا کبھی جو آل رسول امم مٹیں
قرآں مٹے کسی کے مٹائے تو ہم مٹیں

(۹۸)
نور خدا ہے فاطمہؑ کے نور عین میں
یکتا ہوں نسل فاتح بدر و حنین میں
شفاف چاندنی ہے مری مشرقین میں
دھبّا ہے چاند میں بھی، نہیں تو حسینؑ میں
بو گل کی، رنگ لالہ کا، نور آفتاب کا
یہ سب ہے فیض آل رسالت مآب کا

(۹۹)
رطب اللساں رجز میں ابھی تھی زبان پاک
جو رستمان شام بڑھے ہو کے خشمناک
مردوں میں جن کی ساکھ شجاعوں میں جن کی دھاک
گھوڑوں نے خود سروں پہ اڑائی سموں سے خاک
پر قرب ذوالجناح نہ جرأت کا جوش تھا
پہلے سموں سے اُس نے جو روندا وہ ہوش تھا

…بط ہو سکا نہ علی کی حُسام سے (۱۰۰) قرآں اٹھا جہاد کو رحلِ نیام سے
…د تھا رفاقتِ شاہِ انام سے   سب خود غلط تھے معرکہ آرا امام سے
جوہر تھے یا لکھے ہوئے نصرت کے آئے تھے
لیکن یہ آئے شان میں بُرِش کی آئے تھے

…ہاتھ کھینچ کے بڑھی تیغ جانستاں (۱۰۱) وقتِ شُمار سب پہ حسب ہو گیا عیاں
…دونوں دیکھ دیکھ کے چلائے رمزداں   لو، پرتو ہیں عیاں، ملک الموت ہیں نہاں
بولی خرد وہ گوشہ نشینِ نیام ہیں
اِس وقت ذوالفقار کے قائم مقام ہیں

…ل سے طُرفہ پھول کھلے ایک وار میں (۱۰۲) دم میں رکا نہ سو میں رکا نے ہزار میں
…وں کا دل چمنِ روزگار میں   جیسے شراب خواروں کی توبہ بہار میں
دہشت میں بھاگنے کا بھی چارہ مضر پڑا
چہرے سے رنگ اڑا تو گریبان پہ گر پڑا

…جو سوئے آئینۂ ذوالفقار مُنھ (۱۰۳) اک مُنھ کے سب کو پھر نظر آئے ہزار مُنھ
…تو شتت پوست سے پھر نہ بنہار منھ   ظاہر تھی بھوک تیغ ابھی تھی نہار مُنھ
پایا نہ دم تلاش ہر اک استخواں کیا
اعدا کی جان کھائی لہو نوشِ جاں کیا

…دسر کو سر پہ سنبھالتے تھے خاص و عام (۱۰۴) یعنی بلند صاحبِ جوہر کا ہے مقام
…تھے حضورِ تیغ، زباں آورانِ شام   کیا منھ جو کوئی اہلِ زباں سے کرے کلام
برچھی نے بحث کی نہ خدنگ حسام نے
سب کی زبان بول گئی اُس کے سامنے

جس دم چمک چمک کے یہ جوشن پہ جا پڑی (۱۰۵) تھی چار آئینے کو چکا چوند اُس گھڑی
پوچھو زرہ سے جس نے اٹھائی تھی یہ کڑی کہتا تھا باغبانِ اجل عقل اب
پھل تیغ کے زرہ پہ نہیں رن میں گرتے ہیں
یہ اوس چاٹتے ہوئے دو سانپ پھرتے ہیں

چمکی غضب سے لشکر ابن زیاد پر (۱۰۶) جیسے نزولِ قہر خدا قومِ عا
رد جیں رواں ہوئی تمام تیغ جہاد پر لنگر کھلے جہازوں کے بادِ مرا
سب کی نظر سے نوح کا طوفاں اتر گیا
اک نیزہ آب تیغ سروں سے گزر گیا

یہ صف کی صف قلم، وہ پرے کا پرا قلم (۱۰۷) قلب و جناح و میمنہ و میسرا
اِک سر نہ گرنے پایا کہ تھا دوسرا قلم مرغِ ہوا کے پر تھے پروں کے ور
تن سے علاحدہ کئے ہوئے سر علاحدہ
رن سے علاحدہ ہوئے ڈر کر علاحدہ

ناگاہ اک جوان قوی انطجی لقب (۱۰۸) اژدر نفس، مرید ہوس، اشجع عر
اس قہر سے بڑھا کہ اماں جو لی ہو غضب کہتا تھا، میری تیغ وہ ہے اژدہا نس
سایہ جو ڈالے، اڑ کے فلک سے زمیں ملے
کاٹے تو کاٹنے کا نہ منتر کہیں ملے

سیفی کی طرح یاں سے چلی سیف قلعہ گیر (۱۰۹) پھر تو ملی نہ تیغ نہ برچھی نہ گرز و تیر
جوہر کے منہ کا ایک نوالہ ہوا شریر چلائے خاص و عام کہ ہے ہے جوان و
جوہر کی خورد برد سے دنیا دہل گئی
قدرت خدا کی، سانپ کو چیونٹی نگل گئی

(۱۱۰)
...ل تھے جہاد میں یوں شاہِ خاص و عام — بے غم شکار کھیلتا تھا ضیغمِ معام
...م ہے کہ ہند کا سلطان قیس نام — آیا تھا صید گاہ میں باجاہ و احتشام
روزِ ازل سے عاشق و شیدا علی کا تھا
مجنوں یہ قیس لیلیٔ شرعِ نبیؐ کا تھا

(۱۱۱)
...کرّ و فر تھا جمع سواری کے درمیاں — زنگی غلام جیسے کہ آنکھوں میں پتلیاں
...ہندیوں کی ڈاب ہیں ہندی سروہیاں — رومی گروہ شیرژیاں کو جو دیں زیاں
گھوڑوں کی کوند پھاند سے تھی دھوم راہ میں
جھونکے ہوا کے ہیں یہ مجسّم سپاہ میں

(۱۱۲)
...تو آہوانِ ہنرمند کی قطار — بائیں طرف سگانِ شکاری و نا شعار
...یں و چرّہ کو لیے ہاتھوں پہ بازدار — زرّیں کمندیں کاہکشاں سے بھی استوار
رونق فروز قیس تھا پشتِ سمند پر
جس طرح نورِ عقل کا فکرِ بلند پر

(۱۱۳)
...ہ ایک ہرن ہوا صحرا سے آشکار — تازی کو تیز کر کے بڑھا قیس نامدار
...چوکڑی میں حدِ نظر سے ہوا وہ پار — جنگل میں اپنی فوج سے چھوٹا وہ شہریار
صحرا سے وہ ہرن تو درۂ کوہ میں گیا
عالم سے قیس عالمِ اندوہ میں گیا

(۱۱۴)
...دوار دل سے یہ کہتا تھا وہ جری — آہو تھا یا کہ بھیس میں آہو کے تھی پری
...تی تھی مثلِ چشم ہر اک عضو میں بھری — رفتار وہ نہ جس سے چلے سحرِ سامری
گم ہونے سے شکار کے سرور نژند تھا
آہو کے غم میں نعرۂ یاہو بلند تھا

(۱۱۵)
نازل بلائے تازہ ہوئی سر پہ ناگہاں ۔ بیشے سے ایک شیر قوی تن ہوا عیاں
صورت مہیب، قہر خدا آفت جہاں ۔ دیکھے نہ آنکھ بھر کے جسے شیر آسماں
منھ کھولے، دُم علم کیے قصدِ شکار پر
لپکا ڈکارتا ہوا اُس تاج دار پر

(۱۱۶)
نزدیک تھا کہ سینہ ہو شق، رُوح ہو فنا ۔ پڑھنے لگا یہ نادِ علی اور لافتیٰ
ٹھہرا جو دل تو جانبِ یثرب یہ دی ندا ۔ دیکھو حسینؑ، شیر نے گھیرا ہوے خد
پنجے میں موت کے میں تڑپتا ہوں دیر سے
شیرِ خدا کے شیر، بچا مجھ کو شیر سے

(۱۱۷)
تو لگ گئی خدا سے پھر اُس تلخ کام کو ۔ رو کر مڑا مدینۂ خیر الانام کو
آواز دی امام علیہ السلام کو ۔ دیکھو حسینؑ، شیر نے گھیرا غلام کو
پنجے میں موت کے میں تڑپتا ہوں دیر سے
شیرِ خدا کے شیر، بچا مجھ کو شیر سے

(۱۱۸)
حضرت کو عرضیاں تو میں لکھتا رہا مدام ۔ آیا کیے حضور کے رقعے بھی میرے نام
حاشا، جو ملک و مال کا کچھ غم ہو یا امام ۔ یہ لے چلا جہان سے دو حسرتیں غلام
اِک اشتیاق روئے شہِ دیں پناہ کا
ارمان دوسرا علی اکبرؑ کے بیاہ کا

(۱۱۹)
نیت یہ تھی دکھائے گا خالق وہ روز جب ۔ پہنچے ہو، غلام آئے گا یثرب میں بے طلب
سنتا ہوں میں وہ بیاہ کے قابل ہوئے ہیں اب ۔ سہرا نہ دیکھا احمدِ ثانی کا، ہے غضب
وہ داغ لے چلے کہ لحد میں بھی روئیں گے
سب ہوں گے ان کے بیاہ میں اک ہم نہ ہوں گے

(۱۲۰)
ہم شکل مصطفیٰ کو مرا آخری سلام ...س قمر لقا کو مرا آخری سلام
فرزندِ مجتبیٰ کو مرا آخری سلام ...ب باوفا کو مرا آخری سلام
آنکھوں کو مل چکا دِیہ دولت یہ دور سے
آقا، غلام ہوتا ہے رخصت حضور سے

(۱۲۱)
اس بے کسی کی موت کسی کو خدا نہ دے ...خاک میں نصیب کسی کو بلا نہ دے
مُردہ، درندے کھائیں، کوئی فاتحہ نہ دے ...ے عزیز نہ دے، آشنا نہ دے
سلماں پکارے تھے شہ بدر و حُنین کو
میں تھا حسین کا سو پکارا حسین کو

(۱۲۲)
عباس، شیر حضرتِ خیبر شکن کے ہیں ...حامی نہیں اِس خستہ تن کے ہیں
قاسم جلال و جاہ میں ثانی حسنؑ کے ہیں ...کے لال فخر زمین و زمن کے ہیں
میرے حسینؑ شاہِ ولایت کے واسطے
بھیجو کسی کو میری حمایت کے واسطے

(۱۲۳)
جو ایک روشنی ہوئی سینے پہ آشکار ...در دِل حبیبؑ سے کہتا تھا دوست دار
اے شیر ہوشیار، ہم آ پہنچے ہوشیار ...سے صدائے مہیب آئی تین بار
ہو شرط سب درندوں کو اِس آن پھونک دو
بیشے اجاڑ ڈالو، نیستان پھونک دو

(۱۲۴)
ہم تو علی کے نام پہ قرباں ہیں صبح و شام ...ے شیر نے بہ فصاحت کیا کلام
گوشت ان کا، پوست ان کا درندوں پہ ہے حرام ...ب و تر میں شیر الٰہی کے ہیں غلام
واللہ بوئے حبِّ علی جس میں پاتے ہیں
نے کھائیں گے نہ کھایا ہے نے اس کو کھاتے ہیں

(۱۲۵)

گھیرا انہیں غلام نے بھی اس کو بے سبب — یہ دن شکار کا ہے کہ ماتم کا ہے غضب

دم ہیں لبوں پہ ہے یہ غزالوں کا حال اب — بیٹھے ہیں آہوانِ حرم کی عزا میں سب

ہم تو مسیکے مجھ کو نجف میں بلاتے ہیں

شبیرِ خدا کی قبر پہ پُرسے کو جاتے ہیں

(۱۲۶)

یہ کہہ کے سوئے دشت چلا شبر نوحہ گر — کیا دیکھتا ہے، آہ، یہاں قیس نامور

اک آفتاب ہے شفقِ خوں میں تر بتر — اک باغ ہے کھلا ہوا زخموں کا سر بسر

اک تاج دار بے علم و بے سپاہ ہے

اک شہر ہے کہ ظلم و ستم سے تباہ ہے

(۱۲۷)

سر سے ٹپک گئے تاج بڑھا قیس نامدار — گھٹنوں کے گرد دیکھ کے پکارا وہ بے قرار

کچھ مجھ کو سوجھتا نہیں ایسا ہے انتشار — عباس ہیں جناب کہ قاسم ہیں میرے

اکبر مرے امام کے فرزند آپ ہیں

یا خود حسینؑ، مرے خداوند، آپ ہیں

(۱۲۸)

بولے، کسے پکارتا تھا تو دم ہراس — جی بھر کے دیکھ لے کہ پھر اب حشر تک

اب تیرے کر دادرس کو نہیں زندگی کی آس — آؤں گا قبر میں شبِ اول کو تیرے پاس

مجروحِ تیغ و خنجر و تیرِ سنین ہوں

اے عاشقِ حسینؑ میں ہی تو حسینؑ ہوں

(۱۲۹)

منہ پر طمانچے مار کے بولا وہ قدرداں — ہے ہے، میں دیر سے قتل ہوا طالبِ

مشغول تھے جہاد میں حضرت؟ کہا کہ ہاں! — جلاد چار لاکھ تھے اور اک یہ نیم جاں

یہ حوصلے ہمیں نے حمایت کے پائے ہیں

نامحرموں میں چھوڑ کے زینب کو آئے ہیں

(۱۳۰)
...نے کہا، زباں کو لکنت ہے کس قدر — فرمایا، پیاس کو ہے یہ چوبیسواں پہر
...چھا، میں صدقے جاؤں، خمیدہ ہے کیوں کمر؟ — فرمایا، قتل ہو گئے عباسِ نام ور

پوچھا، جگر سے اٹھتی ہے لو، کیا چراغ ہے؟
شہ نے کہا، ارے علی اکبر کا داغ ہے!

(۱۳۱)
...نے کہا، علاج نہ اس داغ کا کیا؟ — بولے، کوئی علاج نہیں موت کے سوا
...نے کہا، لگائیے زخموں پہ تو دوا — فرمایا اشک شیعوں کے ہیں مرہمِ شفا

جتنا ہم سے محب مرے ماتم میں روئیں گے
اچھے یہ زخم اتنے ہی مرقد میں ہوویں گے

(۱۳۲)
کہتے تھے کہ زمیں پہ تڑپے شہِ ہدا — چلایا قیس، خیر تو ہے میں، ترے فدا؟
...مایا، لے میں جاتا ہوں، حافظ ترا خدا — اس وقت آئی کان میں زینب کی یہ صدا

بچھڑے تھے سب، حضور بھی بے آس کر گئے
بھیا حسینؑ چھوڑ کے ہم کو کدھر گئے؟

(۱۳۳)
...جیں جھکی ہیں خیمہ کو اس آن، الغیاث — لاشوں کے روندنے کا ہے سامان، الغیاث
...بیمِ انبیاں ہیں سخت پریشان، الغیاث — تھرا رہا ہے قتل کا میدان، الغیاث

اکبر کو روحِ پاکِ پیمبرؐ کی ضامنی
اصغر کی ننھی لاش کو حیدرؑ کی ضامنی

(۱۳۴)
...ما کے یہ نظر سے نہاں ہو گئے امام — جھپکی نہ تھی پلک کہ پھر آئے شہِ امام
...یکھا کہ دشمنوں نے کیا رخ سوئے خیام — غارت گری سے قصد یہ ہے ازدہامِ عام

بدبخت کے در کھلے ہیں، وہ جا پردہ بند ہے
رانڈوں میں شورِ "ہائے حسینا" بلند ہے

اب کیا مجال جو کوئی آنکھ اس طرف اٹھائے (۱۳۵) آواز دی حسینؑ نے مضطر نہ ہو، ہم آئے
پہنچے درِ خیام پہ شبیرؑ سر جھکائے بھاگے لعین دل عمر و شمر تھرتھرائے
کانوں میں بی بیوں کے جو شہ کی صدا گئی
دم سینوں میں سما گئے جان تن میں آ گئی

ہر چند ابھی نہیں ہے روایت کا اختتام (۱۳۶) بس اے دبیر بس کہ نہیں طاقتِ کلام
مدِ نظر ہے کوششِ قتلِ شہِ انام ہے بس ظلم و جور و ستم پر سپاہِ شام
محشر بپا ہے آلِ رسالت پناہ میں
غل اقتلوا الحسین کا ہے رزم گاہ میں

مرثیہ ۱۲

…ں کا علم حسینؑ کے منبر کی زیب ہے (۱) کس جنتی کی مشک سے کوثر کی زیب ہے
…لم ہو اُس کی زیب وہ لشکر کی زیب ہے — چہرے کی فردِ پاک دفتر کی زیب ہے

رفعت علم کی کہتی ہے ہر عقلمند سے
سقّے پہ پڑھو درود و صدائے بلند سے

…ں کے علم کے سائے سے طوبیٰ نہال ہے (۲) سقّائے ازل سے کون بہشتی جمال ہے
…یاہ کس قمر کا عروج و کمال ہے — وہ رشکِ بدر حیدرِ صفدر کا لال ہے

کہتے ہیں شیعیانِ علی کہہ کے یا علیؑ
عباسؑ میں ہے دبدبۂ مرتضا علیؑ

…ناہ کس جناب کی عالم پناہ ہے (۳) کس کے علم کے سایے میں طوبیٰ کی راہ ہے
…ج خدا گواہ، خدا بھی گواہ ہے — عباس شیرِ بیشۂ شیرِ الٰہ ہے

تصویر ہے یہ فاتحِ بدر و حنین کی
شمشیر ہے خدا کی سپر ہے حسینؑ کی

…ں عرشِ ذوالجلال کا سرتاج عین ہے (۴) کیوں حرفِ با دلِ نبیؐ نورِ عین ہے
…شن الف سے نامِ امیر حنین ہے — وجہ حسن سے سین شریکِ حسینؑ ہے

سب صورتوں سے حق نے فضائل دکھائے ہیں
عباس کے خطاب میں یہ حرف آئے ہیں

مطلع

کیوں حرفِ عین افسرِ عرشِ جلیل ہو ⑤ کیوں حرفِ با بہشتِ بریں میں دخیل ہو
کیوں اوجِ آسماں کی الف سے دلیل ہو کیوں سین مسر بسر سندِ سلسبیل ہو

عباس کے یہ نامِ مبارک کے حرف ہیں
ان کی ثنا میں معنی الفاظ صرف ہیں

مطلع

عرشِ بریں غبار ہو کس بارگاہ کا ⑥ مہر مبیں نگینہ ہو کس رشک ماہ کا
کس کا علم نشانہ ہے فضلِ الٰہ کا کس کی ولا چراغ ہو کوثر کی راہ کا

پھرتے ہیں کس کے دستِ بریدہ نگاہ میں
ڈوبے ہوئے ہیں ترنج تمنّا کس کی چاہ میں

مطلع

فولاد کی ضریح میں کس کا مزار ہے ⑦ نگیرہ جس کا رحمتِ پروردگار ہے
باہم ضریح و قبر سے نور آشکار ہے اِس کی بہار وہ ہو یہ اُس کی بہار ہے

قبر و ضریح پر ہو نمو و آب و تاب کی
وہ آفتاب ہے، یہ کرن آفتاب کی

تربت بھی اور ضریح بھی ہو نور سے بھری ⑧ صاحب مزار ماہ نبی ہاشمی جری
تربت پہ ہو ضریح کی یوں جلوہ گستری[1] اترا ہے برجِ سنبلہ بہر مجاورت

کیا قبر نے ضریح کے رتبے بڑھائے ہیں
حور و ملک نے دیدۂ حق بیں چڑھائے ہیں

روضے کا فرش قدسیوں کی پاک دامنی ⑨ جھاڑوں سے دونوں وقت ہو دنیا میں روشنی
کیا جانے واں کی خاک ہو کس نور سے بنی ہنگامِ صبح دھوپ، سرِ شام چاندنی

آتی ہو یہ ندا، جو درِ روضہ وا کرو
مشکل کشا، محبّوں کی حاجت روا کرو

---

[1] نسخہ۔ تربت پہ وہ ضریح مشبک نہیں دھری۔

...ن چراغ، شمعوں سے، عقل و شعور کا (۱۰) پروانوں کے پروں میں ہیں پر فوجِ حور کا
...ل کہہ رہی ہے، میں ایماں ہوں طور کا — تربت کا یہ سبق ہے کہ سورہ ہوں نور کا

کیوں کر پڑھیں نہ معتقدِ خاص فاتحہ
الحمد کی ندا ہے بہ اخلاص فاتحہ

...بے ستون و سقف ہیں عرشِ جلیل کو (۱۱) جیسے عصا کلیم کو، کعبہ خلیل کو
...کی تازگی سے حیا سلسبیل کو — سدرہ کی راہ بھولتی ہے جبرئیل کو

دبتا ہے چرخ گنبدِ انور کی شان سے
جس طرح پیر، زور میں عاجز جوان سے

...ہیں خدا یہ شاہِ شہیداں کا بھائی ہے (۱۲) مشکل کشائی آپ نے بابا سے پائی ہے
...ہاتھ ہیں، یہ الفتِ حق ہاتھ آئی ہے — سیفِ خدا کے قبضے میں ساری خدائی ہے

سقّا بنا یہ پیاسوں کا ایسا دلیر ہے
دریائے آبرو کی ترائی کا شیر ہے

...کے علم کے پنجے سے خورشید زرد ہے (۱۳) پرچم کے سامنے چمک انجم کی گرد ہے
...وں میں ثانیِ شہِ مرداں یہ مرد ہے — نُہ دفترِ فلک میں یہ نایاب فرد ہے

ان کے سخن سے جوہرِ تیغ آشکار ہیں
خود سیفِ ذوالجلال ہیں، لب ذوالفقار ہیں

...نے کو تو جہان میں کیا کیا نہیں ہوا (۱۴) پر حضرتِ حسینؑ سا آقا نہیں ہوا
...اس سا حسینؑ کا شیدا نہیں ہوا — پیاسا شہید، نہر پہ سقّا نہیں ہوا

یہ آب و گِل میں حبِّ شہِ نیک خو ملی
جتنی تھی پیاس اس سے سوا آبرو ملی

(۱۵)
یہ اس کی بارگاہِ ملائک پناہ ہے — دربارِ حق میں جس کی محبت سے را
وہ باوفا کہ جس پہ وفا خود گواہ ہے — ہر رعب و داب روضۂ شبیر
زائر جو اشتیاقِ زیارت میں آتے ہیں
رعشہ قدم کو ہوتا ہے، دل تھرتھراتے ہیں

(۱۶)
سقائیِ حسین کی مدت تمام ہے — پیاسی سکینہ ہے نہ شہِ تشنہ کا
اب کیوں حضور کا لبِ دریا مقام ہے — وہ بیٹھے اپنے خاص غلاموں کا کا
اب جو کنارہ کش نہیں دریا سے اٹھتے ہیں
شبنم گناہ کرتے ہیں، عباس دھوتے ہیں

(۱۷)
چشمِ کرم ہے شیعوں کے حال تباہ پر — جیسے خدا کی مہر حسینی سنبا
یوں بند ہے زبانِ سخن عذر خواہ پر — جیسے کھلا ہوا درِ توبہ گناہ
مشرق کا سکہ مہر ہے مغرب کا ماہ ہے
دن رات اختیارِ سفید و سیاہ ہے

(۱۸)
حاضر جو اس جناب کی درگاہ میں ہوا — گھر اس کا شاہ کے دلِ آگاہ میں
جو غرقِ حبِ ابنِ یداللہ میں ہوا — نہرِ لبن سے بہرہ ور اس جاہ میں
قربان ہے عرش زائرِ مولا کی شان پر
سر آستان پر ہے۔ قدم آسمان پر

(۱۹)
کہتا ہے اک مجاورِ فرزندِ مرتضیٰ — شب کو کبھی بارباب میں ہوتا تھا با
اک شخص دفن صحنِ علمدار میں ہوا — اُس شب گیا جو روضے میں تو دیکھتا ہو
آ کر گرا وہ شعلہ کہ شورِ فغاں اٹھا
فانوسِ قبر جلنے لگی اور دھواں اٹھا

...ے نے پھر تو دھوم مچائی دہائی ہے! (۲۰) اے حضرت حسینؑ کے بھائی، دہائی ہے!
...قر جلانے کو آئی، دہائی ہے! یاں بھی نجات ہم نے نہ پائی، دہائی ہے!
سقائے دخترِ شہِ ابرار، الغیاث!
عباس، الغیاث! علمدار الغیاث!

...عارضِ سکینہ کی، مولا تمھیں قسم (۲۱) شمرِ لعین کی جس پہ لگی سیلیِ ستم
...ناتواں کا واسطہ، اے صاحبِ کرم جو بیڑیوں کے بوجھ سے گرتا تھا ہر قدم
مجھ سے فلک کے تنگ بدلنے کو دیکھیے
روضے کو اپنے اور مرے جلنے کو دیکھیے

...تھا یہ کہ نار وہیں نور ہو گئی (۲۲) زیرِ کفن جو آگ تھی، کافور ہو گئی
...سِ قبر، قمقمۂ طور ہو گئی آئی ندا کہ خوش ہو، بلا دور ہو گئی
مجھ کو رُلا دیا جو ترے شور و شین نے
تجھ کو بچا لیا مرے آقا حسینؑ نے

...مومنو، کہاں سے کہاں ہو یہ معجزہ (۲۳) آیاتِ کبریا کا نشان ہے یہ معجزہ
...زِ کنندۂ دو جہاں ہے یہ معجزہ دشمن بھی کہہ رہے ہیں کہ ہاں ہو یہ معجزہ
عباس چاند ہیں شہِ بدر و حنین کے
لیکن یہ سارے جلوے ہیں حبِّ حسینؑ کے

...ں جہاں ضریح شہِ کم سپاہ کی (۲۴) پہلو میں اُس کے ان کے علم بزنگاہ کی
...بت یہ ہو جو نذر شہِ دیں پناہ کی حاضر ہو حاضری بھی علمدارِ شاہ کی
کچھ شیعہ "یا حسین" بہ صد یاس کہتے ہیں
کچھ رو کے "ہائے حضرت عباس" کہتے ہیں

(۲۵)
وہ رازِ حق تو سینۂ مشکل کشا یہ ہیں
علمِ خدا وہ ہیں تو دلِ مرتضیٰ یہ ہیں
حُسنِ قبول وہ ہیں علی کی دعا یہ ہیں
عیسیٰ گواہ ہیں کہ شفا وہ، دوا یہ ہیں
غازی کے سر پہ شاہِ حجازی کے ہاتھ ہیں
حق ہو علی کے ساتھ، علی حق کے ساتھ ہیں

(۲۶)
بچپن سے تھے یہ عاشقِ سلطانِ مشرقین
طاعت خدا کی جانتے تھے طاعتِ حسین
آقا کے دیکھنے کو سمجھتے تھے فرضِ عین
اور بے طوافِ کعبۂ رخ، دل کو تھا نہ چین
جھکنا قدم پہ شاہ کے معراج تھی اِنھیں
نعلینِ ابنِ فاطمہ، سرتاج تھی اِنھیں

(۲۷)
لیتے تھے اُٹھتے بیٹھتے شبیر کا جو نام
ہنس ہنس کے ان سے اللہ کرتی تھی کلام
تم کون ہو حسینؑ کے؟ یہ کہتے تھے، غلام
وہ پوچھتی تھیں، کچھ سند اے عاشقِ امام
قیمت میں کیا دیا ہے شہِ مشرقین نے؟
کتنے کو، وادی، مول لیا ہے حسینؑ نے؟

(۲۸)
یہ کہتے تھے، غلام بھی حاضر جواب ہے
اِس بات کی حضور نہیں دل کو تاب
دعوا تمھیں نبول سے کیا، اے خباب ہے
کہتی ہو میری بی بی، وہ عفّت مآب
آقا یہ ہے مرا، جو وہ بی بی تمھاری ہے
قیمت جو آپ کی، وہی قیمت ہماری ہے

(۲۹)
بے ساختہ لپٹ کے وہ کہتی تھی، مرحبا!
کیا ڈھونڈھ کر جواب دیا تم نے، واہ وا
تیوری نہ اب چڑھائیے، بس غصہ ہو چکا
کچھ خیر ہے، میں ہنستی تھی، تم ہو گئے خفا
شفقت رہے مدام شہِ مشرقین کی
ہو دے نصیب تم کو غلامی حسینؑ کی

...روئیں مومنین کہ شبیر روتے ہیں (۳۰) نامی جواں تو گنجِ شہیداں میں سوتے ہیں
...تمام پیاس سے جان اپنی کھوتے ہیں   لو، اب جدا حسینؑ سے عباس ہوتے ہیں

خالی رفیق و یار سے ہے پہلوے حسینؑ
کس وقت توڑتی ہے اجل بازوے حسینؑ

...جانِ فاطمہ اب بے قرار ہے (۳۱) رو دیتے ہیں، کچھ اور نہیں اختیار ہے
...ہی غم ہے جتنا کہ بھائی کا پیار ہے   پھر ماتمِ علیؑ دلی رو بہ کار ہے

حضرت کی موت ان کی جُدائی کا داغ ہے
یہ داغ اور کا نہیں، بھائی کا داغ ہے

...بو علیؑ کی روح سے یہ حالِ دردناک (۳۲) کیسا جگر ہوا ہے امیرِ عرب کا چاک
...نک نجف میں کانپ رہا ہے مزارِ پاک   کہتے ہیں اوصیائے سلف یوں اڑا کے خاک

عباس نام نام ورے داشتی چہ شد؟
یا مرتضیٰ علیؑ! پسرے داشتی چہ شد؟

...میدان میں گُل، چراغِ مزارِ حسن ہوا (۳۳) یعنی شہید، قاسمِ گل پیرہن ہوا
...تِ شہانا، لاش کی خاطر، کفن ہوا   حجلۂ دُلھن کے واسطے، بیت الحزن ہوا

غل تھا، اُدھر تو دولھا کو مہمان روتے ہیں
یاں شاہ سے وداع علمدار ہوتے ہیں

...ہے بے پسر پدرِ شیعیانِ پاک (۳۴) کیسا کفن کہ دل ہے امیرِ عرب کا چاک
...ہے چاند ہاشمیوں کا بہ زیرِ خاک   افلاک پہ ہے فاطمہؑ کی آہِ دردناک

واں عرش ہل رہا ہے فغانِ حسینؑ سے
یاں حشر ہے حسینیوں کے شور و شین سے

(۳۵)
تفسیرِ نورِ خالقِ غفّار مٹتی ہے
تصویرِ خاصِ حیدرِ کرّار مٹتی ہے
شیعوں کے بادشاہ کی سرکار مٹتی ہے
لشکر کے بعد شکلِ علمدار مٹتی ہے
افسوس، جس کی مادرِ بیوہ وطن میں ہے
باری اب اُس جوان کے مرنے کی رن میں ہے

(۳۶)
جوڑے ہیں ہاتھ پاؤں پہ گردن جھکائی ہے
تمہیدِ شہ سے بہرِ اجازت اٹھائی ہے
سب مر چکے، غلام کی باری، اب آئی ہے
یوں حرف زن وہ فدیۂ حق کا فدائی ہے
کوثر دیا شہیدوں کو، مولا ہمیں بھی دو
اک قبر کی جگہ، لبِ دریا ہمیں بھی دو

(۳۷)
ہوتا ہے خون خشک مرا دیکھ دیکھ کر
سوکھے ہیں ساتویں سے لبِ شاہِ بحر و بر
سقّائے اہلِ بیت ہو، تو آؤ نہر پر
آنکھیں ملا کے کہتے ہیں خادم سے بد گہر
تم بھی فقط زبان سے قربان جاتے ہو
پانی نہیں، امام کو اپنے، پلاتے ہو

(۳۸)
چشمک زنی اٹھے گی نہ اہلِ غرور کی
دیکھی ہیں جاں نثار نے آنکھیں حضور کی
آئندہ جو رضا ہو امامِ غیور کی
حالت ہے اب تباہ دلِ ناصبور کی
گو بے کفن ہے بھائی ہر اک اس غلام کا
پر مجھ کو غم ہے خشکیِ حلقِ امام کا

(۳۹)
کہتا ہوں دل سے، صبر کر اب انفصال ہے
پانی ہے جب سے بند مجھے انفعال ہے
اب بھی مصر نہیں ہوں فقط عرضِ حال ہے
حضرت کو آبرو کا میری خود خیال ہے
یوں فوج کو نہ کوئی علمدار دے گا
ایسا بھی واقعہ، نہ ہوا ہے نہ ہوئے گا

ین میں جو پیاسے شہ ذوالفقار تھے (۴۰) منھ ان کا دیکھ دیکھ کے آپ اشکبار تھے

رتے تھے آس پاس بہت بے قرار تھے عباس کی طرح سے نہ بے اختیار تھے

اپنا ہی سا ہر ایک کا دل جان لیجیے

اب اس غلام کا بھی کہا مان لیجیے

ر کہا حسینؑ نے دریا پہ جاؤ گے (۴۱) عباس پانی لاؤ گے، ہم کو پلاؤ گے

للہ بھائی داغِ جوانی دکھاؤ گے ہم آئے تھے، فرات سے پر تم نہ آؤ گے

کچھ سمجھے، خیمہ کیوں لبِ دریا سے اٹھ گیا!

پانی مرے نصیب کا دنیا سے اٹھ گیا!

یقیں میں گیا تھا جو دریا پہ میں حزیں (۴۲) بابا بھی میرے بے کس و تنہا تھے کیا یوں نہیں

یدر کو میرے پانی کے لانے کا تھا یقیں ہم کو تو آس آپ ہی کے آنے کی نہیں

یہ جان لو، جدا جو ہوئے تم تو ہم نہیں

کٹنے سے سر کے، ٹوٹنا بازو کا کم نہیں

ھائی، جدائی بھائی کی ہے، بھائی کی قضا (۴۳) بن بھائی کا کرے نہ کسی بندے کو خدا

کبر عصا ہے میری ضعیفی کا، یہ بجا پر ہاتھ ہی نہ ہوں گے تو بے کار ہے عصا

کس درد سے جگر کا مرے سامنا ہوا

دشوار اب حسینؑ کو، دل تھامنا ہوا

یمہ کے ایک گوشہ میں یہ حشر تھا بپا (۴۴) اور سن رہی تھی چھپ کے سکینہ یہ ماجرا

ولا جو چپ ہوئے تو پکاری وہ مہ لقا اے لوگو یاں تو آؤ کہ یہ گفتگو ہے کیا

دریا کے آنے جانے کے کچھ ذکر ہوتے ہیں

اے لو، چچا بھی روتے ہیں بابا بھی روتے ہیں

شہ سے کہا، چچا کو نہ آنسو بہانے دو (۴۵) اچھا، تو کہتے ہیں، انھیں دریا پہ جانے دو
پانی حضور کے لیے لاتے ہیں، لانے دو غصے کی آنکھ اہلِ ستم کو دکھانے دو
پانی جو آپ کے لیے عباس لائیں گے
صدقہ تمھارا، ہم بھی کوئی گھونٹ پائیں گے

میں بیچ میں پڑوں جو یہ ضامن کسی کو دیں (۴۶) ضامن جو دیں تو شرح جنابِ علی کو دیں
ایسا نہ ہو کہ رنج یہ بیسوی چچی کو دیں عباس بولے، آپ تسلّی یہ جی کو دیں
مولا، کبھی ہیں حسینؑ مرے اور امام بھی
آقا کو بھول جاتا ہے کوئی غلام بھی

صدقے چچا، نثار چچا، التجا کرو (۴۷) کچھ تو سفارش اور برائے خدا کرو
حضرت سے جو کہا تھا ابھی پھر ادا کرو حاجت روا کی پوتی ہو، حاجت روا کرو
ضامن چچا کے آنے کی ہوتی ہو، کیوں نہ ہو
حلّالِ مشکلات کی پوتی ہو، کیوں نہ ہو

لے لو قسم، فرات سے آگے نہ جائیں گے (۴۸) اور جائیں گے تو کیا شہِ دیں سے نہ آئیں گے
دل میں کہا امام نے، ہاں لاش لائیں گے پر کیوں کر ایسے شیر کا مردہ اٹھائیں گے
حضرت نے اس خیال میں دریا بہا دیا
عباس کو سکینہ نے مشکیزہ لا دیا

رو کر پکاری عترتِ اطہار، الوداع! (۴۹) عباس، الوداع! علم دار الوداع!
اے زیبِ پہلوئے شہِ ابرار الوداع! اے یادگارِ حیدرِ کرار، الوداع!
جعفرؑ کی روح آپ کے لاشے پہ روئے گی
ہے ہے، اب اس علم کی زیارت نہ ہوئے گی

سنتے ہی بہرِ سجدہ جھکا ابنِ مرتضیٰ (۵۰) …نے بڑھ کے کان میں سقّے سے کچھ کہا
ہم سے بھی کہیے، بھائی سے ارشاد کیا کیا … سے پوچھنے لگیں، رانڈیں جدا جدا
باچھیں خوشی سے کھل گئیں اُس باتمیز کی
بولو، قسم حسینؑ کی جانِ عزیز کی

اُمّ البنین پھرتی ہیں آنکھوں کے سامنے (۵۱) …ہا یہ زینبِ عالی مقام نے
کی تھی سفارش اِن کی یہ اِس نیک نام نے …ے جب کہ کوچ کیا تھا امام نے
جب مشک یہ اٹھائیں سبک دوش کیجیو
میری طرف سے دودھ مرا بخش دیجیو

اُن کا سخن ادا کیا مجھ تشنہ کام نے (۵۲) …واہ رہیو کہ تم سب کے سامنے
پردہ اٹھایا بازوے شاہِ انام نے …ے جو اس بی بیوں کے اِس کلام نے
جھک کر ہلال بُرجِ فلک سے نکل گیا
نورِ نگاہ تھا کہ پلک سے نکل گیا

عفوِ قصور کے لیے کبر و غرور آئے (۵۳) …دب سے مجرے کو سب دور دور آئے
ہاں لاؤ مرکبِ دور رکابہ، حضور آئے …یا، جلوے کے لیے فوجِ نور آئے
آیا سجا سجایا تگاور جناب کا
باگ کرن کے تاروں کی، زیں آفتاب کا

اک جست میں سوار ہوا حق کا وہ ولی (۵۴) …ے لکھ کے گردنِ توسن پہ "یا علیؑ"
بجلی جلانا بھول گئی، خود رشک سے جلی …قدر نور و طور کے معنی ہوئے جلی
ٹھنڈی ہوئی ہوا جو یہ گرمِ عناں ہوا
صرصر کی سانس رک گئی جب یہ رواں ہوا

مطلع

عباس جب کہ جانب باغ جناں چلے (۵۵) شانے پہ لاکھ شان سے لے کر نشان
زوجہ نے پوچھا، اے مرے والی، کہاں چلے؟ بولے، جہاں سے اب پھریں گے دہاں

اب آخری وداع کی باری نہ آئے گی
آئی ہو سب کی لاش، ہماری نہ آئے گی

پابوس کو رکاب کا حلقہ دہاں بنا (۵۶) اور اُس دہن میں پائے مبارک زبا
پھر آستانِ خانۂ زیں آسماں بنا عرشِ جلیلِ زینِ تجلی نشاں ب

آنسو مگر نہ تھمتا تھا اس راہوار کا
یعنی مجھی پہ آئے گا لاشہ سوار کا

رکھنے لگا جو ہاتھ، تصور، عنان پر (۵۷) بگڑا بنا کے مُنھ کر نہ کھیل اپنی ج
بولی زمیں ــــ کدھر؟ تو کہا آسمان پر پوچھا جو آسماں نے، کہا، لامکا

یہ کہہ کے فکر و وہم کی حد سے گزر گیا
سایہ ہوا سے پوچھ رہا تھا کدھر گیا

غل ہر مکاں سے واہ کا "تالامکاں" اُٹھا (۵۸) ایسا دبا کہ پھر نہ سرِ آسماں ا
شعلہ، علم کے نور سے اک ناگہاں اُٹھا جنگل میں دھوپ جل گئی، کوسوں دھو

انسان کیسے، جان جنوں کی نکل پڑی
گاوِ زمیں لرز گئی، مچھلی اُچھل پڑی

کچھ عقل سے سرشت میں بن آئی، گر پڑی (۵۹) تسکین نے کہیں نہ جگہ پائی، گر پڑی
ہر سقفِ سینہ خوف سے تھرآئی، گر پڑی ٹوٹی یہ طاقِ چشم کہ بینائی گر پڑی

قائم نہ دینِ لشکرِ کفار کا رہا
اقرار تک نہ وحدتِ غفار کا رہا

…شکن کے لال کی آمد ہے صف شکن (۶۰) گرتی ہے فوج فوج پہ، پڑتا ہے رن پہ رن
…غدا کی تیغ کا سایہ ہے تیغ زن غلطاں کہیں قدم ہے، کہیں سر، کہیں ہے تن
نے حوصلہ نہ بغضِ امامِ مبیں رہا
اب دل میں بھاگنے کے سوا کچھ نہیں رہا

…ے غلغلہ سے پراگندہ ہوش ہیں (۶۱) قبریں، کفن سے مُردوں کے، پنبہ بہ گوش ہیں
…اجل کے شامی ایماں فروش ہیں بازار، مثلِ شہرِ خموشاں، خموش ہیں
پیدل، جلو میں خضرؑ اور الیاسؑ آتے ہیں
اک دھوم ہے کہ حضرتِ عباسؑ آتے ہیں

…فرقِ روز و شب سپہ شام کو نہیں (۶۲) ہلنے کا ہوش گردشِ ایام کو نہیں
…کی آرزو کسی صمصام کو نہیں سوفار کے لبوں پہ ہنسی نام کو نہیں
تیروں سے بے گریز، نہ کچھ رن میں بن پڑی
ترکش میں، آستین کی صورت شکن پڑی

…کر کہا عمر نے وحید الزماں یہ ہے (۶۳) ہم نام ذوالجلال کا نام و نشاں یہ ہے
…، لشکرِ خدا کا نمودی جواں، یہ ہے جعفر شکوہ حمزۂ صاحب قراں یہ ہے
سیفِ خدا خطاب ہے، عباس نام ہے
یہ بازوئے حسینِ علیہ السّلام ہے

…س بولے، مدح کے قابل امام ہیں (۶۴) بھائی بھی ان کے، بس حسنؑ سبز فام ہیں
…جو اور بھائی ہیں وہ سب غلام ہیں وہ رہنما وہ قبلۂ ہر خاص و عام ہیں
گم راہ ہے، تو دور ہو جا اپنی راہ لے
ورنہ یہ ہے نبیؐ کا علم، آ، پناہ لے

بے رتبہ زر کے زور سے حاشا نہ ہوئے گا (۶۵) ادنیٰ ہوا ور حرص سے اعلیٰ نہ ہوئے گا
فرعون جا کے طور پہ موسیٰ نہ ہوئے گا حکمت سے اپنی کوئی مسیحا نہ ہوئے گا
کس نے نہ دی انگوٹھی رکوع و سجود میں
آیا نہ آیہ مثلِ علی مدح جود میں

ہر سبز پوش خضر نہیں عز و جاہ میں (۶۶) سرسبز حیدری ہیں جناب الٰہ میں
یوسف نہ ہوگا لاکھ گرے کوئی چاہ میں دن رات کا ہے فرق سفید و سیاہ میں
کوئی یتیم فاطمہؑ سا خوش گہر نہیں
ہر اک یتیم درِ یتیم اے عمر نہیں

چاہے، زرہ بنا کے جو، داؤد کا وقار (۶۷) واللہ، جعل ساز ہے، کیا اس کا اعتبار
ہر بخیہ گر نہ ہو کبھی ادریسؑ نام دار ہر ناخدا کو نوحؑ کہے گا نہ ہوشیار
کیا جاہلوں کے عیش کا سامان ہوگیا
بیٹھا جو تخت پر وہ سلیمان ہوگیا

نمرود نے کیا تھا جو دعویٰ تو کیا ہوا؟ (۶۸) کفار نے جو سجدے کیے، بت خدا ہوا
یونہی یزید بھی جو خلیفہ ہوا، ہوا! باطل نہ اس سے حقِ امامِ ہدیٰ ہوا
جس طرح سے خدا کوئی غیر از خدا نہیں
یوں ہی بجز حسینؑ امامِ ہدیٰ نہیں

وارث ہر اک نبیؑ کا ہے یہ سیدِ جلیل (۶۹) بیٹے کو ذبح کرنے لگے جب گھڑی خلیل
دنبہ ریاضِ خلد سے لے آئے جبرئیل فدیہ ہوا ذبیح کا حیوانِ بے عدیل
نعلین اس کے دوست کی ہے شہ کے پاؤں میں
اور چتر حق کے سائے کا ہے دھوپ چھاؤں میں

…آن ورق ورق سے سپر ہو حسینؑ کی (۷۰) حشمت نبیؐ زندہ ہو ثانیہ مشرقین کی
…ر تیغِ تیز فاطمہؑ کے نورِ عین کی ہو ذوالفقار فاتحِ بدر و حنین کی
اُتری تو ہی، زمین پہ عرشِ جلیل سے
یہ کاٹنے کا حال کھلا جبرئیلؑ سے

…س کی زمین عرش ہو، وہ گھر ہمارا ہو (۷۱) کرسی خدا کے نور کی، منبر ہمارا ہے
…یان ہو جس کی فرد وہ دفتر ہمارا ہو مکتب ازل سے عرشِ منور ہمارا ہے
احمدؐ مدینہ علم کا در بوتراب ہے
اس باب میں حدیثِ رسالت مآب ہے

…بی ولا سے فوق ملک پہ ہے روح کو (۷۲) ہم روح تازہ دیتے ہیں سام ابن نوح کو
…لم خدا سے قبض بھی کرتے ہیں روح کو ہم کھولتے ہیں جنگ میں باب فتوح کو
فیصل ہوا ہے قول یہ خیبر کے قصے میں
آیا ہے لافتیٰ مرے بابا کے حصے میں

…ذت ملے گی حشر کے دن ان کلاموں کی (۷۳) جس دم نکل پڑے گی زباں تشنہ کاموں کی
…دختر نبیؐ کا ہوگا حکومت اماموں کی سقائی ہم کریں گے علیؑ کے غلاموں کی
آلِ رسولؐ مالکِ روزِ حساب ہے
کیا قہر ہے انھیں کے لیے قحطِ آب ہے

…دن وہ ہیں طیش کے کہ سب رحم کھاتے ہیں (۷۴) اکثر سبیلیں لگتے ہیں، پانی پلاتے ہیں
…ردیسیوں کو سائے میں لا کر بٹھاتے ہیں یاں اپنے میہمان سے پانی چھپاتے ہیں
ہے ہے قلق یہ ہو، چھ مہینے کی جان کو
آنکھیں پھرا کے ہونٹوں پہ پھیرے زبان کو

(۷۵)
اب بھی سمجھ، خدا کے لیے آ، جناں میں آ — دے پانی، لے بہشت، نہ جا نار میں
بیعت ہو ابنِ فاطمہؑ کی بیعتِ خدا — تیری بھلائی کے لیے کہتے ہیں اور
سب خاک ہے، نہ زر نہ سپر کام آئیں گے
تربت میں بوتراب ہی آ کر بچائیں گے

(۷۶)
بولا وہ منھ پھرا کے، سنو، اے گروہِ شام! — لو، ہم سے لینے آئے ہیں یہ بیعتِ ا
میں حُر نہیں کہ مان لوں، حاکم کا ہوں غلام — دنیا مجھے پسند ہے، ایمان کو سا
بیعت یزید کی تو نہ شاہِ اُمم کریں
قدرت خدا کی، بیعتِ شبیرؑ ہم کریں!

(۷۷)
یاں کان آشنا تھے کب اس بول چال سے — دیکھا لرز کے تیغ کو قہر و جلال
بھاگا چھپا کے رُخ سپہ کو وہ ڈھال سے — بادل اٹھے نشانوں کے دشتِ قتال
تیغیں اُبلی ہوئی جو یکایک نکل پڑیں
بازو کی مچھلیاں سرِ بازو اُچھل پڑیں

(۷۸)
کر کے کمیت پیتروں کو بدل کر بڑھے کہ ہاں — شیرو، دلیرو، غازیو، تازی کی لو
مرتے ہیں مرد، نام یہ، نامردی ہے زیاں — سنبھلے ہوئے کہ سامنے ہے ہاشمی جوا
لیتا ہے منھ پہ ڈھال کہ ہستی حباب ہے
دیتا نہ آبرو کہ یہ موتی کی آب ہے

(۷۹)
بولی یہاں رضائے خداوندِ ذوالجلال — بسم اللہ اے جنابِ امیرِ عرب کے لال
عدلِ خدا پکارا کہ خونِ عدو حلال — پنجہ بڑھایا، مہرِ علی نے سوئے ہلال
قبضہ وفورِ شوق سے دو ہاتھ اچھل پڑا
قالب سے ماہِ نو کے مہِ نو نکل پڑا

نکلی غلافِ نور سے تفسیر جوہری (۸۰) یا آکے دست بوسِ سلیمان ہوئی پری
یا حجلے سے عروس نے کی جلوہ گستری　　یا تھی یہ شاخ میوۂ طوبیٰ ہری بھری

اس ہاتھ سے مرادیں تھیں جو جو، وہ مل گئیں
باچھیں خوشی سے تیغ کے قبضے کی کھل گئیں

شاخِ نیام سے ہوا اس طرح پھل جدا (۸۱) پیروں کے قد سے جیسے جوانی کا بل جدا
ہستی جدا زمیں پہ تڑپی، اجل جدا　　مریخ الگ زمیں پہ گرا اور زحل جدا

غل تھا کہ اب مصالحۂ جسم و جاں نہیں
لو تیغِ برق دم کا قدم درمیاں نہیں

سایہ بھی خوفِ تیغ سے فوراً جدا ہوا (۸۲) مطلب بلا کہ پانی سے روغن جدا ہوا
تنہا نہ رنگِ چہرۂ دشمن جدا ہوا　　گردن سے سر تو روح سے تن جدا ہوا

پے ہم صدا دلوں کے دھڑکنے کی آتی تھی
آوازِ بوق اٹھتی تھی اور بیٹھ جاتی تھی

دیکھا جو اُن کی تیغ کے جاہ و جلال کو (۸۳) مغرب نے پھینکا شرق میں تیغِ ہلال کو
مشرق نے رکھا چہرے پہ سورج کی ڈھال کو　　بھاگی ہر ایک فوجِ جنوبی شمال کو

چلائی عافیت، میں رہوں کس مکان میں
مڑ کر یہ تیغ بولی کہ چھپ جا میان میں

سیدھی ہوئی جو تیغ تو لشکر اُلٹ گیا (۸۴) میدان سے پاؤں جینے سے دل سب کا ہٹ گیا
سب رو رہے تھے زور کو، واں سِن بھی گھٹ گیا　　کشتوں کے پشتے لگ گئے، میدان پٹ گیا

بولی یہ تیغ، دم میں اعدا پہ لوں گی میں
بُرزن پکاری، توبہ، تجھے نہ دوں گی میں

مطلع

بڑھتی ہوئی زبان سے یہ لا فتیٰ چلی (۸۵) روشن نگاہ کہنے کو آگے قضا چلی
بائیں کو تھی، داہنی جانب بلا چلی گُل عمر کے چراغ ہوئے وہ ہوا چلی
دل کے کنول جو بجھ گئے اندھیر ہو گیا
جینے سے اہلِ نار کا دل سیر ہو گیا

پھل وزن میں تھا پھول، تجلّی میں نخلِ طُور (۸۶) حدّت میں محض نار، لطافت میں صاف نور
آسیب سایہ، چال پری، قبضہ چشمِ حُور خود ہر آب زہر، تڑپ قہر، شور صُور
یوں دفعتہً زمیں سے گئی آسمان پہ
جس طرح غصّہ آئے کسی ناتوان پہ

بڑھنے سے اس کے زور ہر اک تیغ کا گھٹا (۸۷) تیغیں پڑیں تو داد گھٹی شانِ اشقیا
الزام ان کی تیغ نے ہر تیغ کو دیا گرمی سے اس کی سرد ہوئے سب کے دست و پا
جوہر کے خرمنوں پہ یہ بجلی ٹوٹ کر گری
ہر تیغ پھل جھڑی کی طرح چھوٹ کر گری

پھر تو یکایک تھی، یہ ادھر وہ اُدھر گرا (۸۸) وہ نیمچہ، وہ ہاتھ، وہ خود اور وہ سر گرا
بن بن کے برق سایۂ تیغِ ظفر گرا واں مورچے سے باپ اٹھا، یاں پسر گرا
گر گر کے سر یہ رن میں برابر طپاں ہوئے
جدول میں سر زمین کے معنی عیاں ہوئے

اِس تیغ سے تھا سارے زمانے میں ماہِ عید (۸۹) روشن تھا پنج تن کے گھرانے میں ماہِ عید
آنے میں روزِ وعدہ تو جانے میں ماہِ عید صائم کو تھا غذا کے کھلانے میں ماہِ عید
دل کے شکست ہونے سے روزی کا در کھلا
برسوں کے بعد روزۂ فتح و ظفر کھلا

(۹۰)

آگاہ سب کو کر دیا تلوار نے مگر
انتہا کی کسی کو نہیں خبر

سب وقف زیر تیغ تھے، کیا زیر کیا زبر
نہ پائے زخم کے جرموں سے بدگہر

آخر کی صف میں کچھ حرکت آشکار تھی
پر بسملوں کی طرح وہ بے اختیار تھی

(۹۱)

نادار اس کے چلنے سے زردار ہو گیا
تیغ رونقِ بازار ہو گیا

بہ آبِ تیغ شربت دینار ہو گیا
مفلسی کا سب آزار ہو گیا

صد پارہ رن میں تا لبِ ہر بے دریغ تھا
اس عہد میں یہ خوردۂ دینار تیغ تھا

(۹۲)

بھاگا وہاں سے سایہ جہاں یہ ٹھہر گئی
اس پری کی عاملوں کو مات کر گئی

سر پر چڑھی تو سینہ و دل میں اتر گئی
ھا کے ساتھ تو جاں سے گزر گئی

آگے بڑھی جو سینے کے وہ منھ کو موڑ کر
غل تھا پری وہ اڑ گئی شیشے کو توڑ کر

(۹۳)

دریائے تیغ میں نئی گرمی دکھائی تھی
تھی گرد گھوڑے نے وہ خاک اڑائی تھی

نعلوں کی بجلیوں سے ہر اک صف جلائی تھی
نے آگ پانی کے اندر لگائی تھی

چل پھر سے اس کی تیغ کی جنبش زیاد تھی
کشتیِ تیغ کے لیے یادِ مراد تھی

(۹۴)

ہر استخواں میں مثلِ تپِ دق سما گئی
یہ مُردنی کی طرح تیغ چھا گئی

مانندِ خاک ناریوں کے تن کو کھا گئی
خاکساریِ حیدر دکھا گئی

سب کے گلوں سے ملتی تھی لیکن رکی ہوئی
جوہر یہ تھے کہ بوجھ سے خود تھی جھکی ہوئی

آتے تھے جوڑ توڑ غضب تیغِ تیز کو (۹۵) سر سے ملی، جُدا کیا پائے گر

اپنے سے گرم دیکھ کے اُس شعلہ ریز کو — برق و شرر نے نذر کیا جست و

بو، گل نے، رنگ لالہ نے، سرعت ہوا نے دی

یہ ہدیہ کیا ہی، اپنی نیابت قضا نے دی

ڈوبی سپر میں گر کے نئی چال ڈھال سے (۹۶) پا کھر کے بیچ میں نہ پڑی سیدھی چا

اٹھ کر زرہ میں آئی شکوہ و جلال سے — اک حال میں تڑپ کے گئی ایک جا

گزری جو چار آئینہ سے منھ کو موڑ کے

غل تھا پری نکل گئی شیشے کو توڑ کے

قربان فیض بازوے شاہِ جلیل پر (۹۷) ترجیح دستِ جُود کو تھی سلسبی

یوں فوج کا ہجوم تھا تیغِ اصیل پر — گرمی سے جیسے پیاسوں کا مجمع سبی

جوہر یہ اپنے تیغِ رواں نے دکھا دیے

پانی کے بدلے پیاس کے تیور بجھا دیے

شرکان شام و کوفہ میں اک باخدا نہ تھا (۹۸) ان کا سوائے قہرِ خدا، ناخدا نہ

مطلب بہ جز فلاحِ جاں تیغ کا نہ تھا — ڈوبا وہی حسینؑ سے جو آشنا نہ

رنگِ سیہ کے اڑنے میں یہ امتیاز تھا

دریائے تیغ میں وہ دھوئیں کا جہاز تھا

پہلے اجل کی تیغِ قضا رن میں پھر گئی (۹۹) جانوں کی تاک میں اِدھر آئی اُد

دوڑا جو مرکبِ دور کا بہ تو ڈر گئی — یہ تیغ بیکل تھی کہ ہوا ڈر کے

چلتی تھی تیغ منھ پہ دغا پھونک پھونک کر

رکھتی تھی پاؤں رن میں ہوا پھونک پھونک کر

(۱۰۰) موتی کی آب و تاب، سمندر کا پیچ و تاب — ...ق بارقہ، تیغِ شعلہ تاب
سرگوشیاں فرات میں کرنے لگے حباب — ...ح و خود سفینہ و خود ماہی و خود آب
ظرفِ تنک میں تھی نہ جگہ اس کے آب کی
بندھنی تھی اور کھلتی تھی مٹھی حباب کی

(۱۰۱) گھوڑے اُدھر سوار اِدھر بہتے پھرتے تھے — ...ست و گردن و سر بہتے پھرتے تھے
سب سنگدل تھے موم، مگر بہتے پھرتے تھے — ...ے آشیانوں میں پر بہتے پھرتے تھے
نے مرتے تھے نہ جیتے تھے لیکن سسکتے تھے
بھیگے تھے مرغِ روح کے پر، اڑ نہ سکتے تھے

(۱۰۲) خورشید جیسے رات کو دن سے جدا کرے — ...عق سے تیغ نے یوں کر دیا پرے
میدان سے ہرن ہٹے، روباہوں کے پیچھے — ...رارے رخشِ جہندہ نے جو بھرے
شعلہ جو اس کے مشعلِ سُم سے عیاں ہوا
کیا کیا چراغ پا فرسِ آسماں ہوا

(۱۰۳) دریا میں بیٹھ جاتی ہے ہر کشتی رواں — ...دہ کہ بھرتا ہو پانی جو ناگہاں
عباسؑ ناخدا تھے۔ علم شہ کا بادباں — ...جہازِ تیغ کو خطرہ نہ تھا وہاں
دریائے خوں تھا تیغ سبک رو کے ناؤ پر
پر یوں رواں تھی جیسے کہ کشتی بہاؤ پر

(۱۰۴) پاؤں میں کج روی کو، سروں میں غرور کو — ...ے میں آنکھ کی پتلی میں نور کو
نیت میں معصیت کو طبیعت میں زور کو — ...میں بغض و کینہ کو، دل میں فتور کو
ذات اک طرف، مٹا دیا بالکل صفات کو
کیسی زبان، زبان پہ کاٹ آئی بات کو

پوچھا فلک نے، امن و اماں زیر ناؤ ہے (۱۰۵) آواز دی زمیں نے کہ تیرا دبا
اس نے کہا کہ تختِ ثریٰ کا بچاؤ ہے ۔بولی، نمودِ سینۂ ماہی و گا

اس پوچھنے میں تیغ کا دریا یہ بڑھ گیا
نو پل فلک کے کیا ہیں کئی پل پہ چڑھ گیا

مطلع

جب سرکشوں پہ سایۂ تیغِ اجل گرا (۱۰۶) بالوں کی طرح ہوش سروں سے
جھگڑا سر و قدم میں عجب برمحل پڑا دونوں کی بے خودی پہ بدن خود

سر بھاگنے کو پائے سیاہِ عمر بنے
بچنے کی آرزو میں قدم اُٹھ کے سر بنے

اکبر یہاں کھڑے تھے سنبھالے حسینؑ کو (۱۰۷) سمجھا رہے تھے دیکھنے والے حسینؑ
اُن کی فغاں تھی، بھائی بُلائے حسینؑ کو عباسؑ آ گلے سے لگائے حسینؑ

تنہائی اپنے بھائی کی بھائی پسند کی
کوثر پہ آپ پہنچے ترائی پسند کی

روکی جو ڈھال اور بھی اندھیر چھا گیا (۱۰۸) روزِ سیاہ شامیوں کے منہ پہ آ
آخر بغیر بھاگے، نہ ہرگز رہا گیا اور نہرِ علقمہ میں یہ بحرِ سخا

دریائے آبرو سے جو دریا کو بھر دیا
دُرِ نجف نے بحر کو مجمع بحرین کر دیا

چلو بھرا فرات سے سرکا کے آستیں (۱۰۹) عبرت سے دیر تک اسے دیکھا کیے
پھر لائے امتحاں کے لیے ہونٹوں کے قریں سینے میں دل تڑپ کے پکارا نہیں

گو مہرِ فاطمہ ہے، یہ مجھ پر حرام ہے
وارث جو فاطمہ کا ہو وہ تشنہ کام ہے

۱۱۰

...جو بے حسینؑ کے منہ سے لگائے گا — ہو ہو، وفا کا نام ابھی ڈوب جائے گا

...قت آبرو جو گئی، پھر نہ پائے گا — یہ روز اب زمانے میں کاہے کو آئے گا

حضرت کہاں، فرات کہاں، کربلا کہاں

تا عصر خاتمہ ہے یہ دکھ یہ بلا کہاں

۱۱۱

...ی نے دل کے مشکیزے پہ مرحبا کہا — دریا سے رو کے پیاسوں کا سب ماجرا کہا

...ھے پہ مشک بھر کے رکھی یا خدا، کہا — چلتے ہوئے اجل نے پیامِ قضا کہا

ہو ہو، نصیب پیاسوں کا رستے میں پھر گیا

سقّا حرم کا فوج کے طوفاں میں گھر گیا

۱۱۲

...پکاری ضامنِ عباسؑ کو بلاؤ — لوگو کہو سکینہؑ سے، لاؤ چچا کو لاؤ

...ں پکڑ کے فضّہ کی سوئے فرات جاؤ — حضرت تڑپ رہے ہیں علَم دار سے ملاؤ

بھیجا تھا کیوں، جو اُن کو نہیں اب بلاتی ہو

عاشق ہو کیسی، باپ کو اپنے رُلاتی ہو

۱۱۳

...ہوئی سکینہؑ قریب آئی ننگے پا — ننھے سے ہاتھ جوڑ کے حضرت سے یہ کہا

...جاؤں، بابا جان، نہ آئیں اگر چچا؟ — ضامن دیا ہے وہ مجھے جھوٹا کریں گے کیا

ایسے تو وہ نہیں ہیں کہ وعدہ بھلائیں گے

فرما گئے ہیں، نہر سے آگے نہ جائیں گے

۱۱۴

...رو کے بولے، ٹوٹ پڑا ہم پہ آسماں — سچے ہیں بھائی، ٹھیک تمھارا بھی ہے بیاں

...انہ آگے جائے گا حیدر کا وہ نشاں — کیا نہر پہ اجل نہیں آ سکتی، میری جاں؟

دریا پہ کون روکنے والا قضا کا ہے

دو لاکھ سے مقابلہ تیغِ چچا کا ہے

...ترنم۔ چلئے تو اب نہر سے کرکو تر بھی پاس ہو — جب ہاتھ کٹ گئے تو نہ فاقہ نہ پیاس ہو

(۱۱۵)
یہ سُن کے ہوگئی وہ سراسیمہ اور کہا[1] ہے ہے، یہ اب کھُلا، مجھے بہلا گئے چچا
لائے کہیں صحیح و سلامت انھیں خدا یوں روٹھوں ہیں کہ ان کو بھی معلوم ہو ذرا
مجھ کو بھی ضد ہے، پیاس سے جاں اپنی دوں گی میں
پانی بھی اُن کا لایا ہوا اب نہ لوں گی میں

(۱۱۶)
یہ ذکر تھا کہ نہر سے ماتم کا غل اُٹھا نوحہ یہ تھا کہ وا ولدا وا مصیبتا
اکبر لپٹ کے رونے لگے شہ سے اور کہا دادا کی طرح ڈھونڈتی ہے، مارے گئے چچا
ان کی عزا کا آپ بھی سامان کیجیے
شہ بولے میرا چاک گریبان کیجیے

(۱۱۷)
ناگہ ندا یہ آئی میں قرباں، یا حسینؑ! آقا حسینؑ، قبلۂ ارض و سما حسینؑ
اے میرے وقتِ نزع کے حاجت روا حسینؑ! اے جاں بہ لب غلاموں کے مشکل کشا حسینؑ
ہچکی لگی ہے، دم کو قرار ایک دم نہیں
بالیں پہ میری، آہ، تمھارے قدم نہیں

(۱۱۸)
شہ نے کمر پکڑ کے کہا، ہائے بھائی جاں! جانا نہ بے ملے ہوئے، ہم آئے بھائی جاں
اللہ تم تلک ہمیں پہنچائے، بھائی جاں دھڑکا یہ ہے نہ غش کہیں آجائے بھائی جاں
گو نورِ چشم تھامے ہوئے ہاتھ میرا ہے
اس پہ بھی دونوں آنکھوں کے آگے اندھیرا ہے

(۱۱۹)
اکبر کو ساتھ لے کے چلے شاہِ کربلا ہاں قبلۂ خیام گرے ہل کے جا بجا
دوڑی سکینہ ڈیوڑھی سے فریاد کر کے واں ہے ہے ستم ہوا، ارے لوگو غضب ہوا
بابا سے فرات ابھی ننگے سر گئے
لو صاحبو، ہمارے چچا جان مر گئے

---

[1] نسخہ۔ منہ پر طمانچے مار کے بولی وہ مہ لقا

شہ کو نہر پہ گوہرِ مقصدِ عسا ملا (۱۲۰) پر لال خون میں وہ دُرِ بے بہا ملا
کی طرح سے شبیر تڑپتا ہوا ملا آنکھیں عطش سے بند ملیں منھ کھلا ملا
دیکھا کہ روحِ پاک سوئے حق رجوع ہے
رُکتی ہوئی سانس ہے موت کی ہچکی شروع ہے

تے ہی آگے بڑھے اکبرِ جواں (۱۲۱) دیکھا کہ دھار خون کی سینے سے ہے رواں
ت نے پوچھا کیا ہے؟ کہا کیا کروں بیاں غلطاں لہو میں ہے اسد اللہ کا نشاں
نوکِ سناں چچا کے جگر میں در آئی ہے
ظالم نے تین بھال کی برچھی لگائی ہے

یہ تھرتھرا کے گرے شاہِ نامدار (۱۲۲) جھک کر کہا یہ کان میں ہو ہو کے بے قرار
م، رفیق، دوست، وفادار، جاں نثار بازو، جگر، ضیائے بصر، رونقِ کنار
ہر زخم پہ حسینؑ فدا ہو، نثار ہو
آنکھوں کو کھولو، بات کرو، ہوشیار ہو

تھا یہ کہ ہونٹ علمدار نے ہلائے (۱۲۳) شہ نے جو کان لب پہ دھرے تو سنا یہ ہائے
سے کہہ رہے ہیں، میں صدقے حضور آئے بچپن سے ناز، آپ نے کیا کیا مرے اٹھائے
اپنا غلام کہہ کے پکارو تو بولیں ہم
آئی نہ ہو سکینہ تو آنکھوں کو کھولیں ہم

ن کر یہ کہے ہائے علمدار مر گئے (۱۲۴) اکبر پکارے، عمّو سے غمخوار مر گئے
ڑ گیا کہ حیدرِ کرار مر گئے سب شاہ کے عزیز و مددگار مر گئے
یوں ہائے بھائی کہہ کے امامِ مبیں گرے
نزدیک تھا کہ فرش پہ عرشِ بریں گرے

یہ کہہ کے بے کسوں کے مددگار مر گئے (۱۲۵) حمزہ سدھارے، جعفرِ طیار مر
جبرئیل بولے، حسینؑ یہ کرّار مر گئے اور سبطِ مصطفیٰ کے علمدار مر
مولا جدا نہ بھائی کے لاشے سے ہوتے تھے
بھائی کا خون چہرے پہ مل مل کے روتے تھے

مل کر لہو جبیں پہ امامِ اُمم چلے (۱۲۶) لاشے سے مُڑ کے بولے کہ لو بھائی
اکبر، اٹھا کے کاندھے پہ مشک و علم چلے وہ حشر سوے خیمۂ اہلِ حرم، ح
سقّے کو اپنے کھو کے جو گھر میں پھرے حسینؑ
بس، ہائے بھائی کہہ کے زمیں پر گرے حسینؑ

بانو نے رو کے پوچھا، علمدار کیا ہوئے (۱۲۷) بولے، تمہاری بیٹی پہ پیاسے فدا
شبیرؑ کے حقوق سب اُن سے ادا ہوئے ہم مبتلائے صدمۂ شرم و حیا
اس بے کسی پہ سوگ کا ساماں کیا کریں
عباسؑ کے یتیموں پہ احسان کیا کریں

اُس نے کہا، یہ سچ ہے، نہ مقدور نے وطن (۱۲۸) موجود ہے سکینہؑ و اکبرؑ کا پیر
عباسؑ کے یتیموں کو بخشیں شہِ زمن پہنیں پدر کا خلعتِ ماتم وہ گل
چادر کو پھاڑ کر کفنی اب بناتی ہوں
رنڈ سالہ، اُن کی بیوہ کی خاطر میں لاتی ہوں

زیرِ علم بھائی نبیؐ زادیوں نے صف (۱۲۹) بیوہ بھی آئی کہتی ہوئی، یا شہِ نجف
سر ننگے بیٹی اس طرف اور بیٹا اس طرف ملبوس لائی بچوں کا بانوئے ذی شر
یہ پیرہن تو سقّے کی اولاد کے لیے
اور سادے کپڑے بیوۂ ناشاد کے لیے

(۱۳۰)
...ئی نظر جو اکبرِ مظلوم کی قبا — تھرائی، تڑپی، بیوۂ عباسِ باوفا
...دونوں ہاتھ جوڑ کے بانو سے یہ کہا — ٹھہرو خدا کے واسطے، ہے ہے یہ کیا، یہ کیا؟
اکبرؑ کے کپڑے خلعتیاں تم میں دیتی ہو
زینبؑ کھڑی ہیں، اُن سے نہیں پوچھ لیتی ہو

(۱۳۱)
...وں لائیں فرشِ سوگ پہ بن بیاہے کا لباس — زینبؑ بھی بے حواس ہیں، لونڈی بھی بے حواس
...حواس ہو خود زادی کی جانب سے بے قیاس — بیٹھا رہیں تو خیر، غضب ہے یہ بھوک پیاس
سب کنبہ اب تو جیتا ہے اکبر کی آس پر
صدقہ اتار دوں بچوں کو میں اس لباس پر

(۱۳۲)
...بر یہ جو کہ آنی ہو میرے پسر پہ آئے — اللہ شاہ زادے کا سہرا تمہیں دکھائے
...تے سکینہؑ جان کے اور بیٹی میری، ہائے — بس اب سدھاریے کہ مرا سایا پڑ نہ جائے
پُرسے سے سرفراز نہ فرمایئے مجھے
یہ سادے کپڑے آپ نہ پہنایئے مجھے

(۱۳۳)
...و کر کہا یہ بانو نے اس نیک ذات سے — بس بس، کلیجہ پھٹتا ہے ہر ایک بات سے
...ند سالہ پھپھو فاطمہ کبریٰ کے ہات سے — یہ نامراد، بیوہ ہو شادی کی رات سے
بیٹی حسینؑ کی ہے، بہو یہ حسنؑ کی ہے
گھونگھٹ میں فکر دولہا کی خاطر کفن کی ہے

(۱۳۴)
... درد کے بین فاطمہ کبریٰ نے یہ کیے — جس کے نصیب میں ہوں یہ صدمے وہ کیا جیے
...س اے دبیرؔ خوب صلۂ نظم کے لیے — تائیدِ غیب کے ہیں نمونے یہ مرثیے
بحرِ رواں ہو یا کہ طبیعت ملی ہے یہ
سقائے اہل بیتؑ کی دریا دلی ہے یہ

مرثیہ ۱۳

(۱)

اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل[لہ] | خورشید یداللہ کی منزل ہے یہ محفل
روشن ہے کہ برجِ مہِ کامل ہے یہ محفل | دربانیِ جبرئیل کے قابل ہے یہ محفل

ہر ذرّہ چراغِ حرمِ لم یزلی ہے
حقّا کہ یہ دربارِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

(۲)

یوسف ہیں فدا جس پہ یہ بازار ہے کس کا؟ | دُربار ہے ہر چشم، یہ دربار ہے کس کا
کیوں زرد ہے خورشید، یہ بیمار ہے کس کا؟ | لاغر ہے مہِ نو، یہ عزادار ہے کس کا

جلوہ ہے یہ سب ماتمِ شاہِ شُہدا کا
دربار ہے یہ مالکِ سرکارِ خدا کا

(۳)

جاروب کشِ فرشِ عزا عرشِ عُلا ہے | دروازہ ہے یہ ہاتھ سخی کا یہ کھُلا ہے
ہر ایک گنہ عفو کی میزان میں تُلا ہے | شربت کے لیے معجزے کا قند گھُلا ہے

پیتے ہی ادا ہوتی ہے نادار کی حاجت
بے زر کو نہیں شربتِ دینار کی حاجت

(۴)

مجمع کو تفاخر ہے کہ اثنا عشری ہوں | مجلس کی ندا ہے کہ میں رحمت سے بھری ہوں
چلاتی ہے ہر فرد گنہ میں نظری ہوں | اخلاص یہ کہتا ہے، ریا سے میں بری ہوں

جو سورۂ اخلاص کے پڑھنے میں اثر ہے
وہ مرتبۂ ذکرِ شہِ جن و بشر ہے

لہ نسخہ ۔ سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل

(۵)

[…]ینہ ہے، دیکھو صفِ ماتم کی صفائی
عینک ہو مقابل تو کرے چشم نمائی

[…] دن یہ جِلا نیّرِ اعظم نے نہ پائی
اِس بزم نے تو قدرتِ اللہ دکھائی

آئینے کا کیا منھ، یہ صفا لائے کہاں سے
فردوس کا چہرہ نظر آتا ہے یہاں سے

(۶)

[…]م کا مرقع ہے کہ خاموش ہے مجلس
یہ داغ ہے کس کا کہ سیہ پوش ہے مجلس

[…]بند کی خاطر ہمہ تن گوش ہے مجلس
یہ مرثیہ کس کا ہے کہ بے ہوش ہے مجلس

حیدرؑ کو قلق، فاطمہؑ کو نوحہ گری ہے!
کیا خون میں تصویرِ پیمبرؐ کی بھری ہے؟

(۷)

[…]ون جواں ہے جسے رُتی ہے جوانی
کون اُٹھتا ہے پیاسا جو گرا آنکھ سے پانی

[…]ں چشم کے چشمے میں ہے دریا کی روانی؟
کیا خون میں ڈوبا ہے کوئی یوسفِ ثانی

کنعانِ شہادت کا حسیں کون ہے ایسا
خورشید لقا، ماہ جبیں کون ہے ایسا

(۸)

[…]ھارہویں سال اب جو نہیں بیاہ کیا ہے
اِس عمر کا سیّد کوئی بن بیاہا ہوا ہے

[…]ل نیزے کا کس پھول سے سینے پہ لگا ہے؟
شق سینۂ گُل، خاک بہ سر بادِ صبا ہے

کیوں پھولوں کے عمامے گرے خاک پہ ہے ہے
سہرا نہ بندھا کس کے سرِ پاک پہ ہے ہے

(۹)

[…]اج کفن لاش ہے کس فخرِ جہاں کی؟
ہر گوشۂ غربیاں میں ہے دھوم آہ و فغاں کی!

[…]چھو تو زمانے سے یہ ہے رسم کہاں کی؟
تابوت پہ سہرا نہیں، میّت ہے جواں کی

مرنا تو ہے برحق، سبھی اک روز مریں گے
لیکن یہ شباب اور یہ اجل یاد کریں گے

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیوں یاد دلانے ہی سے دل ہو گیا پارا (۱۰) آخر یہ بیاں کس کا ہے؟ تو نام خدا

مارا گیا شہزادہ مرا اور تمھارا — ارمان ہیں شاہد کہ پڑا ارمان سدھ

اے کاش غلاموں کا یہ ارمان نکل جائے

ہے ہے، علی اکبر کہیں اور جان نکل جائے

یہ غم ہے غمِ مرگِ جوانانۂ اکبرؑ (۱۱) یہ مجلسِ ماتم ہے عزا خانۂ اکبرؑ

دل جلتے ہیں سب کے کہ ہیں پروانۂ اکبرؑ — بن پانی کے لبریز ہے پیمانۂ اکبرؑ

ہم سن ہیں جو زہرا کے تو ہم شکل نبی ہیں

حیدر کے جوانوں میں جواں مرگ یہی ہیں

رخ وہ کہ حسینانِ عرب جس پہ ہیں شیدا (۱۲) ہے خالِ درخشاں دلِ یوسف کا س

سبزہ ہے جوانی کا رخِ سرخ سے پیدا — یاقوت سے خوش رنگ زمرد سے ہو

گلشن ہیں مگر آہ نہ پھولے نہ پھلے ہیں

آمد ہے جوانی کی یہ دنیا سے چلے ہیں

حق دوست ہیں حق گو ہیں حق کے طلبگار (۱۳) لشکرِ حق و باطل کا جو رن میں ہوا

دریافت کیا حق ہے کدھر اے شہِ ابرار — شہ بولے، تمھاری طرف اے حق کے طر

اب لال لہو میں جو ہر اک دُرِّ نجف ہے

یہ کہتے ہیں، کچھ غم نہیں، حق اپنی طرف ہے

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)

یہ بزم ہے گلدستہ بہشتوں کے چمن کا — لازم ہے یہاں وصفِ گلِ شاہِ زمن کا

اکبر جو ہے دل بند شہِ قلعہ شکن کا — آغازِ جوانی میں وہ مشتاق ہے رن کا

مرنے کو جو پوچھو تو سب اک روز مریں گے

لیکن یہ شباب اور یہ اجل یاد کریں گے

…نے کی تمنا ہے نہ پانی کی تمنا (۱۴) نے سلطنتِ عالمِ فانی کی تمنا
…کیا ہے، فقط مرگِ جوانی کی تمنا پہلی سے یہی احمدِ ثانی کی تمنا

نیزہ جگرِ پاک سے جس آن نکالا
بولے کہ خدا نے مرا ارمان نکالا

…ے سے مصیبت بھی، تحمل بھی عیاں ہے (۱۵) آنکھوں سے شجاعت بھی، تجمل بھی عیاں ہے
…تے میں قناعت بھی، توکل بھی عیاں ہے مرنے میں عجلت بھی، تامل بھی عیاں ہے

جلدی کا سبب شوقِ حضورِ خدا ہے
دم تھمنے کی جہت الفتِ شاہِ شہدا ہے

…ل کی طرح رن میں علم چھائے ہوئے ہیں (۱۶) مولا سرِ تسلیم کو نہوڑائے ہوئے ہیں
…قت حرم خیمہ میں گھبرائے ہوئے ہیں ہم شکلِ نبی بہرِ وداع آئے ہوئے ہیں

عباس کے ماتم کو توقف کیا ہے
اس چاند کو ہالے کی طرح گھیر لیا ہے

…روں طرف اکبر کی خوشامد کا ہے ساماں (۱۷) منہ کو کوئی جھاڑتی ہے پلکوں سے اس آن
…ف ہے مصلیٰ کوئی ان کا، کوئی قرآن دل جوئی پہ سب جمع ہیں، پر دل ہے پریشان

چہرے پہ بیاباں کی جو گرد پڑی ہے
چھوٹی بہن آئینہ لیے آگے کھڑی ہے

…ہم ہیں یہ ماتم کی صفیں دیکھ کے ہر سو (۱۸) خالی ہے جو خیمہ تو بھر آتے ہیں آنسو
…رنگے جو کنبہ ہے تو پل کھلتے ہیں گیسو عباس سا مدد ہے، نہ قاسم سا گلرو

حیراں ہیں کہ دربارِ پدر ہو گیا خالی
رن بھر گیا گھر والوں سے گھر ہو گیا خالی

منت یہ کنیزوں کی ہے، کیوں شاہ کے گلفام (۱۹) ہم فرش بچھا دیں، کوئی دم کیجیے آرام
یہ کہتے ہیں، مظلوموں کو آرام سے کیا کام مشتاق ہو جنابِ علی و فاطمہ کا
نیند آج کی کھوئیں گے تو آرام ملے گا
اب قبر میں سوئیں گے تو آرام ملے گا

اکبر کی ہر اک بات پہ تھراتی ہے بانو (۲۰) ماتھے پہ شکن دیکھ کے غش کھاتی ہے
کچھ سوچنے لگتے ہیں تو گھبراتی ہے بانو مُڑتے ہیں جو دن کو تو موئی جاتی
اک ہاتھ کلیجے پہ دھرے، ایک جبیں پر
آنکھوں کو جھکائے ہوئے بیٹھی ہے زمیں پر

اکبر کی گذارش ہے کہ منگوائیں سواری (۲۱) ماں کہتی ہے، لو، کیوں نہ رضا دوں گی
پوری ہوئیں جو جو کہ مرادیں تھیں ہماری گھر بھر گیا بچوں سے دُلہن دیکھی
کیا دیکھ کے دل خوش ہوا ہوتا ہے بلا کو
پہلو میں بہو، گود میں پوتا ہے، بلا لوں

پردیس تمہیں، بھوک نہیں، پیاس نہیں ہے (۲۲) قاسم کا قلق، ماتمِ عباس نہیں
گھر لٹنے کا، سر کٹنے کا وسواس نہیں ہے اِس وقت جدا ہوتے ہو، کچھ پاس نہ
ہاں میرے بہل جانے کے اطوار تو سب ہیں
اک تم نہ ہوئے تو نہ ہوئے اور تو سب ہیں!

پالا تھا اِسی دن کے لیے تو کہ جُدا ہو (۲۳) آنکھوں کی نہ عینک ہو نہ پیری کے عص
ہم ڈھونڈیں دُلہن اور تمھیں شوقِ قضا ہو ارشاد سمجھ کر کرو، ناحق نہ خفا
ہاں کرتی ہوں، واری، نہ نہیں کرتی ہوں واری
نازک ہے مزاج آپ کا، میں ڈرتی ہوں واری

۲۴

...ں پھوڑوں میں جو بل آیا تو غضب ہے — منہ تم نے بگڑ کر جو بنایا تو غضب ہے
...ے دئے ہونٹوں کو چبایا تو غضب ہے — اس فاقے میں طیش آپ نے کھایا تو غضب ہے

مر جائے گی جب ماں تو بہت یاد کرو گے
سچ کہیو پھوپھی سے بھی یہ ارشاد کرو گے

۲۵

...ت تو بھلا مانگی یہ افسوس نہ آیا — خدمت کا کوئی پھل مری ماں نے نہیں پایا
...ں سے یہ خوش ہوں گی کہیں نے جو رلایا — انصاف کرو، بیاہ کیا، دولھا بنایا؟

ہوشیار ہو، فہمیدہ ہو، سنجیدہ ہو پیارے
بے جا میں اگر کہتی ہوں رنجیدہ ہو پیارے

۲۶

...ں لگاتا ہے کوئی اے مرے گل فام — میوے نہیں، تو چھاؤں میں پاتا ہے وہ آرام
...ہو نہالِ چمن شاہِ خوش انجام — کیا ایک تمہیں ہو سارے زمانے میں ناکام

موسم ترے پھلنے کا اب آیا ہے، بلا لوں
قسمت میں مری پھل ہے نہ سایا ہے، بلا لوں

۲۷

...ے نہالوں کو ہرا اس نے کیا ہے — ہم نے تمہیں پانی کے عوض شیر دیا ہے
...کا چمن، باغیوں نے لوٹ لیا ہے — پیاسوں کا لہو ظلم کی تیغوں نے پیا ہے

یاں سوگ ہے میدان میں سادات کشی ہے
آگے جو خوشی آپ کی، وہ میری خوشی ہے

۲۸

...ں، ہے تری چاہ جو پانی نہ ملے گا — دل باغ ہے، گر داغِ جوانی نہ ملے گا
...ڈھوں گی تو کیا کیا مجھے جانی نہ ملے گا — پیر احمدِ ثانی، ترا ثانی نہ ملے گا

انصاف نہ دو ہاتھ سے ہم شکلِ نبی ہو
دیکھو کہیں مجھ سے نہ کوئی بے ادبی ہو

اکبرؑ نے یہ کی عرض کہ خادم کا ادب کیا (۲۹) بستے بھی ہیں، لٹتے بھی ہیں گھر اس کا عجب
ہم تو ہیں پُر ارمانِ ازل، عیش و طرب کیا فرمایئے، دنیا میں شجر پھلتے ہیں سب
کیا آپ نے تقدیر کو پھرتے نہیں دیکھا؟
بجلی کو کسی باغ پہ گرتے نہیں دیکھا؟

نعم البدل اکبرؑ کا ابھی گھر میں ہے موجود (۳۰) سجادِ حزیں، قبلۂ دیں، کعبۂ مقصود
دیکھا نہ مرا بیاہ تو جو مرضیِ معبود باقر کی خدا عمر کرے خضرؑ سے افز
یہ دونوں جہاں میں تمھیں ممتاز کریں گے
وہ بولی کہ اور آپ؟ کہا پیاسے مریں گے

کچھ بانوئے بیکس کو جواب اس کا نہ آیا (۳۱) منھ دیکھ کے فرزند کا سر اپنا جھکا
دروازے پہ گھوڑا علی اکبر نے منگایا آداب بجا لا کے یہ مادر کو سنا
ملبوس بدلوا دو نہ تکلیف اگر ہو
کچھ دیر نہ لیکن پھوپھی اماں کو خبر ہو

وہ بولی، یہ مشکل ہے، یہ دشوار ہے داری (۳۲) یہ شاک وہی رکھتی ہیں بچپن سے تمھ
اتنے میں حضور آکے سکینہ یہ پکاری وہ سن بھی چکیں، آئی ہے ڈیوڑھی پہ سو
چھپ کر پھوپھی زینبؑ سے کہاں جاتے ہو بھائی؟
سب کنبے کو کس واسطے رلواتے ہو بھائی؟

بولے علی اکبر، تمھیں کہہ آئیں پھوپھی سے (۳۳) بیزار ہوئی ہوں گی وہ ہمشکلِ نبیؐ
بتلاؤ تو کیا جا کے کہا بنتِ علی سے وہ بولی کہ بھیا مجھے تم پیارے ہو جی سے
کہہ آئی میں ان سے کہ کہیں جاتے ہیں بھائی
اماں کو بڑی دیر سے رلواتے ہیں بھائی

...ہ نمودار ہوئی زینبِ غمناک (۳۴) چہرے پہ ملے خاک، گریبان کیے چاک
...اہ لیے اکبرِ گل فام کی پوشاک غصّے سے بدن رعشہ میں اور سرخ رخِ پاک
کہتے تھے حرم غیظ میں یہ بنتِ علی ہے
یا فاطمہ اب عرش ہلانے کو چلی ہے

...ے سنانے کو یہ کہتی تھی زباں سے (۳۵) اے عون و محمد، تمھیں لاؤں میں کہاں سے؟
...م کیا، پوچھ کے مجھ سوختہ جاں سے اب قدر ہوئی پیاروں کی جب چھٹ گئے ماں سے
کیا جان کے دم بھرتی تھی ہم شکلِ نبی کا
سب کہنے کی باتیں ہیں، نہیں کوئی کسی کا

...ے کہا کان میں اکبر کے، خبردار! (۳۶) جو چاہیں یہ فرمائیں، نہ تم بولیو زنہار!
...قت جلالِ شہِ مرداں کے ہیں آثار واری، ابھی رضا دینے سے کر جاؤں گی انکار
سیدانیاں بھی دیکھ کے آمد کو ڈری ہیں
خالی یہ لرزنا نہیں، غصّے میں بھری ہیں

...آ کے کہا زینبِ بے کس نے بہ رقت (۳۷) لو بھابھی، یہ ملبوس، یہ اکبرؑ کی امانت
...ن کے بھی کرتے ہیں، جوانی کے بھی خلعت اللہ مبارک کرے اب تم کو یہ صورت
تم والدۂ ان کی ہو، پدر سرورِ دیں ہیں
یہ آج کھلا، ہم کوئی اکبرؑ کے نہیں ہیں

...ت ہو سچ اُس کا برا ماننا کیا ہے (۳۸) قابل مرے ہاتھوں کے یہ پوشاکِ عزا ہے
...نے ابھی بیٹوں کا لہو منہ پہ ملا ہے یہ ہیرے ہیں، ثانیِ محبوبِ خدا ہے
کیوں بات سے میری تمھیں سو اس نہ آئے
اکبر کو قسم دو کہ مرے پاس نہ آئے

(۳۹)
ہم شکلِ نبیؐ بیٹے یہ کہتے ہوئے اک
پھر رونے لگی بیٹھ کے واں زینبِؑ ناچار
میں تو ہوں غلام آپ کا، کیوں آپ ہیں
میری پھوپھی اماں، مری مالک، مری مختار
ہم چاہتے ہیں، تم ہمیں چاہو کہ نہ چاہو
اللہ اب اک بات پہ بندے سے خفا ہو

(۴۰)
دم رکتا ہے، بانہیں نہ گلے میں مرے ڈ
ہٹ ہٹ کے وہ بولی کہ نہ یہ ذکر نکالو
بانو کی خوشامد کرو، مرنے کی رضا ا
ماں بیٹھی ہے وہ، جاؤ گلے اُس کو لگا لو
میں پیار نہیں کرتی، میں قربان نہیں ہوتی
جاؤ، میں تمھاری پھوپھی اماں نہیں ہوتی

(۴۱)
میں کاہے کو ہونے لگی مختار تمھاری
جیتی رہیں بھابھی، وہ ہیں حقدار تمھاری
اٹھارہ برس کی ہوں پرستار تمھاری
جاؤ نہ، سواری تو ہے تیار تمھاری
کس سے کہوں، کیا خونِ جگر پیتی ہوں، ہے ہے!
دل پر تو چھری پھر گئی اور جیتی ہوں، ہے ہے!

(۴۲)
اکبر نے انھیں منت و زاری سے منا
زینبؑ نے بہت آپ کو اکبر سے چھڑایا
زینب نے کہا، لو وہی مذکور پھر آ
آنسو جو تھمے مطلبِ دل اپنا سُنایا
میں سمجھی تھی ناشاد کو اب شاد کرو گے
سچ مچ علی اکبرؑ، مجھے برباد کرو گے!

(۴۳)
جو سُن نہیں سکتی، وہ بھلا دیکھ سکوں گی
میں تیغ سے کٹتے یہ گلا دیکھ سکوں گی؟
اِس چاند سے مکھڑے کو ڈھلا دیکھ سکوں گی
اِس باغ پہ بارانِ بلا دیکھ سکوں گی؟
آنسو مرے پونچھے تھے تو رلوانے کی خاطر؟
کیوں لال، یہ ملنا تھا بچھڑ جانے کی خاطر؟

…ر نے کہا، آپ کی الفت کے میں قرباں (۴۴) اب چند قدم کیجیے تکلیف، پھوپھی جاں
…غم کا مرقع تمھیں دکھلاؤں گا اس آں — پھر آپ قسم دیں گی کہ مرجاؤ پُر ارماں
فرمایا، مرقع کہاں، اے ماہِ جبیں ہے؟
کی عرض، پسِ پُشتِ خیامِ شہِ دیں ہے!

…ھر کر علی اکبر نے قنات اک اٹھائی (۴۵) گردن جو ادھر زینبؑ نالاں نے پھرائی
…یکھا کہ کمر پکڑے ہوئے روتے ہیں بھائی — بے ساختہ چلائی کہ اللہ، دُہائی!
اس غم کے مرقع کے میں قربان، یہی ہے؟
رو کر کہا اکبر نے، پھوپھی جان، یہی ہے!

…نہ سرِ پاک کے نہوڑانے کو دیکھو (۴۶) فاقے سے مرے باپ کے تھرانے کو دیکھو
…ما یہاں رونے کے لیے آنے کو دیکھو — ویران شہیدوں کے جلو خانے کو دیکھو
جو دم ہے غنیمت ہے، کچھ اب جاں نہیں ہے
رو لو جو مجھے، فاطمہ کا لال نہیں ہے

…ھر تو یہ پکاری وہ یدُ اللہ کی جائی (۴۷) سیدانیو، دولھا کو سنوارو، اجل آئی!
…شاک نئی ہاتھوں پہ رکھ کر کوئی لائی — معراج تنِ پاک پہ اُس جامے نے پائی
پھاڑا علی اکبرؑ نے گریبان قبا کا
اور نوحہ کیا، ہائے چچا! ہائے چچا! کا

…ہامے نے گیسوؤں کو پیچ میں ڈالا (۴۸) خورشید سے وہ تھا قدِ بالا پہ دوبالا
…ندھنے لگا پٹکا تو ہوا طرفہ اُجالا — اس دور میں جو گرد پھرا چاند کے ہالا
عقدہ یہ کھلا، باندھنے سے تیغ و سپر کے
اک برج میں جلوے ہیں ہلال اور قمر کے

(۴۹)

سرمے کی جو خواہش مہ و خورشید نے پائی — داغ اُس کا بنا سرمہ، کرن اِس کی

کنگھی دلِ صد چاک کی بانو نے اٹھائی — جب کھول کے ہر زلف کی لٹ اُس نے

لے لے کے بلائیں جو حرم غش ہوئے ہٹ کے

پھر موت بھی رونے لگی دامن سے لپٹ کے

(۵۰)

نکلا وہ مرادوں کا چمن ہونے کو تاراج — ارمان پکارے کہ ملے خاک میں ہم

پہنچا گئے در تک حرم صاحبِ معراج — دوڑا عقبِ خیمہ سے کونین کا

حضرت نے جو پوچھا کہ جدا ہوتے ہو ہم پہ

فرزند نے سر رکھ دیا بابا کے قدم پر

(۵۱)

دونوں کی طرف دیکھ کے شہ نے یہ سنایا — بندے کو گواہی تری کافی ہے خ

ایسا مجھے اِس اُمّتِ بے دیں نے ستایا — نانا کی زیارت سے بھی اب ہاتھ اُ

لی جان مرے قافلے والوں کی سفر میں

تصویرِ نبیؐ کی بھی نہ چھوڑی مرے گھر میں

(۵۲)

بندہ کوئی اس شکل کا بیٹا نہیں رکھتا — پر تیرے حضور اس کی بھی پروا نہیں

ناصر کوئی، جز خالقِ یکتا نہیں رکھتا — سب کچھ ہے عنایت سے تری، کیا نہیں

گر درد دیا ہے تو تحمل بھی دیا ہے

مالک مرے، جو تو نے کیا خوب کیا ہے

(۵۳)

سودا بہ رضا ہوتا ہے بازار میں تیرے — بھولا ہوں ہر اک پیار کو میں پیار میں تیرے

حیران پیمبرؐ رہے اسرار میں تیرے — اب جلد حسینؑ آئے گا دربار میں تیرے

بعد اُن کے نہ آنکھیں، نہ زیارت ہے نبیؐ کی

اب موت ہی بہتر ہے، حسینؑ ابن علیؑ کی

(۵۴)

پھر دم کیے آئے کئی فرزند جبیں پر — انگلی سے لکھا نام علی لوحِ جبیں پر
رخصت کیا اور بیٹھے سرِ راہ زمیں پر — دل بخیر کا بھر آگیا حالِ شہِ دیں پر
آئے ہوئے استقبال [illegible] علی اکبر
خود لائی اجل کس کے تعاقب علی اکبر

(۵۵)

شہزادے نے جلوہ جو کیا خانۂ زیں پر — آوازہ کسا زین نے خورشیدِ مبیں پر
مرکب نے قدم ناز سے رکھا نہ زمیں پر — سُرعت سے کہا، فرش بچھا عرشِ بریں پر
پلکوں سے لیا پنجے میں، ہتھیا زِ قضا کو
نعلوں کے شکنجے میں کیا قید ہوا کو

(۵۶)

اکبر جو ہوئے جلوہ فگن دامنِ زیں پر — پھر زین نے آوازہ کسا مہرِ مبیں پر
توسن نے قدم ناز سے رکھا نہ زمیں پر — سُرعت نے کہا، سیر کو چل عرشِ بریں پر
یکتا تھے دو رہوار جہاں اور جناں میں
جنت میں بُراقِ نبویؐ اور یہ جہاں میں

(۵۷)

وہ رخش تھا یا ابلقِ ایام کا اقبال — نکھ سُکھ سے درست اور جواں بخت و جواں سال
جادو تھا قدِ آنکھ یہ اک معجزہ تھی چال[1] — خورشید کے سُم، برق کی دُم، سُنبلہ کی بال
قُوّت کی طبیعت تھی، دلیری کا جگر تھا
سُرعت کا بدن، فہم کا دل، عقل کا سر تھا

(۵۸)

لشکر میں خبر دار یہ کر خبر آئے — ہاں توبہ کرو شر سے کہ خیر البشر آئے
ہنس کر کہا سب نے کدھر آئے، کدھر آئے! — چلانے لگا شمر وہ اکبر نظر آئے!
تھا وہم کہ خالی شہِ بیکس کا پرا ہے
مگر شیرِ خدا کا ابھی شیروں سے بھرا ہے

---

[1] نسخے جادو کی نری آنکھ فقط معجزے کی چال

خُدّامِ ادب چرخ کو دوڑے کہ ٹھہر جا! (۵۹) ہیبت نے کہا عمر عدو سے کہ گزر جا
کوفے نے صدا دی بنِ مرجانہ کو مرجا! رن نعتنے سے بولا کہ ابھی پار اتر جا

چھپنے کا تصوّر جو کیا عرش نے جی میں
کرسی نے کہا سایۂ ہم شکلِ نبیؐ میں

اک عالمِ حیرت تھا، چہ لاہوت چہ ناسوت (۶۰) سب جرم سے تائب تھے، چہ ہاروت چہ ماروت
سب خوف سے تھے زرد، چہ خورشید چہ یاقوت سکتہ تھا سلاطیں کو نہ تخت اور نہ تابوت

بے خود جو کیا روئے درخشاں کی چمک نے
بالائے زمیں ٹیک دیے ہاتھ فلک نے

رہوار کے کاوے سے زمیں چرخ میں آئی (۶۱) پر غرقِ عرق ہو گیا وہ حق کا فدائی
چہرے پہ عجب آب پسینے نے دکھائی ان قطروں سے نیساں پہ گھٹا شرم کی چھائی

یہ قدر عرق کی نہ کسی رو سے بڑھی تھی
شبنم کبھی خورشید کے مُنھ پہ نہ چڑھی تھی

ماتھے کا عرق پاک کیا انگلی سے، بالائے (۶۲) سورج سے کبھی دور مہِ نو نے ستارے
حیدرؑ کے لب و لہجے سے لشکر کو پکارے ہاں غافلو! رتبے سے ہو آگاہ ہمارے

اللہ کے بندے ہیں ہم، اللہ نہیں ہیں
بندے مگر اس طرح کے، واللہ نہیں ہیں

تن پر رہِ معبود میں ہم سر نہیں رکھتے (۶۳) ہم سر کے کٹا دینے میں ہم سر نہیں رکھتے
جز دستِ گدا، اور کہیں زر نہیں رکھتے تکیہ کرمِ حق پہ ہے، بستر نہیں رکھتے

یہ اُن پہ کھلا ہے کہ جو خاصانِ خدا ہیں
ہر بندے کے ہم نامِ خدا عقدہ کشا ہیں

…لفِ موسیٰ ید بیضا کیا ہم نے ⑥④ ایوب کو اک آن میں اچھا کیا ہم نے
…ی کو زمانے میں مسیحا کیا ہم نے اک زور سے اللہ کے کیا کیا کیا ہم نے

ہم وہ ہیں کہ ہستی کی سدا سیر کریں گے
چکھیں گے مزہ موت کا بھی اور نہ مریں گے

…ن نے حکمت کی سند پائی ہمیں سے ⑥⑤ عیسیٰ نے بھی سیکھی ہے مسیحائی ہمیں سے
…ب نے کی اخذ شکیبائی ہمیں سے جو مہرِ سلیماں تھی وہ ہاتھ آئی ہمیں سے

ہم بندوں سے صانع نے کمال اپنا دکھایا
حلم اپنا، وقار اپنا، جلال اپنا دکھایا

…م یزید اور ہیں اور اپنے اُمور اور ⑥⑥ باطل کی نمود اور ہے اور حق کا ظہور اور
…د کی آگ اور ہے اور آتشِ طور اور زنبور کا غل اور ہے الحان زبور اور

سمجھو تو سہی تم کہ بشر کیا ہے، ملک کیا
بُت کیا ہے، خدا کیا ہے، زمیں کیا ہے، فلک کیا

…ان سے کوئی صاحبِ ایمان نہیں ہوتا ⑥⑦ ہر اہلِ عصا موسیٰ عمراں نہیں ہوتا
…نے جو انگوٹھی وہ سلیماں نہیں ہوتا آئینہ گر اسکندرِ دوراں نہیں ہوتا

لاکھ اوج ہو پشے کا، ہما ہو نہیں جاتا
بُت، سجدوں سے، واللہ خدا ہو نہیں جاتا[1]

…تے ہیں اگر ہم ابھی تیور کو بدل دیں ⑥⑧ حکم و عملِ حاکمِ کشور کو بدل دیں
…فرد کے پُرزے کریں، دفتر کو بدل دیں یہ کیا ہے، زمانہ کے مقدّر کو بدل دیں

اٹھے ہوئے طوفاں کو مٹا دیں تو وہ گر جائے
آئے ہوئے محشر کا جو منہ پھیریں تو پھر جائے

---

[1] نسخہ ۵۔ بت سجدہ کا فرسے خدا ہو نہیں جاتا۔

(۶۹)

کیوں حجّتِ داور سے ہر شے پہ ہو تکرار — مکّی، مدنی، قبلۂ دیں، کعبۂ ابرار

کس بات پہ حاکم ہوا بیعت کا سزاوار — بدکار، زیاں کار، سیہ کار، جفاکار

قابل یہ امامت کے ہو، قائل ہمیں کر دو

قرآن سے، آیت سے، حدیثوں سے خبر دو

(۷۰)

بندوں نے بنایا ہو جسے کیوں وہ خدا ہو؟ — نادانیِ خلقت یہی ہے پیشِ عقلا، آ

جو حق کی طرف سے ہو امام دوسرا ہو — جو خلق کی جانب سے ہو وہ کچھ نہیں کیا

دم اپنے امیروں کی جو طاعت کا بھرو تم

بُت کے بھی خدا ہونے کا اقرار کرو تم

(۷۱)

خاموش ہیں ہم حکمِ جنابِ شہِ دیں سے — بگڑیں تو بنے کچھ نہ فلک سے نہ زمیں سے

اس حکم پہ تم بڑھ کے الجھتے ہو ہمیں سے — کینے کی گرہ کھلتی ہے دل سے نہ جبیں سے

آخر کبھی محشر ہے، کبھی ربِّ غنی ہے

گر آج قیامت نہیں، فردا شُدنی ہے

(۷۲)

یثرب میں سب آتے ہیں زیارت کو ہماری — قرآن سمجھتے ہیں وہ صورت کو ہماری

ہاں قدر نہیں نانا کی اُمّت کو ہماری — بد اصل ہو کیا سمجھو شرافت کو ہماری

بانو کا جگر، جانِ حسینؑ اور نہیں ہے

اکبرؑ سا نجیبُ الطّرفین اور نہیں ہے

(۷۳)

اتری مرے دادا کے لیے عرش سے شمشیر — نازل مری دادی پہ ہوئی چادرِ تطہیر

اوڑھے ہوئے ہو اب وہ ردا خواہرِ شبیرؑ — جس نے مجھے پالا ہے بصد عزت و توقیر

مکّے کے، مدینے کے جوانوں کا شرف ہوں

زینبؑ کا غلام اور میں بانو کا خلف ہوں

برچھی میں مرا خون پھوپھی کو نہ دکھانا (۷۴) ادب تم بھی نہ زینبؑ کا بھلانا
تا زیست مجھے روئے گی وہ، تم نہ رلانا زینبؑ سے مری موت چھپانا
جو لوٹیو سرکار پیمبرؐ کے نہادن کی
لینا نہ ردا بنتِ شہنشاہِ نجف کی

اس قدر بڑھانے پہ فرزندِ خستہ زہرا (۷۵) آواز ہوئی خیمے سے پیدا
بولا، کیوں نہ کہا عون و محمد کا ہوں آقا امام آپ کو جد کو اور علی کا
واری گئی، تم آپ پیمبرؐ کے شرف ہو
سب کنبے کے اقبال ہو، سب گھر کے شرف

پیدا ہوئی تھی پالنے والی جو تمہاری (۷۶) دوائے نہ مناہی کرو واری
سر ننگے پھر آئے گا اِسے لشکرِ ناری یہ اماں سے کہا تھا کئی باری
فرزندۂ محبوبِ خدا ہوئے گا بیٹا
کل بلوے میں سر [illegible] کا بیٹا

خاموش کرا [illegible] شمع ... کو، خدارا: (۷۷) سعد نے طارق کو پکارا
وہ بولا، نہ دو دم. تو کروں کیا میں تمہارا موصل کی حکومت ہو گوارا
اس دیو کو مہر اپنی سپہ رونے عطا کی
اکبر کے لیے ذبحِ سلیماں نے دعا کی

عقرب کے طریقے سے بڑھا طارقِ گمراہ (۷۸) تائیدِ خدا میں قمر شاہ
ہستی نے کہا، جا تجھے غارت کرے اللہ پیش تھا عقرب کا سوئے ماہ
شبرنگ نئے زنگ سے موذی کا بڑھا تھا
طاؤسِ جہنم پہ مگر سانپ چڑھا تھا

طاؤس پہ ... تا ہوا سانپ چڑھا تھا۔

گو نیزے کے فن میں بہت اُس نحس نے کد کی (۷۹) ہر طعن پہ لعن اس کو ملی ربِّ صمد
پھرتی میں عجب شکل تھی اس سرو سے قد کی بس فرق میں اک نقطے کے زد نیزے کی
پھر کان پہ توسن کے رکھا نیزہ ہلا کر
یا لیس ہوئے تیر کو پیکاں سے ہلا کر

اُس نیزے سے یہ سہم کے تڑپا وہ کمینہ (۸۰) بھاگا ہوا آگے سے گیا پشت پہ
نیزہ جو لگا سینے میں نے دل تھا نہ کینہ یہ سانپ خزانے کا، وہ کافر کا خز
سرکا تو دبے پاؤں سرہانے اجل آئی
دو ہاتھ سناں پشت سے باہر نکل آئی

خورشید نے پھر نیزہ کرن کا نہ ہلایا (۸۱) برچھوں فلک اُچھلے کہ عجب نیزہ
لاشہ پسرِ سعدِ لعیں دیکھنے آیا سب نے وہ سناں پشت میں دکھلا کے
ڈھالوں میں ہر اک خوف سے منھ ڈھانک رہا ہے
اژدر، درۂ کوہ سے، وہ جھانک رہا ہے

ناگہ بنِ طارق عمرِ بدسیر آیا (۸۲) چِلّے سے ملائے ہوئے تیر اہلِ شر آ
حیرت کا مرقع وہ ستم گر نظر آیا یاں قوس کے ہالہ میں ہلالِ ظفر آ
تیر اُن کا ہوا زیبِ کماں جنگ کی لو میں
روشن تھا کہ اک شمع ہے طاقِ مہِ نو میں

چھوڑا جو خدنگ ان کا تو چِلّے نے کہا مہ (۸۳) قربان، رہی قوس وہ نہ تیر دہ
بولا یہ خوشامد سے عدو کا تنِ فربہ لے تیری تری نذر کو دل یہ ہے، جگ
پیکان کے اک قطرے میں طوفاں نظر آیا
پانی کی طرح ہر رگ و ریشے میں در آیا

[...]ق کی نہ آنکھوں نے نہ جنبش سر و پا نے (۸۴) جب رُوح کا پیچھا کیا اُس تیرِ قضا نے
[...]وقت کی فرصت ملک الموت ہی جانے منہ ڈھانپ لیا تیر کے پلّے سے ہوا نے

جاں اُس کی تنِ زشت سے منہ موڑ کے بھاگی
حسرتِ دلِ ناپاک کی جی چھوڑ کے بھاگی [1]

[...]بن طارق نے پھر اشہب کو اڑایا (۸۵) بالخیریہ ثالث بھی نہ شر سے نظر آیا
[...]نے گریباں کی طرف ہاتھ بڑھایا گردن کی رگیں پس گئیں گھوڑے سے اٹھایا

چھُٹ جائیں رکابیں نہ اگر پائے لعیں سے
اغلب تھا کہ راہور بھی اُٹھ آئے زمیں سے

[...]یں زمیں آگئی یوں گرد پھرایا (۸۶) تقدیر کی گردش نے بداختر کو رُلایا
[...]برج نیا چرخ کے نیچے نظر آیا جنگل میں بھنور، قلزمِ حیرت نے دکھایا

سرگشتہ تھا جو طلحۂ ناپاک ہوا پر
یہ کوزہ گرِ چرخ کا تھا چاک ہوا پر

[...]دستِ مبارک سے جو اُس نحس کو چھوڑا (۸۷) گھوڑے کے لیے ہاتھ کا سایہ ہوا کوڑا
[...]جل گیا ناری کا، ہُوا اکرم جو گھوڑا ششدر ہوئے دولا کہ رُخ اس سمت سے موڑا

بے جان کیے تین تن اس دل کے غنی نے
فی النار کیا ناریوں کو پنج تنی نے

[...]اس کے صفِ جنگ سے اک صف شکن آیا (۸۸) مصرع بن غالب روئیں بدن آیا
اس کا فرس یا تہ راں کرگدن آیا بگڑا یہ جواں شیر تو کچھ بھی نہ بن آیا

خالی ہوا رُعبِ خلقِ شاہِ زماں سے
سر عقل سے رخ رنگ سے دل تاب و تواں سے

---

[1] نسخہ۔ اور روح کو مٹھی سے اجل چھوڑ کے بھاگی۔

پانی نے اسے آب کی تلوار کو سونپا (۸۹) اور خاک نے ضربِ سمِ رہوار کو [illegible]
پھر آگ نے پیکانِ شرر بار کو سونپا   آخر کو ہوا نے کرۂ نار کو [illegible]
چاروں عناصر تو گئے چار طرف کو
کی فتح نے تسلیم دو عالم کے شرف کو

مصراع ہوا دو بہ روے مطلعِ اسلام (۹۰) تلوار اُدھر تھی پئے تقطیعِ [illegible]
جب میاں کے مصرع سے بڑھا فقرۂ صمصام   ہاتف نے کہا، نظم و نسق کا ہے [illegible]
کیا میاں میں شمشیر کے فقرے کو کل آئے
مصرع تو کمر میں رہا، معنی نکل آئے

دل فتح کا تازہ کیا اس خضرِ جواں نے (۹۱) ظلمت سے کیا رن میں ظہورِ آب [illegible]
کی آرزوے غوطہ زنی طائرِ جاں نے   بے ساختہ تھرا کے کہا امن و اما[illegible]
وہ میاں سے شمشیرِ شجاعت نکل آئی
لو، زائچے سے جنگ کی ساعت نکل آئی

مصراعے مصرع ہوا شمشیرِ اجل کا (۹۲) ہر رکن گرا، وزنِ بدن ہو گیا [illegible]
قامت جو گرا دشت میں مردودِ ازل کا   اس ریگ پہ مصرع وہ بنا بحرِ [illegible]
سالم نہ دل، نہ دیدۂ ملعوں نظر آیا
ہر بیت میں اُس تیغ کا مضموں نظر آیا

للکارا یہ افسر کو جری تول کے تلوار (۹۳) اب تو جگر پنج تن پاک سے [illegible]
چار آئینے یہ تیرے تھے جو ہو گئے بے کار   ہم جنگ میں لاکھوں سے نہیں عاجز [illegible]
یہ سن کے عرق ناصیۂ فوج پر آیا
ہر قطرہ سمندر کی طرح موج پر آیا

ر تو قدم اِس طرح بڑھا خنگِ جری کا (۹۴) جیسے رہِ خالق میں اُٹھے ہاتھ سخی کا
ں زنگ اُڑا تیغ سے اک ایک شقی کا جس طرح گنہ توبہ سے زائل ہو کسی کا

یوں کفر ملا فوج سے، شر جیسے شمر سے
باطل سے جدا حق ہوا، حُر جیسے عمر سے

ہیبت بھی کرے کے یہی رن ہے یہی میداں (۹۵) کھیلو سپرِ تیغ سے وہ گو، ہو یہ چوگاں
ر سے یہاں جوشِ شجاعت نے کہا ہاں مردانہ بڑھے تھمتے ہوئے، ریا شیرِ مرداں!

روباہوں کو بڑھتے ہوئے اس شیر نے روکا
اُمڈا ہوا طوفاں دمِ شمشیر نے روکا

تغ گری برسرِ بدخو، یہ تڑپ کر (۹۶) دو کو کیا بے آبرو ابرو یہ تڑپ کر
ں سینوں میں تڑپا دیے پہلو یہ تڑپ کر بجلی کی طرح پھر گئی بازو یہ تڑپ کر

عامل بھی نہ آسیب کو یوں سر سے اتارے
جس طرح سر اُس تیغ نے پیکر سے اتارے

ہوں سے چلی تو سرِ ناپاک پہ چمکی (۹۷) ناپاک کا سر کاٹ کے افلاک پہ چمکی
فلاک سے آکر کرۂ خاک پہ چمکی گہ سنبلہ پر، گہ خس و خاشاک پہ چمکی

تھی تیز، کہ اتری تھی ابھی چرخ پہ چڑھ کر
مچھلی کے تلے گاؤ زمیں چھپ گئی بڑھ کر

یہ جو ہیں نیّرِ اعظم کی طرح سے (۹۸) اعدا کی زرہ اُڑ گئی شبنم کی طرح سے
ل کی خوشی کھا گئی یہ غم کی طرح سے ہر صف نظر آئی صفِ ماتم کی طرح سے

آرام ملے خاک، وہ مردودِ خدا تھے
آرام کے بھی لفظ کے سب حرف جدا تھے

تھے قطرۂ خوں، رشتۂ جوہر میں نہ زنہار (۹۹) لڑنے کی بہار اُس کے گلے کا ہوئی تھی

ہر دار پہ تحسیں کی سزاوار تھی تلوار گردوں میں جو چھپتی تھی، کھلا ہم پہ یہ ا

سرکارِ الٰہی سے بُرش کے یہ صلے تھے

نو پارچے افلاک کے خلعت میں ملے تھے

گر چار ہوا تیغِ دو سر سے کوئی سردار (۱۰۰) اس پنج تنی نے مع ہم زاد کیا

یہ کاٹ کے معنی ہیں، اِسے کہتے ہیں تلوار لشکر کے جو دونوں کو دُشمن کر دیا اک

دو حصے سن و سال کیے اہلِ ہوس کے

جو تیس برس کے تھے ہوئے ساٹھ برس کے

چھائی جو سرِ دست یہ صمصام کی بدلی (۱۰۱) رُت پھر گئی رنگت سیہ شام کی

بدلی نہ ہوا گردشِ ایام کی بدلی غل تھا کہ نگہ کفر سے اسلام کی

گرنے میں جھڑی لگ گئی بے داد گروں کی

پڑنے لگی بوچھار جہنم میں سروں کی

اُبلے یہ کنوئیں زخموں کے، عالم ہوا فانی (۱۰۲) تلوار کے پانی پہ ہوئی فاتحہ خو

طوفان کا تنور بھی بھرنے لگا پانی نے دھوپ تھی نہ چھاؤں نہ بیری نہ

بھاری تھے بہت کوہ گروہ بھی بہے تھے

آبِ دمِ شمشیر میں سر تیر رہے تھے

ل نسخہ۔ برسی جو یہ صمصام تو لشکر ہوا فانی تلوار کے پانی پہ ہوئی فاتحہ خوانی

مقتل میں عوض خون کے بہنے لگا پانی اللہ رے صمصام قضا دم کی روانی

بھاری تھے زرہ پوش مگر وہ بھی بہے تھے

آبِ دمِ شمشیر میں سر تیر رہے تھے

…تیغ نے سر جانب آب اپنا اُٹھایا (۱۰۳) دریا نے نہ پھر پائے شتاب اپنا اٹھایا
…فاں ہوا بے پردہ، نقاب اپنا اٹھایا — بے مغزوں نے سر مثلِ حباب اپنا اٹھایا
انگڑائیوں میں ہاتھ کھنچے پیر و جواں کے
پر ڈوبنے کے وقت کھلے، طائرِ جاں کے

…فوج کے بڑھنے سے گھٹا علقمہ کا گھاٹ (۱۰۴) ہمت نے کہا، نہر کو بھی ناریوں سے پاٹ
…تیغ تھی، کیا آب تھی، کیا دھار تھی کیا کاٹ — کشتے بہت اور بہرِ کفن نہر کا اک پاٹ
جو رنگ تھا مرجاں کا وہ موتی کو دیا تھا
دریا کا لہو پانی تمام ایک کیا تھا

…ناریوں نے آپ کو دریا میں گرایا (۱۰۵) اس تیغ نے طوفان قیامت کا اٹھایا
…اب میں قالب کے جہازوں کو پھنسایا — روحوں کو مگر راستہ دوزخ کا بتایا
موتی یہ ڈرے تیغِ شہنشاہِ نجف سے
خود دامنِ نیساں میں چھپے اڑ کے صدف سے

…سے پھر ہر دل کے ہر اک موج پری تھی (۱۰۶) خود دل سے بہارِ چمنِ نیلوفری تھی
…غرق بہ خوں تیغ یہ زینت سے بھری تھی — لیکن یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی
دریا سے اٹھی خون بہا کر وہ عدو کا
پانی سے نہ میلا کوئی دھبا بھی لہو کا

…ب پرا ہو کے پراگندہ پکارا (۱۰۷) جاں بخش، اماں بخش، نبی زادے، خدارا!
…بیر کو ہر دو کا جو رہ جیبی سے قضا را — نیزہ کسی ظالم نے دلِ پاک پہ مارا
اتنا تو کہا، کیوں یہی احساں کا صلا تھا
پر بند تھی آنکھ اور گلِ زخم کھلا تھا

(۱۰۸)
ہاتھوں سے کلیجے کو پکڑ کر یہ پکارے — اے قبلۂ حاجات! میں قربان تمہا
فرماؤ قدم رنجہ کہاں گور کنارے — چلائے شہِ دیں کہ ابھی آیا میں پیا
اے جانِ پدر! یہ تو کہو زخم کہاں ہے؟
آئی یہ ندا، عین کلیجے میں سناں ہے

(۱۰۹)
آواز پہ اکبرؑ کی علی کا پسر آیا — کس مہر سے خورشید قریبِ قمر آ
پر ضعفِ بصارت سے نہ لاشہ نظر آیا — تھرا کے گرے خاک پہ، منھ کو جگر آ
چلانے لگے ڈھونڈ کے ہاتھوں سے کدھر ہو؟
اے روشنیِ چشم اُدھر ہو کہ اِدھر ہو؟

(۱۱۰)
ہاتھ اپنا کلیجے سے اُٹھا کر وہ پکارا — تشریف ادھر لاؤ، یہ خادم ہے تمھ
ٹھہرائیں حضور اپنی طبیعت کو خدارا — لاشہ نظر آتا نہیں حضرت کو ہم
سب رنج تو تھے ضعفِ بصارت ہوا کب سے؟
شبیرؑ پکارے کہ جدا تم ہوئے جب سے!

(۱۱۱)
بینائی کو کیا پوچھتے ہو جان نہیں، ہائے! — ایسا نہیں داغ آپ کا جو باپ نہ مر
اللہ کو معلوم ہے جس طرح بیاں آئے — اب اور جو ارشاد کرو باپ بجا لا
کی عرض کہ دامن سے مرا زخم چھپا دو
اماں مری جیتی ہوں تو بے غل کے دکھا دو

(۱۱۲)
پھر رو کے کہا، ہائے بہن فاطمہ صغرا! — تم نے نہ ہمیں دیکھا نہ ہم نے تمھیں د
دل بند کی حالت پہ ہوا دل تہ و بالا — سیدانیوں میں لے چلے بن بیاہے کو
اکبر کو تو معراج تھی دوشِ شہِ دیں پر
پر پاؤں لٹکتے ہوئے آتے تھے زمیں پر

…عقبِ پردہ کھڑی کرتی تھی زاری (۱۱۳) یہ دیکھتے ہی آلِ پیمبرؐ کو پکاری
…بچھانے لو، آئی مرے بیٹے کی سواری چلّا کے نہ رو دو کوئی، میں صدقے میں واری

…ہی ہی، نہ کہیں اور مقدّر مرا پھر جائے
ڈیوڑھی سے خفا ہو کے نہ اکبرؑ مرا پھر جائے

…فہ اُٹھا پردۂ درِ آلِ عبا کا (۱۱۴) خیمے میں ہوا داخلہ شاہِ شہدا کا
…فرش پہ دم نکلا تھا محبوبِ خدا کا اس دم وہی بستر ہوا اُس ماہ لقا کا

طاقت نہ رہی ضبط کی زینبؑ کے جگر کو
منھ دیکھ کے زانو پہ رکھا پیار سے سر کو

…ؑ نے اشارہ کیا، آنسو نہ بہاؤ (۱۱۵) اللہ کو اب یاد کرو، ہم کو بھلاؤ
…ں کو بلاؤ، مری اماں کو بلاؤ زینبؑ نے کہا، بھائی کدھر ہو؟ اِدھر آؤ

اِس وقت بھی دم آپ ہی کا بھرتے ہیں اکبرؑ
جلد آؤ یہاں، یاد تمھیں کرتے ہیں اکبرؑ

…زدی بانو نے، میں اس یاد کے قرباں (۱۱۶) پھر پوچھا نبیؐ زادیوں سے ہو کے پریشاں
…نکھوں سے مجھے کچھ نظر آتا نہیں اس آن آزردگیِ اکبرِ مظلوم کا ہے دھیاں

مجھ کو نہیں معلوم کہ حالت مری کیا ہے
نعلین مرے پاؤں میں ہے، سر پہ ردا ہے

…یدانیاں نے آہیں ردا اُس کو اُڑھا کر (۱۱۷) سرکا ہوا تھا سر سے مگر گوشۂ چادر
…نھ پھیر کے غیرت سے تڑپنے لگے اکبرؑ کچھ کان میں زینبؑ کے کہا، بولی وہ ششدر

کہتے ہیں کہ میدان سے ناحق میں گھر آیا
مرتے ہوئے اماں کا کھلا سر نظر آیا

۱۱۸

بھابی جو کہیں یہ، سو کرو بھول نہ جاؤ — سر اچھی طرح ڈھانپ لو، تو سامنے آؤ

اک آن کے مہمان ہیں غصّہ نہ دلاؤ — زخمی ہے جگر نیزے سے تم دل نہ دکھاؤ

بعد اُن کے خبر کون بھلا آپ کی لے گا

بلوے میں ردا مانگو گی اور کوئی نہ دے گا

۱۱۹

بانو نے کہا، دیکھیے تو آپ اُدھر کو — لو چھوڑ دیا ہاتھ سے اب زخمِ جگر کو

اب کس کے منانے کے لیے ڈھانپوں میں سر کو — گھر لٹتا ہے، ہے ہے، میں نکل جاؤں کدھر کو

غصّے کی اب آنکھیں ہیں نہ وہ پیار کی آنکھیں

پتھرا گئیں، ہے ہے، مرے دلدار کی آنکھیں

۱۲۰

بچہ نہ ہوا تھا کوئی، مجھ سوختہ جاں کا — دم توڑنا دیکھا بھی تو اس شیرِ جواں کا

باندھو مری آنکھیں یہ ہے دستور کہاں کا — اتنا بھی نہ ہو سخت کلیجہ کسی ماں کا

ہے ہے نہیں کیوں حشر بپا ہوتا ہے، لوگو؟

آگے مری آنکھوں کے یہ کیا ہوتا ہے، لوگو؟

۱۲۱

سر آپ کے زانو سے سرکتا ہے دُہائی — منکا مرے بچے کا ڈھلکتا ہے دُہائی

دم سینے میں بے طرح اٹکتا ہے دُہائی — سب ڈرتے ہیں، کچھ ہو نہیں سکتا ہے دُہائی

گھبرائے ہوئے نام علیؑ لیتے ہیں اکبرؑ!

کیوں کھینچ کے ہاتھوں کو ٹیک دیتے ہیں اکبرؑ؟

۱۲۲

فضہ، مرے صاحبِ غیرت کو مناؤ — حضرت کی قسم دو کہ خفا ہو کے نہ جاؤ

سر ڈھانپ لیا ماں نے اب آنکھیں پھراؤ — لو اِس جگرِ افگار کو چھاتی سے لگاؤ

ماں کہتی ہے، بیٹا مری تقصیر بحل کر

تم پالنے والی سے کہو، شیر بحل کر

(۱۲۳)
...دس کے پھولوں سے مہکتا ہو جو سب گھر — گلدستہ سنگھاتی ہو اجل ان کو مقرر
...ل پاؤں سمیٹے مرے پیارے نے لرز کر؟ — کیا قبلے کی جانب سے ہوئی آمدِ حیدرؑ؟
تعظیم کی طاقت جو نہیں پاتے ہیں اکبرؑ
کیوں کہنیوں کو ٹیک کے رہ جاتے ہیں اکبرؑ

(۱۲۴)
...نے میں کیا اکبرِ غازی نے تبسم — اور شیر کے نعرے سے ہوا شور و تلاطم
...نو نے کہا، یوسفِ شبیرؑ ہوا گم — کیوں شیرِ خدا، نے چلے بیٹے کو مرے، تم
اِس کو کہا جلدی کی تو نہ فریاد کو پہنچے
دم توڑنے میں پوتے کی امداد کو پہنچے

(۱۲۵)
...دیکھ کے منہ مُردے کا زینبؑ کو پکارا — گویا کہ ہنسا چاہتا ہے لال تمہارا
...بھو مری خاطر سے، بھلا نبض دوبارا — آئینہ رکھو سامنے منگوا کے خدارا
بی بی کہیں سکتہ تو نہ اکبرؑ کو ہوا ہو
پڑھ کر کلمہ یہ ابھی اٹھ بیٹھیں تو کیا ہو

(۱۲۶)
...ل مُردے کے ماتھے کو چمکتے نہیں دیکھا — پھولوں کو خزاں ہو کے مہکتے نہیں دیکھا
...ں حسن سے منکے کو ڈھلکتے نہیں دیکھا — یوں زلفوں کو بل کھا کے لٹکتے نہیں دیکھا
تھا زیست میں کیا حسن جو اس آن نہیں ہے
رو کر کہا زینبؑ نے، فقط جان نہیں ہے

(۱۲۷)
...ر لاش سے لپٹی کہ میں قرباں علی اکبرؑ! — رخصت نہ ہوئے، ہو گئے بے جاں، علی اکبر
...ٹھارہ برس کے مرے مہماں علی اکبر! — دنیا سے اٹھے آج پُر ارماں، علی اکبر!
جی کھول کے اب روؤں جو پیارے کی رضا ہو
ڈرتی ہوں کہیں روح تمہاری نہ خفا ہو

بال اپنے پریشان کروں یا نہ کروں میں (۱۲۸) کیوں، سوگ کا سامان کروں یا نہ کروں میں
سر بہنوں کا عریاں کروں یا نہ کروں میں پورا کوئی ارمان کروں یا نہ کروں میں
یہ رسم نئی آج یہاں ہوتی ہے بیٹا
تم روئے نہ ماں کو، تمھیں ماں روتی ہے بیٹا

واری، تمھیں بچپن ہی میں دولھا میں بنا (۱۲۹) پہلے سے خبر مرگِ جوانی کی جو پاتی
یوں رُوح مرے لال کی ناشاد نہ جا ننھی سی دولہن ڈھونڈ کے سینے پہ لاتی
ناکاموں کے، بن بیاہوں کے سلطان تمھیں ہو
بالکل جسے کہتے ہیں پُرارمان، تمھیں ہو

بلواؤں مدینے کے جوانوں کو میں وا (۱۳۰) پیارے، کہو صغرا کے لیے بھیجوں سواری
سر ننگے چلوں آگے میں کرتی ہوئی ہم جولیوں کے کاندھے پہ میت ہو تمھاری
جس سمت گذر لاش کا ہو حشر گذر جائے
دو چار قدم چل کے یہ دائی تری مر جائے

دیتی یہ مزار آپ کا ہو یا لب د (۱۳۱) یثرب کا کفن پہنو گے یا کعبے کا بیٹا؟
جھاڑو ترے مرقد پہ سکینہؑ دے کر واری ہیں مجاور بنوں یا دخترِ زہرا؟
آئی یہ ندا کوہ پہ جا کر تو مرے گی
یا فاطمہ کی روح یہ سب کام کرے گی

ہر مصرعِ موزوں دُرِ مکنوں سے ہے (۱۳۲) احسنت دبیر اب تو سخن ہے ترا اعجاز
اب مرثیۂ حضرت عباسؑ کر آ اوروں کی ہے نظم اور کہاں سوز کہاں ساز
سینے میں ترے سوز ہے اکبرؑ کے الم کا
عباس علم دار سے لے سایہ علم کا

مرثیہ ۱۴

باغِ طبعِ رنگِ بہارِ سخن دکھا (۱) جس کا کہ باغبان ہو خدا، وہ چمن دکھا
بیہ ہم شبیہِ رسولِ زمن دکھا حُسنِ شبابِ اکبرؑ گل پیرہن دکھا
گل پر پڑھو درود یہ حکمِ رسول ہے
جس پر درود پڑھتے ہیں گل یہ وہ پھول ہے

ل ارم ہے باغِ طبیعت بہار پر (۲) کھولی ہو شوق دل سے عنادل ہزار پر
مہ کا شبہ جانے لگا شاخسار پر کھینچیں گے دیکھنا نظرِ بد کو دار پر
تیغِ زباں دکھا رہی اپنی صفائی ہو
مشکل کشا یہی دم مشکل کشائی ہو

تیغِ رواں، بس اب دکھا لن ترانیاں (۳) وقتِ نبرد چاہیے اس حُسن کا بیاں
نے کا اور رُلانے کا کچھ ذکر ہو یہاں لشکر تمام شہ کا گیا جانبِ جناں
شعلے نکل رہے ہیں دلِ پاش پاش سے
آئے ہیں اُٹھ کے تنہا بھی بھائی کی لاش سے

پر کھڑے ہیں خیمے کے، رکھتے کمر پہ ہاتھ (۴) آتا ہے سوئے دل کبھی، گاہے جگر پہ ہاتھ
تے ہیں زار زار کبھی رکھ کے سر پہ ہاتھ تھراتے ہیں تو رکھتے ہیں دوشِ پسر پہ ہاتھ
آلودہ خوں میں بھائی کی پوشاکِ پاک ہے
منھ پر ملے ہیں خاک، گریبان چاک ہے

(۵)
ناگاہ ظالموں نے مبارز طلب کیا — ہم شکلِ مصطفیٰ ہوئے آمادۂ وغا
پھر سلام آخری خم ہو کے یہ کہا — لِلّٰہ حافظ، اے پسرِ شاہِ لافتا
رن کا جو رُخ کیا دل و جانِ حسینؑ نے
روکا پسر کو بڑھ کے شہِ مشرقین نے

(۶)
اکبر نے عرض کی، شہِ والا نہ روکیے — آمادۂ نبرد ہیں اعدا، نہ روکیے
سینے میں مضطرب ہے کلیجا، نہ روکیے — بہرِ نبیؐ و حیدر و زہرا، نہ روکیے
شہ بولے، روکتے نہیں اکبرؑ ہم آپ کو
پر کس پہ چھوڑے جاتے ہو مظلوم باپ کو

(۷)
کیا روکیں اب تمھیں کہ گلوگیر ہے قضا — پھر جائیے خیام میں ہم شکلِ مصطفیٰ
ماں اور پھوپھی سے ان کی تو لے آئیے رضا — پھر شوق سے سدھاریے اے میرے مہ لقا
مرضی اگر ہے آپ کی اِس وقت پائیں گے
جی بھر کے تم کو اپنے گلے سے لگائیں گے

(۸)
اکبر پکارے، وہ نہ اگر دیں مجھے رضا — فرمایا شہ نے، اس میں مجھے اختیار کیا
آخر سدھارے خیمے کو ہم شکلِ مصطفیٰ — ہمراہ در تلک گئے مظلومِ کربلا
دولت سرا میں اکبرِ عالی ہِمَم گئے
پردے کے پاس سیدِ مظلوم تھم گئے

(۹)
پہنچے جو ماں کے پاس وہاں اکبرِ جواں — دیکھا جو اشک بار پسر کو، یہ بولی ماں
کیوں بے قرار آپ ہیں، کیوں اشک ہیں رواں — لِلّٰہ، کچھ تو حالتِ دل کیجیے بیاں
زردی تمھارے کیوں رُخِ انور پہ چھائی ہے؟
کیا کچھ خبر مدینے سے صغرا کی آئی ہے؟

…بولے یہ پوچھتی ہو مدینے کی کیا خبر (۱۰) اے امّاں جان، لٹتا ہے یاں فاطمہ کا گھر
…نے کو رن میں جاتے ہیں سلطانِ بحر و بر خادم نے ان کو روکا ہے، گر گر کے پاؤں پر
رخصت دو اب جہاد کی اِس دل ملول کو
دیکھو نہیں تو روؤ گی ابنِ بتول کو

…را گئی یہ سنتے ہی وہ غم کی مبتلا (۱۱) کچھ بن نہ آیا، رو کے یہ بے ساختہ کہا
…، سدھارو شوق سے، جو مرضیِ خدا مُنھ سے تو یہ کہا یہ کلیجہ پکڑ لیا
دل پر لگی وہ چوٹ کہ خاموش ہو گئی
بھڑکی جو آگ کوکھ کی، بے ہوش ہو گئی

…نے لگے یہ دیکھ کے ہم شکلِ مصطفیٰ (۱۲) غش میں سنی جو گریۂ فرزند کی صدا
…برا کے آئی ہوش میں، وہ غم کی مبتلا اکبر پکارے، آپ نہ مضطر ہوں اب ذرا
رخصت کا اب کلام زباں پر نہ لائیں گے
لیجے حضور ہم نہ کبھی گھر سے جائیں گے

…بھڑ کے جان دینے میں تھا نام و آبرو (۱۳) محشر میں جاتے، سامنے دادی کے سرخ رو
…بر، آپ کے سبب سے نہ نکلی یہ آرزو یہ سن لیں آپ غور سے یہ میری گفتگو
مرنے کو اُس طرف جو شہِ بحر و بر گئے
یاں کاٹ کر گلے کو ابھی ہم بھی مر گئے

…نو پکاری، واری عبث ہوتے ہو خفا (۱۴) کچھ میں نے عذر آپ کے ارشاد میں کیا
…داشت دل نہ لائے تو میرا قصور کیا بیٹا، کسی کو داغ نہ بیٹے کا دے خدا
مر جائے ماں، یہ لختِ جگر سے جدا نہ ہو
یہ آتما کی آنچ ہے، واری، خفا نہ ہو

(۱۵)
سر کھولنے سے ہو نہ پریشان، تم کو کیا — گھر ڈھنے کا میرے اب نہ کرو دھیان، تم کو کیا
مقسوم میں یہی تھا میری جان، تم کو کیا — میرے مٹیں گے حسرت و ارمان، تم کو کیا
تعمیلِ حکم جانِ علی و نبی تو کی
غش آ گیا بلا سے، تمھاری خوشی تو کی

(۱۶)
جس دم لٹے گا باغ جوانی، غش آئے گا — خیمے سے جب سدھارو گے جانی، غش آئے گا
آئے گی جب تمھاری نشانی، غش آئے گا — وقتِ خیالِ تشنہ دہانی، غش آئے گا
کس کس قلق کا آپ بھلا دھیان لائیں گے
ایسے ابھی تو لاکھوں ہی غش ہم کو آئیں گے

(۱۷)
دادی، کسی پسر کے ابھی تم پدر نہیں — اس دردِ لاعلاج کی تم کو خبر نہیں
تیغِ قلق کی کاٹ سے واقف جگر نہیں — ایسا کوئی حسین تمھارا پسر نہیں
بجلی چمن پہ جس کے گرے، اُس سے پوچھیے
خنجر گلے پہ جس کے پھرے، اُس سے پوچھیے

(۱۸)
میں آپ کے مزاج سے ڈرتی ہوں مہ لقا — پر اب جو تم کہو، وہی انسب وہی بجا
لیکن یہ پیار سے آپ سے اس دم تھی التجا — لو میں خوشی سے دیتی ہوں ان کی تمھیں رضا
اِس کا ابھی کسی سے نہ اظہار کیجیو
جب تک رضا نہ پالنے والی سے لیجیو

(۱۹)
بانو ہے وائے مادرِ غمخوار ہے وہی — دادی تمھاری مالک و مختار ہے وہی
آرام کی تمھارے طلبگار ہے وہی — ہم رتبۂ بتولِ خوش اطوار ہے وہی
بیٹوں پہ بھی نہیں یہ عنایت کسی کی ہے
قربان جاؤں، تم پہ جو شفقت پھوپھی کی ہے

دو چاند سے پسر ابھی تم پر کیے فدا (۲۰) ...قوق ہیں، مری جان، آپ پر سوا
میری طرح نہ ان سے بھی ہو جائیو خفا ...شتہ نہ مانگیو ان سے کہیں رضا
بیٹوں کے غم میں تم نہ انھیں رنج دیجیو
جو کہنا ہے سمجھ کے اُسے عرض کیجیو

فرزندوں کا قلق ہے پھوپھی جان کو کمال (۲۱) ...رض کی، مجھے اِس کا ہے خود خیال
پھر تو حضور رد نہ کریں گی مرا سوال ...طا کریں جو مجھے رخصتِ جدال
وہ بولی، ہاں کلیجے پہ پتھر دھروں گی میں
ناخوش مگر نہ آپ کو پیارے کروں گی میں

ناگاہ آئی خواہرِ سلطانِ نیک نام (۲۲) ...ے خم ہوئے علی اکبر پئے سلام
کیا خاک میں ملا چکیں ارماں مرے تمام ...غیظ میں کیا بانو سے یہ کلام
تسلیم کو جو خم پسرِ مہ لقا ہوا
شاید کہ ان کو خلعتِ رخصت عطا ہوا

تھی کون، جو رضا نہیں دیتی ہیں دل کباب (۲۳) ...تھرا کے دیا اس طرح جواب
یہ جائیں، آپ جانیں، عبث مجھ پہ ہے عتاب ...دیجیے ان کو رضا آپ ہی جناب
ہر امر کا ہے ان کے سر و کار آپ سے
رخصت کے ہوں نہ ہوں یہ طلبگار آپ سے

وہ بولی، ہاں، یہ ڈرتے تھے سو میں نے کہہ دیا (۲۴) ...سلام کی ان کے ہے وجہ کیا؟
راضی ہوں میں بھی، اے جگرِ شیرِ کبریا ...نبتِ فاطمہ زہرا تمھیں رضا
یہ بھی کہا تھا میں نے، فقط اس خیال سے
غم ہو کہیں نہ آپ کو اِن کے ملال سے

چلائی بنت فاطمہؑ اے بھائی جان وا (۲۵) پھر اور کس طرح سے رضا دیتیں،
کھویا مجھے جہان سے، خود بھی ہوئیں تباہ   پھر یوں کہا پسر سے کہ اے مرے
بہر رضا جو نالہ و فریاد کرتے ہو
کیوں جان بوجھ کر مجھے برباد کرتے ہو

یہ کہہ کے پیٹنے لگی وہ غم کی مبتلا (۲۶) گر کر قدم پہ بولا یہ فرزند مہ لقا
مضطر، حضور، آپ نہ ہوں بہر کبریا   جو حکم ہوگا آپ کا، لاؤں گا
رخصت سے کام ہے نہ شہادت سے کام ہے
ہم ہیں غلام، ہم کو اطاعت سے کام ہے

لے کر بلائیں منہ کی کہا، تم پہ میں فدا (۲۷) تسخیر ہے کہ پڑھتی ہو تسکین کی
کس طرح باوفا نہ ہو، اے مرے مہ لقا   صورت میں مصطفیٰ ہو تو سیرت
مہر و وفا کا آپ پہ ہے خاتمہ ہوا
پالا ہمارا فخر بنی فاطمہ ہوا

اکبر نے عرض کی کہ نہ فرمائیں یہ حضور (۲۸) کوسوں قدم ہمارا ہو راہ وفا سے
فرمایا، کیا یہ کہتے ہو، اے مرے ذی شعور؟   اکبر پکارے، اس کی ہو اب شرح
بس اس مقدمے کو یونہی رہنے دیجیے
منظور ہو حضور کو جو کچھ وہ کیجیے

رونے لگے یہ کہہ کے جو ہم شکل مصطفیٰؐ (۲۹) منہ رکھ کے منہ پہ زینب مضطر
صدقے ہو بنت فاطمہؑ، رونے کی وجہ کیا   مر جاؤں گی تڑپ کے، نہ زاری کر
اکبرؑ پکارے، ہم بھی ہیں بیزار جان سے
الفت نے آپ کی ہمیں کھویا جہان سے

…اری بنتِ علیؑ، میں نے کیا کیا؟ (۳۰) بولا یہ کانپ کے فرزندِ مہ لقا
…کے سب نے جان شہِ دیں پہ کی فدا — میداں کی آپ نے نہ مگر دی ہمیں رضا
تنہا امام مرنے کو میدان میں جاتے ہیں
ہم رخصتِ جہاد نہیں اب بھی پاتے ہیں

…ے جو قتل ہوئے سیّدِ اُمم (۳۱) بتلائیے، حضور کو زہرا کی ہے قسم
…منھ دکھانے کے قابل رہیں گے ہم — جیتے رہیں گے ہم نہ اٹھا کر یہ رنج و غم
پھر لوگ سب وطن کے یہ پوچھیں گے آپ سے
اکبرؑ نے منھ چھپایا مصیبت میں باپ سے

…ئیں کہنے لگی بنتِ مرتضیٰ (۳۲) پہلے نہ اس طرح سے مفصّل بیاں کیا
…یہ فاطمہ کی بہو سارا جہاں فدا — میں نے خوشی سے تم کو شہادت کی دی رضا
باندھو کمر، نثارِ شہِ کربلا کروں
خود چل کے قتل گاہ میں تم کو فدا کروں

…ے خود سلاح بدن پر سجے تمام (۳۳) حمزہ کی ڈھال، تیغِ علی، جوشنِ امام
…ھرا جو خود، ہوئے خم بہ سلام — چار آئینہ وہ جس پہ رقم پنج تن کے نام
پوری شبیہِ خاصِ رسولِ زماں ہوئی
اک مُہر تھی نہ پشت پر، وہ بھی عیاں ہوئی

…ے اکبرؑ عالی ہمم چلے (۳۴) غل پڑ گیا، جہان سے خیرالامم چلے
…ما یہ بانو سے، لو اماں، ہم چلے — اور پیچھے پیچھے پیٹتے اہلِ حرم چلے
زینبؑ تھی دونوں ہاتھوں پہ قرآں لیے ہوئے
اکبر کے سر پہ سایۂ مصحف کیے ہوئے

جاسوس در پہ خیمے کے تھا فوجِ شام کا (۳۵) کہتا ہی، ہائے، شور تھا روزِ قیـ
اٹھتا تھا اور گرتا تھا پردہ خیام کا بڑھتا تھا اور رکتا تھا دل بر

کبرا بڑھی، سکینہ گلے مل کے ہٹ گئی
اکبرؑ سے ماں جدا ہوئی، زینبؑ لپٹ گئی

خالق کسی بشر کو نہ وہ حشر پھر دکھائے (۳۶) وہ اضطراب آلِ پیمبرؐ کا، ہائے ہا
حضرت بھی روتے تھے سرِ مغموم کو جھکائے وہ بَین درد کے نہ خدا پھر کبھی سن

ایسا کسی جواں کا جنازہ ہے کم اٹھا
محشر اٹھا، خوزادے کا جو جو قدم اٹھا

آئی نہ تاب بانوئے عفت مآب کو (۳۷) بولی، میں واری، گھر میں ننگا
تم ہو سوار اور میں تھاموں رکاب کو تسکینِ قلب کچھ تو ہو مجھ دل کبا

راہِ خدا میں رن پہ مری جان چڑھتے ہو
پوچھو جو میرے دل سے، تو پروان چڑھتے ہو

شہزادے نے عقاب کو فوراً طلب کیا (۳۸) خیمے میں ہنہناتا ہوا آیا با
گردِ عقاب جمع ہوئے آلِ مصطفیٰ دلدل پہ جیسے تعزیہ خانوں میں ہو

بے وارثی برستی تھی شکلِ عقاب پر
پیری پہ اِن کی روتا تھا اُن کے شباب پر

دامن قبا کا باندھ کے اکبر ہوئے سوار (۳۹) تھامی رکاب ماں نے بصد چشمِ اشکـ
اکبر کو شوقِ رن کا، عزیزوں کو اضطرار گھوڑے پہ کتنی بار چڑھے، اُترے کتنی

لیتا تھا کوئی بال سے، کوئی رکاب سے
اکبرؑ سے کوئی لپٹی تھی، کوئی عقاب سے

انتخاب مراثی مرزا دبیر

بسر کردن سے نہ ہم پھر کے آئیں گے (۴۰) حضرت ہماری لاش پہ تشریف لائیں گے
نے کہا، جو آنکھوں میں بینائی پائیں گے
جیتے رہے تو لاش گلے سے لگائیں گے

عباس سے یہ کہنا ابھی ہیں وہ راہ میں
خنجر کے نیچے تڑپیں گے ہم قتل گاہ میں

خیمہ گاہ سے اکبر رواں ہوئے (۴۱) روتے پسر کے ساتھ ہی سرور رواں ہوئے
ج کو جناب پیمبر رواں ہوئے
خیبر کے فتح کرنے کو حیدر رواں ہوئے

جنّ و ملک نے دبدبے پر واہ واہ کی
پیرِ فلک نے حُسنِ جوانی پہ آہ کی

س جب کہ جانب کوثر رواں ہوئے (۴۲) بہر جہاد خیمے سے اکبر رواں ہوئے
ج کو جناب پیمبر رواں ہوئے
خیبر کے فتح کرنے کو حیدر رواں ہوئے

جنّ و ملک نے دبدبے پر واہ واہ کی
پیرِ فلک نے حُسنِ جوانی پہ آہ کی

سلام گاہ میں بہرِ سلام آئے (۴۳) عرشی طوافِ کعبۂ رخ کو تمام آئے
م پیش پیش پئے اہتمام آئے
اصطبل میں یہ شور مچاتے غلام آئے

مشتاقِ صحبتِ جدِ امجد ہوئے حُضور
لاؤ، بُراق لاؤ، برآمد ہوئے حُضور

ے فرشتے اپنے پروں پر عُقاب کو (۴۴) جس شان سے بُراقِ رسالت مآب کو
ں سے زین جھاڑ کے تھاما رکاب کو
رہوار پر ادب سے چڑھایا جناب کو

اُٹھی زمیں عقاب کی تعظیم کے لیے
دورِ فلک ٹھہر گیا تسلیم کے لیے

گردوں نے کی نظر جو فرس کے جمال پر (۴۵) قربان سنبلہ کو کیا اس کی یال پر
سیارے کو پسینہ پہ ثابت کو خال پر — نیرنگیوں کو رنگ پہ گردش کو چال پر
پایا کرے گا سلسلہ یہ آفتاب میں
خورشید باگ ڈور لیے ہو رکاب میں

جولاں ہوا عقاب پری رو فرشتہ ذات (۴۶) عزے کبیر و حرص کے سر پہ لگائی لات
بن بن کے گرد اڑ گئے طاغوت و سومنات — تھا بت کدوں میں نعرہ قد قامت الص
تھرا اٹھی زمیں عجم و روم و شام کی
ترکی فلک کی اس عربی نے تمام کی

قدرت کا ہے نظارہ یہ چل پھر یہ کود پھاند (۴۷) بجلی ہے یا شرارہ، یہ چل پھر، یہ کود پ
پائے کہاں چکارہ، یہ چل پھر یہ کود پھاند — یہ جست، یہ طرارہ، یہ چل پھر، یہ کود پ
دو پر جو اس عقاب کو حاصل ہیں زین کے
پہنچا وہیں فلک پہ اڑا جب زمین سے

سن لو نسب یہ رخش بڑا قوم دار ہے (۴۸) تخم مراد ابلق لیل و نہار ہے
کھیت اس کا صحن قدرت پروردگار ہے — یہ شیر خوار دایۂ ابر بہار ہے
مالک ہے ماہ نو سے یہ چرخ بلند کا
پہلے فلک پہ نعل گرا ہے سمند کا

برج اسد ہو زین تو رہوار ہے اسد (۴۹) راکب کے جلوے سے شرف برج کی
کہتا ہے رو سے بدر، میں تیرا ہوں ہم عدد — دیتا ہے رخ جواب، تو اک شب میں
مجھ میں ضیا ہے فاتح بدر و حنین کی
عینک تو چشم شب کی، میں چشم حسین کی

یکھو صا جو پڑے دنیا بنا جہاں (۵۰) یہ خوفِ جان سے آہ و بکا میں ہیں انس و جان
وں کی ہو زمیں، تو آہوں کا آسماں نالوں کے عندلیب ہیں، داغوں کے بوستان
غُل ہو کہ صبح و شام غضب آج رن کی ہو
ظلمت وہ گور کی، وہ سفیدی کفن کی ہو

ہیں یوں ہو فوج آمدِ اکبر سے بے قرار (۵۱) خوفِ خُدا سے حشر میں جیسے گُناہ گار
[illegible] مُردہ، سینہ خشتِ لحد، پشتِ قعرِ نار مردُم کو جُنبشِ مژہ سے صدمۂ فشار
کیسا جوابِ نامہ، یہ مضمونِ تازہ ہے
ہر دوش کا بتانِ عمل کا جنازہ ہے

درہ یہ کیوں لرزتے ہیں پرِ جبرئیل کے (۵۲) کیوں زلزلے میں رُکن ہیں عرشِ جلیل کے
نی ہوئے ہیں دل جو سیاہ بخیل کے فرعونیوں کو سامنے ہیں رودِ نیل کے
بے ہوش، ہوش آج ہیں کمزور، زور ہے
شیرِ خدا کے پوتے کی آمد کا شور ہے

بن میں طور، طور میں یہ برقِ طور ہیں (۵۳) گردن میں سر ہیں، سر میں یہ عقل و شعور ہیں
سینے میں دل ہیں، دل میں نشاط و سرور ہیں چہرے پہ آنکھ، آنکھ میں تِل، تِل میں نور ہیں
گلشن میں پھول، پھول میں بو، بو میں عطر ہیں
روزوں میں عید، عیدوں میں یہ عیدِ فطر ہیں

سینہ کو دل، دلوں کو سُرور ان کا چاہیے (۵۴) جلوہ کلیم کو، سرِ طور اِن کا چاہیے
مین کو طور، طور کو نور اِن کا چاہیے سب کو خُدا، خُدا کو ظہور اِن کا چاہیے
برحق نمونۂ جبروتِ خدا یہ ہیں
بندے ہیں، پر دلیلِ ثبوتِ خدا یہ ہیں

گلشن کو پھول چاہیے، پھولوں کو ان کا رنگ (۵۵) دریا کو موج چاہیے، موجوں کو یہ نہنگ
بیشے کو شیر چاہیے، شیروں کو ان کا ڈھنگ قبضے کو تیغ، تیغ کو ہاتھ ان کا وقتِ جنگ

گردوں سے رد کئے کو سناں ان کی چاہیے
تن کو زرہ، زرہ کو اماں ان کی چاہیے

رونق پذیر رن ہے جمالِ جمیل سے (۵۶) جس طرح طورِ نور سے کعبہ خلیل سے
گردوں ہے گرد ان کے جلالِ جلیل سے جس طرح پشۂ دبدبۂ جبرئیل سے

عالم پکارتا ہے، کہاں اب پناہ لوں
اکبر کا سایہ کہتا ہے، آ میں پناہ لوں

اللہ رے دبدبہ کہ نہیں اختروں کو تاب (۵۷) اتنا گھٹا کہ چھپ گیا ذرے میں آفتاب
ایماں ہو خوش کہ کفر کی مٹی ہوئی خراب رن کی زمیں نے ڈر کے کہا، یا ابوتراب

ہل کر پہاڑ کہتے ہیں یا مرتضیٰ علی
مشکل میں سب کے منہ سے نکلتا ہے یا علی

میدانی نقیب ہیں سب شاہوں کو بہم (۵۸) یاں بولتے ہیں ہاتفِ غیبی قدم قدم
ہاں، بیرق و نشان و علم ہو ادب سے خم ہاں، سرکشو! جھکا دو سرِ عجز دم بہ دم

آتا ہے بادشاہِ جوانانِ خوب رو
صلِ علیٰ نبی کا مرقع ہے روبہ رو

ہاں صاحبِ کتاب یہ صورت ہے نور کی (۵۹) ہاں، اُمتِ کلیم یہ طلعت ہے طور کی
ہاں غازیانِ معرکہ توبہ غرور کی ہاں نوبتی چرخ سلامی حضور کی

ہاں اے ہمائے فتح، قدم لے عُقاب کے
ہاں اے بُراق، دیکھ تو جلوے عُقاب کے

…ب جمالِ پاک سے خورد و کلاں ہوئے (۶۰) بولے جواں، نجف سے علیؑ کیا عیاں ہوئے
…ے سن رسیدہ، نبیؐ پھر جواں ہوئے اکبرؑ زبانِ خشک سے یوں دُر فشاں ہوئے
اللہ غافلو، ہمیں پہچانتے نہیں!
ہم بندے ہیں، خدا کو بھی تم جانتے نہیں!

…تے نہیں ہو تو اب جان لو ہمیں (۶۱) ایجادِ شش جہت کا سبب جان لو ہمیں
…نشر میں قدرتِ رب جان لو ہمیں وقتِ وغا خدا کا غضب جان لو ہمیں
سمجھو تو حق کے سرِّ خفی و جلی ہیں ہم
گھر میں نبیؐ تو رن میں علیِؑ ولی ہیں ہم

…مع کتابِ خدا، گو تباہ ہیں (۶۲) کونین کی پناہ ہیں، خود بے پناہ ہیں
…کے خونزادے ہیں، قدسی گواہ ہیں شبیرِ دیں کے ہم ہیں شبیر تو شاہوں کے شاہ ہیں
تمغا شرافت اور نجابت کا رکھتے ہیں
دُرِّ نجف سے رشتہ قرابت کا رکھتے ہیں

…یس نے کیا اک دن یہ بندوبست (۶۳) یعنی درِ علومِ نبوت کو دوں شکست
…کی ضیافتِ مولائے حق پرست آیا گھر اُس کے پشت پناہِ بلند و پست
کالبدر فی النجوم وہ بابِ علوم تھا
اصحاب کا ہجوم مثالِ نجوم تھا

…طول میں تھی تیس گز وہاں (۶۴) لغزش تھی دس اس سے عقیدے کی سب عیاں
…بیٹھے ہوئے پسِ دیوار کچھ جواں استادہ تھے گرانے کو بالائے مومناں
ریلا بہت کہ خم ہو وہ تسلیم کے لیے [1]
دیوار پر، کھڑی رہی تعظیم کے لیے

---

[1] …تھا اک دنی وہ گنبد دوار کے تلے کھانے چنے تھے سب اسی دیوار کے لیے

دیوار بائیں ہاتھ میں لی شبیرِ حق نے تھام (۶۵) سب سے کہا کہ نوش کرو شوق سے طع
شانے ملا کے شانے سے بیٹھے محبّ تمام ساتھ اُن کے دستِ راست سے کھانے لگ

کی عرض سب نے، تلخ ہو لذّت طعام کی
ہم پر بہت گراں ہے مشقت امام کی

بولے علیؑ ہمیں تو نہیں ناگوار ہے (۶۶) دیوار بائیں ہاتھ میں یوں برقرار
جیسا کہ دہنے ہاتھ میں لقمے کا بار ہے سب نے کہا، یہ قدرتِ پروردگار

مولا کا نام دستِ خدا، دوسرا نہیں ہے
جو زور ہو خدا کا وہ دستِ خدا میں ہے

جب سیر ہو چکے رفقائے نکو سِیَر (۶۷) مولا نے کی مرمّتِ دیوارِ سر بہ
آئے جنابِ شاہِ رسل سُن کے یہ خبر فرمایا، واہ اے شرفِ خضرؑ نام

دولت جو اس میں دفن یتیموں کی پائی تھی
دیوار خضر نے بھی یونہی اک اُٹھائی تھی

دیوار کیا ہے! دین تو ہی ہم نے کر دیا (۶۸) حق نے خطابِ قاسمِ نار و سق
گردن کشوں نے باج میں دادا کو سر دیا مرحب نے قلعہ، قلعۂ خیبر نے در

سب جانتے ہیں ساقیِ کوثر کے اوج کو
رستہ فُرات نے دیا دادا کی فوج کو

مکّار بولے، آپ کے تو ہم غلام ہیں (۶۹) لیکن غلام، تشنۂ خونِ امام
دریا ہے نذر، آپ اگر تشنہ کام ہیں یعنی حضور ثانیِ خیرُ الانام

کوئی نہیں شرف میں مقابل حضور کے
مسند بھی مصطفیٰ کی ہے قابل حضور کے

...ب کچھ ملے جو آپ جدا ہوں حسینؑ سے (۷۰) جو خیمہ ہو پسند وہاں رہیے چین سے
...غ ہوں ہم جو قتلِ شہِ مشرقین سے چلیے یہاں سے شام کو اِس زیب و زین سے

ڈنکا جلو میں سر پہ نشانِ ظفر چلے
برچھی پہ دھوپ میں شہِ بےکس کا سر چلے

...کم کو دخلے کا عریضہ جو جائے گا (۷۱) ناکے تلک حضور کے لینے کو آئے گا
...ند پہ اپنی روز برابر بٹھائے گا کیا جشن ہوگا جب تمھیں دولہا بنائے گا

خاقان و قیصر آئیں گے خود چین و روم سے
ے جائیں گے برات شہزادے کی دھوم سے

...زادے نے لرز کے کہا، بس خموش بس! (۷۲) قاسم کے بیاہ سے نہ رہی بیاہ کی ہوس
...ل کو اختیار ہے، بندے کا کیا ہے بس مرنے کی بھی بہار ہے اٹھارھویں برس

مر جائیں نامراد تو پوری مراد ہو
شادی بڑی یہی ہے کہ اللہ شاد ہو

...! خوب دوستی کی یہ باتیں ہیں، واہ واہ! (۷۳) کہنے کو حکم قتل کا، ہم کو پناہ، واہ!
...ٹے کو چین، والدہ دربدر تباہ، واہ! بابا کی موت اور علی اکبر کا بیاہ، واہ!

شادی کا اور بیاہ کا کس کو دماغ ہے
دل پہ ہماری شادیِ قاسم کا داغ ہے

...م کو تُمھارے خیمے میں راحت ہو چین ہو (۷۴) ماتم کی صف حرم میں بچھے شور و شین ہو
...بل و نشاں کی میرے لیے زیب و زین ہو برچھی پہ غرقِ خوں سرِ پاکِ حسینؑ ہو

ہم تختِ یزید کے پہلو نشیں رہیں
یاں بے کفن زمیں پہ شہنشاہِ دیں رہیں

اکبر کے دوست، قاتل شاہ ہُدا ہو تم! (۷۵) پھر آنکھ چار کرتے ہو، کیا بے حیا ہو…
تو ہو چکا مصالحہ، گرم دغا ہو تم — دیکھیں تو ہم بھی کیسے سپاہی بھلا…
تم سے لڑنے بھڑنے مری پہلی لڑائی ہے
پر مثلِ سیف قبضے میں ساری خدائی ہے

پھر تو ہوا ملال یہ خورشید مہرباں (۷۶) پنجہ بڑھا نیام کی جانب کو ناگہاں
قبضے سے لے کے تا سرِ تیغ شرر فشاں — تھی تیس دن کی راہ کہ تھا ماہ درمیاں
ڈر کر قضا بھی تیغ کی تیزی سے ہٹ گئی
قبضے پہ ہاتھ پہنچا کہ سب راہ کٹ گئی

ہنگامِ ظہر تیغ نے خالی کیا میاں (۷۷) محراب سے بلند ہوا نعرۂ اذاں
ہل چل پڑی جماعتِ اعدا کے درمیاں — بولی زمیں کہ اب میں اقامت کروں ک…
رضواں نے دی ندا، یہ جناں کے ریاض سے
نکلی دعائے سیفی اعظم بیاض سے

غنچے سے بوئے غنچہ سمٹ کر نکل پڑی (۷۸) جوہر تھے پھول تاروں کے، یہ پھول کی چ…
یہ عقل ذوالفقار کے فقروں سے یاں لڑی — نکلی نیام سے جو، یہ ہم غل تھا اُس گھڑ…
بھاگو کہاں کا قصہ کہ اب ہوش جاتے ہیں
دو اژدے گتھتے ہوئے بانبی سے آتے ہیں

پھل اس کے دونوں، یہ تھے دمِ جلوہ گُستری (۷۹) کیا قافِ تیغ کی تھی پری، تیغ حیدری
کیا پھل تھے دو صحیفۂ اسرارِ داوری — منسوخ جن کے سامنے تفسیرِ جوہری
باہم مطالعہ تھا سدا آب و تاب کا
تنہا مقابلہ نہیں ہوتا کتاب کا

...ے نے جو تیغ سے ارشاد، ہاں! کیا (۸۰) روے بُرش سوے سرِ شامیاں کیا
...نے پیش خیمہ عدم کو رواں کیا رخ ہستی نے جانبِ پیر و جواں کیا

عقل بشر رہی نہ حواسِ ملک رہے
زیرِ قدم زمیں، نہ سر پہ فلک رہے

...ھا کے چرخِ نہم پر نگاہ کی (۸۱) کرسی نے جانا، عرش کی کشتی تباہ کی
...ن گئے قلم و لوح، آہ کی بولا فلک، پناہ رسالت پناہ کی!

محکوم سب حضور کے چرخِ بریں پہ ہیں
دشمن ابوتُراب کے روے زمیں پہ ہیں

...ے واسطے بیعت کے جن بڑھا (۸۲) یا، رُت بھری کہ رات گھٹی اور دن بڑھا
...کار کوع کی کثرت سے سن بڑھا ظلمات سے جہاد کو خضرِ حسن بڑھا

اونچی ہوئی جو تیغ کے سرو ہی جناب کی
گردوں پہ مد بنی الفِ آفتاب کی

...ب پہ سپہر کی گنبد کو دھر لیا (۸۳) گاہے زمیں پہ جل کے عمل اپنا کر لیا
...لی اس گروہ کی اُس صف کا سر لیا تڑپی کمر یہ اِن کی تو اُن کا جگر لیا

ہر دل رواں تھا جنبشِ جری کے ساتھ
قدرت خدا کی اڑتے تھے شیشے پری کے ساتھ!

...ملائی آنکھ تماشا دکھا دیا (۸۴) چشمِ جہاں سے پردۂ غفلت اُٹھا دیا
...سنانِ مژہ کو اڑا دیا پُتلی کو اُس نے خاک کا پُتلا بنا دیا

ہر سنگ دل کی آنکھ کے ڈھیلے نکل پڑے
پتلی جو کاٹی، مردُمِ آبی اُچھل پڑے

شورش پہ جو بہت تھے وہ خاموش ہوگئے (۸۵) رو دار جو جوان تھے، روپوش ہو
ہشیار تھے جو سب ہیں وہ بے ہوش ہوگئے نام اپنے نامیوں کو فراموش ہو
کہتے تھے کچھ تو کرتے تھے کچھ اضطرار سے
سر پاؤں بات کا بھی نہ تھا ذوالفقار سے

جوہر یہ اُس کے اہلِ ہنر لوٹنے لگے (۸۶) کیا چال تھی کہ راہ میں سر لوٹ
وہ ہو کے طائرانِ نظر لوٹنے لگے گرز و سنان و تیغ و تبر لوٹ
جھک کر جو بچ گیا اُسے خم ہو کے دو کیا[1]
زیں پر کھڑا ہوا تو علم ہو کے دو کیا

لاکھوں میں وقتِ جنگ کبھی گم کبھی عیاں (۸۷) گہہ تو تھی گاہ زنگ، کبھی گم کبھی ع
جگنو کا صاف ڈھنگ، کبھی گم کبھی عیاں مثلِ شرارِ سنگ، کبھی گم کبھی ع
بے دم کیا یہ تیغِ شجاعت پناہ نے
تلوار کیا، کہ دم بھی نہ مارا سپاہ نے

نازو ادا و حسن دکھاتی ہوئی چلی (۸۸) جوہر کی زلف رخ سے ہٹاتی ہو
غمزے کو سو کرشمے دکھاتی ہوئی چلی دیوانہ، عاشقوں کو بناتی ہو
دھبا کہیں لگا نہ جسم و خم میں بل پڑا
نکھری نہا کے خون میں، جوبن اُبل پڑا

یہ سیرِ جنگ دیکھتے تھے اہلِ بیت شاہ (۸۹) سب، واہ واہ کرتے تھے اور با
تعریف سن کے ہوتا تھا حال اور بھی تباہ یعنی شہید ایسا بہادر ہو بے گنا
شہ کہتے تھے، بلند کیا نام باپ کا
یہ حُر کے عرض کرتے تھے، صدقہ ہے آپ کا

۱؎ نسخہ۔ اک آگ تھی جدھر طرف کو بھڑک گئی اس تیغ کی ادا پہ قضا بھی پھڑک گئی

...دشت پہ اور گاہ ... (۹۰) آفت کی دھوپ، قہر کی گرمی، غضب کی لو
...م بھاپ جو اٹھتی تھی چار سو — سُم کو اٹھا کے ہانپتا تھا اسپِ نیک خو
کملا رہا تھا بانو کا پھول آفتاب میں
جلتے تھے پاؤں موزوں میں موزے رکاب میں

...گرم تھا اور تسمۂ عناں (۹۱) چھالے پڑے بھی، پھوٹے بھی، ہاتھوں کے درمیاں
...کا وفورِ عطش، کیا کروں بیاں — باہر نکل کے منہ میں سماتی نہ تھی زباں
نیلے تھے ہونٹ اور طبیعت اداس تھی
آنکھیں بھی دونوں بیٹھ گئی تھیں، یہ پیاس تھی

...نزادے کے شیعہ کریں نظر (۹۲) سنِ شباب، فاقے کو چھبیسواں پہر
...جو چلے تو دُکھنے لگی کمر — دورانِ سر سے تن پہ ہوا ناگوار سر
پہلے پہل لڑے بھی تو نولاکھ سے لڑے
لیکن، خدا گواہ، بڑی ساکھ سے لڑے

...ے رواں ہوئے سوئے حرم سرا (۹۳) بڑھ بڑھ کے دیکھنے لگے حیرت سے اقربا
...حسین کی خواہر نے دی صدا — قربان جائے پالنے والی، یہ کیا ہوا؟
ہے ہے، تمھاری آنکھوں کو کس کی نظر لگی
پیارے کی پیاری آنکھوں کو کس کی نظر لگی

...مجھ کو بھی حیرت کمال ہے (۹۴) مجھ بے نصیب کا یہ بڑا ارمان لال ہے
...ں بلا میں، بڑا انفعال ہے — دائی نثار، ہائے، یہ کیا منہ کا حال ہے
آئی ہوئی تری نہ تری ماں پہ ٹل گئی
ہم صورتِ نبیؐ تری صورت بدل گئی

اکبر پکارے، پیاس ہے اماں جان پیاس ۹۵ پھر ہاتھ جوڑ کر یہ کیا شہ سے ا
لڑنے سے جاں نثار کو اب تک نہیں ہراس پر شدتِ عطش کیے دیتی ہے بے
ہر دُکھ میں آسرا ہے تمھارا غُلام کو
بابا حسینؑ، پیاس نے مارا غُلام کو

آیا ہوں یاد کر کے میں صفینؑ کی وغا ۹۶ جب دم محمد حنفیہ مرے چچ
آتے تھے لڑ کے روبروے شاہ لافتیٰ فی الفور آب سرد علی کرتے تھ
پانی سے مُنھ دھلا کے زرہ پر چھڑکتے تھے
پھر شعلے پیاس کے نہ جگر میں بھڑکتے تھے

میں بھی حضور آپ سے امیدوار ہوں ۹۷ پانی پلائیے کہ بہت بے قرا
رو کر حسینؑ بولے، میں بے اختیار ہوں بیٹا تمھارے مُنھ سے بہت شرم
اللہ صبر دے، مرے تشنہ جگر تمھیں
تم پانی مانگو اور نہ پلائے پدر تمھیں

لیٹا یہ عُذر کر کے جگر گوشۂ بتُول ۹۸ دی منھ میں چوسنے کو پھر انگشتر
فرمایا اب نہ پیاس سے ہو گے کبھی ملول جاؤ، خدا تمھاری شہادت کرے
کوثر کا جام بابا سے لے میری جان، لو
خاتم سے اپنا خاتمہ بالخیر جان لو

سمجھا خوذ زادہ، عمر ہماری ہوئی تمام ۹۹ لکھا ہے شاہ کا حبشی ایک تھا
خدمت میں شاہزادے کی رہتا تھا صبح و شام گھر سے اُسے بلا کے کہا، بھائی ا
ہم نے ابھی پدر سے پیامِ قضا سُنا
بھائی معاف کر تو ہمارا کہا سُنا

(۱۰۰) سنتے ہی فاطمہؑ کی بہو تھرتھرائے گی ... ب رن سے ہم نہ آئیں گے، آواز آئے گی
بی بی تری قدم، سوے مقتل، بڑھائے گی ... ندر پہ رہیو ورنہ مری بات جائے گی
جس طرح وہ رُکیں تو انھیں روک لیجیو
سوگند میری مرگِ جوانی کی دیجیو

(۱۰۱) دکھلا کے سب کو دبدبۂ حیدریؑ چلے ... کہہ کے چوستے ہوئے انگشتری چلے
ٹھنڈے ہوئے نہ پھر فلکِ چنبری چلے ... فضائے عنانِ عقاب کی جنّ و پری چلے
غل تھا نثار اس پہ سلیماں بھی رن میں ہے
انگشتریِ ختمِ رسالت دہن میں ہے

(۱۰۲) طوفانِ اشک خوف ہے سب کی نگاہ میں ... سفت، دوبارہ شرم سے گرتے نہیں چاہ میں
پھر بند و بست فتح کا ہے رزم گاہ میں ... فرش و اہلِ عرش کی آنکھیں ہیں راہ میں
پھر اوج میں زمیں کے طبق آسماں ہوئے
رن میں دوبارا احمدِ ثانی عیاں ہوئے

(۱۰۳) للکار کر کہا علی اکبرؑ نے، ہاں ملی! ... دا نے پوچھا، سوزِ عطش سے اماں ملی؟
پر، آہ، ننھے بھائی کے ہونٹوں پہ جاں ملی! ... نگشتریِ خاتمِ پیغمبراں ملی
پایا نہیں جو دودھ تو اماں سے روٹھے ہیں
منھ میں یہاں انگوٹھی ہے اور واں انگوٹھے ہیں

(۱۰۴) بے قوت ہے ہمارے لیے قوتِ خدا ... پیاس ہے فقط بشریت کا مقتضا
کھاتے تھے تین لقمۂ نانِ جویں سدا ... لقموں بھر میں شیرِ خدا شاہِ اوصیا
عالم کو جو کھلائے وہ کیا ہو کے سیر کھائے
جو ساری زندگی میں سوا تین سیر کھائے

(۱۰۵)

اس ذات میں جو نعمتِ خداداد ہم دکھائیں — نیزے پہ ہفت پیکرِ گردوں، علم دکھائیں
تیروں سے رستموں کو نشانِ عدم دکھائیں — بے دم ہوں سب، جو بُرّشِ تیغِ دو دم دکھائیں

کاٹیں کمانِ چرخ کو، تیرِ شہاب کو
تیغِ ہلال کو، سپرِ آفتاب کو

(۱۰۶)

کیا منہ جو تاب میرے طمانچے کی شیر لائے — دوں کاہ کو جو حکم پہاڑوں کو گھیر لائے
پشہ پکڑ کے گردنِ فیلِ دلیر لائے — مردہ، قضا کے ہاتھ سے، جان اپنی پھیر لائے

میرا عقاب دیو کو مارے پچھاڑ کر
پھینکے ہوا پہ قاف کو ستم سے اکھاڑ کر

(۱۰۷)

طارق مثالِ ناگ بڑھا آئینہ نما ہوا — اور رد کشِ جوانِ شہِ لافتیٰ ہوا
معلوم ایک دم میں نہ دم کا پتا ہوا — ویسے بلند نعرۂ واحسرتا ہوا

تیغِ دوسر نے شکل یہ بدلی پلید کی
آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کے زخموں نے دید کی

(۱۰۸)

بیٹا بہرِ قصاصِ پدر کو رواں ہوا — طارق کی طرح وہ بھی سقر کو رواں ہوا
بھائی جو اُس کا اُس کی خبر کو رواں ہوا — یہ بھی گیا وہیں، وہ جدھر کو رواں ہوا

پھر چار، تیسرا پسرِ نحس جو ہوا
یکتائیِ خدا کا وہ منکر بھی دو ہوا

(۱۰۹)

مصراع پہلواں کوئی آیا تھا شام سے — بھیجا عمر نے یاں اُسے دیوانِ عام سے
مصراع.. تیغ اُس نے نکالا نیام سے — لیکن خفیف وہ ہوا اُن کی حسام سے

خمسہ جو اس خمسہ کا ایک بار کھو گیا
دو مصرع مثلِ بیت یہ مصرع ہو گیا

...ندوں کا اور مُردوں کا تھا پھر تو ایک حال (۱۱۰) ہر جا بیان ہوتے تھے اُس تیغ کے کمال
...آر، ہو تھے خوابِ عدم میں یہ گیو زال وہ ڈوبا، وہ اُڑا، وہ جلا، وہ ہوا حلال

حالِ زنانِ حاملہ گھر گھر سقیم تھا
جو طفل اُس گھڑی ہوا پیدا، دو نیم تھا

...دبہ دلوں کا آ ہوے آرام، رم ہوا (۱۱۱) سنتے ہی وصلِ تیغ کا پیغام، غم ہوا
...لما بس جاں نثاں سے بھی یہ کام کم ہوا سایہ حسام کلبۂ اجسام، سم ہوا

برق و شرر پہ جست میں رہوار در ہوا
ٹھہرا کے آسماں کا نگوں سار سر ہوا

...گہ کہا یہ عدل سے شمشیر نے کہ ہاں! (۱۱۲) کیسی میری برش ہے؟ وہ بولا کہ الاماں!
...طعی دلیل آج ہے توحید کی عیاں ثابت کسی طرح کی دوئی اب نہیں یہاں

کوفی و شامی و عجمی و عرب ہیں دو
بس اِک خدا تو دو نہیں باقی تو سب ہیں دو

...دیک تھا کہ شامی و کوفی کریں فرار (۱۱۳) واں فکر کی یہ محکم و نوفل نے ایک بار
...عن چُن کے دو ہزار سواران نیزہ دار اکبرؑ کے گرد باندھ لیا تیروں کا حصار

ہے ہے نصیب شیعوں کا اُس وقت پھر گیا
پوتا خدا کے شیر کا تیروں میں گھر گیا

...ثارِ موت پائے جو اُس کارزار میں (۱۱۴) یثرب کو مر کے دی یہ صدا اضطرار میں
...صغرا بہن نہ دیکھو میرے انتظار میں لوٹا قضا نے باغ جوانی بہار میں

ہر روز تھا یہ قصد کہ وعدہ وفا کروں
پر زندگی نے کی نہ وفا، آہ، کیا کروں!

اکبر یہ کہہ رہے تھے مدینے کو منھ پھرائے (۱۱۵) جو نیزے، دو ہزار نے جو گر دے، لگائے
اک برچھی اِس غضب کی لگی دل پہ ہائے ہائے اکبرؑ جگر پکڑ کے کئی بار تھرتھرائے
گردن اِدھر سمند کی گردن پہ جھک گئی
سینے میں واں سناں جو اَڑی سانس رُک گئی

وہ ضعف سے پسینے کا آنا وہ سر کا درد (۱۱۶) سینے کا دُکھنا، سانس کا رُکنا، جگر کا درد
دل کا تڑپنا، پشت کا جھکنا، کمر کا درد پالا تھا جس نے، اُس کے لیے عمر بھر کا درد
بابا نہ تھا جو سینے سے برچھی نکال لے
مادر نہ تھی جو گود میں اُن کو سنبھال لے

سنبھلا علیؑ کا شیر تڑپ کے "یا علیؑ" (۱۱۷) لی عینِ غش میں تیغ رواں کہہ کے "یا علیؑ"
قاتل کی سمت پھیری عناں کہہ کے "یا علیؑ" چھوڑا نہ سر نہ جسم نہ جاں کہہ کے "یا علیؑ"
ڈر کر پرے تو نیزہ درِ دل کے پے ہوئے
اور گر پڑے یہ ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے

زینبؑ نے در پہ آ کے پکارا حسینؑ کو (۱۱۸) اب کچھ نہیں خیال ہمارا حسینؑ کو
گو جز خدا کوئی نہیں پیارا حسینؑ کو پر اس قلق میں چاہیے چارا حسینؑ کو
نیزے ہمارے شبیرؑ کو اعدا نے مارے ہیں
برچھی لگی کلیجے پہ اکبرؑ پکارے ہیں

اب وقتِ آخری مرے گلگوں قبا کا ہے (۱۱۹) ہونا وہاں ضرور شہِ کربلا کا ہے
یہ شکر ہے خدا کا، وہ فدیہ خُدا کا ہے کیوں کر کہوں زباں سے کہ ساماں قضا کا ہے
مشتاق اُن کو ہو گی شہِ خوش نہاد کی
بر لائیے مُراد مرے نامُراد کی۔

ی ہوئے یہ سُن کے شہنشاہِ دو جہاں (۱۲۰) اک اسپِ بے سوار ہوا سامنے عیاں
رکاب خون میں، راکب کے خوں فشاں اُس کے قریب جا کے یہ کرنے لگے بیاں
کیا تو عقاب اکبرِ ناشاد کا ہے؟
وہ بولا، ہاں حضور، یہی میرا نام ہے!

شہسوارِ دوشِ پیمبر دُہائی ہے (۱۲۱) برچھی مرے سوار کے دل پر لگائی ہے
بولے، پاس اُن کے نہ بابا نہ بھائی ہے افسوس اس گھڑی تجھے اُن سے جدائی ہے
بولا عقاب سوئے نجف منہ کو موڑ کر
آیا ہوں واں میں صاحبِ دُلدل کو چھوڑ کر

جاں بر لب غش زادہ ہے یا سیدِ امم (۱۲۲) اُس وقت سن کے آپ کی فریاد دم بہ دم
نے دونوں ہاتھ جگر پہ دھرے بہم بولے ہے غضب، ہوا نہ کلیجے کا درد کم
آواز دے سکے نہ امامِ غیور کو
مجھ سے کیا اشارہ، بلا لا حضور کو

کے ساتھ ساتھ چلے شاہِ دیں پناہ (۱۲۳) اک دشت کی زمیں پہ ملی درمیانِ راہ
نیزہ سینے میں ہے اک جواں کرے آہ منہ لا کے منہ کے پاس شہِ دیں نے کی نگاہ
بسمل نے پوچھا کیا مرے بابا حسینؑ ہو؟
یہ بولے، کیا حسینؑ کے تم نورِ عین ہو؟

ہاں میں ہی ہوں، جیو ہے آپ کا غلام (۱۲۴) ہے ہے بصارت آپ کی اے قبلۂ انام
بولے، اپنا درد کہو، ہم تو ہیں تمام کی عرض، تشنگی سے نہیں طاقتِ کلام
کیوں کر یہ پیاس کم ہو، حبیبِ نبیؐ کہو!
شہ نے کہا، علی کہو بیٹا علی کہو!

(۱۲۵)
ناگاہ اُس جوان نے کیا چشمِ تر کو بند — اور دفعتًہ لرز گیا غیرت سے بند بند
حضرت نے پوچھا، کیوں مرے فرزندِ ارجمند؟ — چپکے سے بولے، درد جگر ہو گیا دو چند
ہے ہے کہ صفیں ہیں سب سرِ میداں کھڑی ہوئی
اور بال کھولے ہیں پھوپھی اماں کھڑی ہوئی

(۱۲۶)
شہ نے کہا نہیں تو مری جان وہ کہاں — بانو کے ساتھ بیٹھی ہی ہو وہ خستہ جا
آئی ندا کہ تڑپو نہ اے اکبرِ جواں — میں فاطمہ ہوں فاطمہ، کہنے کی نوحہ خوا
پالا ہے جس نے تم کو وہ زہرا کی یادی؟
دادی، پھوپھی نہیں ہے یہ دادی تمھاری ہے

(۱۲۷)
پھر لاش کو اُٹھائے شہِ بحر و بر چلے — دم توڑنے کو اکبرِ ناشاد گھر چلے
ہو کر شبیہِ حضرتِ خیرالبشر چلے — روتے ہوئے جلو میں ملک ننگے سر چلے
یاں دی خبر یہ فضہ نے زہرا کی جائی کو
شہزادی! لاش آئی، چلو پیشوائی کو

(۱۲۸)
اب کیا کہوں، حسین نے کیونکر اٹھائی لاش — اور زینب اپنے پالے کی کس طرح لائی لا
بیٹے قیامت آئی حرم میں بکھر آئی لاش — ارمان تھا دلہن کا، فلک نے دکھائی لا
آئی بتول بزم میں، تسلیم کو اُٹھو
اکبر کی لاش آئی ہے، تعظیم کو اُٹھو

(۱۲۹)
رو کر سوئے حضرتِ حسینی یہ دو ندا — ہے ہے حضور سے علی اکبر ہوئے جد
آقا تمھارے فدا، ترے اکبر کے ہم فدا — بیٹے کی تعزیت میں جزا دے تمہیں
پُرسا جوان بیٹے کا یوں دو حسین کو
جو ساکنانِ عرش سُنیں شور و شین کو

مرثیہ ۱۵

...ں ہے چمن فصلِ بہاری کی ہے آمد (۱) ہے شہدا رحمتِ باری کی ہے آمد
...ن ہے کہ آہوئے تتاری کی ہے آمد — پیدل ہے فلک، کس کی سواری کی ہے آمد
عکسِ چمنِ رُخ سے عیاں قدرتِ حق ہے
...ن گلشنِ جنت کے مرقع کا ورق ہے

...ب کے جبینوں کے سر آمد کی ہے آمد (۲) کعبے سے حسینوں کے سر آمد کی ہے آمد
...شید جبینوں کے سر آمد کی ہے آمد — افلاک نشینوں کے سر آمد کی ہے آمد
سر آمدِ اربابِ جلالت کی ہے آمد
ہم شکلِ شہنشاہِ رسالت کی ہے آمد

...ا قالبِ صد مہر ہر اک ذرہ ہے بن کا (۳) کیوں نور ہے ہر ذرے میں آج کی کرن کا
...ئو نہیں ہوش ہے کچھ، اپنے بدن کا — دھڑکا ہے ازل کو طلبِ جان و سر و تن کا
غل ہے کہ چراغ اب سحر خورشید کا گل ہے
ہاں آمدِ ہم شکلِ شہنشاہِ رسل ہے

...ل علی دبدبۂ اکبرِ ذی شان (۴) سلطانِ عرب، آئینہ ساں، خلقت حیران
...ت کے سبب جیں بہ جبیں چین کا خاقان — خورشید صفت قیصرِ رومی ہے الرزاں
کھولی کمرِ ظلم و ستم چرخِ بریں نے
باندھی سپرِ ہفت طبق کا یہ زمیں نے

سردار ہٹے جاتے ہیں میدان سے ڈر کے (۵) آگے نہیں بڑھتے ہیں قدم فتنہ و شر کے
نقارے پھٹے جاتے ہیں افواجِ عمر کے — باجے نئے بجتے ہیں تڑپنے سے جگر کے
گرد اڑتی ہے یا ہوش ٹھکانے نہیں ان کا
یہ دھوپ ہے یا رنگ اڑا چرخِ کہن کا

پیشانیِ مردم کا بچھونا ہے زمیں پر (۶) ہیں نقشِ قلم رخش کے سُم لوحِ جبیں پر
یوں روزِ شہادت تھا جلوس آپ کا زیں پر — جیسے شبِ معراج نبی عرشِ بریں پر
پابوس ہیں ساتوں فلک ابنِ شہِ دیں کے
چودہ طبق اس دم نظر آتے ہیں زمیں کے

جلوہ رخِ اکبر کا جو تا دور ہوا ہے (۷) صحرائے بلا نور سے معمور ہوا ہے
ہر ذرہ صباحت میں رخِ حور ہوا ہے — ہر نخل ضیا میں شجرِ طور ہوا ہے
نورِ نظرِ شاہ جو گھر سے نکل آیا
حیران ہیں سب، چاند کدھر سے نکل آیا

پھولا ہے عجب حسن کا گلزار زمیں پر (۸) خورشید چمکتا ہے ہر بار زمیں پر
تا دور جو ہے پرتوِ رخسار زمیں پر — ہے فرشِ نگاہ اولوالابصار زمیں پر
نزدیک ہے اب طور سے موسیٰ اتر آئے
گردوں سے تماشے کو مسیحا اتر آئے

کثرت سے حبابوں کی ہیں دریا ہمہ تن چشم (۹) انجم سے فلک بہرِ تماشا ہمہ تن چشم
ذروں سے ہر اک گوشۂ صحرا ہمہ تن چشم — حلقوں سے زرہ کے ہیں سب اعضا ہمہ تن چشم
انجم کے لٹا دے گا، گہر چرخِ بریں آج
گنجینۂ قاروں کو اگل دے گی زمیں آج

...ب چشم وجاہ ہو اور دامن دولت (۱۰) گردِ قدمِ پاک ہو اور دیدۂ نصرت
...اتھ بہادر کے چلی آتی ہو غربت ہر دم کفِ افسوس کو ملتی ہو شہادت
آتا ہے شگفتہ جو نظر باغِ جوانی
سینہ میں جوانی کے بھی ہو داغِ جوانی

...ہو تنہا پسرِ شاہِ شہیداں (۱۱) لیکن ہو قوی دل صفتِ شیرِ نیستاں
...مر چکے ہو کون جو آئے سرِ میداں ہو ہاتھ میں غربت کے فقط گوشۂ داماں
مادر کی فقط آہِ جگر لائے ہیں اکبرؑ
یا روشنیِ چشمِ پدر لائے ہیں اکبرؑ

...کو سنبھالے ہو دلِ زینبِ ناشاد (۱۲) بگڑے ہو گریباں کو شوقِ دلِ سجّاد
...خیمہ پہ دادِ غریبوں کی فقط یاد بچے کی طرح کھینچتی ہو ماں باپ کی فریاد
نیزے کی جگہ نالۂ شاہِ شہدا ہے
مانندِ سپر پشت پہ بانو کی دعا ہے

...ے نشانِ مرگِ جوانی کی نشانی (۱۳) چھڑکاؤ جو آگے ہو، وہ ہو اشک فشانی
...از جو پوچھو، تو فقط مرگِ جوانی ہم درد جو پوچھو، تو فقط تشنہ دہانی
دردِ جگرِ بانوے اطہر ہے جلو میں
یا دودِ دلِ احمدؐ و حیدرؑ ہے جلو میں

...ہ جو اِس شان سے وہ شاہ کا دلدار (۱۴) ہنستا ہوا آیا طرفِ لشکرِ کفّار
...نے کہا، واہ، نہ ہو قدرتِ غفّار! ایسے بھی جواں ہوتے ہیں عالم میں نمودار!
کیا دل ہے، کہ تنہا یہ دلیر آتا ہے رن میں
شیر آتا ہے شیر آتا ہے، شیر آتا ہے رن میں

اللہ رے آمد کہ زمیں ہے تہ و بالا (۱۵) چھپتا ہے بیادل میں سواروں کا رس

اس غیرتِ یوسف کا ہے دنیا میں اجالا کہتا ہے فلک سلّمک اللہ تعا

گھٹنوں پہ ہے گردن سرِ رہ تاج وروں کی

جبریل لگائے ہوئے چھتری ہے پروں کی

کہتا ہے ہر فرشتہ، میرے خداوند ہیں یہ بس (۱۶) اکبر شہِ مظلوم کے فرزند ہیں یہ ب

مالک کی مشیت پہ رضامند ہیں یہ بس سر رشتۂ تسلیم کے پابند ہیں یہ ب

ہم شکلِ نبی بہرِ جہاد آج چلے ہیں

یا سوئے فلک صاحبِ معراج چلے ہیں

ڈرتے میں نہیں ہاتھ لگی جرأتِ حیدر (۱۷) چاہیں تو ابھی درہم و برہم کریں لشکر

ہر چند کہ بابا ہے بہت صابر و شاکر دادا نے دمِ جنگ اکھاڑا درِ خیبر

دادا کا اگر زور یہ اس وقت دکھا دے

وہ انگلیوں سے قلعۂ گردوں کو گرا دے

اعدا تو یہ جرأت سے بہم کرتے ہیں تقریر (۱۸) روتے ہیں کھڑے خیمے کے در پر شہِ دلگ

اب مجھ سے یہ کہتا ہے مرا خامۂ تحریر لا پیشِ نظر کھینچ کے شہزادے کی تص

تصویر وہ تصویر جو پیشِ نظر آئے

زُہرہ پئے تسلیم فلک سے اُتر آئے

کھنچنا بہت اِس شکل کا دشوار ہے دشوار (۱۹) آتی ہے تصور میں کہیں قدرتِ مخ

موسیٰ کو نظر آیا تھا اک جلوۂ دیدار غش کھا کے گرے، ہوش نہ باقی رہا ز

لکھنے کو تو لکھتا ہوں پہ اندیشہ بڑا ہے

جب طور جلا، رتبۂ کاغذ بھلا کیا ہے

...زۃ للہ زہے نورِ مجسم (۲۰) آنکھوں کے تلے برق چمک جاتی ہے ہر دم
...سر پہ جبرئیل سے ہاتھوں میں نہیں کم — اور جائے ورق ہے ورقِ نیّرِ اعظم

کیا نور ہے، کیا حسن خداداد عیاں ہے
مہتاب دوات اور قلم کاہکشاں ہے

...ن کا یہ دعویٰ ہے کہ رُخ بدرِ دُجا ہے (۲۱) یہ بدر ہے ششدر، یہ کہاں مجھ میں ضیا ہے
...ن کا اِشارہ ہے کہ یہ شمسِ ضحیٰ ہے — خورشید لرزتا ہے کہ یہ نورِ خُدا ہے

پروانہ و بلبل میں عجب بحث کا غُل ہے
وہ کہتا ہے، یہ شمع ہے۔ وہ کہتی ہے، گُل ہے

...چاہِ ذقن روبروئے خضرؑ و سکندر (۲۲) چاہِ خضر و چشمۂ آئینہ سے بہتر
...میں و خلیلؑ اِس کے ثنا خواں ہیں برابر — یہ کہتے ہیں، زمزم ہے۔ وہ فرماتے ہیں کوثر

جلوہ وہی یعقوبؑ خیال سے اُتر آئے
اِس چاہ میں یوسفؑ کی تجلّی نظر آئے

...ہ کو بشر کہتے ہیں، یہ ظلِّ خدا ہے (۲۳) یہ بالِ ہُما تو نہیں، اقبال ہما ہے
...ما ہے یہ نور سے طالع کا لکھا ہے — ایمان کا یہ قول کہ یہ قبلہ مرا ہے

گو خم ہے یہ ابرو، یہ رہِ سجدہ درج ہے
سیدھی تو ہے یہ بات، نہیں قبلے میں کج ہے

...نتوں کو صدف کہتی ہے گوہر سے ہیں بہتر (۲۴) قطرے ہیں، مگر آب میں کوثر سے ہیں بہتر
...ما ہے عطارد کہ یہ اختر سے ہیں بہتر — ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ بہتر سے ہیں بہتر

سِلکِ دُرِ دنداں میں تکلّف ہے تو یہ ہے
ہیں موتی کی لڑیاں، پہ نہ رشتہ نہ گرہ ہے

بتیس عدد لب کے ہیں سو ہیں یہ نمودار (۲۵) بچپن میں ملیں دودھ کی بتیس انھیں دو[...]
قطرہ جو رہا منھ میں، بنا وہ دُرِ شہوار — قربانِ خواصِ دہنِ معجزہ کر[...]

اس منھ میں نئے سب یہ جو ہر ہوئے پیدا
پانی جو صدف نے پیا، گوہر ہوئے پیدا

قامت کا الف عابدوں میں رکنِ اذاں ہے (۲۶) اور قمریوں کی آنکھ میں یہ سروِ رواں [...]
رضواں سے جو پوچھو، کہے، طوبیٰ جناں ہے — جبریل کی آنکھوں میں بیاں سدرہ خزا[...]

موسیٰ سے جو پوچھو شجرِ طور بتائے
اور فوجِ ملائک علمِ نور بتائے

گو ختم اسی بحث میں مدح سرو پا ہے (۲۷) ہر بند میں بندش کا طریقہ ہی جدا [...]
کیا فخر جو مضمون کہیں چُست بندھا ہے — جو یا سخنِ تازہ کی اب فکرِ رسا [...]

تائیدِ خدا، فضلِ رسولِ دو جہاں ہے
اک مرثیہ ہے اور دو سراپا کا بیاں ہے

چہرہ وہ گلستاں ہے کہ گل جس کے ہیں اختر (۲۸) اختر ہیں وہ کیا، قطرے پسینے کے سرا[...]
قامت وہ شجر جس کا ثمر نیّرِ اکبر — وہ نیّرِ اکبر ہے جمالِ علی اکبرؑ

صادق جسے کہتے ہیں یہ وہ صبحِ گلو ہے
کاذب جو سنا ہو یہاں خورشید کا رو ہے

ہو خشک جو حیواں تو ذقن آبِ بقا دے (۲۹) عیسیٰ جو ہو مُردہ لب جاں بخش جلا د[...]
نکلے نہ کبھی شمس تو رخ زرد دکھا دے — عینک کو جو ہو ضعفِ بصر آنکھ ضیا د[...]

خنداں مہِ خنداں میں نہ اس نور سے برسے
عکسِ دُرِ دنداں نے کیا سیر گہر سے

…ذ کے مقابل کوئی اب رو نہیں رکھتا (۳۰) آئینے کی رو ہی فقط ابرو نہیں رکھتا
…ش رنگ ہے لالہ پہ یہ خوش بو نہیں رکھتا بو رکھتا ہے گل پان کی سی، پہ خو نہیں رکھتا

دنداں ہیں صدف کے لبِ خنداں تو نہیں ہیں
غنچے کے دہن ہیں، دُرِ دنداں تو نہیں ہیں

…ب ہے ضیا آنکھوں کی خورشید و قمر پر (۳۱) ختم ہوتا نہیں مضموں کوئی ذاکر کی نظر پر
…ون سے کھلا راز یہ پتلی کا بشر پر سایہ کیے دو پریاں ہیں اک ماہ رو کے سر پر

مہتاب کو بے عیب کیا داغِ جگر نے
گل کھایا ہے اس آنکھ کی پتلی پہ قمر نے

…ہو کو کہا طبعِ رسا نے مری سایا (۳۲) اس سائے نے یہ لطف نیا ہم کو بتایا
…شیدہ بیاں قدرِ شبِ قدر کو پایا ہر تازہ یہ مضمون مرے ذہن میں آیا

بے سایہ نہ کیوں قد ہو رسولِ عربی کا
سایہ تو یہی مانگ کے لائے ہیں نبی کا

…ن کی ثنا مثلِ قلم زیبِ ورق ہے (۳۳) انگشت یدِ قدرتِ حق کہیے تو حق ہے
…و کے شرف کا سرِ بینی یہ سبق ہے یہ ناخنِ انگشت یدِ قدرتِ حق ہے

دل شیعوں کا چسپیدہ نہ کیوں اس سے سوا ہو
ممکن نہیں ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو

…شیدِ جبیں کا سرِ بینی ہے یہ اظہار (۳۴) خورشید پہ نیزے سے یہ کل ہوگا نمودار
…یہ کہاں نیزہ، کہاں بینی خوش اطوار چشمِ علی اکبر ہے گُلِ رحمتِ غفار

درباں کہوں ابرو، کو تو یہ عین خطا ہے
بینی نہیں، یہ صاحبِ ابرو کا عصا ہے

بینی کا کھلا بیچ میں آنکھوں کے یہ اسرار ۳۵ ہو بیچ میں اک تکیہ دو جانب ہیں دو بیمار
بیمار ہیں مخمور مے الفتِ غفّار بے ہوشی میں بھی خیر پہ تکیہ نہیں زنہار

پلکوں کے سوا نام کو بستر نہیں رکھتے
سونا کہاں تکیے پہ کبھی سر نہیں رکھتے

پھر رحمت بینی میں مری طبع رسا ہے ۳۶ نیزہ ہے نہ تکیہ ہے نہ خامہ نہ عصا ہے
اب ہم سے محبانِ علی پوچھیں کہ کیا ہے ہشیار، پہ ہشیار یہ غش ہونے کی جا ہے

بینی کی زیارت کرو آ دل سے ہٹ کر
اک جا ہوا ہے نورِ دو عالم کا سمٹ کر

اب کیجیے حسنِ لب و دنداں کے نظارے ۳۷ لو دیکھو، مہِ نو سے ہم آغوش ہیں تارے
اے قول بیاں جوہریِ حسن ہیں سارے صدقے ترے، اے فاطمہ کے لال کے پیارے

دندان و لبِ سرخ کی تمثال کو جانا
اکبر، ترے منھ سے گہر و لال کو جانا

سونگھے ہیں جو قبر امامِ دو جہاں کی ۳۸ وہ کہتے ہیں، بو، قبر میں ہے سیبِ جناں کی
کیا خوب مری عقل نے تاویل عیاں کی سیبِ ذقنِ پاک کی تعریف بیاں کی

اکبر ہیں قریبِ پدر آغوشِ زمیں میں
خوشبو ہے اسی سیب کی قبرِ شہِ دیں میں

جوہر زرہِ پاک کے کھولے نہیں جاتے ۳۹ داؤد جو ہوتے تو شرف اس کا بتاتے
گر اُن کی زرہ سے نہ مشابہ اسے پاتے تو جال میں مچھلی کے نہ یونس کبھی آتے

ملتے ہیں وہاں مصر کے محبوب کی آنکھیں
زائل ہے سیاہی تو ہیں یعقوب کی آنکھیں

...آئینوں کا باندھتا ہوں تازہ یہ مضموں (۴۰) چار آئینے نقطے ہیں الف قامتِ گلگوں
...چار طرف ہے کہ شش درج نہ ہو کیوں ہے ایک میں مشرق سے مغرب اب قدِ موزوں
قائل ہیں وہ چار آئینہ کی قدر ہے جن کو
روشن نہ چراغ ایسے ہوئے ہیں کسی دن کو

...پشتِ سپر پشت پناہِ دو جہاں ہے (۴۱) اس پشت سے پشتین کا اسرار عیاں ہے
...پسرِ شہنشاہِ نجف کا دل و جاں ہے جان و دلِ شبیر یہ فرزندِ جواں ہے
اکبر کو جدا سمجھے جو حیدر سے غلط ہے
اور کہتے ہیں سب پنج میں اک پشت فقط ہے

...ترکش کو کھولو قاف کہ ہر تیر پری ہے (۴۲) پریوں کو یہاں دعویٰ بے بال و پری ہے
...کمانوں سے ترکش کی عجب جلوہ گری ہے اک شیشے میں عقرب کی یہ سب قوم بھری ہے
ہر تیر کا دعویٰ ہے یہ پیکان کے اوپر
بیڑا میں اٹھائے ہوئے ہوں قتلِ عدو پر

...پرواز کی شوخی ہے غضب تیز پری میں (۴۳) گویا کہ سمائی ہے پری کبک دری میں
...کبکِ دری آج در آئی ہے پری میں یا آگ لگی ہے یہ نسیم سحری میں
وہ کہتے ہیں قدم چوم کے یہ دیکھنے والے
قدرت نے تماشے کے نئے تیر نکالے

...میں یہ شمشیر ہے جلد میں یہ ہے تیر (۴۴) لڑنے میں یہ تقدیر ہے گڑنے میں یہ تدبیر
...میں رسولوں کی دعا آنے میں تاثیر چلنے میں ہے یہ خواب، عیاں ہونے میں تعبیر
مضموں ہیں بہت پر کوئی دل چسپ نہیں ہے
اسرار ہے، اعجاز ہے، یہ اسپ نہیں ہے

(۴۵)
تیار ہے حضور اس کے ثوابت میں یہ سیّار — عمر اس کے مقابل ہیں قیام اور یہ رفتار
طوفاں کی یہ رفتار نہ محشر کی یہ کردار — وہ مست، یہ ہشیار، وہ خوابیدہ، یہ بیدار
بجلی کو حذر اس سے ہو سیماب کو ڈر ہو
وہ جن ہو، یہ شعلہ، وہ پنبہ، یہ شرر ہو

(۴۶)
اکبر کا جو یہ رعب و تہور نظر آیا — سب مورچوں پہ بہر تسلی عمر آیا
خوانوں میں غذا، تھیلیوں میں بھر کے زر آیا — خود اس نے خوشامد کی پہ حاکم سے [illegible]
اس بات پہ قسمیں دیں خلیفہ کے نمک کی
تصویر مٹا دو نبیِ جن و ملک کی

(۴۷)
گرد ان کے کھڑی کیں جو دو رات عرب تاں — تا مردوں کو غیرت وہ دلائیں سرِ میداں
گھاٹوں پہ جو فوجیں تھیں تو یاں کو یہ فرمایا — دریا کو نہ روکو کہ یہاں آگیا طوفاں
حضرت پسرِ فاطمہ کے شبیر کا رو کو
ہاں، گھاٹ اب اس صاحبِ شمشیر کا روکو

(۴۸)
سب نہر سے اٹھ آئے پرے جم گئے رن میں — غم دل میں، شگفتہ تھے پہ دلبر نہ بدن میں
آگے وہ بڑھے طاق جو تھے جنگ کے فن میں — قرنا کی صدا گونج گئی چرخِ کہن میں
فوج آگ کے دریا کی طرح موج پہ آئی
شعلوں کی طرح موجِ علم اوج پہ آئی

(۴۹)
اکبر نے صف آرا کیا اپنے رُفقا کو — فتح و ظفر و دبدبہ و صبر و رضا کو
پر میمنہ سونپا مددِ شیرِ خدا کو — اور میسرہ خاتونِ قیامت کی دعا کو
تن تن کے جلو میں کئی ہمت کے رسالے
اور قلب کیا یادِ الٰہی کے حوالے

لشکرِ کفّار تھا صف بستہ سراسر ﴿۵۰﴾ جس طرح سے دندانے ہوں آرے کے برابر
قلب میں صف کے پسرِ سعد بد اختر جیسے دلِ کفّار میں ہو کینۂ حیدرؑ
اکبر یہاں ارواحِ رسولانِ سلف میں
جس طرح عیاں چشمِ نبیؐ پلکوں کی صف میں

[...]عش نے بھی چاہا کہ بڑھاؤں قدم اپنا ﴿۵۱﴾ کی تیغ نے جنبش کہ دکھاؤں حشم اپنا
[...]ل نے کی عرض میں کھولوں علم اپنا گردوں نے کہا، میرے پہ رکھیو کرم اپنا
شہزادہ بڑھا آگے جو پڑھنے کو رجز کے
شعلے کی طرح ہٹ گئے اشرار لرز کے

[...]یاد کیا احمدِ ثانی نے یہ سب سے ﴿۵۲﴾ ایسا نہ ہو تم عذر کرو حشر میں رب سے
نہ کیا اس نے ہمیں نام و نسب سے ماں فخرِ عجم ہے، پدر افضل ہے عرب سے
حاصل ہیں دو عینَین، ایک عرب ایک عجم سے
ہیں نورِ دو عین اُن کا ہوں خالق کے کرم سے

[...]د ہو مرا، زیرِ نگیں جس کے ہو عالم ﴿۵۳﴾ انگشتری جس سے رہی ہاتھ میں ہر دم
[...]ن کو جاں بخشی سلیمانؑ کو خاتم پھر سجدے میں خاتم سے گدا کو کیا حاتم
بتلاؤ تو وہ کون گدا سے شہِ دیں تھا
سُن لو یہ خبر ہم سے کہ جبریلِ امیں تھا

[...]ست ہو ہر اک خورد و مُسِن، نام علیؑ سے ﴿۵۴﴾ ظلمات میں ہو جاتا ہے دن، نام علیؑ سے
[...]خضر پڑھتا ہے سن، نام علیؑ سے شیشے میں اتر آتے ہیں جن، نام علیؑ سے
گردوں پہ فرشتوں نے ہنر مانے ہمارے
جبریل کے پر کاٹے ہیں دادا نے ہمارے

نے مہرو میں اس برجِ امامت کا ہوں تارا (۵۵) تارا مرے اللہ نے گھر جس کے اُ
ہے سورۂ والنجم میں مذکور یہ سارا والشمس سے بھی مرتبہ روشن ہے

ہم نورِ زمین و فلک و شام و سحر ہیں
اللہ کے خورشید پیمبرؐ کے قمر ہیں

میں رونقِ دنیا، زیبِ عرب فخرِ عجم ہوں (۵۶) شوکت میں علیؑ، شکل میں ہیں فخرِ اُ
میں میوۂ گلزارِ تمنائے اِرم ہوں میں ہدیۂ درگاہِ خداوندِ حرم ہوں

مرنے سے مرے کنگرۂ عرش ہلیں گے
اس رو سے نبیؐ آج شہیدوں میں ملیں گے

وہ کون شجر ہے کہ جو طوبیٰ سے ہے بہتر (۵۷) بیخ اس کی زمیں پر تو ہے شاخ اس کی
وہ نخل ہے خیر البشر اور شاخ ہیں حیدرؑ اور میوہ ہے اس نخلِ ضیا بار کا

اور شاخ ہے جس نخل کی افلاک پہ ہیں یہ
تم صبح سے پھول اس کے گراتے ہو زمیں پہ

بابا مرا شاہِ شہدا حضرتِ شبیرؑ (۵۸) عمو مرا عباسؑ ہے، اللہ کی شم
دو بھائی ہیں میرے مہ و خورشید کی تصویر اک تپ میں ہیں محتاجِ دوا، دوس

برتر ہے نسب پالنے والی کا ہماری
زینب ہے لقب پالنے والی کا ہماری

مادر کو تو حق نے دیا وہ رتبۂ اعلا (۵۹) فردوس سے گھر جس کے گئیں خواب
نو پارچۂ نور کا خلعت انہیں بخشا وہ پارچۂ نور اُسے مرد ہیں س

کبریٰ کی قرابت جو ہوئی آلِ عبا سے
تو حجتِ حق کی ہو وہ ماں فضلِ خدا سے

جو تباہی ہوئی تھی اماں کے گھر کی (۶۰) مشہور ہوئی تھیں نہ بہو خیر بشر کی
داروں نے عادل کی بزرگی پہ نظر کی کسریٰ کی قرابت سے ردا کھنچ گئی سر کی
آئی تھیں فقط قیدیوں کے ساتھ وطن سے
ہاتھ اُن کے پس پشت بندھے تھے نہ رسن سے

اِس پیر سعد کو کیا آج ہے منظور (۶۱) ہاں والدہ کی قید کا کیا ہوتا ہے دستور
جو کر دیا یاں نبیؐ سے یہ نہیں دور تم لوگ تو امت میں پیمبرؐ کی ہو مشہور
اب لوٹنے کا جان کو وہ جائے گا سفر میں
زینبؑ کی وہ ہم پہلو ہے پیغمبرؐ کے گھر میں

یہ صدا آئی کہ اکبرؑ نہ رلاؤ (۶۲) اِس کو کہ جلی ماں کی بزرگی نہ بڑھاؤ
نکل آؤں گی، نہ پیارا اتنا دلاؤ رہنے دو، مرے ماتھے کا لکھا نہ مٹاؤ
اعدا سے سفارش مری کیوں کرتے ہو بیٹا
یہ وہ کہاں اب تم تو جواں مرتے ہو بیٹا

رکے گئی گر میرا مقدر نہ بگڑتا (۶۳) کیوں تم سا مرا شبیرؑ جواں مجھ سے بچھڑتا
مرا کیوں ایڑیاں جھولے میں رگڑتا کیوں کوکھ اجڑتی مری کیوں رن اجڑتا
آغاز بُرا یہ تھا کہ تم ماں سے جدا ہو
انجام یہ ہے سر پہ نہ وارث نہ پتا ہو

رجز سن کے مخالف ہوئے دل تنگ (۶۴) اور دل کی طرح تنگ کیے ناریوں نے تنگ
دشمن وہیں ان میں سے یاں آیا پئے جنگ اعضا تھے قوی اُس کے جو آہن سے تو دل سنگ
تلوار کے جوہر میں وہ مشہور جہاں تھا
بجلی تھی جو قبضے میں تو بادل نہ ڈھال تھا

یاں نیمچہ کا سر میاں کی محراب سے نکلا (٦٥) سیماب تڑپ کر جو سیماب سے نکلا
غواصِ اجل حلقۂ گرداب سے نکلا خورشیدِ ظفر ہالۂ مہتاب سے نکلا
یوں تیغِ دودم میان سے اُس حور کی نکلی
اور ساتھ صدا ینفخ فی الصور کی نکلی

کی برق دمی تیغِ دوپیکر کی چمک نے (٦٦) کہسار لگے اپنے مقاموں سے سرکنے
ناخُن سے مہِ نو کے زمیں لگی کُریدنے اور گھیر لیا عرشِ خدا حور و ملک نے
رستم نے زمیں بوسی کی، بے ہوش پڑا وہ!
گردوں سے قضا نے کہا، خاموش پڑا وہ!

شہباز اجل نے پر و بال سمیٹے کیے باز (٦٧) جیسے کہ عقاب اُن کا ہوا مائل پرو
دشمن نے کیا حملہ بہ تیغِ شرر انداز یاں ڈھال ہوئی سر کی حفاظت سے
اک پھول میں بھی پھل نہ لگا تیغِ شقی کا
کہیے نہ سپر، قلعہ تھا وہ نادِ علی کا

اکبر نے کہا، سیکھ ابھی تیغ لگانا (٦٨) لے دیکھ مری ضرب، مرا ہاتھ اُٹھانا
ہاں تیغ مری آئی، ذرا سر کو بچانا اس کہنے میں نہ سر تھا نہ گردن تھی نہ ش
دم تن سے نہ نکلا کہ وہ جینے کی گھڑی تھی
ڈر سے نہ اجل آئی کہ تلوار کھڑی تھی

دو اور چلے، دم بڑھے جھوم کے اک بار (٦٩) یاجوج کے دم ساز جو زلزال کے غم خ
وہ گھوڑوں پہ یا دیولیں پہ آسیب تھے اسوار تلوار بلا، نیزہ غضب، ڈھال شرر
مغفر تھے نہ سر پہ جو وہ مغرور دھرے تھے
اُلٹے ہوئے دو لوہے کے تنور دھرے تھے

(۷۰)

...ے قریب آئے جب اسپ وہ کج رو — اک مرتبہ دو بجلیوں نے ڈالے دو پر تو
...غوں کی ضرب، وہ سمندوں کی تگ و دو — یاں کا دے میں چھپنے لگے خورشید مہ نو

دو تیغوں سے کچھ رنگ سپر دور کیا تھا
سو دیدۂ جوہر کے لیے سرمہ دیا تھا

(۷۱)

...دوں سے کی ایک سلیماں نے لڑائی — رد کی سپر اِس سمت، اُدھر تیغ لگائی
...د اُدھر کو گئی، تو یاں سپر آئی — کاندھوں پہ فرشتوں کا وظیفہ تھا دہائی

دونوں طرف اک بار صفائی کی نظر تھی
نہ ہاتھ نہ تیغیں نہ کلائی نہ سپر تھی

(۷۲)

...ے کی عناں باندھ لی اکبر نے کمر سے — رانوں کے تلے تیغ و سپر رکھ لی ہنر سے
...دونوں کی گردن لی اِدھر اور اُدھر سے — سر ایک کا ٹکرانے لگا ایک کے سر سے

اکبر کے تصرف میں خدائی نظر آئی
جنگل میں پہاڑوں کی لڑائی نظر آئی

(۷۳)

...ہوا گرم یہ غازی جو ہوئے سرد — واں فوج نے لی باگ بڑھا بانیِ ناورد
...س کی صدا سے سر قاروں میں تھا درد — رنگ رخ اعدا کی طرح اڑنے لگی گرد

قاروں کا زر گنج نہانی نکل آیا
یہ خاک اڑی رن میں کہ پانی نکل آیا

(۷۴)

...ن علی اکبر صف لشکر پہ رواں ہے — طوفاں کی طرح موج سمند پہ رواں ہے
...فرزدوں کے سر اڑتے ہیں یوں سر میداں ہے — غالب پہ رواں تیغ کے جوہر پہ رواں ہے

دم لیتی ہے ہر خط عظم غازی کے بدن میں
پارہ ہو گر آگ پہ قائم ہو بدن میں

ہیبت سے تو دل میں سماتا بہ سمک ہے (۷۵) ہفت آئینۂ چرخ سے پار اس کی
خود آب دمِ تیغ کا زخموں کو نمک ہے بجلی کی تڑپ ہے کبھی شعلے کی

گہ برگِ مناجات ہے اور گاہ قضا ہے

گہ ابر ہے، گہ رعد ہے، گہ سیلِ فنا ہے

جوڑے ہوئے ہاتھوں کو اجل خرم و خورسند (۷۶) کہتی ہے اِدھر آئیں، اِدھر آئیں خد
چلتی ہے جو گیتی پہ خدا کی یہ ہنرمند جس نے نظرِ بد کی وہی ہو گیا ا

زندوں پہ غضب دیکھ کے اس برقِ اجل کے

نام اپنا فنا رکھ لیا ہستی نے بدل کے

جس وقت اُٹھی گرنے کو یہ فوجِ لعیں پر (۷۷) پیرِ فلک سے ٹھہرا نہ گیا چرخ بر
جس سر پہ دھرا پاؤں اُتر آئی یہ زمیں پر زیں سے جو بڑھی آگے، اُٹھی گاڑ دِ

خود و سر و گردن کے ہوئے صاف دو حصّے

بینی و دہان و شکم و ناف، دو دو حصّے

اتنے میں بڑھا شیث لعیں لے کے کماں دار (۷۸) خود لیس تھا اکبر کو یہ چلّایا کہ ہ
تم زور میں قاسم سے زیادہ نہیں زنہار حیدرؑ کے بڑے بیٹے کا بیٹا تھا و

میں نے بھی ابھی مارا ہے اس شیر فگن کو

بیوہ کیا ہے میں نے ہی قاسم کی دلہن کو

اکبرؑ کی کمانِ خمِ ابرو میں بل آیا (۷۹) کی میان میں جو تیغ تو ناوک
مچھلی گئی دریا میں نہنگِ اجل آیا اور شاخِ کماں میں بھی ثمر دست

تاکید یہ کی دیدے نے چرخِ بریں پر

کیا دیکھتا ہے، بھاگ! کماں کھنچتی ہے زمیں پر

(۸۰)

نکلا جو گریبانِ کماں سے   سب جامے سے باہر ہوئے اندیشۂ جاں سے
سخن تیر کو کیا کہیے زباں سے   گہ کان میں پہنچا، کبھی نکلا یہ دہاں سے
سر تن سے، بدن زیں سے، اور زیں زمیں سے
یوں اُس نے اڑائے کہ نہ گرد اُٹھی کہیں سے

(۸۱)

وہاں تیر جو چلنے لگے سن سے   تو گرم تھی رَد میں یہ ہوا، ہو گئی دن سے
...کا آنا تھا نظر ایک کے تن سے   بوچھار تھی اکبر پہ صفِ تیر فگن سے
یہ تیروں سے اکبر کے جھڑی منہ کی عیاں تھی
ساون کے مہینے کی ہلال اِن کی کماں تھی

(۸۲)

...کے تیروں سے ابھی نہ لڑے تھے   پر تیر رُخ میں تاروں کی فزوں چھید پڑے تھے
...میں گر گر کے وہ ناوک نہ گڑے تھے   دہشت کے سبب اہلِ زمیں کے بھی کھڑے تھے
ہر ایک جگہ تیروں کے روزن تھے بدن میں
پہنی تھی زرہ گویا زمیں نے بھی بدن میں

(۸۳)

...بہت زخم تو دل ہو گئے تھوڑے   تیروں کے بدل ہاتھ کماں داروں نے جوڑے
...سے کماں کھینچ دی پر تیر نہ چھوڑے   ہر ہر کے الف تیر ہوائی ہوئے گھوڑے
پیدل ہوئے اسوار، یہ یوں جلد وہ بھاگے
جوں ایڑیاں دو ہاتھ بڑھیں پنجوں سے آگے

(۸۴)

...عربُن میں کھڑی تھیں جو برابر   وہ بھاگنے والوں پہ اُٹھاتی تھیں چادر
...یہ طعنہ کہ نہ کاٹا سرِ اکبر   دن میں نہ دکھایا ہمیں زینبؑ کو کھُلے سر
اٹھارہ برس والے سے افسوس ڈرو تم
وہ سامنے دریا ہے، اُدھر ڈوب مرو تم!

(۸۵)
ناگہ شجرِ جنگ میں نیزے کا پھل آیا — اِک غول، ہلاتا ہوا نیزے نکل
پھل چمکے کہ سیماب کنوئیں سے نکل آیا — پھر جوش پہ نیزوں ہی محیطِ اجل
ہر اہلِ سناں پیرِ سنانِ ابنِ انس کا
ایک ایک جواں پیرِ سناں ابنِ انس کا

(۸۶)
نیزے کو ہلا کر وہ قد بڑھ کے پکارا — اکبر! ادبی نیزے سے بچا کوئی تر
غازی نے کہا، خیر، ہنر دیکھ ہمارا — یا شاہِ نجف کہہ کے لیا نیزہ قض
اقبال پسِ پشت، ظفر آگے رواں تھی
اِک ہاتھ میں گھوڑے کی عناں، ایک میں سناں تھی

(۸۷)
نیزہ جو اٹھا، گر گئی بنیادِ ستم کی — نیزہ تھا کہ دُم، شیرِ اجل نے تھی
چمکی جو سناں فتح نے گردن رہِ خم کی — واں رعد نے نعرہ کیا، بجلی یہاں
پھل نیزوں سے یوں طرح لرزنے لگے رن میں
جیسے کہ زباں سانپ کی ہلتی ہو دہن میں

(۸۸)
دَر ہونے کو چہ گرد جو دو نیزہ در آئے — اکبر اِدھر آئے، کبھی لگا ہے اُدھر آ
کچھ پہلوؤں میں نیزے کبھی سینے پر آئے — اکبر پہ حفاظتِ خدا میں نظر آ
دکھلاتے تھے دادا کا چلن اہلِ دغل کو
پھولوں کی طرح توڑتے تھے نیزوں کے پھل کو

(۸۹)
مارا اُن کے بھی سب اڑ گئے نزد اپنی ہی کو آئے — یوں صف کے سرِ سرخ ہیں یہ سنانِ صاف
جس طرح سے ڈال کے ترکوں میں سلائی — اکبر کو عجب شکل فرح کی نظر
حیرت کے سبب خلق ہر اک سر سے حیراں ہو
روشن ہو کہ فانوس میں اک شمع سناں ہو

[...]اروں کا ہوش اکبرِ جرّار نے کھویا (۹۰) یوں نیزہ لیے شیر صفت صید کے جویا
[...]ب ذکرِ خدا میں لبِ شیریں کیے گویا تسبیح کے دانوں کی طرح سو کو پرو دیا
راضی تھے وہ سب قتلِ امامِ دو جہاں پر
کھینچا علی اکبر نے انھیں دارِ سناں پر

[...]ب لڑتے تھے ہر صف سے یہاں اکبرِ ذی جاہ (۹۱) واں رنجِ شہیداں سے کھڑے دیکھتے تھے شاہ
[...]قدِ پُر ارماں کی اجل سے تھے جو آگاہ پھل برچھیوں کے دیکھتے ہی رو کے کہا آہ
آ پہنچی قضا اب نہ یہاں آئیں گے اکبر
کیا جانیے کس نیزے کا پھل کھائیں گے اکبر!

[...]نی جو بچوں اکبرؑ تو وہ نیزے ہیں کہاں (۹۲) جاں اپنی تصدق کروں پیارے کو بچاؤں
[...]بر یہ بلا آئی ہے کس طرح سے ہٹاؤں غیرت سے ہے یہ دور اگر رن سے بلاؤں
آگے بھی کسی اور نے یہ داغ سہا ہے؟
ہوتا ہے پسر قتل، پدر دیکھ رہا ہے!

[...]ہوں نے صدا دی کہ میں اکبر کو بلاؤں (۹۳) سر تا بہ قدم اوڑھ کے چادر نکل آؤں
[...]ر اصغرِ بے شیر کو ہاتھوں پہ اٹھاؤں دم توڑتا بھائی کا میں بھائی کو دکھاؤں
گر حال پہ میرے نہ ترس کھائیں گے اکبرؑ
اصغر کی تو الفت سے چلے آئیں گے اکبرؑ

[...]بر کو بھی قسمت نے یہ آواز سنائی (۹۴) بے ساختہ گردن ہوئے شبیرؑ بھرائی
[...]یا تھا کہیں کیا مری اماں نکل آئی جو سینے پہ برچھی بن مرہ نے لگائی
گردن کو فقط باپ نے پھرتے ہوئے دیکھا
اور گھوڑے سے فرزند کو گرتے ہوئے دیکھا

(٩٥)

خوش ہو گئے ستمگاروں نے یہ شور مچایا
لو مُرّہ نے تصویرِ پیمبرؐ کو مٹایا
بے رحم نے سینے پہ عجب نیزہ لگایا
بانو کے کلیجے کا کلیجا نکل آیا
شبیرؑ کو اب نقشۂ پیمبرؐ کا دکھا دو
برچھی کی انی میں جگر اکبرؑ کا دکھا دو

(٩٦)

رن کا بازو والیِ قمرِ برجِ شرف کے
رونے کی صدا آئی مدینے کی طرف سے
غل شیر کے نعرے کا اٹھا سمتِ نجف سے
گھبرا کے کہا بانو نے زہراؑ کے خلف سے
وہ نوحہ نبیؐ کا ہے، یہ فریاد علیؑ کی
والی مرے، ہے خیر تو ہم شکل نبیؐ کی؟

(٩٧)

شبیرؑ پکارے، وہ سفر کر گئے بانو
گھر لٹ گیا، تم مر گئیں، ہم مر گئے بانو
پُرسے گئے سرہانے ابھی جد گئے بانو
ہم شکل کے لاشے پہ پیمبرؐ گئے بانو
وہ بولی، "تامّل تمھیں کیا اے شہِ دیں ہے؟"
حضرت نے کہا، آنکھوں میں بینائی نہیں ہے

(٩٨)

پھر وا ولدی کہہ کے گئیں جانبِ صحرا
یاں خیمے سے خاتونِ جلیل اک ہوئی پیدا
ماتم کے طمانچوں سے رخِ پاک تھا نیلا
نکلی تھیں جو گھبرا کے نہ تھا پاؤں میں جوڑا
اس غم میں نہ چادر تھی سرِ پاک کے اوپر
دو گیسو لٹکتے تھے پڑے خاک کے اوپر

(٩٩)

اک لونڈی عصا اور قصابہ لیے حیران
پیچھے چلی آتی تھی، مگر اُن کو نہ تھا دھیان
جب پاؤں بڑھاتی تھیں لرز جاتا تھا میدان
سر پیٹتی تھی جب تو فلک ہلتے تھے اُس آن
برقع نہ تھا چہرے پہ جو اُس اہلِ حیا کے
منہ ڈھانپتے تھے خاک میں لاشے شہدا کے

(۱۰۰)
سیدانیاں چلاتی تھیں، چادر تو سنبھالو! زہرا کی ردا خاک پہ گرتی ہے، اُٹھا لو!
وہ کہتی ہے، اکبر مجھے پاس اپنے بلا لو! شبیر کا صدقہ، مجھے سینہ سے لگا لو!
خوں میں ترے ٹکڑے کو اجل بہا گئی بیٹا!
یہ پالنے والی نہ تری مر گئی بیٹا

(۱۰۱)
ہے ہے، مرے محبوب، مرے گیسوؤں والے ایران کے اُجالے، عربستاں کے اُجالے
ہے ہے، مرے جانی، مرے بچپنے، مرے پالے یہ پھول سا دل اور یہ فولاد کے بھالے
پیارے کی بڑی آہ مرے گھر یہ نہ آئی
ہے ہے، تری آئی ہوئی سب گھر یہ نہ آئی

(۱۰۲)
کچھ لطف جوانی نہ ابھی پائے تھے واری ہے ہے نہ دلہن بیاہ کے تم لائے تھے واری
اک بچے کے بھی باپ نہ کہلائے تھے واری دنیا میں تو مرنے کو ہمیں آئے تھے واری
گھر والے ہوئے تھے نہ جواں تھے نہ سن تھے
جلاد بھی روتے ہیں، یہ مرنے کے نہ دن تھے

(۱۰۳)
دیکھا جو اُسے فوج نے یہ بات سنائی تو فاطمہ سر کھولے لحد سے نکل آئی
بولا کوئی، زینب ہے یہ گردوں کی ستائی تھرا کے وہ خاتون پکاری کہ دُہائی
اس نام کی کب آج سزاوار ہوں لوگو
پُرسا دو کہ اکبر کی عزادار ہوں لوگو

(۱۰۴)
سر کھولے پسر، مادر کے لاشے پہ چلی ہوں کس منھ سے کہوں، دخترِ زہرا و علی ہوں
سب جانتے ہیں دامنِ زہرا میں پلی ہوں زینب تو تھی یثرب میں، یہاں کوکھ جلی ہوں
زینب تھا لقب میرا زمانے میں علی کے
اب نام ہے پیاروں، جو ملی کہنے میں نبی کے

(۱۰۵)
لوگو مجھے بچھڑے ہوئے یوسف کا پتا دو — لوگو مرے ماتھے پہ لہو اس کا لگا دو
رستا نجفِ اشرفِ حیدر کا بتا دو — بابا سے کہو ظالموں کو آکے سزا دو
گھر لوٹ لیا گیسوؤں والے کو بھی مارا
بیٹوں کو بھی مارا مرے پیارے کو بھی مارا

(۱۰۶)
یہ بین وہ کرتی تھی کہ سرور نظر آئے — اور گود میں دم توڑتے اکبر نظر آئے
سر لاش کا تھامے ہوئے حیدر نظر آئے — بانہیں لیے ہاتھوں میں پیمبر نظر آئے
پوتے کے لیے دادی بھی سر کھولے ہوئی تھی
اور پاؤں لٹکتے ہوئے گودی میں لیے تھی

(۱۰۷)
تسلیم کی زینب نے بزرگوں کو برابر — اور جوڑ کے ہاتھوں کو کیا عجز یہ رو کر
اس شبیر کے مرنے نے نکالا مجھے باہر — لاشے سے لپٹ کر کہا، ہو ہو علی اکبر
کیوں، دادی، لہو اب ترا چہرہ ہو ملوں میں؟
سر پیٹتی آ گئی ترے لاشے کے جلوؤں میں؟

(۱۰۸)
کیوں بانو کے پیارے یہاں بانو کو بلاؤں — اور کالی ردائیں تری بہنوں کو اڑھاؤں
سہرہ تیری خاطر بنے قاسم کا لے آؤں — بیٹی کو بھی دے اپنی بنڑی میں بناؤں
چوگرد تو سیدانیوں کی سینہ زنی ہو
سر ننگے جلو میں ترے لاشے کے بنی ہو

(۱۰۹)
اکبر میں سخن کرنے کی طاقت نہ تھی اس آن — بولے یہ باشارہ کہ یہ خاموش ہو اماں
یہ دستہ ہی، چلا کے نہ تم بولو پھوپھی جان — گھر چل کے مرے سوگ کا کیجیو ساماں
ہرچند قلق آپ کو اس وقت بڑے ہیں
یہ حرم کی جا ہے کہ عدو پاس کھڑے ہیں

…اکاہ گری راستے میں زینبؑ غم ناک (۱۱۰) اور چار طرف دیکھ کے دیکھا سوئے افلاک
…رے پہ پھری مردنی اور تڑپی سرِ خاک — واں تھم گئے لاشہ لیے گودی میں شہِ پاک

چلائے بہن بھائی کو کیا چھوڑتی ہو تم؟
اکبرؑ تو ابھی زندہ ہیں، دم توڑتی ہو تم

…بولی کہ بھیا ابھی نکلے گا مرا دم (۱۱۱) اصغر کا نہ ماتم کیا نہ آپ کا ماتم
…نوں میں کچھ آوازیں چلی آتی ہیں پیہم — اک خلقِ خدا آہ و فغاں کرتی ہے باہم

پہچانو تو ان دردرسیدوں کی فغاں کو
یہ کون ہیں جو روتے ہیں بانو کے جواں کو؟

…ے بیٹا ہے ہائے پُر ارماں علی اکبرؑ (۱۱۲) اٹھارہ برس کے ہوئے بے جاں علی اکبرؑ
…ہو نہ ہوا بیاہ کا ساماں علی اکبرؑ — خیمے کو چلے خون میں غلطاں علی اکبرؑ

ہر روز اسے دیکھ کے ہم کرتے تھے شادی
ہے ہے، بنی آدم نے یہ تصویر مٹا دی

…نچے درِ خیمہ پہ جو شہ سر کو جھکائے (۱۱۳) غل پڑ گیا ہم شکلِ نبیؐ دولھا بن آئے
…بی ہو کہاں، دولھا کی ماں، پردہ اٹھائے — اور رانڈ بہن ڈال کے آنچل اسے لائے

ہمراہِ رسولِ ثقلین آتے ہیں لوگو
پڑھتے ہوئے یٰسین حسینؑ آتے ہیں لوگو

…ن بھری ماں نے جو پردے کو اٹھایا (۱۱۴) میدانِ شہادت کا بنا خیمے میں آیا
…ر سالے کے آنچل کا بہن نے کیا سایا — چلانے لگی بانو کہ ہے ہے مرا جایا!

زینبؑ نے کہا، پورے سب ارمان ہوئے بی بی؟
جیتے ہیں مرے لال کہ بے جان ہوئے بی بی؟

(۱۱۵)
پوشاک میں لاؤں کہ کفن دولھا کا لاؤں — مسند کروں تیار کہ تابوت منگاؤں
کافور ملوں آہ دیا عطر سنگھاؤں — مسند پہ بٹھاؤں کہ جنازے پہ لٹاؤں
وہ بولیں کہ آئے ہیں یہاں برچھیاں کھا کر
دیکھو تو ذرا ہاتھ کلیجے سے ہٹا کر

(۱۱۶)
تب بیٹھ گئی گود میں اس لاش کو لے کر — سینے سے ہٹانے لگی دستِ علی اکبر
فوارہ چھٹا خون کا منھ اس کا ہوا تر — بانو نے کہا ہائے غضب، وائے مقدر
یہ کیا مری قسمت مجھے دکھلاتی ہے لوگو
برچھی ان کی کلیجے سے نظر آتی ہے لوگو

(۱۱۷)
اکبر نے کہا چپکے سے اماں میں ہوں مہماں — اب تشنگی موت سے خادم ہے پریشاں
یہ پیاس نہ بجھے دودھ جو تم بخش دو اس آن — وہ بولیں، میں قربان مرا دودھ بھی قرباں
بخشا تمھیں سو جان سے پیارے علی اکبر
یہ سنتے ہی جنت کو سدھارے علی اکبر

(۱۱۸)
بانو نے کہا، ہائے یہ کیا کر گئے بیٹا — حق دودھ کا بخشا لیا اور مر گئے بیٹا
ماں باپ کا گھر چھوڑ کے کس گھر گئے بیٹا — پیاسوں سے بچھڑ کر لبِ کوثر گئے بیٹا
کوئی نہ رہا کنبے میں سرور علی اکبر!
سب مر گئے اک مرنے سے تیرے علی اکبر!

(۱۱۹)
دم توڑنے کے وقت بھی دل ماں کا نہ توڑا — ہاتھوں کو تہِ تیغ میں مرے سامنے جوڑا
بس دودھ کے بخشاتے ہی منھ دائی سے موڑا — کیوں لال، ہمیں تم نے گنہگار ہی چھوڑا
حق دودھ کا بخشا کے سبک دوش ہوئے تم
دائی کی خطائیں نہ بحل کر کے موئے تم

خاموش دبیر اب کہ نہیں طاقتِ تحریر (۱۴۰) اب شہ سے دُعا مانگ کہ یا حضرتِ شبیرؑ

اکبرؑ کے تصدق میں ملے خلد کی جاگیر
دولت کی ہوس ہو نہ مجھے خواہشِ اکسیر

محشر میں یہ خادم بھی ترے ساتھ ہو مولا
دامن ہو ترا اور مرا ہاتھ ہو مولا!

مرثیہ ۱۶

(۱)

اے طبعِ رواں سیفِ قلم جلد علم کر جوہر ترے کھل جائیں، وہ مضمون رقم کر
دکھلا کے بُرِشِ حاسدوں کا ناک میں دم کر اور آئینۂ سیفِ سرِ خامہ پہ دم کر
ہاں خامہ کو ہم رتبۂ تیغِ دوزباں کر
مطلع عباس علمدار کی آمد کا بیاں کر

(۲)

گلزارِ علی کے گلِ رعنا کی ہے آمد مسرور ہیں روحیں کہ مسیحا کی ہے آمد
دیتے ہیں صدا کوہ کہ موسیٰ کی ہے آمد قطروں میں یہ ہے شور کہ دریا کی ہے آمد
تھراتے ہیں افلاک، یہ ہے رعب نظر میں
مطلع تیغِ مہِ نو چھپتی ہے سورج کی سپر میں

(۳)

میداں میں نیّر بہ صفِ ہیجا کی ہے آمد ظلمت میں چراغِ یدِ بیضا کی ہے آمد
پُر نور ہے رن، برقِ تجلّی کی ہے آمد بازوئے شہِ بے کس و تنہا کی ہے آمد
ہر بلبلِ جاں خوف سے مدہوش ہوا ہے
مرآۃ پہ طوطیِ لبِ خاموش ہوا ہے

(۴)

نہ چرخ ہے، خم شکلِ دلِ دردرسیدہ لرزاں تھے اسد صورتِ آہوئے دویدہ
قد خم جو ہوئے، جان ہوئی تن سے رمیدہ تھے تیر کشادہ تو کمانیں تھیں کشیدہ
سوفار نہ خنداں ہوئے پیکاں کی طرح سے
تھی آہ رواں دودِ پریشاں کی طرح سے

...نے سے سیماب نے آرام لیا دام (۵) لاغر یہ ہوئے صید کہ پہلو کا بنا دام
...نت سے جھکا صبح کے قدموں پہ سرِ شام — اور خوف سے سہمے یہ نگینے کہ مٹے نام

شیروں کے جگر چھن گئے آہو کی نگہ سے
پتلی نکل آئی، نہ رُکی دستِ مژہ سے

...ں سے قدِ بحر ہوا صورتِ محراب (۶) طاؤسِ سحر ڈر کے بنا کرگسِ شب تاب
...کفِ دریا میں ہر اک کاسۂ گرداب — اور دیدۂ مخمل کو فراموش ہوا خواب

دُر، چشمِ صدف میں ہمہ تن اشک ہوا ہے
سیمرغ سمٹ کر پرِ کنجشک ہوا ہے

...وں میں چناروں کی طرح آگ کا گھر تھا (۷) دُر نقشِ حجر کو صفتِ نقشِ حجر تھا
...نعل در آتش تھے سمن چاک جگر تھا — اور دامن میں دندانِ شگوفہ سے ثمر تھا

صیاد کی چلتی رہی صمصام نہ تڑپے
دہشت کے سبب مرغ تہِ دام نہ تڑپے

...ا جو اُڑا رنگ عجب ہو گئی تزئین (۸) تھا دامنِ گل جیب صفت دامنِ نسرین
...تھی صبا خیمہ ہو گُل ہائے تھے آمیں — خورشید یہ سمٹا کہ بنا نقطۂ زرّیں

عالم دمِ شمشیر کا تھا تار نفس میں
چوروں کی صدا مل گئی آوازِ جرس میں

...نے قدِ شبنم نہ چھپایا تہہِ دامن (۹) گویا لبِ خاموش تھا برگِ گُلِ سوسن
...سے زرہ پوش تھا آئینۂ روشن — دہشت سے گئیں گُل کے بدن میں ہیں روزن

ظالم کا بدن چور ہوا سا نظر آیا
جوہر سے تنِ تیغ پہ چھالا نظر آیا

(۱۰)

طاؤسِ فلک رقص میں آیا نہ خطر سے — شبنم کے گُہر چشمِ گُلِ مہر سے ب
یہ روئی کہ نرگس ہوئی معذور نظر سے — اور دھو لیا مرجاں نے بھی منھ خو
مہتاب حبابِ لبِ عمّاں نظر آیا
تاروں سے فلک سرِ چراغاں نظر آیا

(۱۱)

شیروں کے مکانوں میں ہوا خانۂ روباہ — ہر دل میں ہوا داغِ سویدا کرۂ آ
تھا قافلۂ بادِ بہاری جو سرِ راہ — غنچوں نے کیا قتل جرس نالۂ جاں
بُو خون کی آنے لگی گلشن کی زمیں سے
لرزہ بہ جگر نخل ہوئے چینِ جبیں سے

(۱۲)

گردوں پہ چھپا خسروِ خاور کا تجلّی — تھا خندۂ گُل آب دہ گریۂ بلب
تھا زلف پریشانِ بتاں طرّۂ سنبل — صرصر یہ چلی شعلۂ خورشید ہوئی
پوشاک کی تاب ٹھیک ہوئی ماہ کے پہیّا
شہباز چھپا بھاگ کے کنجشک کے گھر میں

(۱۳)

اک زلزلہ برپا تھا جو گردوں کے طبق میں — سر خوف سے شیطاں کا جھکا
دہشت سے قمر ڈوب گیا خوں کے شفق میں — تر تھا گُلِ خورشید بھی شبنم کے عرق
اک نقطۂ سیمیں تھا قمر خوف سے گھٹ کر
دریا ہوا آئینۂ تصویر سمٹ کر

(۱۴)

رہزن سفری ہو گئے خوفِ سفری سے — خون بہنے لگا چشمِ عقیقِ شجری
ظاہر ہوئے شعلے بدنِ کبکِ دری سے — دریا کا ہلا آب نہ بادِ سحری سے
تھا حلقۂ ماتم کا گماں موج کے خم میں
یونس بھی چھپے بھاگ کے ماہی کے شکم میں

(۱۵)
...ـت گیا کفر نے اسلام کا آداب — الماس کی سوزن ہوئی مخمل کی رگ خواب
...ں کی طرح نعل در آتش ہوئے گرداب — دیوار کے پاؤں پہ گرا دوڑ کے سیلاب
کانٹے تھے تپ خوف سے بجلی کی زبان میں
زنجیر ہوا تھی قدم ریگ رواں میں

(۱۶)
...ـنہ میں گر کے ہر اک نخل ہوا غش — اژدر کی طرح سینے میں تھی دم کی کشاکش
...کے دھواں اڑنے لگی گل تھے مشوش — ہر آتش بے دود ہوئی دود بر آتش
اک نیزہ گیا آب گذر سرد کے سر سے
لالہ بھی کفن پوش ہوا داغ جگر سے

(۱۷)
...ـنے گل مہر کو آنکھوں پہ بٹھایا — اور بید پہ لرزہ تپ ہیبت سے چڑھ آیا
...بیابان کی صورت نہ جدا جسم سے سایا — دریا یہ ہوا خشک کہ کوزے میں سمایا
گردوں کی جگہ گرد بیاباں نظر آئی
صرصر سے زمیں تخت سلیماں نظر آئی

(۱۸)
...طبق ارض و سما کانپ رہے تھے — سر تا بہ قدم اہل جفا کانپ رہے تھے
...ں و حسد و کفر جدا کانپ رہے تھے — طائر صفت قبلہ نما کانپ رہے تھے
پریوں کے پرے ڈر سے پراگندہ ہوئے تھے
سرکش سر میدان سرافگندہ ہوئے تھے

(۱۹)
...دوں پہ قبضہ نہیں شمشیر زنوں کا — چلاتے ہیں عالم ہے یہ ناوک فگنوں کا
...ٹوٹے ہیں یہ حال ہے پیماں شکنوں کا — خوں گھٹ گیا ہے خوف سے اعدا کے تنوں کا
سر خم ہیں شجاعوں کے بھی شمشیر کی صورت
سردار بھی خاموش ہیں تصویر کی صورت

(۲۰)

جاؤش صدا دیتے تھے، ہشیار، جوانو! ہٹیو نہ صفِ جنگ سے زنہار، جوانو!

ہاں، آتا ہے پانی کا طلب گار، جوانو! دریا کی ترائی سے خبردار، جوانو!

تن جوڑ کرو شبیرِ الٰہی کے اسد کا

لو آج عوض معرکۂ جنگِ اُحد کا

(۲۱)

اتنے میں اٹھی گرد، علم دور سے چمکا خورشید کا پنجہ شبِ دیجور سے چمکا

رن بن کے تجلی، رخِ پُر نور سے چمکا رخسارِ فلک شمعِ سرِ طور سے چمکا

پٹکا سرِ انور پہ لٹکتا نظر آیا

طوبیٰ کے تلے، چاند، چمکتا نظر آیا

(۲۲)

جھونکوں سے کبھی راست کبھی خم نظر آیا پرکا جو علم، نیّرِ اعظم نظر آیا

اک برق گری، دھوپ میں پرچم نظر آیا تھا غور کہ وہ نور مجسّم نظر آیا

تن نور کے پتلے ہوئے پنجے کی ضیا سے

جنّت کی ہوا آئی پھریرے کی ہوا سے

(۲۳)

رانوں میں وہ بجلی سا چمکتا ہوا شبدیز اُڑنا وہ پھریرے کا، وہ میدانِ بلاخیز

ہر چم وہ سمندر صفتِ برقِ شرر ریز ہر بار وہ پنجے کا لپکنا وہ ہوا تیز

رُخ پر جو پھریرے سے غبار آتا ہے چھن کے

آئینۂ خورشید میں جوہر ہیں کرن کے

(۲۴)

مانندِ قمر دور سے چمکا جو رُخِ پاک شعلے کی طرح جلنے لگی مشعلِ ادراک

ذرّوں سے مکلّل بہ جواہر تھا رُخِ پاک تھی آپ گہر کی صدفِ بحر میں پوشاک

ذرہ شہِ خاور کی انگوٹھی کا نگیں تھا

پرتو سے زمیں چرخ تھی اور چرخ زمیں تھا

...خ شجر ضو سے بنی نور کی مشعل (۲۵) جھک جھک کے ہوئے نخل ہلالِ شبِ اوّل
...لانے لگی موجِ ہوا برق کی چھل بل — جب گرد اڑی چھا گیا اک نور کا بادل
گل باغ سے، پتھر سے شرارے نظر آئے
ذرے جو اڑے، چرخ پہ تارے نظر آئے

...توں سے چمک شمعِ سرِ طور نے مانگی (۲۶) پٹھوں سے ضیا، شیشۂ بلّور نے مانگی
...وں سے تجلّیِ ذقنِ حور نے مانگی — سینے سے صفا صبح کے کافور نے مانگی
ضو چھائی تھی ظلمت کا نشان دور ہوا تھا
ایک ایک بگولا علمِ نور ہوا تھا

...لاک پہ گلشن کا تجمّل نظر آیا (۲۷) خورشید کا ساغر طبقِ گل نظر آیا
...تاب میں داغِ دلِ بلبل نظر آیا — اور کاہ کشاں طرۂ سنبل نظر آیا
نرگس سے ہر اک دیدۂ سیّارہ ملا تھا
پھولوں کی طرح یاسمنِ آہ کھلا تھا

...ا تاج سرِ مہر جو مغفر تو قمر فرق (۲۸) فانوس میں مشعل کی طرح کوندتی تھی برق
...تی تھی انا الشمس جبیں عکس انا الشرق — چلّاتا تھا خورشید انا العرق انا العرق
سینے کے قرین عکس جو ابرو کے پڑے تھے
حق ہے مہِ نو عرش کے پائے میں جڑے تھے

...د سر روشن میں فزوں نور قمر سے (۲۹) خورشید نے سر باندھا تھا دستارِ سحر سے
...یاں ہوا درخ سایۂ دنداں کے اثر سے — روشن ہوا لالہ کا چراغ آبِ گہر سے
پُتلی کا ہے پرتو ذقنِ ماہ کے اندر
کس حسن سے یوسفؑ ہیں کھڑے چاہ کے اندر

خودِ اسد اللہ ہے زیبِ سرِ انور (۳۰) خورشیدِ فلک جس سے نہ ہووے کبھی
حلقے یہ زرہ کے ہیں کہ شمشیر کے جوہر — چار آئینے کو دیکھ کے شمشیر ہو شش
ہتھیاروں کی بجھی ہو چمک اس ماہ لقا سے
چار آئینہ گھر نور کا ہو تن کی صفا سے

مضمونِ زرہ بہرِ سخن دہ کروں ایجاد (۳۱) جو خلقِ خدا صنعتِ داؤد کرے یا
حلقے یہ زرہ کے ہیں دیا بہ چشمِ خداداد — پر عینِ سرِ عضو یہ حق نے ہے کیا ص
نہ ابر ہو نہ موج نہ قرآں کا ورق ہو
یہ ابریِ مشقِ قلمِ قدرتِ حق ہو

بے شک یہ جری برجِ شجاعت کا قمر ہو (۳۲) حقا کہ یہ دریائے شہادت کا گہر
یاں ہاتھوں کو جوڑے ہوئے اقبال و ظفر ہو — کاندھے پہ عجب شان سے حمزہ کی سپ
یہ صولت و حشمت نہیں دیکھی ہو کسی میں
نیزہ حسنِ پاک کا ہو دستِ جری میں

یوں زیرِ علم رخ کا پسینا نظر آیا (۳۳) تھا شور کہ یاقوت پہ مینا نظر آ
غل تھا کہ وہ خاتم پہ نگینا نظر آیا — والشمس پڑھو، چاند سا سینا نظر آ
تھا حشر عجب بن میں صباحت نظر آئی
والفجر کہ وہ صبحِ قیامت نظر آئی

قطراتِ عرق رخ پہ گہر سے نہیں کچھ کم (۳۴) منھ دیکھنے کو گل کے ہے آئینہ، شبنم
ابرو سے ہوئی برق مہ نو کی طرح خم — زلف آئی جو چہرے پہ چھپا نیرِ اعظ
حلقوں میں جو عکسِ رخِ تاباں نظر آیا
جبرئیل کے شہپر میں چراغاں نظر آیا

ب فگن گردنِ تنگ دلاور (۳۵) ہو جائے سمندر صفتِ قطرۂ گوہر
رُخ پہ نور جو ہو زلفِ معنبر ہالے سے بندھی ہے کمرِ ماہِ منوّر
غل ہو طبقِ شب میں گُلِ صبح دھرا ہو
ہو دامنِ آئینہ کہ شعلوں سے بھرا ہو

لنتی میں ہو چاند حضورِ رُخِ زیبا (۳۶) اونتیس[۲۹] کا حد تیس[۳۰] کا وہ ہوتا ہو پیدا
ر کا تو یہ چاند ہو اونتیس برس کا اس رو سے حسابِ خمِ ابرو بھی ہو سیدھا
گو مدِّ حسابِ مہِ نَو بھی قلمی ہے
میزان دو ابرو سے تو برسوں کی کمی ہے

رخ روشن سے یہ ہو سینے میں اظہار (۳۷) آئینہ میں خورشید چمک جاتا ہو ہر بار
حُسن سے ہو جلوہ نما بینی و رخسار اک شمع ہو، ایک شمع لب تو ہو نمودار
یہ پھول جھڑے بلبلِ سدرہ کی زباں سے
نکلا ہے گُلِ مہ سحرِ کاہکشاں سے

میں ہو ضو پرتوِ دنداں کے اثر سے (۳۸) شمشیر نے پایا ہو خمیر آبِ گہر سے
رہ خطِ شب رنگ میں ایمن ہو خطر سے کب مشعلِ خورشید بجھے بادِ سحر سے
پوشاک میں عکسِ رخِ تاباں نظر آیا
دامانِ قبا گُل بہ گریباں نظر آیا

تے یہ جو ہیں عکس فگن ابرو و مژگاں (۳۹) یہ آئینۂ تیغ میں جوہر ہیں نمایاں
سیر اگر خط ہو تو رُخسار ہیں قرآں یا چھا گئے پریوں کے پرے گردِ سلیماں
اٹھا ہو تہِ برق دھواں لطف عجب ہو
یا صُبح کے دامن سے عیاں چہرۂ شب ہو

رخسارِ مبارک پہ نہیں جلوہ نما تِل (۴۰) ہو سینۂ گل میں گرہ آہِ عناد

یک جا ہو عیاں دودِ چراغِ مہِ کامل مہتاب کے پہلو میں سہا ہو یہ مقا

سورج ہمہ تن داغ ہو اِس داغ سے گھٹ کر

یا بدر میں آئی ہے شبِ قدر سمٹ کر

جلوے کا وہ رتبہ ہے صفا کا ہے یہ احوال (۴۱) اُس رخ پہ پڑے گر نگہِ دیدہ تو فی الحا

بے ساختہ تاثیرِ نزاکت سے بنے خال خالِ رخِ نازک اسی دعوے پہ ہے اب

رخِ بدرِ، شہِ بدر حُسینَین اُس پہ فدا ہے

یہ وجہِ حسن ہے کہ حسینؑ اُس پہ فدا ہے

تشبیہِ رخ و خال میں کی بس کہ تگ و دو (۴۲) صورت نہیں بنتی ہے خیال آتے ہیں سو

روشن یہ ہوا دیدۂ دل میں جو ہوئی ضَو آئینۂ رخسار میں پُتلی کا ہے پر

ہاں طبع کی میزان میں یہ شے تل نہیں سکتی

خورشید کی، شبنم سے گرہ کھل نہیں سکتی

زلفوں کو کہیں مُشکِ ختن گر تو خطا ہے (۴۳) گر عود ہے تو گیا ہے جو عنبر ہے تو کیا

اور ذکرِ بنفشہ تو ہے بے جا کہ دوا ہے اب رہ گیا اک سنبلِ بیجاں سو فدا

سو پیچ ہیں اُس میں بھی اگر ہوئے تو بو ہو

تشبیہ وہ ہو، فرق نہ جس میں سرِ مو ہو

غیرت دہِ آئینہ ہے پیشانیِ انور (۴۴) تیور سے عیاں شیرِ الٰہی کے ہیں تیو

قطراتِ عرق دیکھ کے حیرت نہ ہو کیوں کر پیدا ہوئے ہیں چشمۂ خورشید میں گو

روشن ہے زمیں دشت کی یہ حسن و ضیا ہے

اختر کہیں سجدے کے نشاں کو تو بجا ہے

سہم گئے دیکھ کے ابرو کی کمانیں (۴۵) مژگاں ہیں وہ ناوک کہ دل کوہ کو چھانیں
طرح سے پیغامِ اجل اُن کو نہ جانیں تحریر سے سرمے کی کشاکش ہیں ہیں جانیں
کیوں کر نہ ڈریں دیکھ کے بے بیر ہزاروں
چلہ تو فقط ایک ہے اور تیر ہزاروں

ہوں کا شرف مردمِ حق بیں پہ عیاں ہے (۴۶) پتلی یہ نہیں، خالِ رُخِ حورِ جناں ہے
لِ بصیراں کو بہ حسرت نگراں ہے یہ نور، بھلا، نرگسِ شہلا میں، کہاں ہے
بادام سیہ آنکھوں پہ قرباں ہوئے ہیں
آہوئے ختن دیکھ کے حیراں ہوئے ہیں

، اوج پہ ہے حُسنِ رخِ یوسفِ حیدرؑ (۴۷) چہرے پہ ہر اک خال ہے غیرتِ دہِ اختر
تِ زمیں عکس سے ہیں مہرِ منوّر سبزہ ہے کہ آئینۂ عارض کے ہیں جوہر
تشبیہِ خط و رُخ میں عبث فکرِ سخن ہے
خورشید ہے رخ اور خطِ رُخسار کرن ہے

، گُل شبو ہے تو غنچہ سا دہاں ہے (۴۸) یہ غنچۂ بُستاں میں نزاکت یہ کہاں ہے
نہ ذہن، رازِ خدائے دو جہاں ہے غیرت دہِ برگِ گلِ تر خشک زباں ہے
کُفّار کٹے جاتے ہیں تیزیِ بیاں سے
غازی کی زباں کم نہیں تیغِ دو زباں سے

لِ بدخشاں ہیں تو گوہر ہیں یہ دنداں (۴۹) گوہر سے مگر آب میں بہتر ہیں یہ دنداں
ہوں نہ کس طرح کہ اختر ہیں یہ دنداں اختر سے بھی وہ چند منوّر ہیں یہ دنداں
ہنگامِ تبسم ہے عجب لطف دہن میں
بجلی سی چمک جاتی ہے ہر بار یمن میں

مثل لبِ عیسیٰ، لبِ اعجاز نما ہے ⑤⓪ مداحی سرور سے جنہیں کام سدا ہے

یا نعت محمدؐ کی ہے یا حمدِ خدا ہے اور چاہِ ذقن آبِ لطافت سے بھرا ہے

یعقوب سدا ڈھونڈتے ہیں راہ اسی کی

یوسف کو لڑکپن سے رہی چاہ اسی کی

روشن ہے کہیں شمع سے یہ گردنِ پرنور ⑤① نظارے سے کیوں کر نہ جلے لشکرِ مقہور

اس شمع کا پروانہ ہے خود روشنیٔ طور ہاتھ ان میں حمائل ہوئے چاہی ہے اگر حور

کب شیشۂ بلور میں یہ نور و صفا ہے

پر حیف ہے اس کا، کہ گلوگیر قضا ہے

شانے ہیں صفا میں کہیں الماس سے بہتر ⑤② بازو وہ کہ سو جان سے فدا جن پہ ہیں سر

دیکھیں جو کلائی یہ تو ضیغم بھی ہوں ششدر پنجے میں ہے زورِ اسداللہ سراسر

ساعد ہے کہ شمعِ حرمِ لم یزلی ہے

انگشت ہر اک نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

آئینۂ مہتاب سے تاباں ہے یہ سینہ ⑤③ بے شبہ و شک مصدرِ ایماں ہے یہ سینہ

مومن کے لیے کعبۂ ایماں ہے یہ سینہ صندوقِ علوم شہِ ذی شاں ہے یہ سینہ

یہ الفتِ اولادِ پیمبرؐ سے بھرا ہے

دل معرفتِ خالق اکبر سے بھرا ہے

سروِ چمنِ شیرِ خدا ہے قدِ بالا ⑤④ ایسا کہے دنیا میں بلا ہے قدِ بالا

عالم کے حسینوں سے جدا ہے قدِ بالا شمشادِ گلستانِ وفا ہے قدِ بالا

ہر گام پہ نصرت تو تصدق ہے علم پر

قربان ہے ثابت قدمی نقشِ قدم پر

ں سے بہادر فرس، رشک صبا ہے (۵۵) سرعت میں کہیں برق جہندہ سے سوا ہے
ں ہے کسی جا تو کسی صف میں ہوا ہے — سرعت میں جو آہو تو اسد وقتِ وغا ہے
ہمیز کی حاجت اسے زنہار نہیں ہے
اللہ کی قدرت ہے، یہ رہوار نہیں ہے

شان ہے آئے جو اُڑاتے ہوئے رہوار (۵۶) پنجہ کبھی چمکا، کبھی پرچم، کبھی ہتھیار
تکبیر کے اِک بار پکارا یہ خبردار! — اے لشکریو، آن پڑے حیدرِ کرار!
وہ فاتحِ خیبر کا تجمّل نظر آیا
دیکھو وہ علیؑ آئے، وہ دُلدُل نظر آیا

ر یہ اب انجامِ تباہی نظر آیا (۵۷) ہر طائرِ جاں جسم سے راہی نظر آیا
نہیں اور سپاہی نظر آیا — روباہو، ہٹو! شیرِ الٰہی نظر آیا
خندق کی طرح لاشوں سے میداں پٹیں گے
ہم ہاتھ کٹاتے ہیں کہ سر تن سے کٹیں گے

پسرِ سعد، غلط ہے تری تقریر (۵۸) عباسِ علیؑ ہے اسدُ اللہ کی تصویر
رہیں اگر مصحفِ ناطق تو یہ تفسیر — عباس ہے جوہر جو یداللہ ہیں شمشیر
حیدرؑ کی طرح زور بھی معلوم ہے اُس کا
وہ لفظ اگر ہے تو یہ مفہوم ہے اُس کا

ے جو علیؑ مشک نہ ہوتی بہ سرِ دوش (۵۹) ہوتا نہ کبھی غنچہ دہن پیاس سے بے ہوش
ں میں ہوتا کبھی رقت کا نہ یہ جوش — سرور نہ یہ کہتے کبھی کھولے ہوئے آغوش
بے تاب ہوں سینے سے لپٹ جاؤ میں صدقے!
کہتی نہ سکینہ کہ چچا آؤ میں صدقے!

(۶۰)
دل ہاتھوں سے تھامے ہوئے سرور نہ تڑپتے ہوتے جو علیؑ شاہ زمین پر نہ تڑپتے
مرنے کو علی آتے، پیمبؐر نہ تڑپتے جھولے میں کبھی پیاس سے اصغر نہ تڑپتے
ہر مرتبہ یہ ہی مرے بابا کی صدا ہے
عباس کے بیٹے کا گریبان پھٹا ہے

(۶۱)
غش آئے گا، عمو ترے قربان، نہ ار... فرماتے ہیں چھاتی سے لگائے شہ خوش خو
اچھے مرے عمو، مجھے بابا سے ملا دو وہ کہتی ہے، رونا تو نہیں چھوٹتا، کچھ ہو
مر جائیں گے، تسکینِ دلِ زار تو کر لیں
چھاتی سے لگا کر وہ ہمیں پیار تو کر لیں

(۶۲)
ہر غول میں کڑکیں صفتِ رعد کمانیں یہ سن کے تنِ فوج میں پھر پڑ گئیں جانیں
مچھلی کی ہزاروں نظر آتی تھیں زبانیں دریا کے قریں دھوپ میں چمکیں جو سنانیں
کھینچے ہوئے کانوں کی طرح بڑھ گئے چلّے
اترا جو ہر اک نازغ کا منہ، چڑھ گئے چلّے

(۶۳)
اے فوج! ہیں شمشیرِ خدا، شبیرِ خدا... یک بار جو گونجا صفتِ شیر وہ ضیغم
بجلی کو نہیں داریِ پُرخاد میں کچھ... کیوں جوڑے ہوئے تیروں کو چلوں میں ہیں باہم
ہیں سیفِ خدا، زہد، عمامہ ہے ہمارا
عریانیِ تن فتح کا جامہ ہے ہمارا

(۶۴)
دور آب، دمِ تیغ سے ہوتے نہیں ج... جرأت ہو وہی، پیاس سے گو، دم ہو لبوں پر
کب برق سے جلتا ہے گلِ مہر منـ... سینے کو نہیں خنجر و شمشیر سے کچھ ڈر
کر دیتا ہے شعلہ کو نہاں آب کا دامن
کب موج پکڑ سکتی ہے سیلاب کا دامن

(۶۵)

...یں کہ دیں حکم تو گردوں ابھی پھٹ جائے   تیغِ مہِ نو، آئینہ ساں، زنگ میں اَٹ جائے
...ی جاموں سے حبابوں کے، الٹ جائے   مچھلی کی زباں، خوف کی مقراض سے کٹ جائے
ہاتھوں سے ہر اک موج لگے پیٹنے سر کو
دے دستِ صدف دم میں فشار آبِ گہر کو

(۶۶)

...خجلِ ظلم رسیدہ سے ہوں خوں خوار   پیکان یہ ہوں آب کہ ہوں برلبِ سوفار
...ت رہی عرض کے ہاتھوں سے دل افگار   سیلاب سے ہو خانۂ دریا ابھی مسمار
دلِ عاشقِ جانباز کا معشوق سے پھٹ جائے
ہر شمع کی گردن پہ پروانہ سے کٹ جائے

(۶۷)

...ر انورِ خدا، رحمتِ یزداں   فخرِ دو جہاں، زیب دہِ گلشنِ ایماں
...ی عطا، بحرِ سخا، معدنِ احساں   مقبولِ خدا، سرورِ دیں، شاہِ شہیداں
سرتاج ملائک کا، شرف عرشِ عُلا کا
حیدر کا گہر، لعل بتولِ عذرا کا

(۶۸)

...ر اک علم کا اور موردِ الہام   وہ اس کا ہوا حکم کہ اسلام ہوا عام
...سد اللہ، محمدؐ کا دلِ آرام   صدرِ دوسرا، علم کا گھر، مصدرِ اکرام
محکومِ احد، حاکمِ سرکارِ محمدؐ
مداحِ رُسُل، محرمِ اسرارِ محمدؐ

(۶۹)

...رم وجود کا، عالم کا مددگار   سردارِ اُمم اور اسد اللہ کا دلدار
...م صمد عسکرِ اسلام کا سالار   احمدؐ کا اسد، علم کا در، سرور و سردار
سالکِ رہِ اللہ کا مالک دوسرا کا
ہم سر اسد اللہ کا ہمدرد گدا کا

اے قوم ذرا غور کرو، دھیان کدھر ہے؟ (۷۰) یہ ظلم و ستم! خالقِ اکبر کا بھی ڈر ہے
پیاسا جو ہے، بتلاؤ بھلا کس کا پسر ہے؟ آقا ہے وہ کس کا جو محمدؐ کا جگر ہے
کینہ نہ رکھو سبطِ شہنشاہِ عرب سے
زنہار، بڑھاؤ نہ قدم راہِ ادب سے!

یہ دشت پر آشوب ہے اور دھوپ کڑی ہے (۷۱) بچوں کی زباں پیاس سے ہونٹوں پہ پڑی ہے
بت بن گئے ہو کیوں، یہ تامل کی گھڑی ہے شبیرؑ سے مل جانے میں توقیر بڑی ہے
مانگو گے تو کونین کی دولت تمہیں دیں گے
اب اس سے سوا کیا ہے کہ جنت تمہیں دیں گے

بستی سے بھی مطلب نہیں، صحرا کو بھی چھوڑا (۷۲) کوثر سے انہیں کام ہے، دریا کو بھی چھوڑا
قبرِ نبیؐ و مرقدِ زہرا کو بھی چھوڑا کعبے کی قسم، یثرب و بطحا کو بھی چھوڑا
ناراض کچھ اب تک نہیں، خورسند ہیں شبیرؑ
تم اس میں خوشی ہو تو رضامند ہیں شبیرؑ

غازی کا سخن سن کے پکارے یہ ستم گار (۷۳) ان باتوں سے پانی تو نہیں ملنے کا زنہار
بیعت جو ہے منظور تو پھر کچھ نہیں تکرار لڑنا ہے، تو کیا دیر ہے، ہاں کھینچیے تلوار
کٹ جائے گا سر شیرِ الٰہی کی طرح سے
تڑپو گے، پڑے نہر میں، ماہی کی طرح سے

یہ سنتے ہی اُس شیر کے ابرو پہ بل آیا (۷۴) ہاتھوں کو بڑھائے ہوئے پیکِ اجل آیا
طالع میں سیہ کاروں کے دورِ زحل آیا کاٹھی سے سپر تیغ دو پیکر، نکل آیا
تلوار نہ رومالِ دلاور سے بندھی تھی
اک برقِ اجل دامنِ محشر سے بندھی تھی

[…]علم کر کے جو گھوڑے کو بڑھایا (۷۵) راکب تھا نہ مرکب تھا نہ شمشیر نہ سایا
[…]کہیں تیغ اور کہیں تلوار سا پایا — یہ صاعقہ تڑپا، وہ چھپا، وہ نظر آیا
یہ کوند کے آیا مہِ نو، ہالہ وہ چمکا
آتش یہ گری، شعلۂ جوالہ وہ چمکا

[…]ں، تو زباں، تیغِ شرربار دم نے دکھائی (۷۶) تڑپی، تو تڑپ، برقِ مجسم نے دکھائی
[…]ری تو شبیہ مہِ نو خم نے دکھائی — سمٹی تو جبیں نیرِ اعظم نے دکھائی
تھی بیچ میں وہ برقِ اجل گرد گلے تھے
پروانہ صفت شمع سے فانوس جلے تھے

[…]بن کے جگر سینۂ دشمن سے نکالا (۷۷) ناخن ہوئے عقدہ دلِ جوشن سے نکالا
[…]شمع صفت، زین کے دامن سے نکالا — سر، شل پری، شیشۂ گردن سے نکالا
جوہر کو دکھاتی جو وہ برقِ اجل آئی
مانندِ نگہ، آنکھ سے پتلی نکل آئی

[…]وہ یہ گری، ناخن پا سے نکل آئی (۷۸) کاٹی جو زرہ، دامِ بلا سے نکل آئی
[…]کر کے کماں، قدِ دوتا سے نکل آئی — جاں بن کے، تنِ اہلِ جفا سے نکل آئی
تھی گل کی چھڑی، خون کے قطرے جو پڑے تھے
آئینۂ شمشیر میں یاقوت جڑے تھے

[…]امانِ ضیا سرخ ہوا، گل کی طرح سے (۷۹) ڈھالوں کے دھوئیں اڑ گئے سنبل کی طرح سے
[…]بلائی کماں، نالۂ بلبل کی طرح سے — چلّے وہیں بل کھا گئے، کاکل کی طرح سے
دل زلفِ پریشان تھے جگر شانہ ہوئے تھے
تلواروں کے جوہر، پرِ پروانہ ہوئے تھے

چمکی جو سر خود تو دو ٹکڑے کیا فرق (۸۰) تیری سر و گردن سے تو سینہ میں گئی
سینے سے کمر تک، نہ اترنے میں ہوا فرق　　یعنی کمر و تنگ، زمیں میں گئی دو
اِس صف کے سرے سے جو چلی، پہنچی اُدھر تک
یہ جست ہوئی تو تن پہ نہ تھا ایک بھی سر تک

دل فوج کے پھٹ پھٹ گئے گھوڑے کے ڈپٹ کے (۸۱) پہنچا صف آخر میں پرے دوش کے
غل تھا، جو پھر آیا صفِ اوّل میں اچھل کر　　لو، عود کیا اشک نے مژگاں سے
دم چڑھ گئے، منہ پہ نہ کوئی تیغ زن آیا
بولا یہ، گیا شیر، وہ بولا، ہرن آیا

طاؤس فلک سیر دم جلوہ گری تھا (۸۲) بو گل میں، تو گلشن میں نسیم سحر
صیحے سے عیاں قہقہہ کبک دری تھا　　آہو تھا چرندوں میں، پرندوں میں پری
کاوے کی ثنا کیجیے، دل اس پہ تُلا ہے
دریا میں کوئی عقدہ گرداب کھلا ہے

غل تھا کہ چکور آگ کو کھا کر اُگل آیا (۸۳) مرکب کا جگر چیر کے، اک ایک نکل
بے روح ہوا دل جو وہ بیک اجل آیا　　سینے کا لہو بہہ کے جو گردن میں
بے جاں جگر و قلب بہم رہ گئے باقی
طاؤس اُڑا، نقش قدم رہ گئے باقی

ٹاپوں سے کچلتے تھے پرے فوج کے سرکوب (۸۴) اک قلزم خوں ہو گیا صحرائے پر آشو
مسواک دہن بن گئی نیزے کی ہر اک چوب　　دی تیغ نے جوہر کے پر و بال سے جار
گل کھلتا تھا شمشیر خزاں پھول کا پھل تھا
خاروں سے بھرا دامن گلچیں اجل تھا

اعدا کے پرے خون میں بھر جاتی تھی تلوار (۸۵) جوں سیل، سروں پر سے گزر جاتی تھی تلوار
دکر کے سپر، تا بہ کمر جاتی تھی تلوار حاضر تھی قضا ساتھ، جدھر جاتی تھی تلوار

سر پر جو پڑی، تیر گئی دامنِ زیں تک
اُتری سرِ زیں سے تو گئی گاؤ زمیں تک

ذرے سپروں کے دمِ پیکار اُڑائے (۸۶) دیکھی جو خطا، دستِ کماں دار اُڑائے
سواروں کے ٹکڑے مع رہوار اُڑائے ترکش کہیں، چلّے کہیں، سوفار اُڑائے

کج بازوں کو کچھ ہوش نہ تھا جنگ و جدل کا
رخ سہم کے پھیرے کہ نشانہ تھے اجل کا

ب بار پڑی لشکرِ کفار میں ہلچل (۸۷) بھاگی صفِ اوسط، صفِ آخر، صفِ اوّل
دریا سے جو ہٹ ہٹ کے گھٹا ڈھالوں کا بادل دل نے کہا، عباسِ علی، نہر پہ اب چل!

وقفہ نہیں، جس کام کو آئے ہو وہ کر لو
کیا دیکھتے ہو، مشکِ سکینہ کو تو بھر لو

یا میں در آیا خلفِ ساقیِ کوثر (۸۸) موجوں نے دعا خیر کی دی ہاتھ اُٹھا کر
کھیں صفتِ ابر حبابوں کی ہوئیں تر روتا تھا، رواں آبِ رواں، ڈال کے منہ پر

اک ابرِ علَم چھا گیا تھا ماہی کی صف پر
ملتی تھی صدف دستِ الم دُرِّ نجف پر

پیاسے رہی اور اسپ کو دریا سے نکالا (۸۹) رستے میں جما آکے سواروں کا رسالا
مشکیزۂ پر آب کو کاندھے پہ سنبھالا خورشید پہ چھایا تبر و تیغ کا ہالا

فانوس میں تھی شمع کہ تیغوں میں جری تھا
پروانوں کے جھرمٹ میں چراغِ سحری تھا

رُکنے لگا اسوار کا مُنھ دیکھ کے رہوار (۹۰) گردن سے لپٹ کر اسے غازی نے کیا پا

پھر کوند کے آئی صفِ کفار پہ تلوار بے سر ہوئے لشکر شکن و سرکش و جرّا

کٹ جاتے تھے جب سر وہیں گھبراتے تھے اعدا

مانندِ کماں خوف سے جھک جاتے تھے اعدا

گردن کو قلم کر کے بر و دوش سے نکلی (۹۱) پتلی کی طرح چشمِ سیہ پوش سے نکلی

ناگن تھی، جگر کھا کے عجب جوش سے نکلی ارّہ ہوئے دل، چیر کے آغوش سے نکلی

سینہ جو کٹا قلب اُچھل کر نکل آیا

در کھل گیا، بُت دیر سے باہر نکل آیا

جان بن کے گئی دل میں، جگر کاٹ کے نکلی (۹۲) قشقہ کر کے سرِ پشت، سپر کاٹ کے نکلی

نیزے کی طرح بندِ کمر کاٹ کے نکلی تڑپی تو پہ مُرغِ نظر کاٹ کے نکلی

بُت اپنے شراروں سے بتاتی تھی اجل کو

تھی سنگ فشاں، راہ بتاتی تھی اجل کو

لشکر کی صفیں صاف تھیں بے دست تھے دستے (۹۳) کہتی تھی اماں خود کہ اماں کو ہیں ترستے

ہنگامِ وغا امن کے سب بند تھے رستے سر خاک پہ تھے ابر سے ڈھالوں کے برستے

ترکش تو قلم خاک پہ ہو ہو کے گرے تھے

سرکش جو تھے وہ موت کے حلقے میں گھرے تھے

گہ فرق پہ، گہ شانے پہ، گہ زیرِ کمر تھی (۹۴) بجلی کی طرح گاہ اِدھر گاہ اُدھر تھی

بکتر پہ کبھی اور کبھی بالائے سپر تھی شعلہ تھی کسی صف میں، کسی صف میں شرر تھی

گہ طارمِ افلاک پہ گہ زیرِ زمیں تھی

تھی سیل کہیں، برق کہیں، ابر کہیں تھی

...یاں کی چھڑی بن گئی خوں جسم کا مل کر (۹۵) شاخِ مہِ نو خم ہوئی یاقوت سے رل کر
...ڈس بنی نیزۂ افعی کو نگل کر تلوار کا آئی تھی اجل بھیس بدل کر
تیری جگر و قلب میں سوزن کی طرح سے
بل کھانے، وہیں ڈس گئی ناگن کی طرح سے

...دیر اسی طرح سے انبوہ کو جھیلا (۹۶) ختم ہو گئے آیا جو کمانداروں کا ریلا
...شکیزے کو چھدنے نہ دیا، جان پہ کھیلا واحسرتا و دردا کہ وہ لاکھوں میں اکیلا
سینہ تیروں کا بنتا تھا جدھر جاتے تھے عباس
ہر مرتبہ، گھر گھر کے نکل آتے تھے عباس

...دار کو اسواروں کی صف سے جو نکالا (۹۷) لڑ بھڑ کے جو اس آفتِ جاں گاہ کو ٹالا
...ردو آ گئے، کمانداروں نے نیزوں کو سنبھالا پھر چھا گیا چوگرد سواروں کا رسالا
طاقت جو نہ تھی زیں پہ جھک جاتا تھا غازی
یا شیرِ خدا، کہتے ہی رک جاتا تھا غازی

...ں حال یہ تھا، غش تھے اُدھر سبطِ پیمبرؐ (۹۸) سر سجدے میں تھا، ہاتھوں میں عمامۂ اطہر
...ماتے تھے بے کس ہوں میں اے خالقِ اکبر! کر رحم، بچھڑتا ہے یہ اور سے برادر
عالم ہے عجب سینۂ سوزاں میں نفس کا
ساتھ آج چھٹا جاتا ہے انتیس برس کا

...غم خوارِ جگر بندِ پیمبرؐ نہیں کوئی (۹۹) ہم دردِ دلِ حیدرِؑ صفدر نہیں کوئی
...اس بے کس و محتاج کا یاور نہیں کوئی اب اس کے سوا، اور برادر نہیں کوئی
تلواروں سے اس گیسوؤں والے کو بچانا!
یا رب، مرے آغوش کے پالے کو بچانا!

(۱۰۰)
واں خیمے میں مشغولِ دعا تھے شہِ ذی جاہ
یاں تیغ سپر عباس ہوا گرز سے، ناگاہ
تیغوں سے کٹے بازوے فرزندِ یداللہ
منزل تھی قریں، قافلہ ہوتا تھا جدا آہ
برسانے لگے تیر کماں دار جو آ کر
خم ہو گئے مشکیزے کو چھاتی سے لگا کر

(۱۰۱)
اُس چاند پہ بدلی کی طرح چھا گئے بے پیر
کس منہ سے کہوں، آنکھوں میں غازی کی لگا تیر
خوں بہنے لگا جسم سے، حالت ہوئی تغیّر
پڑنے لگے تیر و تبر و نیزہ و شمشیر
تلواریں لگیں سینۂ صد چاک کے اوپر
گر گر گئی، کٹ کٹ کے زرہ، خاک کے اوپر

(۱۰۲)
مایوس ہوئے جسم میں حالت جو نہ پائی
چمکار کے رہوار کو یہ بات سنائی
افسوس کہ پیاسے ہیں کئی روز سے بھائی
تو مشک کو لے جا کہ ہماری اجل آئی
پانی دلِ سلطانِ مدینہ کو پہنچ جائے
یہ مشک کسی طرح سکینہ کو پہنچ جائے

(۱۰۳)
کہنا کہ وہ بے دست ہی یا حضرتِ شبیرؑ
بھیجا ہے مجھے، اس میں کچھ اُن کی نہیں تقصیر
آنے کی یہاں تک کوئی بن آئی نہ تدبیر
یہ کہہ نہ چکے تھے کہ لگا مشک پہ اک تیر
چلائے کہ عمو ترے قربان سکینہؑ!
پیاسی رہی، ہی ہی، مری نادان سکینہؑ!

(۱۰۴)
گھوڑے سے گرے جب تو برادر کو پکارا
کام آیا یہ خادم، یہ نمک خوار تمہارا
سنتے ہی نہ حضرت کو رہا ضبط کا یارا
بس، ہائے اخی! کہہ کے گریباں کیا پارا
کانپا جو بدن، حیدرِ صفدر نے سنبھالا
غش کھا کے گرے تھے کہ جو اکبر نے سنبھالا

…تے روتے ہوئے میداں کو چلے شاہ (۱۰۵) بابا کی کمر تھام کے اکبر ہوئے ہم راہ
…ں کا لاشہ جو نظر آگیا، ناگاہ بھائی سے بغل گیر ہوئے سرورِ ذی جاہ
کچھ کہنے نہ پائے کہ مسافر ہوئے عباس
منھ دیکھتے ہی دیکھتے آخر ہوئے عباس

…شہ مظلوم یہ شانے کو ہلا کر (۱۰۶) اُٹھتے نہیں، کیا سو گئے عباسِ دلاور
…ہ تھے ہم بھی، نہ توقف کیا دم بھر اللہ، یہ جلدی ہوئی، اے جانِ برادر
پایا جو مکاں سرد تو نیند آگئی تم کو
ہاں، شیر تھے، دریا کی ہوا بھا گئی تم کو

…میں اگر درد ہوا ہو تو بتا دو (۱۰۷) نیزہ کوئی پہلو میں لگا ہو تو بتا دو
… تیر سے، سوراخ ہوا ہو تو بتا دو عباس، برادر سے خفا ہو تو بتا دو!
دی جان، مگر مشک نہ چھاتی سے جدا کی
کچھ کرنے نہ پائے بھی وصیت کہ قضا کی

…لاشے سے لپٹے ہوئے، کرتے تھے یہ زاری (۱۰۸) ناگاہ درِ خیمہ سے فضہ یہ پکاری
… آئیے، اے قبلۂ کونین! میں واری یہ زینبؑ ہیں بےحس، آیا ہے بھابھی کو تمھاری
سب بی بیاں حلقے میں لیے گرد کھڑی ہیں
عباس کی مادر پہ وہ بےہوش پڑی ہیں

…تے ہی اک تیر کلیجے کے ہوا پار (۱۰۹) آغوش میں بھائی کو لیا اور کیا پیار
…یا، چلو خیمے میں عباسِ علم دار لاشے نے صدا دی، یہ نہ ہوگا کبھی زنہار!
یہ شمع نہیں آپ کے کاشانے کے قابل
آقا، مرا اب منھ نہیں دکھلانے کے قابل

تا حشر رہی مجھکو سکینہ سے ندامت (۱۱۰) افسوس ہے، برباد ہوئی سب مری محنت
واللہ یہی ہے جو اگر ہے مجھے حسرت اب لاش کو خیمے میں نہ لے جائیے حضرت
شہ نے کہا، اچھا ترے قربان، برادر!
ہم چلتے ہیں، اللہ نگہبان، برادر!

یہ کہہ اُٹھے لاش سے شاہنشہ خوش خو (۱۱۱) کاندھے پہ علم رکھ کے چلے اکبر مہ رو
تا خیمہ جو پہنچے تو اُٹھا شور یہ ہر سو میدان سے حضرت کا پھرا، قوتِ بازو
سائے میں پھریرے کے شہنشاہِ امم ہے
عباس وہ آتے ہیں، وہ کاندھے پہ علم ہے

دیکھا جو علم آتے ہوئے سب کو ہوئی آس (۱۱۲) تھی غش میں، مگر چونک پڑی زوجہ عباس
چلائی سکینہ مرے سب مٹ گئے وسواس صدقے میں، بجھائی مرے عمو نے مری پیاس
صدمہ کبھی اُٹھتا نہیں نازوں کے پلے سے
جلدی کہیں آئیں تو لپٹ جاؤں گلے سے

ناگہہ علم سیدِ اکرم نظر آیا (۱۱۳) شل کمرِ سبطِ نبیؐ، خم نظر آیا
آلودہ بہ خوں پنجہ و پرچم نظر آیا اک بےکسی و یاس کا عالم نظر آیا
خوں بار پھریرا تھا علمدار کے غم میں
تیروں سے چھدی مشک لٹکتی تھی علم میں

دیکھا جو یہ سامان تو سب ہو گئے ششدر (۱۱۴) اکبرؑ نے علم گاڑ دیا صحن میں آکر
پہنچے جو کمر پکڑے ہوئے سبطِ پیمبرؐ زینبؑ نے کہا، کیا ہوئے عباسؑ دلاور؟
حضرت نے کہا، ہم سے وہ منھ موڑ گئے ہیں
عاشق تھے، سو بھائی کی کمر توڑ گئے ہیں

تے میں ہمیں چھوڑ کے جنت کو سدھارے (۱۱۵) پہنچے وہ بڑی دیر کے کوثر کے کنارے
حال بھی تھا غیر بہت پیاس کے مارے بولے بھی نہیں، ہم جو کئی بار پکارے
کس بات کی امید رکھے کوئی کسی سے؟
ہم کو یہ توقع نہ تھی عباسِ علی سے!

کا جو ذرا، رکھ دیے بس کھول کے ہتھیار (۱۱۶) رخصت جو کیا، ہو گئے سر دینے پہ تیار
دی جو ہوئی، بھول گئے جو کہ تھے اقرار سبقت انھیں زیبا تھی کہ بھائی تھے علمدار
ہم راہ ہی مرنے میں مگر لطف بڑا تھا
دونوں کے گلے ساتھ ہی کٹتے تو بجا تھا

کر یہ سخن غش ہوئے فرزندِ پیمبرؐ (۱۱۷) صف باندھ کے سب بیٹیوں نے کھول دیے سر
ا بیچ میں اُن رانڈوں کے عباس کا دلبر دامانِ قبا منھ پہ دھرے روتے تھے اکبر
ہرچند ہٹاتے تھے، نہ ہٹتی تھی سکینہ
رو رو کے پھریرے سے لپٹتی تھی سکینہ

لاتی تھی، کیا کرتے ہو دریا پہ چچا جان؟ (۱۱۸) بابا کا برا حال ہے، جلد آؤ میں قربان!
تر کا ارادہ ہے تو اللہ نگہبان مرجائے گی رو رو کے سکینہ یہ رہے دھیان!
جاؤ گے جہاں، جاؤں گی میں ساتھ تمھارے
پانی کے لیے ہائے، کٹے ہاتھ تمھارے

دان کے اُس بین سے رقت کا ہوا جوش (۱۱۹) پیاسی جو کئی روز کی تھی، ہو گئی بے ہوش
لثوم نے گودی میں لیا کھول کے آغوش چلائی یہ زینب کہ ذرا صبو، خاموش!
یاں پیٹ چکیں، روئیو اب لاش پہ چل کر
لوگو، کہیں مر جائے سکینہ نہ دہل کر

بس روک دبیر اب تو زباں، خوب ہے رقت ﴿۱۲۰﴾ یہ مانگ دعا، اے پسرِ شاہِ دلاور
ہو جلد عنایت مرے نو آب کو صحت تا حشر رہے زیرِ قدم دولت و حشمت
نازاں ہوں، وہی دیں گے صِلہ، دل کو یقیں ہے
ہے ہاتھ میں یاں مثلِ نگیں، ختم نہیں ہے

مرثیہ ع ۱۷

…صغر یہ جب کہ پیاس کی شدت سوا ہوئی (۱) تب بے حواس بانوے شاہِ ہُدا ہوئی
…بچے کی نبض دیکھ کے صرفِ بُکا ہوئی — بولی کہ میرے لال کی حالت یہ کیا ہوئی؟
لٹتی ہوں کربلا میں، دہائی حسینؑ کی
…طلع — پتلی پھری ہے آج مرے نورِ عین کی

…نو کے شیر خوار کو ہفتم سے پیاس ہے (۲) بچے کی نبض دیکھ کے ماں بے حواس ہے
…نے دودھ ہے نہ پانی کے ملنے کی آس ہے — پھرتی ہے آس پاس کہ جینے سے یاس ہے
کہتی ہے، کیا کروں میں دُہائی حسین کی
پتلی پھری ہے آج مرے نورِ عین کی

…ریاد یا علیؑ، میں کدھر جاؤں، یا علیؑ؟ (۳) ان داغوں کو کہاں سے جگر لاؤں، یا علیؑ؟
…س طرح اِن کی سانس کو ٹھہراؤں، یا علیؑ — پانی کا قحط ہے، میں کہاں پاؤں، یا علیؑ؟
پچھلے کو آنکھ کھولی تھی، اب کھولتے نہیں
روتے نہیں، ہمکتے نہیں، بولتے نہیں

…ک دم بھی، ہائے، غم سے نہیں انفراغ ہے (۴) تازہ، ابھی جوانیِ اکبر کا داغ ہے
…نوں پھر گئی ہے کان کی، گل یہ چراغ ہے — کیا لوٹنے کو موت کے میرا ہی باغ ہے
اصغر کا پا تُراب ہے، اکبر سدھارے ہیں
کیا خاک میں ملانے کو میرے ہی پیارے ہیں

میں کہتی تھی، نجف میں انھیں لے کے جاؤں گی (۵) شاہِ نجف کا اِن کو مجاور بناؤں گی
اُنگلی پکڑ کے گردِ لحد کے پھراؤں گی ہی ہی، انھیں کو قبر میں اب میں سُلاؤں گی
منت کے طوق اُتر چکے، پر دان چڑھ چکے
یٰسین کا وقت آگیا، قُرآن پڑھ چکے

اب کس کی، بامُراد، بڑھاؤں گی ہنسلیاں[1] (۶) ہی ہی، کرخت ہو گئیں یہ نرم اُنگلیاں
تیور بدل بدل کے پھراتے ہیں پتلیاں اب میرے لال باندھ نہیں سکتے مُٹھیاں
باقی حواس پیاس سے معصوم کے نہیں
مُنھ میں انگوٹھی لیتے ہیں اور چوستے نہیں

رونا نہ جانتے تھے، سدا مسکراتے تھے (۷) پھیلا کے ہاتھ گود میں سب کے یہ آتے تھے
خاطر سے میری جھولے میں یہ لیٹ جاتے ہیں جاتی تھی میں جدھر یہ اُدھر منھ پھراتے تھے
کس کی نظر لگی کہ میں نظروں سے گر گئی
وہ چاؤ، پیار اب نہ رہا، آنکھ پھر گئی

ہردم سکینہ، سامنے بھائی کے آتی ہے (۸) ہاتھوں میں لے کے ان کے کھلونے دکھاتی ہے[2]
سہلا کے ننھے تلوے، یہ رو کر سناتی ہے[3] سن جاؤ بھائی جان، سکینہ مناتی ہے
کڑھتی ہیں اماں آنکھ کو تم کھولتے نہیں
اللہ، ہم پکارتے ہیں، بولتے نہیں!

---

[1] نسخہ: ملے کے الٹی سانس گراتے ہیں بجلیاں

[2] نسخہ: آئینہ چھوٹے بھائی کو اپنے دکھاتی ہے۔

[3] نسخہ: ننھے سے ہاتھ چوم کے رو کر سناتی ہے۔

…نے سے آنکھ بند ہے یا تشنگی سے آہ! (۹) خالق کی تم پہ مہر، علی کی تمھیں پناہ!
…آپ کے پیا نہیں پانی، خدا گواہ! صدقے گئی، پھر اور ہوا مجھ سے کیا گناہ؟!
تیروں سے مشک چھد گئی، مجھ بے حواس کی
پیاسی بہن سے لو قسم اپنی پیاس کی

…نگے گرد جھولے کے سب کنبہ ہے بہم (۱۰) پھیلا رہی ہیں سمٹے ہوئے پاؤں کو حرم
…ے پہ سر ڈھلا ہوا رکھتے ہیں دم بہ دم چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے کبھی دیکھتے ہیں دم
آ آ کے کف جو ننھی سی باچھوں میں بھرتے ہیں[٥]
کونے سے چادروں کے حرم پاک کرتے ہیں

…کہا یہ سب نے، بلاؤ امام کو (۱۱) لاؤ خدا کے واسطے، لاؤ امام کو
…اس بے زباں کا حال سناؤ امام کو نیلی رگیں ہیں گلے کی، دکھاؤ امام کو
اکبر کی لاش لے گئے ہیں قتل گاہ میں
کوئی پکار لو، وہ ابھی ہوں گے راہ میں

…رت لٹا رہے تھے وہاں لاشۂ جواں (۱۲) جو بے حواس بی بیوں کی یہ سُنی فغاں
…لے کہ چین بھائی کو بن بھائی کے کہاں اکبر، تمھاری لاش کا خالق نگاہ باں!
ہم خیمہ گہ میں جاتے ہیں، اصغر بلاتے ہیں
اُن کو بھی پاس لا کے تمھارے لٹاتے ہیں

…پر جوان بیٹے کا تازہ لہو لگا کے (۱۳) ماتم سرا میں گنج شہیداں سے شاہ آئے
…نے پہ ہاتھ پکڑے ہوئے اہلبیت لائے[٥٥] بچے کے ہاتھ پاؤں ہلا کر انھیں دکھائے

…نسخہ۔ قرآن کی ہوا کبھی گھبرا کے دیتے ہیں
بانو کو دیکھتے ہیں تو منھ پھیر لیتے ہیں
سبط نبی کو، غمزدہ، جھولے کے پاس لائے۔

رو کر کہا کہ سانس فقط آشکار ہے
سو، اس کا کیا حساب کہ دم کا شمار ہے

بیٹھے سرہانے جھولے کے شبیر سر جھکائے (۱۴) اصغر کے کان سے لب معجز نما ملائے
چپکے سے کچھ کہا کہ وہ سنتے ہی مسکرائے سوئے حسین، ہاتھ بھی بے ساختہ بڑھائے
بولی سکینہ بابا نے مشکل کشائی کی
اماں مبارک، آنکھ کھلی میرے بھائی کی

ہاتھوں پہ لے چکے جو اسے شاہ اتقیا (۱۵) بانو پکاری، لونڈی کو، صاحب، جلا لیا[۱]
سیدانیوں کے پاؤں پہ پھر سر کو رکھ دیا[۲] بولی خدا نے سب کی دعا سے کرم کیا
لب پر تبسم، آنکھوں سے شہ کے نظارے ہیں
ہم تم کوئی نہیں، انھیں بابا ہی پیارے ہیں

زینب نے پوچھا شہ سے کہ اے فخر کائنات (۱۶) کیا آپ نے کہا کہ جو چونکا یہ نیک ذات
شہ بولے، ان کے دادا ہیں حلّال مشکلات اس بے زبان کے کان میں میں نے کہی یہ بات
چلتے ہو پہلوئے علی اکبر میں سونے کو؟
آتے ہو، میرے شیعوں پہ، قربان ہونے کو؟

جھولے سے اُٹھ کے قتل کے میداں کو دیکھیے (۱۷) کیا لعل و در ہیں، گنج شہیداں کو دیکھیے
لوٹے ہوئے، علی کے گلستاں کو دیکھیے خنجر کے پھل کو، غنچۂ پیکاں کو دیکھیے
یہ سن کے، میری گود میں جھولے سے آئے ہیں
مقتل کو شوقِ تیر میں منھ کو پھرائے ہیں

۱؎ نسخہ۔ کی عرض اس کو سبطِ نبی نے جِلا لیا
۲؎ نسخہ۔ بانو نے سر کو پاؤں پہ حضرت کے رکھ دیا۔

...اری، اِن پہ تو سب رحم کھائیں گے (۱۸) بچّہ سمجھ کے پانی بھی دشمن پلائیں گے
...ے، جو نصیب میں ہو گا وہ پائیں گے پہلے انھیں کے آگے انھیں لے کے جائیں گے
خاطر سے اِن کی پانی کے سائل بھی ہوئیں گے
انجام کار یہ ہو کہ ہم اِن کو روئیں گے

...دی قسم کہ یہ فرمایئے نہیں! (۱۹) گزری میں ایسے پانی سے نے جائیے نہیں
...مرا نہ مانے گا، سمجھائیے نہیں اصغر کو دیتے مجھے، رلوایئے نہیں
شہ بولے اِن کو شیعوں سے پیارا کرو گی تم؟
جھولے میں موت آئے گی، تو کیا کرو گی تم؟

...ضرور جائیں گے، یہ رن میں جائیں گے (۲۰) پانی اگر ملے گا تو اِن کو پلائیں گے
...خدا جو لائے گا، ہم لے کے آئیں گے پر عمر ہی جو کم ہو تو کیوں کر بڑھائیں گے
بندے کا کچھ نہ زور نہ کچھ اختیار ہے
مختار، موت و زیست کا، پروردگار ہے

...نے پر حسینؑ کے بانو نے رو دیا (۲۱) دیکھا فلک کو یاس سے اور سر جھکا لیا
...بانہیں بیٹے کی پھر یہ بیاں کیا واری، سدھارو، خیر جو مرضیِ کبریا
دیکھوں پھر آج گود میں کب تم کو لیتی ہوں
اللہ و پنج تن کی ضمانت میں دیتی ہوں

...ھوپ میں سدھارتے ہو اے علیؑ کے پھول (۲۲) سر پر خدا کا سایہ ہو اور پشت پر رسولؐ
...نی بانہیں پیارے کے ہو ل حیدرؑ و بتولؑ واری گئی اشارے سے کہہ دو، کیا قبول

... بچّہ ہے میرا پھول، اور آفت کی دھوپ ہے
لو چل رہی ہے اور قیامت کی دھوپ ہے۔

کھیلے نہ ہم بہنوں سے نہ تم گھٹنیوں چلے
میں ہاتھ ملتی رہ گئی دنیا سے یوں چلے

(۲۳)
اصغر کو لے چلے جو شہنشاہِ بحر و بر
مڑ مڑ کے اُس نے کہنے پہ حسرت سے کی [illegible]
ننھا سا ہاتھ ماتھے پہ رکھا جھکا کے سر
بانو پکاری پھیر کے منھ کو اِدھر اُ[illegible]
لوگو مرا کلیجہ نکلتا ہے تھام لو!
اصغر سدھارتے ہیں جہاں سے سلام لو!

(۲۴)
گھر سے نہیں چلے ہیں یہ دنیا سے جاتے ہیں
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے ماں کو دکھا[illegible]
زینب پکاری ہونٹوں کو بھی تو ہلاتے ہیں
اتنے دِنوں کے دودھ کا حق بخشواتے [illegible]
وہ بولی، جان و مال تصدق ہو پیارے پر[1]
قربان، چھ مہینے کا دودھ اِس تشنہ لب کے پر

(۲۵)
ہاتھوں پہ لے کے اُس کو چلے شاہِ کربلا
اور ساتھ ساتھ گود کو کھولے ہوئے [illegible]
رکھا ہے، دھوپ تیز تھی اور گرم تھی ہوا
اصغر پہ ماں نے ڈال دی اجلی سی [illegible]
چادر نہ تھی وہ، چہرۂ پر آب و تاب پر
ٹکڑا، سفید ابر کا تھا، آفتاب پر

(۲۶)
چادر تھی یا کہ دھوپ تھی بانو کے پھول پر
یا صبح کی سفیدی میں سورج تھا جلوہ [illegible]
روپوش، زیرِ چادرِ مہتاب، تھا قمر
محسن کے تن پہ حلۂ نور آتا تھا [illegible]
اس پردے میں عنایتِ حق آشکار تھی
سایہ فگن وہ رحمتِ پروردگار تھی

---

[1] نسخہ. وہ بولی، بس کلیجہ پہ نشتر نہ ماریے
تو دودھ چھ مہینے کا بخشا، سدھاریے

قدم پہ سوچتے تھے سبطِ مصطفاؐ (۲۷) لے تو چلا ہوں، فوجِ عمر سے کہوں گا کیا
ے واسطے نہ کروں گا میں التجا — منت کروں گا بھی تو سنیں گے نہ اشقیا
کم ظرف، سنگ دل ہیں، یہ کیا رحم کھائیں گے
مجھ کو یقیں نہیں ہے کہ پانی پلائیں گے

قریب فوج تو گھبرا کے رہ گئے (۲۸) چاہا کریں سوال، پہ تھرّا کے رہ گئے
ے رنگ فق ہوا، تھرّا کے رہ گئے — چادر پسر کے چہرے سے سرکا کے رہ گئے
آنکھیں جھکا کے بولے کہ یہ ہم کو لائے ہیں
اصغرؑ، تمہارے پاس غرض لے کے آئے ہیں

بت گلے سے لگایا نہ چپ ہوئے (۲۹) بہنوں نے گودیوں میں کھلایا، نہ چپ ہوئے
ے میں پھوپھی نے جھلایا، نہ چپ ہوئے — رو رو کے سارے گھر کو رلایا، نہ چپ ہوئے
واں اشک بار تھے تو یہاں بے قرار ہیں
پانی کے تم سبھوں سے یہ امیدوار ہیں

، بہ قول شمر و عمر، ہوں گناہ گار (۳۰) یہ تو نہیں کسی کے بھی آگے قصوروار
ں ماہ ہے بے زبان، نبی زادہ شیر خوار — ہفتم سے سب کے ساتھ یہ پیاسا ہے بے قرار
سن ہے جو کم تو پیاس کا صدمہ زیادہ ہے
مظلوم خود ہی اور یہ مظلوم زادہ ہے

ر، اور کچھ نہیں، ان کی غذا ابھی (۳۱) نہ گھٹنیوں چلے ہیں نہ مکتب ہوا ابھی
نام بھی نہیں منہ سے لیا ابھی — یہ تو ہر ایک دین میں ہیں بے خطا ابھی
کیا کام اس سے، متفق ہے تم کو اگر مرا
جانو خدا کا بندہ، نہ سمجھو پسر مرا

یہ کون بے زباں ہے، تمھیں کچھ خیال ہے! (۳۲) دُرِّ نجف ہے، بانوے بے کس کا لال ہے
لو مان لو، تمھیں قسمِ ذوالجلال ہے! یثرب کے شاہ زادے کا پہلا سوال ہے
پوتا علیؑ کا تم سے طلب گارِ آب ہے
دے دو کہ اس میں نام وری ہے، ثواب ہے

پھر ہونٹ بے زبان کے چومے جھکا کے سر (۳۳) رو کر کہا، جو کہنا تھا سو کہہ چکا پدر
باقی رہی نہ بات کوئی، اے مرے پسر سوکھی زبان، تم بھی دکھا دو نکال کر
پھیری زباں لبوں پہ جو اُس نورِ عین نے
تھرا کے، آسماں کو، دیکھا حسینؑ نے

مولا فلک کو دیکھ رہے تھے کہ ناگہاں (۳۴) کی حرملہ نے شانے سے دو تانک کی کماں
ترکش سے چُن کے کھینچ لیا تیرِ جاں ستاں جوڑا کماں میں، تاک کے حلقومِ بے زباں
چھِدتے ہی حلق ننھے کا چھپرا جو تیر نے
گھبرا کے، غش سے کھول دیں آنکھیں صغیر نے

کیا سن تھا، تیر کھاتے ہی بچہ بلک گیا (۳۵) سوکھے گلے میں خون بھرا دم اٹک گیا
تڑپا جو شہ کے ہاتھوں پہ قامت سرک گیا ٹوپی گری زمیں پہ، منکا ڈھلک گیا
ننھی کلائیوں میں تشنج سے بل پڑے
ہچکی جو آئی، منھ سے انگوٹھے نکل پڑے

منھ آسماں سے شہ نے پھرایا، کہ کیا ہوا؟ (۳۶) دیکھا کہ پار حلق سے، تیرِ جفا ہوا
بچہ تڑپ رہا ہے لہو میں بھرا ہوا ہے ننھا سا ہاتھ زخمِ گلو پر دھرا ہوا
آنکھیں پھرائے دیتے ہیں، تیور بدلتے ہیں
آگے تو دودھ اُگلتے تھے، اب خون اگلتے ہیں

…و کر کہا لعینوں سے، کیوں اے جوانِ دبیر؟ (۳۷) ہم نے کہا تھا کیا جو بھلا تم نے مارا تیر؟
…م سے کلام کرتا تھا میں، یا کہ یہ صغیر؟ اس بے زبان نے تو نہ مانگا تھا آبِ شیر
ثابت، علیؑ کے پوتے کی کوئی خطا، نہ کی
تم نے ہمارے لانے پہ بھی کچھ حیا نہ کی

…کار میں مضائقہ کیا تھا، غضب کیا (۳۸) خاطر، نہ بچے کی، نہ ہمارا ادب کیا
…م سنتے کیا کسی سے تہیں کچھ طلب کیا یہ ظلم کافروں نے بھی سائل پہ کب کیا
ناسور اس کے پالنے والے کا دل ہوا
میں آپ، پانی مانگ کے تم سے، خجل ہوا

…س سن کے سب، حسینؑ کے رونے پہ ہٹ گئے (۳۹) شہ نے وہ آہ کی کہ دو عالم الٹ گئے
…ر ٹھمک ٹھمک کے پدر سے لپٹ گئے ننھے سے ہاتھ پاؤں لرز کر سمٹ گئے
ہونٹوں پہ شہ کے ہونٹ ملے اور گزر گئے
لپٹے گلے سے باپ کے بس، اور مر گئے[٥]

…یا کام کم سنی میں کیا تشنہ کام نے (۴۰) میراث لی حسینؑ کی اس لالہ فام نے
…وزہ چھٹے مہینے جو رکھا امام نے اصغر نے دودھ چھوڑ دیا سب کے سامنے
حلقِ حسین سے ابھی خنجر ملا نہ تھا
یاں تیر تھا گلے میں مگر کچھ گلا نہ تھا

…ینچا گلے سے نیچے کو، آہستہ شہ نے تیر (۴۱) اور ہاتھوں پہ بلند کیا لاشۂ صغیر
…دن جھکا کے بوسے کہ اے خالقِ قدیر! مقبول ہو حسینؑ کا یہ ہدیۂ حقیر
شش ماہہ کوئی کشتۂ تیرِ ستم نہیں
یہ بے زبان، ناقۂ صالح سے کم نہیں

---

٥ نسخہ۔ اک بوسہ مسکرا کے لیا اور مر گئے۔

آئی ندائے غیب کہ اے فخرِ دوسرا (۴۲) نسبت، بھلا ہے ناقۂ صالح کو اس سے کیا

جیواں وہ تھا، یہ ہے جگربندِ مصطفا! خیرالبشر کا پارۂ دل، فدیۂ خدا

یوں بے زباں راہِ رضا میں ہوا نہیں

آدم کی نسل میں کوئی ایسا ہوا نہیں

مولا نے اس ندا پہ کیا شکرِ ذوالجلال (۴۳) لاشا سنبھالے زیں سے اترے لہو میں لال

اصغر کی خوابگاہ کا کرنے لگے خیال دیکھا کہ پاؤں ٹکنے کی رن میں نہیں مجال

بڑھتے ہی دھوپ قہر کی یوں تیز چلتی ہے

اور گرم گرم بھاپ زمیں سے نکلتی ہے

لاشے کے منہ کو دیکھ کے کہنے لگے یہ شاہ (۴۴) کیا وقتِ اضطرار ہے اصغر، خدا گواہ

ماں بہنیں گھر میں، باپ یہاں نرغے میں تباہ یہ ریگ گرم اور یہ بدن نرم نرم، آہ

دل ساتھ نکلا پڑتا ہے، کیوں کر جدا کروں

سونپوں کسے، لٹاؤں کہاں، آہ کیا کروں

ناگہ صدا یہ آئی کہ اے میرے بے دیار! (۴۵) تجھ پہ بھی میں فدا، ترے اصغر پہ بھی نثار

مرتے ہیں مومنوں کے جو اطفالِ شیرخوار جنت میں پالتی ہوں انہیں میں جگر فگار

اے وائے، گر نہ ہوتے کے کام آئے فاطمہ

واری، کھڑی ہے گود کو پھیلائے، فاطمہ

سن کر فغانِ دخترِ سلطانِ انبیا (۴۶) حضرت نے لاشہ پہلوئے اکبر میں رکھ دیا

کچھ دیر تک کھڑے رہے سلطانِ اتقیا ننھی سی قبر کھود کے مدفون اسے کیا

پھر خیمے سے لپٹ گئے اور ایسی آہ کی

جس آہ نے فرشتوں کی حالت تباہ کی

(۴۷)
فضّہ سے بانوؑ بولی کہ جا کر خبر تو لا! — بے رحموں نے مرے علی اصغر سے کیا کیا!
فضّہ گئی اور آ کے کہا، وا مصیبتا! — بی بی کی گود اجڑ گئی، ہے ہے غضب ہوا!
اصغر تو گود میں نہیں معلوم ہوتے ہیں
شبیرؑ ایک ننھی سی میّت کو گاڑتے ہیں

(۴۸)
سُنتا تھا یہ کہ بیبیوں میں سینہ زنی ہوئی — فضّہ کے ساتھ عترتِ شاہِ غنی ہوئی
نکلی جو گھر سے، نوبتِ جاں کندنی ہوئی — دیکھا کہ ایک قبر ہے ننھی بنی ہوئی
رکھے ہیں اُس پہ طوق لہو میں بھرے ہوئے
روتے ہیں سر کو شاہ لحد پہ دھرے ہوئے

(۴۹)
بانوؑ نے آگے بڑھ کے یہ شورِ بکا کیا — وائی کہو، مرے علی اصغر کو کیا کیا؟
رو کر حسینؑ بولے کہ نذرِ خدا کیا — اُمّت کے شیر خوار دل پہ اُن کو فدا کیا
بی بی! یہ تیرے ہنسلیوں والے کی قبر ہے
بانوؑ! یہ تیرے گود کے پالے کی قبر ہے

(۵۰)
سُنتا تھا یہ کہ زانو و سر پیٹنے لگی — تربت پہ، کہہ کے ہائے پسر پیٹنے لگی
کبرا اِدھر سکینہ اُدھر پیٹنے لگی — آ کر بتولِ خستہ جگر، پیٹنے لگی
سیری نہ پیٹنے سے ہوئی سانس اُلٹ گئی
آنے لگا جو غش تو لحد سے لپٹ گئی

(۵۱)
بولی پسر سے پیار میں، اصغر اُٹھو اُٹھو! — بس سو چکے مزار میں، اصغر اُٹھو اُٹھو!
آؤ مرے کنار میں، اصغر اُٹھو اُٹھو! — بہنیں ہیں انتظار میں، اصغر اُٹھو اُٹھو!
اک دم کے دم میں ہائے بے ساماں ہو گئے
غش آیا، تیر کھایا، لحد میں بھی سو گئے

بانو کے آگے گھٹنوں چلنے نہ پائے، ہائے (۵۲) بیٹا، تمہارے دانت نکلنے نہ پائے، ہائے
پھل کھایا تیرِ ظلم کا، پھلنے نہ پائے ہائے یہ دُکھ پہ دُکھ پڑے کہ سنبھلنے نہ پائے ہائے
فاقے میں سیر ہو گئے دنیا کی سیر سے
ہی ہی، نہ اک برس بھی کٹا تم پہ خیر سے

ہی ہی، پچھلے مہینے میں ماتم کا غُل ہوا (۵۳) اے غنچۂ ریاضِ نبیؐ تو، نہ گُل ہوا
اندھیر ہے، چراغِ سرِ شام گُل ہوا بے نور آج خیمۂ شاہِ رسُل ہوا
بے ہوش اس بیان سے وہ خستہ جاں ہوئی
نالوں سے غم زدوں کے قیامت عیاں ہوئی

اصغر کو شہ نے پہلوئے اکبر میں رکھ دیا (۵۴) اتنے میں بہرِ جنگ بڑھی فوجِ اشقیا
پہنچا زبانِ تیغ سے بھی حکمِ کبریا اور زین کے ہلال کو دی بدر کی ضیا
قربان ذوالجناح شہِ دیں پناہ پہ
غصّہ تو تیغ کو بھی آیا، یہ پہلے سپاہ پر

نصرت کے دولہے نے رکابِ امام لی (۵۵) محشر کے زلزلے نے عناں آکے تھام لی
شامی تو کیا تھے روز نے بھی راہِ شام لی چابک سوارِ فلک نے کرن کی لگام لی
حیرت کی شکل، خوف سے جنّ و ملک بنے
دو پاؤں بھاگنے کو زمین و فلک بنے

پیکِ ہوا کو کہہ کے ہٹایا، کھرا نورہ! (۵۶) للکارا آسماں کو، میں آیا، کھرا نورہ!
وہ گر پڑا جسے یہ سنایا، کھرا نورہ! سورج پہ نعرہ زن ہوا سایا، کھرا نورہ!
قہرِ خدا رواں ہوا، پھر کب اماں ملے
کیا خاک میں، زمیں کی طرح، آسماں ملے

(۵۷)
یا تھا موج پر مگر اُس آن چھپ گیا — کُہسار میں سمٹ کے، بیابان چھپ گیا
نکر میں شمر ہو کے پریشان چھپ گیا — ڈر کر عمر کے قلب میں، شیطان چھپ گیا
یاں موزہ واں علاحدہ دستار ہو گئی
آمد ہی میں یہ فوج کی رفتار ہو گئی

(۵۸)
ند میں صفیں جماعتِ کفارِ شام نے — طاعت کی حفظِ جاں کے لیے خاص و عام نے
ن کے عیب کھولے علی کی حسام نے — تکبیر کہہ کے ہاتھ جو چھوڑا امام نے
تیغیں گریں زمین پہ یوں ہاتھ اُٹھانے میں
جیسے بت آستیں سے نبیؐ کے زمانے میں

(۵۹)
ے کی صف کے تیغ دو سر، کاٹتی تھی سر — اور بولتی تھی پیشِ نگہ ہر قدم ظفر
گاہ آئے پشت پہ کچھ پیشوائے شر — تیغِ علی نے دیدۂ جوہر سے کی نظر
رفرف صفت الٹ کے پرے، فرفر نکل گئی
کانٹے الجھ کے رہ گئے، صرصر نکل گئی

(۶۰)
ستی میں جو بے تیغ نے کی جستجوئے فوج — طوفاں کی طرح بہہ گئی یہ موج سوئے فوج
ال کیا تھے، پانی پانی ہوئی آبروئے فوج — ٹھہرا نہ آبِ تیغ کہیں، جز گلوئے فوج
اُترا گلے سے جب کہ تو دم اُس کا چڑھ گیا
قد گھٹ گیا، سقر کی طرف پاؤں بڑھ گیا

(۶۱)
ریا گھاٹ، حسام دو پیکر کے گھاٹ سے — زندوں نے کی تلاشِ کفن اس کے پاٹ سے
شکر نے ہاتھ دھوئے لڑائی کے ٹھاٹ سے — اک دم بھی خبر سے نہ کٹا اس کے کاٹ سے
تلوار تھی کہ قہرِ خداوندِ پاک کا
طوفاں ہوا کا، آگ کا، پانی کا، خاک کا

(۶۲)

دستے کے دستے، بترِ مژہ کے قلم کیے — پھل، سیکڑوں خدنگِ نگہ کے، قلم کیے
لاکھوں کمادے زلفِ سیہ کے قلم کیے — رایت، بلند تھے جو سپہ کے، قلم کیے
ٹھہرے جو نام کو تو نشانِ قدم ہوئے
بھاگے جو راہ کاٹ کے، کوچے قلم ہوئے

(۶۳)

یہ ایک تیغِ تیز تہہِ آسمانِ دیں — ابرِ بہار، فصلِ چمن، باغبانِ دیں
سرسبز اِس روش سے کیا بوستانِ دیں — سبزے کی طرح کھیت رہے باغبانِ دیں
ہو ہو کے زرد خاکِ سیہ میں شفق ملے
قاروں کے باغِ زر کو گلِ اشرفی ملے

(۶۴)

یہ مغز تک کو کھا گئی، سر کو خبر نہ تھی — تھی عینِ آنکھ میں، پہ نظر کو خبر نہ تھی
کھولی گرہ یہ موے کمر کو خبر نہ تھی — یہ مبتدا وہ تھی کہ خبر کو خبر نہ تھی
توسن پہ توسن اُس نے گرائے زمین پر[1]
بیٹھے رہے سوار اُسی طرح زین پر

(۶۵)

اللہ رے حق شناسیِ شمشیرِ دو زباں — حقِّ ہما سمجھ کے نہ کھائی تھی استخواں
بس، مثلِ شیر خون پیا اور ہوئی رواں — پر روحِ بد کے ساتھ سے قالب تھے سرگراں
دل نے قسم دی تیغ دو سر کی زبان کو
میرا لہو پیے جو نہ کھا جائے جان کو

(۶۶)

سیدھی چلی یہ تیغ تو لشکر الٹ دیا — جیسے علیؑ نے ہاتھ سے خیبر اُلٹ دیا
پُرزے کیے رسالوں کے، دفتر الٹ دیا — غصّے سے پھر پڑی تو مُقدّر اُلٹ دیا

---

[1] نسخہ۔ پے کرکے توسنوں کو گرایا زمین پر۔

جس دم مڑی نہ پشت پہ باقی رہا کوئی لے
جیسے پلٹ کے چوٹ کرے اژدہا کوئی

(۶۷)
…ستی ہوئی زبان سے یہ "لا فتیٰ" چلی — "روشن نگاہ" کہنے کو آگے قضا چلی
…سا کو تھر، داہنی جانب بلا چلی — بالکل چراغ عمر امویٰ کے گل ہوا چلی
دعوے تھے، سرکشی کے فلک کو اڑے ہوئے
سایے نے زیر تیغ بٹھایا کھڑے کھڑے

(۶۸)
…ں حباب ڈھالوں کی قسمت الٹ گئی — چہرے پہ ڈر کے خال بنے اور پلٹ گئی
…تیغ زن کی عمر بڑھی اور گھٹ گئی — مکتوب کی طرح سے کھلی اور سمٹ گئی
یہ تیغ فرق حلت و حرمت دکھا گئی
مچھلی سمجھ کے موت کو بے ذبح کھا گئی

(۶۹)
…ں طرح دماغ میں آئی، چلی گئی — شعلے کی طرح باگ اٹھائی، چلی گئی
…بھی کی شکل آگ لگائی، چلی گئی — مثلِ ہوا، سروں میں سمائی، چلی گئی
سینے میں صاف آتی تھی اور صاف جاتی تھی
انداز، دم کی آمد و شد کا، دکھاتی تھی

(۷۰)
…ت میں آنے جانے کو آب حیات تھی — اور روشنی میں نیرِ اعظم کی ذات تھی
…ھیر کرنے کو یہ قیامت کی رات تھی — منہ سے نکلنا اُس کے لیے ایک بات تھی
رن میں تو کافروں کے فقط حلق پر پھری
پر، شہروں میں زبانوں پہ مثلِ خبر پھری

نسخہ — جو اس کے بیچ میں تھا بلا سے دوچار تھا
پھل سے جو پھل ملا تو عذابِ فشار تھا

(۷۱)
بجلی گرائی، آگ لگائی، رواں ہوئی — گرمی دکھائی، خوں میں نہائی، رواں ہوئی
سوئے صف آئی کرکے صفائی، رواں ہوئی — تن میں سمائی، دل میں در آئی، رواں ہوئی
یاں تڑپی، واں گری، اِدھر آئی، اُدھر گئی
اس چال میں یہ موت کو بھی مات کر گئی

(۷۲)
تا قاف، شورِ تیغ شہ دادرس گیا — طائر اُڑا تو جال میں جوہر کے پھنس گیا
چمکا کے نعل، غرقِ عرق، جب فرس گیا — بجلی یہاں گری تو وہاں مینہ برس گیا
یوں جا پڑا سمند، سپاہِ حریف پر
گرتا ہے جیسے لقوہ[1] نوراً ضعیف پر

(۷۳)
چل پھر سے دل نہ رخش کا میدان میں پھرا — مانندِ موج، تیغ کے طوفان میں پھرا
مثلِ براق عرش سے اک آن میں پھرا — بن کر ہوا عدم کے بیابان میں پھرا
مثلِ خیال، صاف، دلوں سے گزر گیا
سو کاوے، ایک ذرے کے نقطے پہ کر گیا

(۷۴)
تلوار نے جو پشت سے لی گردنِ عدو — آسیب بن کے سایۂ تیغ آیا دوبدو
دوزخ پکارا، مر تو بھلا میں ہوں اور تو — جیسی تھی رُوح ویسے فرشتے تھے چار سُو
جو اُس کے بیچ میں تھا، بلا سے دوچار تھا
پھل سے جو پھل مِلا تو عذابِ فشار تھا

(۷۵)
مصروفِ جنگ تھے، ہمہ تن، سیّدِ غیور — جو چھیڑ کر سمند بڑھا ایک بے شعور
بدخواہ، حیلہ ساز و جفا جو، دیوِ غصہ ور — گرتی تھی چشمِ قہر سے بجلی قریب و دور
جوشش میں تھا فرات، بلندی میں کوہ تھا
لیکن حضورِ سبطِ نبی، بے شکوہ تھا

---

[1] اصل۔ معدہ

...ن سے اُس کی کانپتا تھا عرصۂ قتال (۷۶) اس کے قریب تھا رستم زال ایک پیر زال
...ے منھ سیاہ تو غصے سے آنکھ لال   سر پہ تھا خود، بر میں زرہ، دوش پہ بھی ڈھال

بھالا سنبھالا دیکھ کے مولا کو دور سے
اندھیر تھا کہ نار کو نخوت تھی نور سے

...کے آنکھ یہ حضرت سے وہ شریر (۷۷) ہاں ہوشیار ہاں! کہ یہ ہے وقت دار و گیر
...ن کو توڑ جاتا ہے میری کماں کا تیر   رد کو سپر کو، لے خلفِ حضرتِ امیر!

سر پہ نہ ہوئے دیو، وہ اہلِ جدال ہوں
جرگے میں نیزہ بازوں کے ہیں بے مثال ہوں

...روک کر یہ سنایا امام نے (۷۸) نیزے کا فن ہے یاد تو آ میرے سامنے
...کو آگ کر دیا شہ کے کلام نے   گرمایا اسپ کو تو کہا خاص و عام نے

دیکھو، گھرا ہے قہرِ خدائے کریم میں
کیا منھ کے بل گرا ہے یہ قعرِ جحیم میں

...ن زد سے اس نے کیا شاہِ دیں پہ وار (۷۹) شہ نے ہٹایا، ایک قدم پیچھے، رہوار
...یادہ وار تو کانپا خطا شعار   جھکی اِدھر سے تیغ، بڑھا ڈھال سے نابکار

ناری نے پھر جو نیزۂ کیں کو علم کیا
حضرت نے نیشکر کی طرح سے قلم کیا

...اس کا بتیغ سے شہ نے، کیا قلم (۸۰) یک دفعہ جان چھوڑ کے بھاگا زبونِ شیم
...کہا پکار کے، او بانیِ ستم   شیرِ ژیاں کا حملہ کیا اور ہرن کی رم!

تھم تھم، ارے، محل ہے یہی نام و ننگ کا
تو بھی تو لطف دیکھتا جا میری جنگ کا

سُنتا تھا کب کہ بھاگ چکا تھا وہ خودپسند (۸۱) پرجست بادپا نے کیا صورتِ سپند
مارا جھپٹ کے نیزہ بہ صد ہمتِ بلند نیزے میں وہ چھدا تو ہوا ہوگیا سمند
اک شورِ "الاماں" کا تھا کائنات میں
دل میں سناں تو ڈانڈ تھی مولا کے ہات میں

دے کر تکان سناں کو اُٹھایا جناب نے (۸۲) گردش دی گردِ سر شہِ گردوں قباب نے
تھرا کے منہ کو پھیر لیا آفتاب نے دستِ ہنر پہ بوسہ دیا بُوتراب نے
نیزہ ہلاتے گاہ اُدھر گہہ اِدھر پھرے
گردش میں، ساتھ ساتھ فلک گردِ سر پھرے

سیدھا کیا جو شاہ نے نیزہ بہ صد حشم (۸۳) کج فہمیوں کو بھول گیا بانیِ ستم
دارِ فنا سے ہوگیا راہی سوئے عدم سرداروں نے اُدھر کے یہ ہنس کر کہا بہم
نازاں ہے حق جلالِ شہِ نامدار پر
منصور کو حسینؑ نے کھینچا ہے دار پر

نیزے سے پھر لعین کے بدن کو جدا کیا (۸۴) اے مہرِ برجِ فاتحِ بدر و حُنین، واہ
آئی صدا علیؑ کی، مرے نورِ عین، واہ! فی النار کیا شقی کو کیا، اے حسینؑ، واہ
مولا جھکے سپاہ پہ ہوش و حواس سے
جوہر کی طرح صف پہ گری صف ہراس سے

بارانِ ذوالفقار سے مستی کے گھر بہے (۸۵) تخمِ بدی، عمر کا بچا، سب شجر بہے
بے مغزوں کے، حباب کے مانند، سر بہے سوتے تھے جو زمیں پہ وہ افلاک پر بہے
جز ابرِ تیغ میمنہ میں نہ برسے تھے سر کبھی
کہتا تھا، ابر برس کے نہ برسوں گا پھر کبھی

(۸۶)
گھوڑے اِدھر سوار اُدھر بہتے پھرتے تھے — ...دو دست و گردن و سر بہتے پھرتے تھے
ہر رنگ دل تھے کوہ، مگر بہتے پھرتے تھے — ...ر تھے آشیانوں میں، پر بہتے پھرتے تھے
...ئے مرتے تھے، نہ جیتے تھے لیکن سسکتے تھے
بھیگے تھے مُرغِ رُوح کے پر اُڑ نہ سکتے تھے

(۸۷)
اور حوصلہ، بزرگوں کے دیدار کا، ہُوا — ...گاہ، شوق، خلد کے گلزار کا ہُوا
سر کو خیال، ہدیہ غفّار کا، ہُوا — ...مان، ذوالجلال کے دربار کا ہُوا
کی تیغ میان میں تو وہ بولی دُہائی ہے!
اب حشر تک علیؑ کے پسر سے جُدائی ہے!

(۸۸)
دیکھا کہ ہے سکینہؑ کا منہ سیلیوں سے لال — ...ویر حادثوں کی دکھانے لگا خیال
بازاروں میں کھلے ہیں نبیؐ زادیوں کے بال — ...تے ہیں لاشۂ شہدا رن میں، پائمال
بخشندۂ قطارِ شتر کا جو پوتا ہے
وہ اونٹ کھینچ کھینچ کے بےہوش ہوتا ہے

(۸۹)
شہ نے کہا، قبول ہے یا رب، قبول ہے! — ...ندا کہ یہ بھی تمھیں اب قبول ہے؟
اُمت کی ہو رہائی، ہمیں سب قبول ہے! — ...بس میں اسیری زینبؑ قبول ہے!
بابا کے شیعہ، نانا کی اُمت عزیز ہے!
اِن سے، نہ گھر نہ کنبے کی حرمت عزیز ہے!

(۹۰)
اور اقتلوا الحسینؑ کا غل ہر طرف اُٹھا — ...کہ بلا کی طرح گھرا لشکرِ جفا
اِک گھر کے ساتھ غرق ہوئے گھر ہزار ہا — ...شکی میں اہلبیت کا گھر ڈوبنے لگا
اب تک محبِ سیدِ عالی تباہ ہیں
دائی ہوا شہید، موالی تباہ ہیں

(۹۱)
نیزے لگے جو سینے میں تھرّا کے رہ گئے
شکرِ خدا زبان سے فرما کے رہ گئے
بیٹھا جو تیر ماتھے پہ، تیورا کے رہ گئے
گرنے لگے تو ہاتھوں کو لٹکا کے رہ گئے
اکبرؑ نہ تھے جلو میں نہ عباسؑ پاس تھے
مظلوم بیچ میں تھا عدو آس پاس تھے

(۹۲)
سینے پہ بھالے رکھ کے گرایا حسینؑ کو
جی بھر کے ظالموں نے ستایا حسینؑ کو
گرنے پہ خاک تودہ بنایا حسینؑ کو
ہے ظلم کی یہ حد کہ غش آیا حسینؑ کو
پر دیکھیو حواس شہنشاہِ نیک کے
سجدے میں سر جھکا دیا ہاتھوں کو ٹیک کے

(۹۳)
آیا سرہانے تیغ بہ کف شمرِ روسیاہ
بولا کہ میں ہوں اور پیمبرؐ کی بوسہ گاہ
دل نے کہا یہ سینہ ہے گنجینۂ الٰہ
بیٹھا وہ اس جگہ کہ نہیں جاے تشر
اس ظلم تو سے چرخِ کہن کانپنے لگا
ایسا حسینؑ تڑپے کہ رن کانپنے لگا

(۹۴)
ڈیوڑھی پہ آئے سب حرمِ بادشاہِ دیں
چلائی، پیٹ پیٹ کے منھ، زینبِ حزیں
آیا، یہاں پہ کوئی مسلماں ہے یا نہیں؟
بیٹھا ہے کس بزرگ کے سینے پہ یہ لعیں
اے ابنِ سعد، سن کہ نبیؐ تیرا روتا ہے!
تو دیکھتا ہے، بھائی مرا ذبح ہوتا ہے!

(۹۵)
بولا عمر کہ روک لو خیمے کا سامنا
اک غول آ کے خیمے کے آگے کھڑا
اس ظلم سے بس اور بھی زینبؑ کا دم گھٹا
فضّہ کو رن میں بھیجا کہ حضرت کو دیکھ
مقتل کو وہ بڑھی تھی کہ مڑ کر اک آہ کی
کٹتی ہے بوسہ گاہ رسالت پناہ کی

(۹۶)
کیا قہر ہے کہ پاس بھی آتا نہیں کوئی ۔۔۔ [پا]نی وہ مانگتے ہیں، پلاتا نہیں کوئی
اس درد کو خیال میں لاتا نہیں کوئی ۔۔۔ [...]سینے سے بے حیا کو اُٹھاتا نہیں کوئی
اماں تمھاری پیٹتی ہیں، بلبلاتی ہیں
وہ بیٹے سے لپٹتی ہیں، جو دیں چھڑاتی ہیں

(۹۷)
سیدانیاں بھی ساتھ چلیں گردنیں جھکائے ۔۔۔ [ز]ینبؑ نے بال کھول کے رن کو قدم بڑھائے
بھیّا پکارو تو یہ بہن کس طرف کو آئے ۔۔۔ [ز]ینبؑ پکاری ہائے مرے بھائی جان، ہائے
بھیجوں کسے تلاش کو، سب میرے مر گئے
آنکھیں بہن کی ڈھونڈتی ہیں، تم کدھر گئے؟

(۹۸)
وہ سنگ ریزے گرم وہ رخسارِ نازنیں ۔۔۔ [و]ہ جسمِ چاک چاک، وہ جلتی ہوئی زمیں
یہ حال تھا کہ ذبح کی خاطر بڑھا لعیں ۔۔۔ [پ]ہلو بہ پہلو، آہ، تڑپتے تھے شاہِ دیں
ارکانِ عرش خالقِ سبحاں لرز گئے
مقتل میں، لاشہائے شہیداں لرز گئے

(۹۹)
پھٹتا ہے سینہ، یاں نہیں طاقت کلام کی ۔۔۔ [کیا] پوچھو جبکہ شمرِ لعیں کے مقام کی
اک دفعہ غش سے کھل گئیں آنکھیں امام کی ۔۔۔ پہنچا وہ صدمہ رُوح کو شاہِ انام کی
چاروں طرف حسینؑ کو لشکر نظر پڑا
نانا کی بوسہ گاہ پہ خنجر نظر پڑا

(۱۰۰)
اُس نے کہا، پکارتے ہیں شمر کہہ کے سب ۔۔۔ [چ]پکے سے شہ نے پوچھا کہ ہے کون بے ادب؟
بولا کہ ہاں، حسینؑ ہے شہزادۂ عرب ۔۔۔ فرمایا، جانتا ہے مرا نام اور نسب؟
سہواً نہیں جفا کا یہ سامان کرتا ہوں
جانِ رسول جان کے بے جان کرتا ہوں

شہ بولے کس لیے؟ وہ پکارا، برائے زر! (۱۰۱) دولت یزید دے گا تو خلعت مجھے عمر
شہ نے کہا، نہ ذبح کرے گا نہ مجھے اگر ہوں گے شفیعِ حشر مرے جدِّ نامور
دولت ہے خوب، یا کہ شفاعت رسول کی؟
بولا شقی کہ میں نے تو دولت قبول کی!

بولے حسینؑ، خوف نہیں قتل کا مجھے (۱۰۲) حجت تمام کرنی تھی وقتِ فنا مجھے
گر ہو سکے تو تھوڑا سا پانی پلا مجھے منظور ہے محبوں کی خاطر دعا مجھے
بولا وہ منہ پھرا کے نہ پانی پلائیں گے
فرمایا، خیر، پیاسے ہی دنیا سے جائیں گے

کشتی تھیں ان گلے کی رگیں، کون دے جواب (۱۰۳) زینبؑ یہ لوٹ لوٹ کے بولی وہ دل کباب
اے آسماں، کہاں ہے حسینِ فلک جناب؟ اے آفتاب، کیا ہوا زہراؑ کا آفتاب
کہہ اے فرات، پیاسوں کا سلطاں کدھر گیا؟
اے کربلا بتا، ترا مہماں کدھر گیا؟

ناگہ چلے عمر کی طرف رن سے اہلِ شام (۱۰۴) الفتح کی ندا ہوئی، باجے بجے تمام
واں سے بڑھی یہ بھائی کی عاشق جو چند گام بے سر ملا تڑپتا ہوا لاشۂ امام
جو جو قلق ہوئے تھے دمِ ذبح بھائی پر
وہ سب کے سب گزر گئے زہراؑ کی جائی پر

پہلے تو ننھے بچے ڈرے اور ہٹ گئے (۱۰۵) آئی جو بو حسینؑ کی تو وہ لپٹ گئے
کرتے تو چاک ہی تھے، کلیجے بھی پھٹ گئے روئے حرم نصیب ہمارے الٹ گئے
مرنے کا یہ محل ہے کہ جا شور و شین کی
آنکھوں سے لاش دیکھ رہی ہیں حسینؑ کی

…بی بی بال کھولے ہوئے خاک اُڑاتی تھی (۱۰۶) پر بانوئے حسینؑ کو کچھ بن نہ آتی تھی
…سر کے کھولنے کے لیے ہاتھ اٹھاتی تھی ۔ پھر اپنے دل میں سوچ کے وہ تھرتھراتی تھی
چھریاں سی چل رہی تھیں دلِ پاش پاش پر
اک آہ آسمان پہ تھی، ایک لاش پر

…خر یہ بولی حضرت زینبؑ سے وہ غریب (۱۰۷) اک دن وہ تھا کہ خواب میں جاگے مرے نصیب
…نت سے آئیں آپ کی اماں مرے قریب ۔ تھا ساتھ اس جناب کے اللہ کا حبیب
سر گوندھا، سہرا ماتھے پہ باندھا، کرم کیا
لونڈی کے ساتھ عقدِ امامِ امم کیا

…خر تڑپ کے حضرت زینبؑ کو دی صدا (۱۰۸) اک دن وہ تھا کہ بخت ہوئے خواب میں رسا
…نت سے آئیں لونڈی کے گھر اشرف النساء ۔ سر گوندھا اور پھولنے پھلنے کی دی دُعا
عاشق جو مجھ کو پایا شہِ مشرقین کا
دِکھلا دیا جمالِ مبارک حسینؑ کا

…ک دن یہ ہے، کہ سامنے ہے لاشۂ حسینؑ (۱۰۹) سر کھولنے کا وقت ہے، ہنگامِ شور و شین
…مجھ کو ادب ہے فاطمہ زہراؑ کا فرضِ عین ۔ یہ کام ہے تمہارا، کہ ہو اُن کی نورِ عین
یہ سر وہی ہے جبکہ میں بندی میں آئی تھی
اپنی عبائے پاک علیؑ نے اُڑھائی تھی

…کبر کا صدقہ، آپ مرے کام آئیے (۱۱۰) لاشہ یہ بال کھول کے بیوہ بنائیے
آخر تم ہو سہاگ میرا شہ بڑھائیے ۔ بھائی حسنؑ کو دی تھیں کیوں کر بنائیے
زندہ سالہ میں طلب نہیں کرتی جناب سے
محروم تو نہ رکھیے عزا کے ثواب سے

(۱۱۱)

زینب پکاری، آؤ گلے سے لگاؤں میں! آؤ جبیں پہ خاک ملوں، شہ بڑھاؤں میں
ماں نے دولہن بنایا ہے، بیوہ بناؤں میں مانگو دعا، زمین پھٹے اور سماؤں میں
ہے ہے، بچھڑ کے گور کنارے گئے حسینؑ
جیتی ہوں اور یہ سنتی ہوں مارے گئے حسینؑ

(۱۱۲)

بس اے دبیر بس کہ پریشاں ہے، دل کا حال کھلتے ہیں شاہزادی پہ ان کے رن میں بال
ہر چند طبع پر ہے ہجومِ غم و ملال شکوہ مگر کسی کا نہیں، شکرِ ذوالجلال
برعکس ہے کوئی تو کوئی برخلاف ہے
آئینہ دل ہے اپنا، ہر اک رو سے صاف ہے

مرثیہ ۱۸

…ب خدا کا قوّتِ بازو حسینؑ ہے (۱) بے شک حسنؑ کا زینتِ پہلو حسینؑ ہے
…بوترا کا یوسفِ خوش رو حسینؑ ہے باغِ جناں کے پھولوں کی خوش بو حسینؑ ہے

ایمان اِس کی جاں یہ ایماں کی جاں ہے
قرآں دہن ہے اور یہ گویا زبان ہے

…ن کی سند ہے محبّت حسینؑ کی (۲) مثلِ نماز فرض ہے طاعت حسینؑ کی
…و حج ہیں، ایک زیارت حسینؑ کی واجب ہے کائنات پہ بیعت حسینؑ کی

دنیا و دین کا بیعتِ مولا سے چین ہے
ایمان زیرِ دستِ جنابِ حسینؑ ہے

…ی، بے وطن جو امامِ اُمم ہوئے (۳) کچھ دن حرم کوے کے مُقیمِ حرم ہوئے
…یں آگئے اور حرم محتَرم ہوئے گویا کہ اہلِ بیتِ خدا سب حرم ہوئے

پر خانۂ خدا میں بھی کوفی ستاتے تھے
پیکِ اجل، خطوطِ اجل، روز لاتے تھے

…کے پسر کی زبانی یہ ہے رقم (۴) مہمان تھے حرم میں ابھی شاہِ محترم
…وز اپنی آنکھ سے کیا دیکھتے ہیں ہم در پر کھڑا ہے کعبے کے، وہ قبلۂ حرم

پابوسِ آستانِ حرم شاہِ دیں کا ہے
اور ہاتھ شہ کے ہاتھ میں روح الامیں کا ہے

چشمِ ادب سے مل کے کفِ شاہِ مشرقین (۵) جبرئیل دے رہے ہیں نداؤں پہ شور و ش
اے امتِ نبیؐ یہ نبیؐ کا ہے نورِ عین بیعت خدا کی ہے، بہ خدا، بیعتِ حسی
جو آرزو ہے بیعتِ دستِ خدا کرے
آئے وہ، بیعتِ خلفِ مرتضیٰ کرے

یہ ہاتھ وہ ہیں جس سے ملک فیض پاتے ہیں (۶) بیعت سے اِن کی، کیوں یہ بشر ہاتھ اُٹھا
پہلے دعائے عرش پہ یہ ہاتھ جاتے ہیں مثلِ عصا، کلیم کے یہ کام آتے
حیرت ہے کیوں طبق نہ زمیں کے اُلٹ گئے!
ہیہات، کربلا میں یہی ہاتھ کٹ گئے!

ہر گز سُنی نہ ایک نے جبرئیل کی صدا (۷) بیعت طلب امام سے کی، وا مصیـ
کعبے سے عینِ عرفے کو مولا ہوئے جُدا تعجیل کی قضا نے، نہ حج کر سکے
آواز سنگِ کعبہ نے دی شور و شین سے
اے اہلِ کعبہ! اب نہ ملو گے حسینؑ سے!

لکھتے ہیں صاحبانِ تواریخ بیش تر[1] (۸) جس سال نامِ شہ پہ پڑا قرعۂ س
تھی اُس برس یہ شدتِ گرما کہ الحذر! مثلِ شرار، آگ سے جلتا تھا ہر ش
جائے غبار ریگ سے شعلے بلند تھے
مجمر زمینِ گرم تھی، ذرّے سپند تھے

مثلِ تنور گرم تھا پانی میں ہر حباب (۹) ہوتی تھیں سیخِ موج پہ مُرغابیاں کبا
گلخن صدف تھے، دانۂ بریاں دُرِ خوش آب آتش سے اپنی لعلِ بدخشاں تھا آب آ
یہ دھوپ تھی کہ دانے کا بچنا محال تھا
دانہ، بچا بھی جلنے سے تو، خال خال تھا

---

[1] نسخہ۔ اکثر منجموں نے یہ لکھا ہو ہمہ گر۔

۱۰

…فصل میں تباہ نبیؐ کا سفینہ تھا / آوارہ کوہ و دشت میں شاہِ مدینہ تھا
…انجم کا چاند، تشنہ کو غضب کا مہینہ تھا / اصغر کی زندگی کا نہ کوئی قرینہ تھا
مُنھ گل سا، مثلِ غنچہ تصویر، خشک تھا
گرمی سے، شیرِ بانوے شبیرؑ خشک تھا

۱۱

…دو قدم پہ ہوتے تھے اطفال بے حواس / اک پانی پانی کہتا تھا اور ایک ہائے پیاس
…قافلہ تھا گردِ علمدارِ حق شناس / جس طرح پیاسے حشر میں کوثر کے آس پاس
عباس، شانِ ساقیِ کوثر دکھاتے تھے
رستے میں ساری فوج کو پانی پلاتے تھے

۱۲

…تے تھے حسینؑ، غضب کی تپش ہے، ہائے! / کیا ہو جو ایسی دھوپ میں پانی نہ ہاتھ آئے!
…تے تھے خیر خواہ، نہ وہ دن خدا دکھائے! / مولا جواب دیتے تھے، اللہ ہی بچائے!
پانی ابھی تو منزلوں میں پیتے جاؤ گے
آتا ہے اک مقام کہ قطرہ نہ پاؤ گے

۱۳

…ٹھے تھے رہزنی کو جو گم راہ جا بہ جا / چلتا تھا راہ چھوڑ کے وہ گُل کا رہ نما
…تھا قریہ قریہ حکم یہ ابنِ زیاد کا / لوٹوں گا گھر حسینؑ کا، مہماں اگر کیا
ایماں کیا تھا بیع یزیدِ لعیں کے ہاتھ
غلّہ نہ بیچتا تھا کوئی شاہِ دیں کے ہاتھ

۱۴

…ب یوں، کتب میں منزلِ آخر کا ہے بیاں / زہرا کا چاند اوّلِ شب کو ہوا رواں
…منزل دراز، رات سیاہ، راہ بے نشاں / جنگل مہیب، خارِ مغیلاں یہاں وہاں
تن غازیوں کے کانٹوں سے افگار ہو گئے
مجروح، خار سے گُلِ بے خار ہو گئے

سُنبل صفت قبا ہوئی ہر گُل کی تار تار (۱۵) پلکوں کی طرح بھر گئے، چشمِ زرہ میں [illegible]
زینبؑ حسینؑ کے لیے ہو ہو کے بے قرار | کہتی تھی ڈھال رُک لو چہرے میں [illegible]

کانٹے غضب ہیں، باگ اُٹھائے ہوئے چلو
اکبرؑ کو بھی سپر میں چھپائے ہوئے چلو

فرماتے تھے حسینؑ، نہ ہو اتنی بے قرار (۱۶) کافی ہے، اے بہن، ہے سپر حفظ کردگا[ر]
ہے آج تو فقط خلشِ خار رہ بہ کار | اک روز تیر و نیزہ کلیجے سے ہوں گے [illegible]

دل اُس مریض کے لیے ہے اضطرار میں
کانٹوں پہ ننگے پا جو پھرے گا بخار میں

ناگاہ، صُبحِ منزلِ آخر عیاں ہوئی (۱۷) لیکن یہ صبحِ سبطِ نبیؐ کو کہاں ہو[ئی]
جس جا سواری رک کے نہ آگے رواں ہوئی | حیراں سپاہِ خسروِ کون و مکاں ہو[ئی]

بدلے چھ گھوڑے وارثِ نبی کے سوار نے
لیکن قدم اٹھایا نہ اک راہوار نے

مطلع

اے مومنو حسینؑ سے مقتل قریب ہے (۱۸) شہر مدینہ، دور ہے جنگل قریب [ہے]
آخر ہے عمر، منزلِ اوّل قریب ہے | زہراؑ کا چاند چھپتا ہے، بادل قریب [ہے]

ہر ہر قدم پہ موت کے پیغام آتے ہیں
شبیرؑ، اپنے پاؤں سے مرنے کو جاتے ہیں

وہ رخش جس سے ہوش ہوا کے اُڑا کریں (۱۹) گر اک اشارہ، خاصۂ آلِ عبا کر[یں]
طے راہ شش جہت کی وہ دشتِ بلا کریں | پڑ جائیں بیڑیاں جو قضا کی تو کیا کر[یں]

حسرت سے گھوڑے توسنِ تصویر بن گئے
نعلوں کے حلقے پاؤں کی زنجیر بن گئے

...جو مرکبوں میں نہ پائی حسینؑ نے   (۲۰)   اک مشتِ خاک جھک کے اٹھائی حسینؑ نے
...ھی اور بہن کو سنگھائی حسینؑ نے   ہمشیر کی، سنی یہ دہائی حسینؑ نے
ہے ہے، یہ خاک پھینکو مری جان جاتی ہے
بھیّا، تمھارے خون کی بو اِس میں آتی ہے

...ں کو وہاں کے یہ مولا نے دی ندا   (۲۱)   نام اس زمیں کے جتنے ہیں، تم جُدا جُدا
...ے، آپ کو ہو مبارک ہر اک بلا   یہ نینوا ہے، ماریہ ہے اور کربلا
معبد ہے یہ کلیم کا، مولد مسیح کا
شہ بولے، اب یہ ہوئے گا مدفن ذبیح کا

...ویاں شجر میں نظر آئی وہ ضیا   (۲۲)   جس روشنی نے نعرہ انا اللہ کا کیا
...یہ تیغ دیکھیں گے وہ نورِ کبریا   عیسیٰؑ کو ماں نے غسلِ ولادت یہاں دیا
پر، ہم نہ بعدِ مرگ بھی یاں غسل پائیں گے
جہلم کو قبر باپ کی، عابد بنائیں گے

...ں کو پکارے، نہ آگے قدم بڑھاؤ!   (۲۳)   منزل یہی ہے، چھاؤنی یاں بیبیوں کی چھاؤ
...بِ مصطفیٰ کو ندا دی، بڑھے نہ جاؤ!   بیٹا، قناتیں گھیر دو، سراچے بھی سب لگاؤ!
عزّے کو تو ہوا ہے ہمارا سفر تمام
دسویں کو ہوگا فاطمہ زہرا کا گھر تمام

...نوبتی نے بجایا مقام کا   (۲۴)   یعنی یہاں سے کوچ ہو دارالسلام کا
...لیا ہوا جو شہ خاص و عام کا   بھیجا ملک نے دور سے، تحفہ سلام کا
کھولا یہ پردہ خیمۂ شہ نے، جہاں پہ
اک عرش ہے زمیں پہ، اک آسماں پہ

خیمہ نہ تھا وہ دامنِ قدرت کا سایا تھا   دنیا میں عرش، خیمے کے پردے میں آیا تھا

(۲۵)
خیمہ تھا یا کہ تاجِ سرِ کربلا تھا، وہ — نکہت میں خلد، اوج میں عرشِ عُلا تھا وہ
وسعت میں مثلِ دامنِ عفوِ خطا تھا وہ — خاکِ شفا زمین تھی، دار الشفا تھا وہ
خیمہ نہ کہیے، آئے تھے شہ قتل ہونے کو
پلّہ زمیں نے منھ پہ لیا تھا وہ رونے کو

(۲۶)
خیمہ تھا یا کہ طائرِ سدرہ کشادہ پر — خیمہ تھا، یا سپرِ اہلِ زمیں کی، وہ تھی سپر
یوں زیرِ خیمہ گنبدِ گردوں پڑا نظر — اک بیضہ جیسے زیرِ پرِ مُرغِ مختصر
پوچھو مکانِ خیمہ، تو تھا لامکان پر
مانندِ کہکشاں تھی طناب آسمان پر

(۲۷)
خیمے کے دو کلس نظر آتے تھے مہر و ماہ — اونچا ہوا فلک سے بھی اوجِ خیامِ شاہ
خیمہ تھا یا قضا و قدر کی تھی بارگاہ — فرش اس کا عرش، حاجب و[2] دربان جلالِ [illegible]
زیبِ زمیں جو خیمۂ شبیرؑ ہو گئے
آپس میں فرش و عرش بغل گیر ہو گئے

(۲۸)
خیمہ تھا انہی چوب سے انگشت در دہاں — مہمان کس زمیں پہ ہوئے تھے شہِ زماں
گویا زبانِ چوب سے کرتا تھا وہ بیاں — ظلم مزید سے تہ و بالا ہیں دو جہاں
سو پیچ میں زمین و فلک کے تراہوں میں
دیکھو، برائے صلح دو عالم کھڑا ہوں میں

۱۔ یہ بند قلمی نسخے میں ہے۔

۲۔ نسخہ۔ مل کر فلک سے خیمۂ شاہ فلک پناہ
یک جا ہوئے نماز ملائک پہ دو گواہ

...یدہ زمیں تھا دیا خیمۂ حسینؑ (۲۹) پلکوں کی طرح گردِ طنابیں، نہ بیچ بین
...ں چشم کو خدا نے دیا نورِ مشرقین — پُتلی تھی اس کی فاطمہؑ زہرا کا نورِ عین

بنیادِ کفر میں خلل اُس وقت پڑ گئے
ہر جا ستون، زمیں کے میخوں سے گڑ گئے

...حیں لگا میں غازیوں نے تیز گاڑ کر (۳۰) اور فرش، زین پوش کیے، گرد جھاڑ کر
...ئل بنایا چرخ نے بستی اُجاڑ کر — بولے علیؑ، کفن کا گریبان پھاڑ کر

جنگل میں اہلِ بیتِ رسالت کا گھر ہوا
آخر مرے حسینؑ کا پہلا سفر ہوا

... وقتِ صبح اور وہ بیاباں کی ہوا (۳۱) وہ چھاؤنی حسینؑ کے لشکر کی جا بہ جا
...ہ مرکبوں کے بولنے کی چار سو صدا — وہ خیمہ، وہ سراچہ، وہ بے چوبہ خوش نما

اُڑنا پھریروں کا، وہ چمکنا نشان کا
وہ ابر ڈھال کا، وہ مہِ نو کمان کا

...ستر پہ کوئی آیا، کوئی سیر کو گیا (۳۲) کوئی سپر کو زیرِ بغل رکھ کے سو گیا
...صروف اک تلاوتِ قرآں میں ہو گیا — آ کر فرات پہ کوئی منھ ہاتھ دھو گیا

عباسؑ سبز پوش کھڑے تھے فرات پر
جس طرح خضرؑ چشمۂ آبِ حیات پر

...ہتے تھے دل شگفتہ ہو گو غنچہ دار ہے (۳۳) آبِ رواں اُدھر تو اِدھر سبزہ زار ہے
...گر بیچ میں ہو قبر مری تو بہار ہے — دریا میں شور تھا، یہی تیرا مزار ہے

صحرا میں قبر فوجِ شہِ نیک ذات ہے
عباس، آبرو مری، اب تیرے ہات ہے!

مداحِ کربلا تھے رفیقانِ شاہِ دیں (۳۴) کہتے تھے، کیا لطیف ہے واللہ یہ زمیں
مطلق ملال قطعِ منازل کا اب نہیں آب و ہوا ہے کوثر و فردوس کی یہیں
صحرا ہے یا کہ قدرتِ ربِّ غفور ہے
ہر خار باغِ خلد ہے ہر ذرّہ حور ہے

مرقوم ہے کہ اک شجرِ سدرہ تھا وہاں (۳۵) شاخ اس کی اک رفیق نے کی قطع ناگہاں
شاخِ بریدہ سے ہوا تازہ لہو رواں سب نے کہا، یہ کیا؟ تو پکارے تشنہ زماں
خوں غازیوں کا جیسے کو اعدا بہائیں گے
تیغوں سے نونہالِ علی کاٹے جائیں گے

کب اس زمیں نے پائے تھے یہ لعل، یہ گہر (۳۶) یہ پھول، یہ ستارے، یہ خورشید، یہ قمر
آئے سب اہلِ قریہ زیارت کو یک دگر نکلیں گھروں سے بی بیاں دل تھیے سنبھال کر
بولا کوئی کہ نامِ خدا، کیا سپاہ ہے
اک نے کہا کہ واہ، عجب بادشاہ ہے

یہ خسروِ عرب ہے کہ ایران کا شہریار (۳۷) یہ ہے عزیزِ مصر کہ کنعاں کا تاجدار
کیوں نکلا ایسے وقت میں گھر سے یہ ذی وقار ہر سو فساد و فتنہ ہے اور قحط کی پکار
ہے ہے، یہ ننھے بچوں سے کس جا مکیں ہوا!
آباد اس زمین پہ کوئی نہیں ہوا!

مولا کے اک رفیق نے بڑھ کر یہ دی ندا (۳۸) تم کلمہ کس کا پڑھتے ہو؟ بولے رسول کا
اس نے کہا، یہ اُن کا نواسہ ہے لاڈلا! بے رحمی یزید سے ترکِ وطن کیا!
جاری تمھاری بستیوں میں یہ جو نہر ہے
یہ نہر اس غریب کی مادر کا مہر ہے

…زِ دور باش کا ناگاہ غُل اُٹھا (۳۹) اور خیمے میں اترنے لگی آلِ مصطفاؐ

…ھی سے پر کجاوۂ زینب جُھلنے لگا — خود اہتمام کرنے لگے شاہِ کربلا

روکی قنات اکبرؑ و قاسمؑ نے آن کر

عباسؑ گرد پھرنے لگے نیزہ تان کر

…ں عصا اُٹھا کے بڑھے جانبِ یسار (۴۰) دہنی طرف نقیب گئے باندھ کر قطار

…کے در پہ لونڈیاں چلّائیں بار بار — آئے اِدھر سے اب، نہ کوئی جائے، ہوشیار!

آوازِ غیر سن کے وہ اندیشہ کرتی ہیں

آہستہ بولو، دخترِ زہراؑ اُترتی ہیں

…ت کے جتنے مرتبے خیر النسائؑ نے پائے (۴۱) وہ ماں کے بعد دخترِ مشکل کشا نے پائے

…یاں مسافرو، نہ کوئی غل مچانے پائے! — ناقے پہ بیٹھ کر نہ اِدھر کوئی آنے پائے!

حسنِ ادب یہی ہے کہ حق کو پسند ہو

وہ بیٹھ جائے جس کا کہ قامت بلند ہو

…ں جو اپنے ناقے سے بنتِ شہِ عرب (۴۲) اور ہاتھوں ہاتھ لے گئے آلِ رسولؐ سب

…قاعدے کو بھول گیا چرخِ پُر غضب — غربت تلک یہ پردہ تھا زینب کا یہ ادب؟

دسویں کو بال کھولے ہوئے ننگے سر پھریں ؎

چادر چھنی، رسن میں بندھیں، در بدر پھریں

…بیبیاں بٹھا کے بہن کو شہِ ہُدا (۴۳) کرسی پہ آکے بیٹھے قریبِ حرم سرا

…دست بستہ گرد جوانانِ مہ لقا — لے لے کے نذریں آئے زمین دارِ کربلا

؎ ۔ دسویں کو بال کھولے ہوئے ننگے سر پھری
رن میں گری، رسن سے بندھی، در بدر پھری

استادہ فرطِ قلق سے شبیرؑ ہو گئے
نذروں پہ ہاتھ رکھ کے بغل گیر ہو گئے

(۴۴)
بٹھلا کے پہلوؤں میں انہیں، یوں کیا بیاں ٭ اے کربلائیو، میں تمھارا ہوں میہماں
ظالم مجھے ستاتے ہیں، جاتا ہوں میں جہاں ٭ بیچو جو یہ زمین تو چندے رہوں یہاں
اب خاک تم عزیز کرو اِس غریب کی
سیّد کی، بے وطن کی، مصیبت نصیب کی

(۴۵)
سودا رضا کے ساتھ ہے، جور و جفا نہیں ٭ جبراً درست شرع میں بیع و شرا نہیں
پر اب، سوا یہاں کے، ٹھکانا مرا نہیں ٭ بیچو تو خیر، ورنہ مجھے کچھ گِلا نہیں
رہنے سے یاں ہمارے سب آرام پائیں گے
خاکِ شفا، تمھاری زمیں کو، بنائیں گے

(۴۶)
سب نے کہا کہ عذر ہمیں کیا ہے، یا امام! ٭ حاضر غریب خانہ ہے، واں کیجیے قیام
پر کربلا کی بیع میں ہے خوف لاکلام ٭ آزار پاتے آئے ہیں یاں انبیا تمام
ابن ابوتراب سے پیاری زمیں نہیں
پر یہ زمین لائقِ سلطانِ دیں نہیں

(۴۷)
پاؤں پہ صدمہ سنگ کا آدم اُٹھا گئے ٭ پتھر پہ گر کے یاں سے خلیلِ خدا گئے
طوفاں کے موجے، نوح کی کشتی پہ آ گئے ٭ پر سُنتے ہیں کہ آپ کے بابا بچا گئے
شہ بولے، سرنوشت میں کب فرق ہووے گا
اب یاں جہازِ آلِ نبیؐ غرق ہووے گا

(۴۸)
افضل ہے زمینِ کعبہ سے ہے۔ ارضِ کربلا ٭ میں جانتا ہوں اِس کا شرف یا مرا خدا
بننے تو دو مزارِ حسینؑ شہید کا ٭ پھر دیکھنا یہ خاک ہے یا نورِ کبریا

یوسف نہ ہوگا، پر، یہاں بازار ہوئے گا
زوّار آئیں گے، مراد بر آر ہوئے گا

دیکھو، مرے محبوں کو تم چین دیجیو (۴۹) مہمان، تین دن مرے زائر کو، کیجیو
گر کچھ قصور ان سے ہو، بدلا نہ لیجیو پیاسوں کو میرے روئیو، جب پانی پیجیو
پانی ابھی تو ملتا ہے زہراؑ کے جانی کو
برسا تو یں سے ترسیں گے معصوم پانی کو

دینار دے کے ساٹھ ہزار اُن کو یہ کہا (۵۰) میں نے تمھیں یہ بخشی زمیں، تم کرو ہبا
شبیرؑ کے معاملے پر سب نے رو دیا لکھنے لگے قبالہ زمیں دار کربلا
غُل پڑ گیا، حسینؑ وطن کو نہ جائیں گے
لو، مول لی زمیں، یہیں بستی بسائیں گے

مرقوم ہو رہا تھا قبالہ کہ ناگہاں (۵۱) خاتونِ محترم ہوئی خیمے سے اِک عیاں
تھی چہرے پر نقاب تو برقعے میں تن نہاں پر اِس پہ بھی حیا سے لرزتے تھے استخواں
بے تاب ہو کے الفتِ اکبر سے آئی تھی
راوی نے یہ لکھا ہے کہ زہراؑ کی جائی تھی

آہستہ کچھ کہا شہِ دیں سے بہ التجا[1] (۵۲) اور جلد یوں پھری کہ نہ سایہ نظر پڑا
کرسی سے یاں تڑپ کے گرے شاہِ کربلا عباس نے اُٹھا کے کہا، ہائے، کیا ہوا!
فرمائیے کچھ، قسم تمھیں شبرِ بتول کی[2]
کیا کہہ گئی نواسی جنابِ رسول کی؟

---

[1] نسخہ۔ لے کر بلائیں کان میں بھائی کے، کچھ کہا
[2] نسخہ۔ مولا بتا، قسم تجھے شبرِ بتول کی!

شہ بولے، آہ مجھ سے یہ زینبؑ کا تھا کلام[1] (۵۳) بھیّا، قبالے میں، مرے اکبر کا ہوئے نا
یعنی کہ اُس کی ملک میں ہو یہ زمیں تمام عباسؑ جاؤ، کہہ دو کہ مجبور ہے اما
اٹھارہ سال کے یہ زمانے سے جائیں گے
اِک قبر کی جگہ علی اکبرؑ نہ پائیں گے

پر مجھ کو اُس کی دل شکنی کا خیال ہے (۵۴) کہیو، بہن مجھے تری خاطر کمال ہے
مجبور ہوں میں، عفو کا تجھ سے سوال ہے اکبر کے نام پر یہ قبالہ محال ہے
قبضہ کریں غلام ترے اِس مقام پر
کی وقف یہ زمیں ترے شیعوں کے نام پر

عباسؑ آئے خیمہ میں کہنے کو یہ پیام (۵۵) زینبؑ نے دیکھتے ہی انھیں یہ کیا کلام
کیوں بھائی، میری بات پہ راضی ہوئے امام؟ لکھا گیا قبالے میں اکبر کا میرے نام
دولھا بناؤں گی میں دُلہن بیاہ لاؤں گی
اکبر کے نام یہاں کی میں بستی بساؤں گی

یوسف سے ملک مصر ہے منسوب جا بہ جا (۵۶) مکہ ہے مرتضیٰ کا، مدینہ رسول کا
مشہور ہو یونہی مرے اکبر کی کربلا آواز دی قضا نے کہ جو مرضیِ خدا
جب سے بنائے کرسی و عرش مجید ہے
مشہور کربلائے حسینؑ شہید ہے

عباسؑ روئے، حسرتِ زینب پہ، زار زار (۵۷) وہ صابرہ بھی رونے لگی ہو کے بے قرار
عباسؑ کی بلائیں لیں گھبرا کے بار بار پوچھا، میں صدقے جاؤں، کہو کیا ہوا یہ کا

---

[1] نسخہ. بولے حسینؑ کہتی ہے مجھ سے وہ تشنہ کام

میں جانتی تھی خوش خبری لے کے آئے ہو
تم ہاتھ دل پہ رکھے ہو، گردن جھکائے ہو

(۵۸)
شاید مرا سخن ہوا بھائی کو ناگوار — جیتے رہیں حسینؑ کے جتنے ہیں رشتہ دار
عابدؑ پہ بھی میں صدقے ہوں، صغریٰ پہ بھی نثار — اکبر کا پالنے سے زیادہ ہے چاؤ پیار
اکبر کے نام پر یہ سند کس کو شاق ہے
فضلِ خدا سے، بھائیوں میں اتفاق ہے

(۵۹)
عباسؑ بولے، اِس کا تو واں ذکر کچھ نہیں — ہر بات ہے حضور کی مقبولِ شاہِ دیں
شہ نے کہا کہ آپ کے شیعوں کو یہ زمیں — پر کیجیے گا سفارشِ اکبر نہ اب کہیں
بھائی مِرے کریم ہیں، ترسا کے دیں گے
اکبر، اِسی زمین کے پیوند ہوئیں گے

(۶۰)
یہ سُن کے روئے یوں حرمِ شاہِ محترم — گویا اُسی گھڑی سرِ اکبرؑ ہوا قلم
خوف و رجا میں روزِ نہم تک رہے حرم — عاشور کو امید ہوئی قطع یک قلم
رخصت سفید لے کے سرِ دست آئی صبح
مطلع رنڈسالہ، نذرِ بانوئے شبیر لائی صبح

(۶۱)
واں تو کلیدِ مہر سے قفلِ سحر کھلا[1] — یاں، روئے اہلِ بیتؑ پہ، ماتم کا در کھلا
اشکِ رواں کا تار بندھا اور سر کھلا — قرنا ہوئی نشانِ سپاہِ عمر کھلا
دربارِ حق میں خیمے سے شاہِ زمن چلے
مرنے کے نذر ہاتھ پہ ستر دو تن چلے

---

[1] نسخہ۔ جب دم کلیدِ مہر سے قفلِ سحر کھلا

۶۲

روشن ہوا حسینیوں کے نور سے جو رن — چشمِ جہاں میں خار ہوئی مہر کی کرن
انجم کی انجمن تھی وہ یا فوجِ پنج تن — پر دو پہر تلک تھی یہ صحبت، یہ انجمن
گلدستے کی طرح تو بہم یہ جواں ہوئے
اور لوٹنے کے واسطے، باغی رواں ہوئے

۶۳

فوجِ ستم بڑھی کہ خزاں کی ہوا چلی — گلزارِ اہلبیت کی توڑی کلی کلی
چلّائی، بال کھول کے، زہرا کی لاڈلی — فریاد، یا رسولِ خدا، داد، یا علی!
باغِ رسول و باغِ علی، باغِ فاطمہ
ایسا لٹا کہ ہو گیا تا عصر، خاتمہ

۶۴

تنہا تھا سروِ فاطمہ، کوئی ثمر نہ تھا — بازو تھے دونوں، قوّتِ بازو مگر نہ تھا
باقی تھی آنکھ، دیکھنے کو نورِ نظر نہ تھا — دردِ جگر تھا، پر کوئی لختِ جگر نہ تھا
سب فوج الوداعِ شہِ دیں سے کہہ گئی
مظلومی و غریبی و تنہائی رہ گئی

۶۵

ناگاہ اک غبار رہِ کوفہ سے اٹھا — اور برچھیوں کی بجلیاں چمکیں جدا جدا
پیدا ہوا سوارِ زرہ پوش، برملا — بھالے لیے، جلو میں ملازم، پیادہ پا
ابرو پہ بل پڑے ہوئے، تیغ بغل لیے
دیکھا اسے لعینوں نے اور سر جھکا لیے

۶۶

نادی تھا وہ سوار تو شعلہ تھا راہوار[۱] — وہ زین پر تھا، سر پہ شقی کے اجل سوار
پہنچا جو وہ قریب تو بولے جفا شعار — بھاگو، ہوئی وہ مرگِ مفاجات آشکار
چہرہ ہے یا بلا ہے، نگہ ہے کہ زہر ہے
گر، یہ محبِ حسین کا نکلا تو قہر ہے

۱؎ نسخہ. طوفاں تھا وہ سوار سمندر تھا راہوار — کشتی کی چال خانۂ زیں سے تھی آشکار

اس وقت در پہ خیمے کے زینب تھی بے قرار (۶۷) بھائی سے نا امید بلا کی امیدوار
...یا جو یک بہ یک ضعفِ دشمن میں اضطرار آواز دی کہ سیدِ بے کس، ترے نثار!
اعدا نے دفعتاً جو سر اپنا جھکایا ہے
کیا اس گھڑی یمن سے کوئی شیعہ آیا ہے

...تنہا ہو یا کہ ساتھ ہیں کچھ اور ہم سفر (۶۸) اللہ فوجِ شام پہ بخشے اسے ظفر
...تھے برس نہ بالی سکینہ ہوئے پدر بھابھی مری پھرے نہ ضعیفی میں ننگے سر
ہمراہ آہ، خیریت نہیں معلوم، ہوتی ہے
آنے سے اس کے فاطمہ کی قبر روتی ہے

...فرمایا شاہِ دیں نے کہ رو صبر لے بہن (۶۹) یہ کربلا کجا و کجا شیعۂ یمن
...کوئی حسین کا نہیں جز ربِ ذوالمنن لڑنے کو ہم سے آیا ہے اک گبرِ فیل تن
کیوں کر نہ روئیں خیرِ نسا، شور و شین ہے
نا طاقتی میں، دیکھیے کیا ہو حسین سے!

...زینب سر اپنا پیٹ کے چلائیں، ہے ستم! (۷۰) بیداد کرنے کے لیے یہ فوج کیا ہے کم!
...اس میں وہ پہلوانِ سیہ دل، زبوں، لئیم آیا عمر کے سامنے با شوکت و حشم
مجرا کیا غرور سے نیزہ سنبھال کے
اک خط دیا عمر کو کمر سے نکال کے

...لا نقلی ہے، میں بصرے سے کوفے میں پہنچا کل (۷۱) حاکم نے بھیجا یاں کہ یہ عقدہ کروں میں حل
...لائی ہے واں سے یاں مجھے شمشیر کی اجل ابنِ زیاد کے، تو نوشتے پہ، کر عمل
ہاں سب سے کہہ دے کھولیں کمر بیٹھیں چین سے
اب پہلوانِ بصرہ لڑے گا حسین سے

بولا یہ ابنِ سعد نہ کر دیر اے جواں (۷۲) ہم راہیوں کو لے کے وہ کافر ہوا رواں
نیزہ ہلاتا آیا، حضورِ شہِ زماں — پڑھنے لگا رجز کہ ہوں بصرے کا پہلواں
القاب بولہب ہے تو آتش مزاج ہوں
میں فخرِ زال و رستم و سہراب آج ہوں

سابق میں سر اُٹھایا تھا سہراب و سام نے (۷۳) آئے نہ خواب میں بھی مگر میرے سامنے
رونق یہ پہلوانی کو دی میرے نام نے — بصرے میں مجھ کو باج دیا خاص و عام نے
چاہوں جو میں جنوں کو نکالوں زمین سے
مثلِ سپہر، پہاڑ اُٹھا لوں، زمین سے

وہ چہرۂ جلالِ خدا، مرتضیٰ کا لال (۷۴) قہر و جلال سے ہوا سورج کی طرح لال
فرمایا، بعل ہے کہ بس بس زباں سنبھال! — یہ کبر، یہ غرور، یہ نخوت کی بول چال
ہاں، زخم باندھ لوں میں دلائے بتول سے
پھر کچھ کہوں، زبانِ خدا و رسول سے

پھر جلد جلد باندھ لیے زخمِ دست و پا (۷۵) پر دل میں زخمِ مرگِ پسر کا نہ بندھ سکا
اور چھپکے چپکے خالقِ عالم سے کی دُعا — لکنت زباں کو پیاس سے ہے جو تری رضا
آئی ندائے غیب، کدھر تیرا دھیان ہے
اے اَفصحُ العرب تو خدا کی زبان ہے

یوں مُصحفِ رجز شہِ دیں نے کیا شروع (۷۶) ہاں پہلوانِ بصرہ سماعت میں ہو رجوع
جب سے نجوم و شمس و قمر کا ہوا طلوع — جب سے بشر پہ فرض ہوا سجدہ و رکوع
کیا کیا ہوا ہے اور ابھی کیا کیا نہ ہوئے گا
لیکن حسینؑ، اب کوئی پیدا نہ ہوئے گا

شن ہے رتبہ نانا کا ماہی سے تا بہ ماہ (۷۷) قدرت یہ ان کی چاند کے دو ٹکڑے دو گواہ
م قمر کے بیچ میں جو ہے خط سیاہ کلمہ لکھا ہے حق نے کہ قدسی کریں نگاہ
کلمے میں نام احمد و اسم علی لکھا
ان کو رسول اپنا اور ان کو ولی لکھا

ں نبی کی میں سپر استوار ہوں (۷۸) تیغ نیام قدرت پروردگار ہوں
ں شیر بیشۂ شہ دلدل سوار ہوں قبضے میں کائنات ہے، پر بے دیار ہوں
تو شک ہے، میں یقیں، تو گنہ میں ثواب ہوں
تو بو لہب ہے، میں خلف بو تراب ہوں

اں کا کلمہ، کفر کو ہم نے پڑھایا ہے (۷۹) قرآں ہمارے واسطے دنیا میں آیا ہے
طرس کو ہم نے، شہ کے دعا بخشوایا ہے جھولا ملائکہ نے، ہمارا، جھلایا ہے
نام و نشاں ہے تا بہ قیامت حسینؑ کا
گھر ہے نبوت اور امامت حسینؑ کا

للاوہ بد دماغ یہ معلوم ہے مگر (۸۰) شمشیر و تیر و نیزے کا جوہر ہے معتبر
شہ نے کہا کہ سب میں مرا امتحان کر ہیبت کہ شقی نے نیزے کو گردش کی کر دیر
بھالا سنبھالا شہ نے تو غل ہر محل اٹھا
اب خیر جان کی نہیں، دست اجل اٹھا

ٹھتے ہی نیزہ، لینے لگا باج، راہوار (۸۱) صرصر سے جست رعد سے غل، برق سے قرار
ھلنے لگے زمیں پہ ذرّے سپند وار دود سیہ اٹھا عوض گرد بے شمار
پر زور انجناج صاف دھوئیں سے نکل گیا
اژدر تھا، کہ اُڑ کے کنوئیں سے نکل گیا

نیزے کو اُس کے لے گیا، یوں نیزۂ جناب (۸۲) جنگل میں جیسے دابے کُنجشک کو عقاب
زہ اُس نے کی کمانِ کیانی بہ صد شتاب بیکس کمان سہمی کہ مجھ پہ نہ ہو عتاب
جاں اُس کی، ساتھ تیر کے، تن سے نکل گئی
اک آہِ سرد تھی کہ دہن سے نکل گئی

حمزہ صفت بڑھا پسرِ ضیغمِ صمد (۸۳) کھینچا الف خدنگ کا دے کر کماں کا
قرباں ہو کے بولی کماں، یا علی، مدد! اور تیر نے نشانہ کیا دیدۂ حسد
نیزہ نگہ کی طرح چلا غیظ و خشم میں
پتلی کی ڈھال توڑ کے جا پہنچا چشم میں

چشمِ عدو کی تیر سے نام آوری ہوئی (۸۴) انگشتِ تیر شہ کے وہ انگشتری ہوئی
پر تیر کے بیروں سے پلک تک بھری ہوئی مردم پکارے، بند قفس میں پری ہوئی
باقی رکھا نہ ابروئے کج کے نشان کو
چلّائے سب، وہ، تیر نے توڑا کمان کو

پھینکی زمیں پہ اُس نے کماں ہو کے شرمسار (۸۵) کو دانہ تیغ کھینچ لی بڑھ کر لگایا وار
نکلی شبِ نیام سے یاں صبحِ ذوالفقار
آئی ندا فلک سے اٹھا غُل زمین سے
دیکھو، وہ نکلا دستِ قضا آستین سے

اللہ رے حلم، اُس سے مخاطب ہوئے امام (۸۶) آخر تھا ایک طعنِ سناں ہی میں تیرا کام
پر وقفہ اس لیے دیا، او گبرِ تیرہ فام! تا حرب گاہ میں ترے حربے چلیں تمام
ہے سر پہ تیری موت کہ یہ ذوالفقار ہے
اک وار میں تو مارے اب ہم کنار ہے

...ھوں میں، بولہب نے لیا گرزِ گاؤسر (۸۷) خیر البشر کا لال اِدھر، وہ شقی اُدھر
بیچ میں وہ گرزِ گراں بار، الحذر! جس طرح واوِ عطف کا ما بینِ خیر و شر
ظالم ارادۂ سرِ مولا کیے ہوئے
ہاتھوں میں اپنے گرزِ گراں سر لیے ہوئے

...س طرح سے گرز وہ لایا قریب تر (۸۸) لیکن حسینؑ کو نہ ذرا بھی ہوا ضرر
...نے دو انگلیوں سے سرِ گرز تھام کر جھٹکا دیا کہ بولہب آیا زمین پر
ہاتھ اُس کے دونوں ٹوٹ گئے رنگ فق ہوا
تبّت یدا ابی لہب کا سبق ہوا

...لیا کی جب ہوئی اُسے حمالۃ الحطب (۸۹) اور نارِ قہر گرمیِ تیغِ شہِ عرب
...کر یہ بولہب بھی گیا پیشِ بولہب ہم راہیوں پہ اُس کے بڑھے شاہِ تشنہ لب
پھر فرد فرد کا سرِ اُمید پست تھا
تقویمِ سرنوشت میں خطِ شکست تھا

...فل سر کے پھولوں سے گل زار ہوگیا (۹۰) سر کٹ کے یہ گرے کہ اک انبار ہوگیا
...ر آئینوں سے شیشے کا بازار ہوگیا رن برقِ تیغ سے کرۂ نار ہوگیا
سب خوفِ تیغِ شہ سے پریشان پھرتے تھے
پاؤں تو پیچھے ہٹتے تھے سر آگے گرتے تھے

...کمِ خدا سے ایک فرشتے نے دی ندا (۹۱) ان فاقوں میں یہ زور ہے، سیّد ترے فدا!
یہ بشر ہیں اور تو ہے قدرتِ خدا بس لڑ چکے، نمازِ شہادت کرو ادا!
یہ سُن کے، خوفِ حق سے، دُرِ اشک گر گئے
قبلے کو، مثلِ قبلہ نما، شاہ پھر گئے

اُس دم عمر نے جمع کیا سب کو ایک جا (۹۲) روحِ معاویہ کی قسم دے کے یہ کہا
باگیں اٹھاؤ اب نہ تامل کرو ذرا — ہیں سوئے قبلہ صرفِ دعا شاہِ کربلا
حملہ کرو حسینؑ پہ نیزے سنبھال لو
نوکوں سے برچھیوں کی کلیجہ نکال لو

تیغیں پکڑ پکڑ کے جو بے رحم آتے تھے (۹۳) حضرت یہاں جواں پسر کو بلاتے تھے
اکبر وہاں گھرے تھے کہ آنے نہ پاتے تھے — عباس کو پکارنے دریا پہ جاتے تھے
اُمت کے واسطے نہ تن و سر دریغ تھا
سینہ حضورِ نیزہ تھا سر پیشِ تیغ تھا

کوفے سے ایک ناقہ سوار آیا ناگہاں (۹۴) اک خط عمر کو دے کے یہ اُس نے کیا بیاں
ابنِ زیاد نے یہ کہا ہے کہ اے جواں — سیّد کے سر کا کب سے ہوں میں منتظر یہاں
سر کاٹنے میں آج نہ تاخیر کیجیو
دم لینے کی حسینؑ کو مہلت نہ دیجیو

تیری بہادری سے تعجب کا ہے مقام (۹۵) غربت سے اب تلک نہ مٹا فاطمہ کا نام
آراستہ ہیں کوچہ و بازاریاں تمام — کیا عید ہو جو آئے تو لے کر سرِ امام
جب تیرے ہاتھ سے سرِ شبّیرؑ لوں گا میں
سیدانیوں کی لوٹ تجھے بخش دوں گا میں

سنتے ہی یہ سیاہ کو ظالم نے دی ندا (۹۶) تم نے سنا کہ جو شتر اسوار نے کہا
باگیں اُٹھاؤ، اب نہ تامل کرو ذرا! — تاخیر میں عتاب ہے، تعجیل کی ہے جا
کوفے سے حکم آیا ہے ابنِ زیاد کا!
وقفہ نہ دو امامِ اُمم کو جہاد کا!

…ن کے چار لاکھ نے مل کر یورش کیا (۹۷) چاروں طرف سے، برچھیوں میں آ کے لے لیا
…ں کو رحلِ زین سے زمیں پر گرا دیا — نوحہ کیا زمیں نے کہ فریادِ کبریا

مٹتا ہے آج نام علیؑ و بتولؑ کا
ہوتا ہے قتل، آہ، نواسا رسولؐ کا

…ر آستین چڑھاتا ہوا چلا (۹۸) خنجر پہ انگلیوں کو پھیراتا ہوا چلا
…ے کو راس و جیب سے ہٹاتا ہوا چلا — اور کانِ عرشِ حق کو ہلاتا ہوا چلا

اب کیا کہوں کہ پاؤں رکھا کس مقام پر
پھٹتا ہے سینہ حالِ شہِ تشنہ کام پر

…تِ رسولؐ کہتی تھی، جلاد رحم کر، اے (۹۹) یہ سینہ میرا سینہ ہے، یہ سر ہے میرا سر!
…ل ہے میرا دل، یہ جگر ہے مرا جگر! — یہ میرا نورِ عین ہے، یہ ہے مرا پسر!

بیٹھا ہے تو حسینؑ دلاور کے سینے پر
یہ لوٹتا تھا تیرے پیغمبرؐ کے سینے پر

…ر یکاری، عرشِ الٰہی ہلاؤں گی! (۱۰۰) اے شمر! تجھ پہ آہ کی بجلی گراؤں گی
… کو نہ مارے گا تو دعا دیتی جاؤں گی! — محشر میں حشر سے پہلے تجھے بخشواؤں گی!

اس نوحے پر بھی عرش کو اس نے ہلا دیا
خنجر کو بوسہ گاہِ نبیؐ سے ملا دیا

…ر گیا، حسینؑ نے سر کو فدا کیا! (۱۰۱) اعدا نے جشنِ فتح کا ساماں بپا کیا
… شمر نے سوے حرمِ مصطفیٰ کیا — اک نیزے پر علم، سرِ شاہِ ہدا کیا

پردہ اٹھائے دیکھتی تھی خواہرِ حسینؑ
نیزے پہ اس کے آگے چڑھایا سرِ حسینؑ

…نسخہ۔ چلائے مصطفیٰ، ارے جلاد، رحم کر!

زینبؑ نے "ہائے بھائی" کہا اور نکل پڑی (۱۰۲) بانو نے پھینکی سر سے ردا اور نکل پڑی
کبریٰ پکاری "وا ابتا" اور نکل پڑی چلائی فضّہ "ہائے خدا" اور نکل پڑی
آگے تو بے حواس حرم دوڑتے جاتے تھے
پیچھے پکارتے ہوئے سب بچے آتے تھے

سیدانیوں سے بڑھ کے یہ اک شخص نے کہا (۱۰۳) دیکھو، تمھارے بچے تڑپتے ہیں جا بہ جا
کیوں ان سے بے خبر ہو، ابھی ان کا سن ہی کیا؟ بیویں پکاریں، قہر ہوا، وا مصیبتا
دنیا میں ہم نہیں ہیں، جہاں سے گزر گئے
گھر کس کا، بچے کس کے ہیں شبیرؑ مر گئے

ناگاہ، شہ کا لاشۂ بے سر نظر پڑا (۱۰۴) سرتاجِ اہلِ بیت زمیں پر نظر پڑا
گویا، گلو بریدہ پیمبرؐ نظر پڑا زینب کو غرقِ خوں جو برادر نظر پڑا
رکھ کے کٹے گلے پہ گلا یوں لپٹ گئی
سمجھے یہ اہلِ بیت کہ دنیا الٹ گئی

گہ دل خراش بین تھے، گہ پاس بے بیاں (۱۰۵) گہ وا حسینؑ کہتی تھی، رو رو کے خستہ جاں
ے کربلا میں لاش کی کرتی تھی یہ فغاں بھیا، مٹا گئے مرے ماں باپ کا نشاں
زہراؑ کی جان، روحِ علیؑ، آہ کیا کیا؟
امت نے کس گنہ پہ ترا سر جدا کیا؟

اے مومنوں کی پشت و پنہ، آہ، اے حسینؑ! (۱۰۶) اے سیدوں کے تاج و کُلہ، آہ اے حسینؑ!
اے خسروِ قلیل سپہ، آہ اے حسینؑ! بے چارہ و غریب و تبہ، آہ اے حسینؑ!
ہی ہی اخی، تو جان سے اپنی گزر گیا
میں آج مر گئی، مرا سب کنبہ مر گیا

پ کی سواری نہ سوئے وطن گئی (۱۰۷) کیوں ساتھ آپ کے نہ عدم کو بہن گئی
ں کربلا کے بن پہ گیا تجھ پہ بن گئی تصویرِ نانا جان کی تیروں سے چھن گئی
مر جاؤں گی تڑپ کے، دلاسا شتاب دو
بھیّا، کس آسرے پہ جیوں میں، جواب دو

تم نہیں کہ شفا کی رکھوں میں آس (۱۰۸) جاتے اگر سفر میں تو پھر آتے میرے پاس
نہیں کہ زخم سیوں دھو کے سب لباس قیدی نہیں کہ تم کو چھڑاؤں میں بے حواس
لاؤں کہاں سے فاتحِ بدر و حُنین کو
ہوتے علیؑ تو کہتی، جِلا دو حسینؑ کو!

ب تو یہ بہ خیر کہ دنیا میں پھر تم آؤ (۱۰۹) زینبؑ کی دادرسی کرو اور پردیس بٹھاؤ
کہاں رہوں میں، ٹھکانا مرا بتاؤ آئی ندا کہ دربدری کے قلق اُٹھاؤ
زینبؑ، امیدوارِ نزولِ بلا رہو
جب تک میں بے کفن رہوں، تم بے رِدا رہو

قت ہے دُعا کا کہ ہے شدتِ بکا (۱۱۰) آمیں کہیں، دبیر، مُحبانِ مرتضاؑ
ب ہیں جتنے شیعۂ سلطانِ لافتا مقصد بر آئیں سب کے مع بانیِ عزا
یارب نہ کوئی غم ہو انھیں جز غمِ حسینؑ
اُن دوستوں کے ہاتھ ہوں اور ماتمِ حسینؑ

مرثیہ ۱۹

مہرِ علم سرورِ اکرم ہوا طالع (۱) وہ مہر ہوا، مہر سحر کم ہوا طا[لع]
ہر ماہِ مُرادِ دلِ عالم ہوا طالع — ہر کام علم دار کا، ہمدم ہوا طا[لع]
عکسِ عَلَم و عالمِ معمور کا عالم
گہ ماہ کا، گہ مہر کا گہ طور کا عالم

نسخہ ے

مہرِ عَلَم سرور اکرم ہوا طالع (۲) ہر ماہ مرادِ دلِ عالم ہوا طا[لع]
ہر گام علم دار کا ہمدم ہوا طالع — اور حاسدِ کم حوصلہ حاکم ہوا طا[لع]
عکس عَلَم و عالم معمور کا عالم
گہ ماہ کا، گہ مہر کا، گہ طور کا عالم

عالم ہوا مدّاح علم دار و علم کا (۳) وہ گُل اسد اللہ کا، وہ سر دار [...]
محرم وہ حرم کا وہ گواہ اہلِ حرم کا — رہ رَو وہ عدم کا، وہ عصارۂ عد[...]
مصدر وہ علم دار، کرم اور عطا کا
مطلع وہ علم، طالعِ مسعود ہما کا

مردُم کو ملا سُرمۂ گردِ سُمِ رہوار (۴) رہوار ہما دار، علم دار ملک دا[ر]
کل محوِ عَلَم اور عَلَم محوِ علم دار — اللہ مددگار، اسد اللہ مددگا[ر]

ے اس مرثیے کی تاریخ تصنیف میں دبیر نے ایک پانچ شعر کا قطعہ کہا۔ مندرجہ ذیل مصر[ع] سے تاریخ نکلتی ہے۔ ع — مدح روح سالم سرور عطارد کا کلام

دل سرد، اسد کا ہوا، سُم گاؤ کا سرکا
ہم درد ہوا، دردِ دل و روحِ عمر کا

...ہوار ہما دار، علم دار ملک دار (۵) کل محوِ علَم اور علَم محوِ علم دار
...مداحِ علم دار، رسولِ ملک اطوار — اللہ مددگار، اسد اللہ مددگار
دل سرد اسد کا ہوا، سُم گاؤ کا سرکا
ہم درد ہوا، دردِ دل و روحِ عمر کا

...ہر گام دعا گو، ملک و حورِ سرِ راہ (۶) اللہ معک صلی علیٰ سلمک اللہ
...ہم راہ رسولِ دو سرا اور اسد اللہ — اور وردِ کہ دمہ کا ادھر آہ ادھر واہ
ہر سو ہوا کہرام کہ سرگرمِ دعا ہو!
اور روحِ گروہِ عمرِ سعد، ہوا ہو!

...تس دم ہوا، سرگرمِ صدا طالعِ مولا (۷) ادھر مرگ، ادھر آ! عمرِ سعد کا سر لا!
...و عہدِ علم، بحرِ عَلیم سرورِ والا — اور دورِ گرا ہر علمِ طالعِ اعدا
ادھر دکھا گور میں عمرِ عمر کو!
ادھر گردِ عدم، روک راہِ عمرِ عمر کو!

...و مہر، سوا سالِ دمِ عمرِ حرم کر (۸) اِلّا مہ و سالِ عمرِ سعد کو کم کر!
...مہ ماہ، سرا ہلِ ولا مہرِ کرم کر — اور گم سرِ ہر حاسدِ سردارِ اُمم کر!
اور کلکِ عطارد سوے مولا ہو کمک کر!
ہر اسم گروہ عمرِ سعد کا مَک کر

...ہوار کو، ہر لطمہ ہوا کا، ہوا کوڑا (۹) اُڑ کر ہوا طاؤس علم دار کا گھوڑا
...ہر ساعدِ صرصر کو دمِ کاوہ مروڑا — اِس طور ہوا گرم کہ دو مہر کا موڑا

ہر گام اُڑا، ادہمِ صرصر کو گھرک کر
رہوارِ ہوا گرد ہوا، دور سرک کر

(۱۰)
عکسِ دُمِ رہوار سرِ راہ ہوا دام
ہر دام، دو دو گرگ و اسد اُس کا ہوا رام
الا دلِ اعدا کو بلا دور دہر اک گام
رم کردۂ صحرا ہوا، ہر آہوے آرام
ہر سو وہ رُکا اور کہا مرگ ہو حاصل
دل گردہ وہ کس کا کہ ہو اِس صید کا حائل

(۱۱)
لو سامعو الحال سلام اور دعا ہو
دل، محوِ علمدارِ رسولِ دوسرا ہو
اور صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ ہو
مدّاحِ علمدار کا ادراک سوا ہو
مسطور ہو روداد علمدارِ علم کا
ہر دل ہو ملول اور عَلَم آہِ الم کا

(۱۲)
وہ مطلعِ اسرارِ کمالِ اسد اللہ
آرام دہِ مرقدِ دلِ آلِ اسد اللہ
ممدوحِ مہ و مہر، ہلالِ اسد اللہ
واللہ، ملال اس کا ملالِ اسد اللہ
محکوم وہ اللہ کا، حاکم وہ اِرم کا
حامل وہ علم کا، وہ مددگار حرم کا

(۱۳)
روداحلِ گلِ درد، مہک عطرِ گلِ درد
آرام دہِ روح و دلِ وارثِ ہر درد
لمعے کا وہ عالم کہ سدا طور کا دل سرد
سو لاکھ مہ و مہر اِدھر گرد، اُدھر گرد
رو ماہِ مرادِ حرم، سرورِ والا
اور دل اسد اللہ کا اُس ماہ کا ہالا

(۱۴)
سر ہم سرِ کوہِ حرم، داورِ علّام
دل مصدرِ الہام، گلو مطلعِ اسلام
اور طرّۂ کاکل دلِ اسلام کا اک لام
وہ لام کہ حاصل ہوا اسلام کو آرام

لو، سلسلہ درہم ہُوا، ہر درد و الم کا
کاکُل کو لکھا دامِ دلِ اہلِ حرم کا

(۱۵)
...ہوا در کھُلا طرۂ کاکُل کا مُعمّا — ہر سو ہُوا مدّاح کو اِسلام کا سودا
...ہ لام دو اسم اور وہ کاکُل دو مسمّیٰ — اسرار لہٗ الملک وللہ الحمد ہوا وا
دل کو اگر اس طرّۂ سرور کی وِلا ہو
آسودۂ رحم و کرم و مہر و عطا ہو

(۱۶)
...عوئی ہوا کاکُل کو سرِ لوحِ مُدلّل — حاصل سرِ ہر مُو ہوا اسرارِ مطوّل
...ور مسئلۂ ومع علم دار ہوا حل — اس کاکُلِ اطہر کا گرا عکسِ مسلسل
اِس سلسلے کا عکس سلاسل ہُوا اُس کو
ہر سلسلہ اسلام کا، حاصل ہُوا اس کو

(۱۷)
...ر صاد علم دارِ امامِ اطہر و اسعد — وہ صاد ہر اک صلِّ علیٰ آلِ محمدؐ
...سامعو، اِدراک کا اِدراک ہوا رد — حاصل صلۂ مدحتِ سرور ہوا الاحد
اب عجزِ طبیعت پہ مرے دال ہے نقطہ ۵
یہ مرثیہ بے نقطہ ہے اور حال ہے نقطہ

(۱۸)
...بدم کو سوادِ دلِ لالہ کرد مسطور — اور سرمہ وہ مردمک ہر ملک و حور
...ں مردمِ اطہر کو ملا لمعۂ صد طور — وہ لمعۂ صد طور، وہ سورۂ والطور
مدح گہرِ لعل سرِ سطر اگر ہو
کہ سطر رگِ لعل ہو کہ سلک گہر ہو

---

۵ نسخے: ہر صاد لکھا اور ملا ہم کو صلہ صاد
اس دم سرِ ہر مصرعِ مدّاح ہوا صادؔ

سِلکِ گہر و لعل علمدارِ مکرّم (۱۹) لمعہ دہِ الماس و درِ لعل دو عالم
ہر لعل علمدار طلا رُخ کا ہمدم دم، مُردۂ صد سالہ کو حاصل ہوا ہر دم
والہ ہوا ہر لعل علمدار کا لالہ
گوہر کا ہر اک لولوے لالہ ہُوا لالہ

راسُ الرؤسا، راس علمدارِ دلاور (۲۰) سردارِ مہ و مہر، کلاہِ سرِ اطہر
درد اکہ گرا، آہ، سرِ معرکہ وہ سر حائل ہوا کس کو وہِ الم کا سرِ سرور
وہ صدمہ ہُوا دل کو علمدارِ علم کا
عمامہ گرا سرورِ سردارِ امم کا

ہر دم کلمہ حمد کا، وردِ دلِ آگاہ (۲۱) اور سامعہ مولا کو گواہِ سَمِعَ اللہ
مدّاح ہُوا صدرِ علمدار کا ہمراہ دل عالم ہر صدرۂ اسلام ہوا، واہ
ڈورا ہو کمر کا کہ رگِ لعل و گہر کا
کھولا گرہ مُو کو، لکھا حال کمر کا

صمصام وہ صمصام کو ہر سو عمل اُس کا (۲۲) گہ کاسۂ سر گہ دلِ اعدا، محل اس کا
کس طرح معمّا ہو دمِ مدح، حل اُس کا ہو راس درم رُح عدو، ماحصل اُس کا
گر حکم علمدار امام دوسرا ہو
وہ مار ہو، طاؤس ہو، موسیٰ کا عصا ہو

لو واہ کہو، حال کھُلا، ڈھال کا حالا (۲۳) مدّاح کو وہ داد کہ اس ڈھال کو ڈھالا
مسطور ہوا مدح کا اس طور رسالا حل مہر کا گردہ ہوا اور ماہ کا ہالا
ہالا اِدھر اُس ڈھال کا گردہ رہو
معکوس اِدھر کا سر ہر عمر عدو ہو

(٢٤)
…ہوار ہما، طالع اسد، حملہ ہوا دم   طاؤس ادا، رعد صدا، صور کا ہم دم
…مد کا وہ کِردار کہ ہو عمرِ عدو کم   ہم طورِ ملک، سدرۂ اعلیٰ کا وہ محرم
دُم وہ، کہ ملا کاکُلِ ہر حور کا عالم
سُم وہ کہ ہلا اور ہوا طور کا عالم

(٢٥)
…م اس کا طلسمِ حکما، سحرِ ارسطو   دُلدُل عمل و جوہرِ کمال اور ملک رُو
…رکوہ و کمر لالہ و دُم سرو و سُم آہو   اور دامِ ہُما طرۂ رہوار کا ہر مو
محکوم وہ اسوار کا، حاکم وہ ہما کا
رہوار علمدار کا، اسوار ہوا کا

(٢٦)
…گاہ ہوا معرکہ آرا، وہ علمدار   اِس طرح کہا اور عمرِ حاسد و مکار
…کر کلمہ گو ہوا احمد کا ہم اطوار   دردِ دلِ احمد کا ہوا، آہ، روادار
ہمدم کو، ہرادل کو، مددگار کو مارا
داماد و امامِ ملک اطوار کو مارا!

(٢٧)
…ئے اسد اللہ کو صدمہ ہوا اس کا   واللہ کہ اِس صدمے کو دل کا ہوا صدما
…درمہ سُمِ رہوار اور اک دولھا کا مُردا   آلودۂ گرد، آہ، وہ ہار اور وہ سہرا
گھر سرورِ عالم کا، محل درد و الم کا
دُولھا کا لہو عطرِ عروس اور حرم کا

(٢٨)
…ندا، حرمِ سرورِ بطحا کو رُلاؤ   دردا دلِ اولادِ محمدؐ کو دُکھاؤ
…ندا سجدۂ احمدِ مرسل کو ہلاؤ   سردار کو معصوم کو صمصام دِکھاؤ
آلودۂ مکر و حسد و حرص و ہوا ہو
آسودۂ اموال ہو، محرومِ ولا ہو

معصومہ کا ہو، مہر ہر اک رو رو، مگر واہ (۲۹) الما ہُوا وردِ حرم و محرمِ اللہ
آسودہ سا جل ہُوا ہر سالک گمراہ اِلّا رہا محرومِ امام دوسرا، آہ!
مردہ ہُوا ہر کودکِ کم عمر حرم کا
اور گُل سا گلا سوکھا دہ کا دِ اُمّم کا

آگاہ ہو، آگاہ ہو، آگاہ ہو، آگاہ (۳۰) سردار ہمارا اسد اللہ کا وہ ماہ
والد ولدِ عمّ محمدؐ اسد اللہ مولود حرم، ماہِ ہمم، مہر کرم، واہ!
سر احمدِ مرسل کا وہ سرور رُسا کا
حاکم امرا کا وہ مُدرّس علما کا

حور و ملک و آدم و حوّا کا مددگار (۳۱) ممدوحِ رُسل، مالکِ کُل، عالمِ اسرار
حلّالِ مُہم، داورِ دس و سرورِ سردار وہ ماہرِ حالِ دلِ مور و مگسِ مار
وہ عسکرِ اسلام کا سالارِ دلاور
وہ احمدِ مرسل کا علمدارِ دلاور

وہ صوم، وہ عمرہ، وہ صراط اور وہ احرام (۳۲) گھر علم در علم کا معمورۂ اسلام
حاملِ علمِ حمد کا اور مالکِ صمصام ملّاک، مُلوکِ دوسرا، حاکمِ حُکّام
وہ سرورِ عادل کہ علم عدل کا گاڑا
اللہ کہا اور درِ محکم کو اُکھاڑا

وہ ہر ملکِ سدرہ کا مولا و مُدرّس (۳۳) اور گِل کدۂ آدم و عالم کا مؤسّس
الواحِ سما کا وہ مصوّر، وہ محرّس وہ ہادمِ معمورۂ اوہام و وساوس
محکم ہوا دعویٰ کہ معطّل ہوا دھوکا
وہ دوسرا احمدؐ کا اور اوّل ہوا دو کا

وہ صدرِ کلام اصلِ کلامُ اللہ اطہر (۳۴) الحمد کا اور سورۂ والعصر کا مصدر
اللہ کا ہم اسم محمدؐ کا وہ ہمسر ہم کلمہ وہ ہم عمر وہ احمدؐ کا سراسر
سلکِ گہر و علم و دُرِ سلکِ محمدؐ
وہ مالکِ مہر و علم و کلکِ محمدؐ

گر ہو ہوسِ وصلِ رسولؐ و اسد اللہ (۳۵) حاکم کا عدو ہو کہ وہ حاکم ہوا گمراہ
مولا کا ہو مولیٰ کہ ہو دلِ محرم و آگاہ دل، دیکھو سوئے درگاہِ حرم، رو سوئے اللہ
وہ حاکم مکار گدا ملکِ حسد کا
سردار ہمارا کرم اللہ احد کا

وہ گرد، وہ سرمہ، وہ ملال اور وہ آرام (۳۶) وہ گور، وہ آگاہ، وہ وسواس، وہ الہام
وہ دہرہ، وہ سکہ، وہ حرام اور وہ احرام وہ وعدہ، وہ حاصل، وہ سوال اور وہ اکرام
وہ سہو، وہ ادراک، وہ مملوک، وہ مالک
وہ وہم، وہ علم اور وہ گمراہ، وہ سالک

وہ سم وہ عسل اور وہ ہول اور وہ دلاسا (۳۷) وہ سحر وہ اسرارِ الٰہ وہ سرا کا
وہ مرگ وہ عمر اور وہ درد اور وہ مداوا وہ دار وہ مسند اور وہ کاہ اور وہ لالا
وہ بادۂ حرص اور وہ مہ کاملِ احمدؐ
وہ سکرِ حرام اور وہ سُرورِ دلِ احمدؐ

لکھ حاکمِ گمراہ کو معصوم کا کل حال (۳۸) روداد امام اور الم دردِ دلِ آل
حاصل ہوا وہ دکھ کہ مع کودکِ کم سال آمادۂ مرگ احمدِ مرسل کا ہوا لال
صدمہ ہوا دولہا کا، سدھارا وہ عدم کو
اللہ کرم کر کہ ہو آرام حرم کو

(۳۹)
آوارۂ صحرا اسدُ اللہ کا اسد ہو — محروم طعام، آہ، محمدؐ کا ولد ہو
اور کودکِ معصوم کا گہوارہ لحد ہو — محصورِ الم مالکِ سرکارِ احد ہو
عالم کا رہا کام روا ماہِ محرّم
سرور کو مہِ صوم ہُوا ماہِ محرّم

(۴۰)
الاّلعیں مردود کا مردود وہ مکّار — سرگرم ندا ہُوا سرور کا علمدار
سیّدِ رہِ ساحل ہُوا آکر ہر اک اسوار — للکارا ہر اسوار کو، لو، آؤ، کرو وار
گم راہ کا ہو حامیِ گم راہ مددگار
نعل اسدُ اللہ کا اللہ مددگار

(۴۱)
وہ دمدمۂ ہر دُہل و کوس دمامہ — وہ معرکہ، وہ وسوسہ، وہ عسکرِ عامہ
وہ گرم روا ارد سمِ رہوارِ دوگامہ — وہ گرد و دوادو، وہ کلاہ اور عمامہ
وہ عہد مکمل صلۂ داد و کرم کا
وہ دورِ مسلسل دُہل و کوس و علم کا

(۴۲)
کرّار کا دل دار اِدھر معرکہ آرا — گردِ عمرِ سعد اُدھر عسکرِ اعدا
رہوارِ ہُما وار سوئے طارمِ اعلا — اک ولولہ، اک حوصلہ، وہ ہم دمِ مولا
لاحول ولا، وردِ علم دارِ دلاور
ارواحِ رُسُل، گردِ علمدارِ دلاور

(۴۳)
گہ سورۂ الحمد کو گہ صور کو دم کر — صمصام کو الہام ہُوا، سر کو علم کر
ہر دم عمرِ سعد کا دم محوِ عدم کر — اِک وار لگا اور وہ اعداد کو کم کر
دو حصّہ کمر کر، کہ الگ کاسۂ سر کر
ہر طرح مہم سہل کر اور معرکہ سر کر

د کا ہمدم دمِ صمصام دلاور (۴۴) اِس طرح ہوا گرم سرِ دورۂ عسکر
ئوس، دلِ کوہ ہوا موم سراسر معدوم ہر اک درع کا لوہا ہو گھل کر
ہر گرم روِ کور کا دل آگ سا سُلگا
موسم، سیرِ صحرا ہوا گُل، لالہ و گل کا

وسِ مرصّع و ہلالِ کمر آرا (۴۵) اِس طرح ہوا لامع و ساطع سرِ صحرا
ال کو دو ماہ یلا موسمِ گرما عکس اس کا گرا اور ہوا دہر کو سودا
گردِ سرِ ہر مرد ادھر اک اور ادھر اک
سر اک، وہ کلاہ اک، وہ کلا اک، وہ کمر اک

وس مرصّع و ہلالِ کمر آرا (۴۶) اس طرح ہوا لامع و ساطع سرِ صحرا
ال کو دو ماہ یلا موسمِ گرما معلوم ہوا آگ کا اسرار و معمّا
دھوکا ہوا عالم کو کہ اسم اُس کا رکھا آگ
عکسِ دمِ صمصام گرا اور ہوا آگ

کو ہلاہل کا ہوا سم دمِ صمصام (۴۷) ہر گام گرا، مادّہ سودا کا سرِ عام
دم دلِ اہلِ لحد کا ہوا آرام اللہ، سرسام کو اُس دم ہوا سرسام
رۂ عسکرِ مردود کا، ہر سو ہوا کالا
اور مردمِ مردم کا ہر آہو ہوا کالا

کاسۂ صمصام کا عالم ہوا اندو (۴۸) اک کاسہ مکرا طمعہ ہر طرح کا مملو
ا کا دل و گردہ، گلو، صدر و سر و رو اور ادھر گلو، ادھر گلو، عام ہر اک سو
آسودہ ہوا حوصلہ ہر مور و مگس کا
مملو ہوا معدہ طمع و حرص و ہوس کا

(۴۹)
ہرگاہ ارادہ ہوا اسوار کا گھر کو — رہوار اڑا اُس کا دہل کر، کبھی کدھر کو
صمصام کا اک وار ملا کاسۂ سر کو — آدھا ادھر کو گرا، آدھا ادھر کو
دل سہما، لہو سہم کر اسوار کا سوکھا
لوہا رہا صمصام علم دار کا رُوکھا

(۵۰)
صمصام علم دار کا احکام عمر کو — اُو کور! در گور کھلا، کھول کمر
رہوار کا اعلام ادھر اور اُدھر کو — عادل کا ہوا دورہ ڈرو، دور ہو سر
صمصام کا محصول، ہر معرکہ سر دو!
سر دو در صمصام کو اور اسلحہ دھر دو!

(۵۱)
ہر دم در صمصام دو دم رعد سا کڑکا — اس طرح گرا سر کہ کھلا سلسلہ دھڑ کا
ہر دل کو ہوا آمد صمصام کا دھڑکا — سر گم ہوا اور کام معطل ہوا دھڑ کا
ادراک و ہوا اس دو دل کا اُڑا، لوح گم اس دم
موہوم ہر اک سادہ و سر دو ظلم اس دم

(۵۲)
اک وار لگا اور الگ سر ہوا اس کا — مالک ہوا مسرور، ملا حال گرد
ہرگاہ کو وہ وار ہوا اسا دو کا — اور ملک عدم کو ہوا ارواح کا رہ
گہ سہم عطارد کا ہوا مرگ عدو کو
گہ ہالۂ صمصام ہوا ہار گلو کو

(۵۳)
کردار حسام دلیر سر دو کرار — گہ قطرہ و گہ دوڑ و گہ ساحل و دریا
اور رمح علم دار کا اعدا کو ہوا دار — حصہ کمر و دل کا ہر اک سہم علم دا
وہ حملۂ رہوار، وہ دو لاکھ کا عالم
صرصر کا ادھر طور، اُدھر راکھ کا عالم

(۵۴)
دار کو ہر اک صدمۂ کامل ہوا حاصل — سردار کو، درد والم دل، ہُوا حاصل
ں گوہرِ اسلام کو ساحل ہُوا حاصل — ساحل ملا اور شہ تم بلا ہل ہوا حاصل
رو کر کہا، درد! وہ سردار رہا دور
ہم دار ہے ساحل اور امام دو سر دور

(۵۵)
دار اُدھر محوِ علمدارِ دلاور — دل مردہ و مہموم و ملول اور مکدّر
مرگِ علمدار کا وسواس سراسر — گہ ولولۂ وصلِ علمدارِ مکرّر
گہ درد کمر، گہ دلِ آگاہ کا صدمہ
گہ صدمۂ آلِ اسد اللہ کا صدمہ

(۵۶)
رو سوئے صحرا کہ اُدھر گُم ہوا وہ ماہ — گہ مردمکِ اطہر معصوم سرِ راہ
لحہ سوا درد و ملالِ دلِ آگاہ — گہ آہ گہ الحاح سوئے درگہِ اللہ
گہ درد کہ ہر صدمۂ علمدار کا رو کر
اللہ مدد کر، اسد اللہ مدد کر

(۵۷)
گرم صدا گہ سوئے دلِ آزردہ سرور — آؤ ادھر آرامِ دلِ والدہ و مادر
ھار سن دو، وہ ہم کو کہ ہوا دام سراسر — معلوم کرو حالِ علمدارِ دلاور
اُس دم ہوا گُم آہ علمدار ہمارا
دل دار ہمارا ہو مددگار ہمارا

(۵۸)
دل دار! ہوا درد ہوا دل کو دو بالا — دل دار! علمدار کا ہو وصل خدا را
دل دار! علمدار کا رو، ہم کو دکھا دو — دل دار! علمدارِ دلاور کو صدا دو
عمّو اِدھر آؤ، اِدھر آؤ، اِدھر آؤ
مُردہ ہوا سردار، علمدار کدھر آؤ

۵۹

حاصل ہوا ہم کو الم مرگِ محمدؐ — معصومہ کو دُرّہ لگا، صدمہ ہوا الاحد
وہ صوم وہ روداد، یہ سر ہم سرِ احمدؐ — مسموم کا سوگ اور الم احمد کا موحّد
اِلّا اَلم اس طرح کا کس دم ہوا حاصل
واللہ کہ درد کمر اس دم ہوا حاصل

۶۰

دل دار دلاسہ دو، ہوا کام ہمارا — دل دار! کہو، حال علمدار کا سارا
ساحل کو سدھارا کہ عدم کو وہ سدھارا — وہ مردہ ہوا، آہ، کہ سردار ہمارا
مر کر سوئے گور اسداللہ دعا کر
واہ واہ اسداللہ! مہم سر کرو آکر

۶۱

آرام دہ سرورِ عالم ہوا دل دار — رو رو کہا، معلوم ہوا حال علمدار؟
وہ عمو وہ ساحل، وہ علم اور وہ رہوا — آمادہ سرِ راہ مسلح ہر اک اسوار
اللہ مددگار ہوا اہلِ کرم کا
عمو کو ملا دُرِّ مراد اہلِ حرم کا

۶۲

اللہ رسا ہو صلہ عمو کا سوا ہو! — اس عمدہ عمدہ کا صلا، عمدہ عطا ہو!
آلِ اسداللہ کا ہر کام روا ہو — سوکھا ہوا ہر دو حصہ محمدؐ کا ہرا ہو
ہو دردِ حسد عسکرِ مکار کو حاصل
آرام ہو سردار علمدار کو حاصل

۶۳

لو حمد کرو، حمد کرو، سرورِ عالم — مسرور ہو، مسرور ہو، مسرور ہوا اس دم
لو کہہ کو ارادہ ہوا عمو کا مصمم — مولا، کہو للہ، ہوا صدمۂ دل کم
سرور کہو، آرام ہوا دردِ کمر کو
رہوار مڑا عمو دلاور کا ادھر کو

…کو ہُوا، وصلِ دلاور کا سہارا (۶۴) طالع کا ہُوا، آہ، وصال اُس کو گوارا
…دار اگر دہِ عمر سعد وہ سارا لو سرورِ عالم وہ علم دار کو مارا
محکوم کو ہم دم کو مددگار کو روؤ!
لو آؤ، وہ دم آ کھڑا، علم دار کو روؤ!

…دار لگا، کاسۂ سر اُس کا ہوا دو (۶۵) مارا اسدُ اللہ کو، لو ہم کو جِلا دو
…رگ علم دار کو سہل، آؤ، دعا دو! مژدہ حرمِ احمدِ مرسل کو، دکھا دو
ہر طرح گوارا کرو اِس درد و الم کو
لو سوگ علم دار کا، دو حکم حرم کو

…دار گرا اور کہا، آہ علم دار! (۶۶) محروم کو محروم رکھا، واہ علم دار!
…لحد رہو، اور سرِ راہ علم دار! ہم راہ لو سردار کو للہ، علم دار!
واللہ سِدھارو مع سردارِ ارم کو
اِس دم الم مرگ گوارا ہوا ہم کو

…م لحد، روح کو اِس دم ہو ادر کار (۶۷) اک گور ہو اور مُردۂ سالار و علم دار
…رگِ مددگار رہو، طالع ہو مددگار حاصل سرِ حاصل ہو، مرادِ دلِ سالار
آسودہ مدام احمدِ مرسل کا وَلد ہو
سردار و علم دار کو آرامِ لحد ہو

…ہ ہوا، انحال، امام دوسرا، آہ! (۶۸) سرِ آلِ محمدؐ کا سرِ عام کھُلا، آہ!
…دِ اسد اللہ ہوا، وا وَلدا، آہ! کاسہ سرِ کرّار کا دو حصّہ ہوا، آہ!
واللہ علم دار دلِ آگاہ کا صدمہ
ہم کو ہُوا، مرگِ اسدُ اللہ کا صدمہ

دل دار کو مڑ کر کہا، آگاہ ہو، آگاہ! (۶۹) دردا کہ علمِ احمدِ مرسل کا گرا، آ
دل دار، رکھو سوگ علم دار کا، للہ! ساحل کا ارادہ کرو اور ہم کو لو ہمرا
سردار کا سر کھول دو، عمامہ گرا دو
اور مردہ علم دارِ دلاور کو دکھا دو

ہم راہِ امامِ امم اس دم ہوا دل دار (۷۰) اور رہروِ ساحل ہوا وہ گل کا مد
سو درد اور اک روح امامِ ملک اطوار اور دردِ علم دار، علم دار علم دار
ہر گام صدا، آہ مددگار، کدھر ہو؟
آگے کرو، للہ، علم دار، کدھر ہو؟

کس دم سرِ ساحل ہوا مولا کا ورود، آہ (۷۱) دم ہمدمِ مرگ اور علم دار سپر ا
دوڑا سوے ہمدم اسدُ اللہ کا دو ماہ اور آہ، لہو اس کا سرِ رہ ملا و اللہ
صدمہ ہوا اس طرح کا دل کو کہ ہلا دل
اللہ کہا اور گرا، سرورِ عادل

اس ہمدم سردار کو اس دم ہوا الہام (۷۲) آگاہ ہوا آگے کہ ہوا موردِ اکرا
وارد ہوا سردارِ امم، مالکِ اسلام اکھڑا ہوا دم روکا کہ سرور کو ہو آرا
رو کر کہا، سردار کہو درد کمر کا
دردا، کہ سرِ راہ عمامہ گرا سر کا

مرثیہ ۲۰

…یزو، فکر کرو تعزیہ اٹھانے کی (۱) جہاں میں دھوم ہے ماہِ عزا کے جانے کی
…ات آئی ہے روتے اور رلانے کی — سحر قریب ہے شہ کے گلا کٹانے کی
تمام ہوتے ہیں دس دن رسول روئیں گے
حسینؑ امام بھی اب کل تمام ہوویں گے

…ا حسینؑ ہے، نہ یہ حسینؑ کا دربار (۲) تباہ ہوگی، تمہارے امام کی سرکار
…گا صبح سے، کل باغِ احمدِ مختار — نہ دن ڈھلے گا کہ جو کٹ چکے گا سب گلزار
شبِ وداعِ امامِ غریب آئی ہے
علیؑ کے لال سے اب سال بھر جدائی ہے

…اؤ فرشِ سیہ کو کہ ہو چکا ہے عزا (۳) اب آج خاک پہ بیٹھے گی فاطمہ زہراؑ
…ننہ سر کو کرو، ننگے سر ہیں شیرِ خدا — عمامہ آج رسولِ خدا کے سر سے گرا
یہ تعزیے سب، زیرِ خاک جائیں گے
مگر حسینؑ نہ مر کے بھی گور پائیں گے

…ں سے تعزیہ خانے ہیں کچھ اداس اداس (۴) ابھی سے تعزیہ داروں کے اڑ گئے ہیں حواس
…اپنا پیٹتے ہیں سب محب بہ حالتِ یاس — علم کے پاس تو کوئی ہے، کوئی تعزیے پاس
دعا ہیں، ضریح بھی مومنوں کو دیتی ہے
اور ایک ایک کی زہراؑ بلائیں لیتی ہے

ہر ایک باجے کی سن لو، بدل گئی ہے صدا ⑤ اگر صدا ہے تو یہ ہائے سیّدُ الشُّہدا

ہر اک ڈھول کی یہ آواز ہے کہ واویلا سنو، بغور، صدا دے رہا ہے نقّا

قدم کو آج بہشتِ بریں میں دھرتے ہیں

حسین تعزیہ خانے سے کوچ کرتے ہیں

جہاں سے کوچ یہ کرتا ہے کون بے چارہ ⑥ کہ سینہ پیٹتا ہے چوب سے جو نقّا

یہ اُس کا کوچ ہے جو فاطمہؑ کا ہے پیارا یہ اُس کا کوچ ہے جس کو کہ شمر نے ما

ہزار حیف، چلا غم امامِ عالی کا

جہاں سے کوچ ہے دونوں جہاں کے والی کا

حسینؑ ہوئیں گے، کل دوپہر کو، رن میں قتیل ⑦ ہر اک مقام سے، پانی کی، کل اُٹھے گی سبیل

نہ کل یہ بزم ہے نہ قمقمہ نہ یہ قندیل سحر بجھے گا چراغِ رسولِ ربِّ جلیل

بتول کھول کے بالوں کو خاک اُڑائے گی

سحر کو مسندِ شبیرؑ اُلٹی جائے گی

نہ زندگی پہ ہو نازاں نہیں ہے اس کو ثبات ⑧ کسے خبر ہے کہ دیکھیں گے پھر یہ دسویں رات

وہ لوگ، سالِ گزشتہ تھے جو بہ قیدِ حیات کہاں ہیں آج؟ جو زندہ ہیں یہاں تو بتول کے

مگر یقین ہے کہ اس شب کو وہ نہ سوئیں گے

لحد میں، ماتمِ شبیرؑ کرکے، روئیں گے

حسینؑ کہتے ہیں، یارو، ہمیں وداع کرو! ⑨ بتولؑ کہتی ہے تم سے کہ مجھ کو پُرسا دو

حسینؑ امام کو، جی بھر کے آج تم رو لو بہت ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہے اب مجھ ک

مجھے بھی بی بیوں کے ساتھ بیٹھ جانا ہے

ہر ایک تعزیہ خانے میں مجھ کو جانا ہے

تمام ہوتا ہے ماتم، اُٹھاؤ آج علَم (۱۰) کہ کل حسینؑ کے بازو کے ہاتھ ہوں گے قلم
لگے گا مشکِ سکینہ پہ ناوکِ ظلم لبِ فرات پہ عباسؑ ہوویں گے بے دم
نعِ سیاہِ حسینی، بہشت جاوے گا
علم اٹھاؤ، اِسے کون اب اٹھاوے گا

تم آج فاطمہؑ کے ساتھ کرلو آہ و بکا (۱۱) کہ کل تو بیٹھ کے لاشے پہ روئیں گی زہراؑ
جنابِ حیدرِ صفدر کو دے لو تم پُرسا کہ کل وہ روئیں گے عباسؑ کو لبِ دریا
نظر، جو پہلی سی رونق نہیں وہ آتی ہے
رسول جاتے ہیں یاں سے، بتول جاتی ہے

یہاں بہشت سے، کل شب جو آئیں گی زہراؑ (۱۲) پسر کا تعزیہ اِس جا نہ پائیں گی زہراؑ
زمیں پہ لوٹیں گی اور خاک اُڑائیں گی زہراؑ یہ حوریوں کو بہ رقت سنائیں گی زہراؑ
کہاں ہے تعزیہ جس کے نثار جاؤں میں؟
گلے سے قبرِ حسینؑ و حسن لگاؤں میں!

یہ کل کی بات ہے، یاں مومنین تھے ننگے سر (۱۳) وہاں اگر تھا تو یہاں شمع اور تھا منبر
اب آج کوئی نہیں اِس جگہ پہ ننگے سر پڑا اداس ہے کیا ماتمِ حسینؑ کا گھر
شبِ گذشتہ یہاں فرطِ شورِ ماتم تھا
یہاں علم تھا، یہاں تعزیہ حسینؑ کا تھا

بتولِ پاک سے حوریں کہیں گی یہ رو کر (۱۴) کہ تعزیوں کو کیا دفن خاک کے اندر
بتول ان سے یہ فرمائیں گی، بہ دیدۂ تر پڑا ہے خاک پہ بے گور سبطِ پیغمبر
پسر کے رنج سے نالاں بتول کا دل ہے
مرا حسین نہیں کیا لحد کے قابل ہے

سر اپنا کھولے کے زینبؑ بھی خاک اڑاتی ہے (۱۵) کبھی وہ بازوئے سجادؑ کو ہلاتی ہے
ہلا ہلا کے کبھی شانہ یہ سناتی ہے یہ رات جاتی نہیں، مری جان جاتی ہے

اٹھو مریض، کہ اب ہم تباہ ہوتے ہیں
پدر کے کوچ کی شب ہے اور آپ سوتے ہیں

اٹھو، حسینؑ کی آج آخری زیارت ہے (۱۶) گلے سے باپ کے مل لو کہ ان کی رحلت ہے
نبیؐ کی آل پہ کل بے کسی اور آفت ہے نہ سوؤ اتنا، کہ [illegible] قسمت ہے

حسینؑ تیغِ جفا اپنے حلق پر لے گا
بتا، مریض، تجھے کون کل دوا دے گا

کبھی نجف کی طرف دیکھ با دلِ ناشاد (۱۷) بیان کرتی تھی یہ زینبؑ خجستہ نہاد
تباہ ہوتے ہیں سادات، یا علیؑ فریاد تمھاری آل کے اوپر ہے کس قدر بیداد

زمانہ، دل برِ زہرا سے، پھر گیا، بابا!
حسینؑ آپ کا، نرغے میں گھر گیا، بابا!

صدا علیؑ کی یہ زینبؑ کے کان میں آتی (۱۸) کہ آج، قبر ہے میری، لحد میں گھبراتی
یہاں میں روتا ہوں، تو پیٹتی ہے چھاتی یہ رات دیکھ تو تجھ پہ ہے کیا بلا لاتی

زمیں پہ رنج سے میں بار بار گرتا ہوں
جگر کو تھامے ہوئے گردِ خیمہ پھرتا ہوں

یہ تذکرہ تھا کہ ناگہ ہوئی سحر بھی عیاں (۱۹) وداع ہو کے چلے قتل گہ کو شاہِ زماں
الٹ کے مسندِ شبیرؑ سے خود کلاں جنابِ فاطمہؑ کبریٰ نے سر کیا عریاں

پکاری، فضہ، اٹھو شاہ رن میں جاتے ہیں
جہاں سے پنج تن پاک آج جاتے ہیں

کتاب معتبرہ میں یہ، مومنو، ہے لکھا ⑳ گئے تھے خیمے سے اک دو قدم، شہ دوسرا
کہ ذوالجناحِ جنابِ حسینؑ ٹھہر رہا لگایا شاہ نے کوڑا، مگر قدم نہ ہلا
کیا خیال کہ جینے سے یہ نراسا ہے
چلے تو کیا چلے، یہ تین دن سے پیاسا ہے

حسینؑ فکر میں ڈوبے تھے بادلِ ناچار ㉑ کہ آئی کان میں آوازِ احمدِ مختار
حسینؑ، تیری غریبی پہ رسولؐ نثار! اگرچہ چل نہیں سکتا ہے پیاس سے رہوار
پیادہ پا طرفِ قتل گاہ جاؤ تم
کٹا کے حلق کو، امت کو بخشواؤ تم

اگرچہ آپ کے پاؤں میں ہے نہیں طاقت ㉒ کہ تین روز سے ہو تم یہ پیاس کی شدت
بدن پہ زخم لگے ہیں، یہ غیر تھی صورت مگر یہ جان لو ہے وقتِ بخششِ اُمت
گلا کٹانے میں تاخیر مت کرو، بیٹا!
ہمارا دوش تو حاضر ہے، بیٹھ لو بیٹا!

حسینؑ خوب سا روئے نبی کا سن کے کلام ㉓ کہا، نہ کیجیے تشویش، یا رسولِ انام
تمھارے مومنو پر، ہوئے گا نثار، غلام یہ کہہ کے، گھوڑے سے کہنے لگے بہ خلقِ تمام
زیادہ مجھ سے، تجھے اپنی جان پیاری ہے
اُٹھا قدم کہ مری آخری سواری ہے!

رسولؐ کہتے ہیں مجھ سے کہ حلق جلد کٹا ㉔ بتول کہتی ہیں، جنت میں جلد آ بیٹا!
حسین مرنے کو جاتا ہے، جلد پاؤں اُٹھا کہا یہ اسپِ وفادار نے کہ اے مولا!
میں کیا کہوں کہ ہے اس وقت جو ملال مجھے
فغانِ فاطمہ زہرا کا ہے خیال مجھے

مجھے یہ فکر ہے محشر میں پوچھیں گی زہراؑ (۲۵) تو میرے بیٹے کو کیوں قتل گہ میں لے گیا؟
تمہاری والدہ صاحب سے تب کہوں گا کیا — اور اس الم کے سوا ایک غم ہے اور آقا!
قدم اُٹھاؤں میں کیا، جان اضطراب میں ہے،
سکینہؑ آپ کی، بیٹی ہوئی رکاب میں ہے،

حسینؑ کود پڑے خاک پہ بچشم پُر آب (۲۶) لیا سکینہ کو گودی میں با دلِ بے تاب
کہا کہ روکتی کیوں ہو مجھے ز راہِ صواب؟ — رکاب تو نے تھامی ہے، چھوڑ دے تو رکاب
یہ آپ سے ہے وصیّت نبیؐ کے جانی کی
ہمارے نام کی رکھنا سبیل پانی کی

بٹھا کے بیٹی کو خیمے میں با دلِ ناکام (۲۷) میں کس زبان سے اُس رن کا لکھوں انجام
وہ دن تمام ہوا کیا، ہوئے حسینؑ تمام — ہوئے روانہ میدانِ کارزار، امام
مسافروں کو، قضا نے سفر میں لوٹ لیا!
علیؑ کے باغ کو، اک دوپہر میں، لوٹ لیا

سپاہِ ظلم میں شبیرؑ رہ گئے ششدر (۲۸) گئے بہشت میں انصار، حلق کٹوا کر
فراقِ اکبرؑ و عباسؑ میں برہنہ سر — کمر پہ ہاتھ کبھی اور کبھی کلیجے پر
بتولؑ روتی تھی، ظالم مگر نہ ڈرتے تھے
ثواب جان کے، سیّدؑ کو قتل کرتے تھے

گرا زمین پہ ناگاہ دلبرِ زہراؑ (۲۹) اُدھر سے شمر چلا اور اِدھر سے آئی قضا
وہ بوسہ گاہِ محمدؐ، وہ پھول سا سینا — قدم کو بے ادبی سے وہیں شقی نے دھرا
بتولؑ قبر میں، رو رو کے منہ کو ڈھانپتی تھی
پڑی تھی پاس جو اکبرؑ کی لاش، کانپتی تھی

رِ خیام کا زینبؑ نے پردہ جو اُلٹا (۳۰) کوئی بہن نہ وہ دیکھے جو اُس نے واں دیکھا
زیرِ تیغ، شہِ دیں کو، لوٹتا پایا کہا یہ شمر سے، ظالم جو اِس کو ذبح کیا
یتیم ہو گی سکینہ رسولؐ روئے گا!
پکارا شمر کہ مجھ کو ثواب ہوئے گا!

حسینؑ امام نے مظلومیت سے تب یہ کہا (۳۱) کہ تیرے بس میں ہے اے شمر ابنِ شیرِ خدا
یہی خوشی ہے اگر تیری، کاٹوں خشک گلا! ہمیں قبول ہے، تو ذبح کر ہمیں پیاسا
مگر یہ رحم کر ابنِ بتولؑ پہ، ظالم!
دکھا دے لا کے سکینہ کو اک نظر، ظالم!

سکینہ بھی درِ خیمہ پہ تھی کھڑی اُس آن (۳۲) پکاری بیٹی کہ کیا پوچھتے ہو، باباجان
سکینہ تو درِ خیمہ پہ کر رہی تھی فغان یہ زیرِ تیغ بھی بھولا نہ تم کو میرا دھیان
پکارے شہ، میں یتیمی پہ تیری مرتا ہوں!
خدا کی حفظ میں تجھ کو وداع کرتا ہوں!

یہ سینہ بیٹھنے کی جا ہے، اے عزادارو! (۳۳) کہا یہ شمر نے شہ سے کہ اے شہِ خوش خو!
یہ بے کسی، یہ غریبی کسے دکھاتے ہو؟ یتیم ہوئے سکینہ، نہیں ترس مجھ کو!
بلائیے کوئی وارث کہ جو بچا جاوے
قضا کے دام سے، آ کر کوئی چھڑا جاوے

اگرچہ آپ بھی سید ہیں اور امامِ انام (۳۴) مگر نہیں ہے کسی کی مجال، اے ناکام
کہ میرے ہاتھ کو اِس وقت آ کے لیوے تھام ستم کی تیغ سے کٹنے نہ دے گلوے امام
اگرچہ آئیں محمدؐ بھی اب مدینے سے
یہ دخل کیا کہ اُٹھوں آپ کے میں سینے سے

کہا حسینؑ نے، اے شمر، کر نہ یہ گفتار (۳۵) مدد کسی کی نہیں ہے حسینؑ کو درکار
تمام خلق کا مشکل کشا ہوں میں ناچار — کہ مجھ حسین کا وارث ہے خالقِ مختار
نہیں، حسینؑ سے وارث کسی کے ہوتے ہیں
وہ میرے گرد کھڑے چپکے چپکے روتے ہیں

یہ کہہ کے شمر سے بولا وہ فاطمہؑ کا پسر (۳۶) کہ میرے داہنے پہلو کو دیکھ تو پھر کر
نگاہ کی جو ستمگار نے، یہ آیا نظر — عمامہ خاک پہ ہے، پیٹتے ہیں پیغمبرؐ
حسینؑ ابنِ علیؑ پہ نثار ہوتے ہیں
بدن سے پیٹتے ہیں، زار و نزار روتے ہیں

یہ حال دیکھ کے جلاد گر پڑا غش ہو (۳۷) جب آیا ہوش تو اُس سے یہ بولے شہ رُو رُو
بتا حسینؑ کا وارث نظر پڑا تجھ کو؟ — نگاہ بائیں طرف کر، ذرا تو اے بدخو!
نگہ جو شمر نے کی خوفِ جاں ہوا اُس کو
خُدا کا شیر، کھُلے سر، نظر پڑا اُس کو

یہ حادثہ نظر آیا تو گر پڑا خوں خوار (۳۸) جو آیا ہوش تو وہاں سے چلا بحالتِ زار
کہا یہی پسرِ سعد سے کہ اے سردار — چلے گی مجھ سے نہ حلقِ حسین پر تلوار
گلے پہ شہ کی رواں تیغ مجھ سے کیا ہوئے
رسولؐ اس کی جو بالین پر کھڑا ہوئے

کہا یہ تب پسرِ سعد نے کہ اے جرار (۳۹) یہ سحر آلِ نبیؐ ہے، نہ خوف کر زنہار!
یہی تو وقتِ شجاعت ہے، زور کر اظہار — نہ کر ذرا ادبِ روحِ احمدِ مختار
نہ زندہ چھوڑ، تو اس تین دن کے پیاسے کو
دِکھا دِکھا کے انھیں، ذبح کر نواسے کو

…ن کے سینۂ شہ پر ہُوا وہ آ کے سوار (۴۰) بہت سا خاک پہ ٹوٹا رسولؐ کا دل دار
…ا یہ شمر سے، اب دیکھ پشت کو اک بار نگہ جو شمر نے کی، دیکھے حشر کے آثار
کہ بال تو ہیں کھلے اور غُل مچاتی ہے
جنابِ فاطمہؑ مقتل کی خاک اڑاتی ہے

…کھلے ہیں گیسوئے مشکین فاطمہ زہرا (۴۱) لگی ہے چہرۂ اقدس پہ خاکِ کرب و بلا
…حال دیکھ کے بھی، ہائے، وہ لعین نہ ڈرا گلے پہ شہ کے رکھی تیغ اور یہ بولا
میں ذبح کرتا ہوں اس گُل عذار کو، دیکھو!
بتولؑ، تم مرے خنجر کی دھار کو، دیکھو!

…دا بتولؑ کی آئی وہاں، بھلا ظالم! (۴۲) خوشی ہو تیری جہاں تک، مجھے ستا ظالم!
…ا کر دوں گی نہ ہرگز، مجھے رلا ظالم! مرے حسینؑ کو پانی مگر، پلا ظالم!
رُلا نبیؐ کو، مجھے قبر میں نہ سونے دے!
سزا کو پہنچے گا، محشر کا دن تو ہونے دے!

…اب دو مجھے انصاف سے تم اہلِ غزا (۴۳) گلے سے شاہ کے نسبت ہے تیغ و تیر کو کیا
…حلقِ خشک لگا کاٹنے پھر اہلِ جفا خدا کی دے کے دُہائی یہ فاطمہؑ نے کہا
اٹھا لے تیغ کہ بوسے گلے پہ دے لوں میں
ٹھہر ٹھہر کہ بلائیں پسر کی لے لوں میں

…سی کے واسطے زہراؑ نے آسیا پیسی (۴۴) اسی کے واسطے کی فاطمہؑ نے فاقہ کشی
اسے گرم نہ میسر حضور اس کو لگی اب آج پیشِ نظر اس پہ چل رہی ہے چھری
نبیؐ و حق سے نہیں شمر، ہائے ڈرتا ہے
کہ ماں کی گود میں بیٹے کو ذبح کرتا ہے

دکھا کے فاطمہؑ کو حلق شاہ کا کاٹا (۴۵) ہزار حیف، کیا شمر نے نہ خوف ذرا
یہ بین کرنے لگی سر کو پیٹ کے زہراؑ — زمیں پہ بیٹے کا لاشہ جو لوٹتا دیکھا

ہوئے رسولؐ کی اُمت پہ تم فدا بیٹا
نثار تری غریبی کے فاطمہ زہراؑ

تمھیں حسینؑ کہوں یا کہ بے کس و مضطر (۴۶) مجھے بتاؤ تو روؤں میں کیا تمھیں کہہ کر
تمھیں غریب کہوں یا کہ کشتۂ خنجر — تمھیں غریب کہوں یا کہ بے کس و مضطر

یہ ظلم گرچہ ستمگار کا نرالا ہے
کہ ماں کی گود میں بیٹے کا سر اُتارا ہے

پسر ہو شیرِ خدا کے، بچاؤ تم جا کر (۴۷) خبر ہو کچھ بھی کہ زینبؑ کی چھنتی تھی چادر
اٹھو حسینؑ سکینہ کے چھن گئے ہیں گہر — اٹھو حسینؑ، کہ بانو ہوئی ہیں ننگے سر

مدد کو جاؤ تم، اہلِ حرم بلاتے ہیں
اُٹھو حسینؑ کہ سادات لوٹے جاتے ہیں

دعا یہ مانگ خدا سے بہ دیدۂ خوں بار (۴۸) دبیرِ خستہ، قلم روک، دل ہوا افگار
بہ حقِ شبرؑ و شبیرؑ فاطمہ اطہار — بہ حقِ احمدِ مختار و حیدرِ کرار

نہ کوئی رنج، میں آفاق میں سہوں یارب
حسینؑ امام کی برکت سے خوش رہوں یارب

فرہنگ

فرہنگ مرتب کرتے وقت درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔
قرآن مجید (مترجم)، فرمان علی، فرہنگ آصفیہ، نور اللغات، فرہنگ اثر،
ات کشوری، مہذب اللغات، فرہنگ آنند راج، روضۃ الشہدا، مدارج النبوت
وضۃ الاحباب، حبیب السیر، سر الشہادتین، تاریخ احمدی، روح انیس،
راثی دبیر، سرمایۂ زبان اردو، شہید انسانیت۔ جن اشخاص کے نام مرثیوں میں آئے
یں پہلے ان کے مختصر حالات لکھے جاتے ہیں۔ آگے چل کر بعض محاورات،
لمیحات اور الفاظ کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ (مرتب)

ل عبا۔ عبا والے لوگ (پنج تن)۔ شیعہ حضرات کے عقائد کے بموجب جب
یت تطہیر نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن
ر حضرت حسین کو عبا کے اندر لے لیا اور کہا کہ خداوندا یہی میرے اہل بیت
یں۔ تو ان کو پاک رکھ اور ان پر رحمت نازل کر۔

بن طفیل۔ لشکر یزید کا ایک ظالم سپاہی۔ اس نے حضرت عباس کا داہنا
ہاتھ قلم کیا۔

بن ورقا۔ اس نے حضرت عباس کا بایاں ہاتھ قلم کیا۔ اسی نے حضرت علی اکبر
پر بھی نیزے کا وار کیا تھا۔

ابوثمامہ۔ آپ حضرت علی کے ممتاز صحابیوں میں تھے اور آپ کے ساتھ
امام لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے۔ وقت نماز ظہر روز عاشور آپ کی خواہش
تھی کہ پہلے نماز ظہر باجماعت امام کی اقتدا میں پڑھ لوں اور پھر بارگاہ خدا
میں جاؤں۔ امام حسین اس پر بہت خوش ہوئے تھے اور ان کے حق میں

دعا فرمائی تھی کہ خدا تم کو نماز گزاروں میں محسوب کرے۔
ابوذر۔ مشہور صحابی رسول تھے اور حضرت علی کے فدائیوں میں تھے۔ ۳۲ھ میں انتقال کیا۔
ابوالحتوق۔ لشکر اعدا میں تیر اندازی میں بڑا ماہر تھا۔ اس نے امام حسینؑ کے حلق پر تیر مارا تھا۔
ابولہب۔ رسول اللہ کا چچا اور ان کا زبردست دشمن و مخالف تھا۔
ادریس۔ آپ ایک مشہور پیغمبر تھے اور آدم علیہ السلام کی پانچویں پشت اور شیث علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ طوفان نوح کی پیشین گوئی آپ ہی نے کی تھی۔
ازرق۔ یزیدی فوج کا مشہور پہلوان تھا۔ پہلے اپنے لڑکوں کو حضرت قاسم کے خلاف لڑنے کو بھیجا تھا لیکن جب وہ مارے گئے تو خود مقابلے میں آیا۔ جناب قاسم نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
ارسطو۔ اصل نام ارسطا طالیس کا مخفف ہے۔ افلاطون کا شاگرد تھا۔ علم معانی عروض، سیاست مدن، طبیعیات، طب، ہندسہ، منطق، امور عامہ نیز اقسام فنون معقولات میں بڑی واقفیت کے ساتھ کتابیں لکھی تھیں۔ ۶۱ برس زندہ رہ کر ۳۴۸ ق م میں عالم بقا کو روانہ ہوا۔
اسفندیار۔ گشتاسپ شاہ ایران کا بیٹا جو کیانی خاندان میں پانچواں بادشاہ گزرا ہے۔ نامی پہلوان تھا۔ فردوسی نے شاہنامہ میں داستانی پہلوانوں میں اس کو بڑی طاقت کا حامل بتایا ہے۔
اصحاب کہف۔ قرآن شریف کے سورہ کہف میں ان کا ذکر ہے۔ ان کے زمانے میں بادشاہ وقت خدائے واحد کے پرستاروں کا دشمن جانی تھا اور یہ چھ دوست ایک خدا کے پرستار۔ ایک دن یہ لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپے۔ جب وہ پہاڑ کی طرف جا رہے تھے تو ایک چرواہے کا کتا قطمیر بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ یہ لوگ کھوہ میں پہنچ کر عبادت کرنے لگے مگر خدا ہی کے حکم سے ان پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ جب بادشاہ ان کی تلاش میں وہاں اپنے آدمیوں کے ساتھ پہنچا تو سمجھا کہ یہ لوگ مر گئے ہیں۔ اسی اثنا میں کتا غار کے

ہر بیٹھا رہا۔

افراسیاب۔ توران کا ایک قدیم بادشاہ تھا۔ اس نے شاہِ فارس نواز کو شکست دے کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد فارس میں ۱۲۰ برس سلطنت کی۔

الیاس۔ مشہور پیغمبر کا نام جو حضرت موسیٰ کے بعد ہوئے۔ بعض انھیں حضرت خضر کا بھائی کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہنوز بقیدِ حیات ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ جس طرح حضرت خضرؑ کا تعلق خشکی سے ہے اسی طرح دنیا کے بحری خطے میں رہنمائی کرنا حضرت الیاسؑ سے متعلق ہے

الیاس البطحی۔ ایک جوان قوی بہادر تھا جو حضرت علی اکبر سے برسرِ پیکار رہا تھا۔

اُمّ البنین۔ آپ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی ایک زوجہ اور جناب ابو الفضل العباس کی مادرِ گرامی تھیں۔ آپ کا خاندان بہادری کے اعتبار سے سارے عرب میں ممتاز تھا۔ معرکۂ کربلا میں آپ کے چار بیٹے ایک ساتھ شہید ہو گئے آپ ہی کی نگرانی میں مدینے میں امام حسینؑ نے اپنی صاحب زادی فاطمہ صغرا کو چھوڑا تھا۔

اُمّ سلمہ۔ آپ ازواجِ رسالت مآب میں بڑی نیک نہاد اور مقدس و محترم بی بی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے امام حسینؑ کی شہادت پر ماتم کیا تھا۔ آپ کا انتقال بھی اُسی روز یعنی ۶۱ھ ہجری عاشورۂ محرم کو ہوا۔

اُمِّ لیلیٰ۔ آپ امام حسینؑ کی زوجۂ محترمہ اور علی اکبر کی والدۂ گرامی تھیں۔ معرکۂ کربلا میں آپ موجود تھیں اور اسیری میں دخترانِ علی و فاطمہ کے ساتھ تھیں۔

ایوب۔ ایک مشہور پیغمبر ان کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل سے درج ہے۔ آپ کا صبر مشہور ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سخت آزمائش میں ڈالا تھا۔

باقر۔ آپ ۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ حضرت زین العابدین کے فرزند تھے۔ شہادت حسینؑ کے بعد آپ پر بھی تازیانے لگائے گئے اور اہل حرم کے ساتھ آپ بھی زندانِ شام میں قید کیے گئے۔

بلال۔ بلال حبشی۔ آپ رسول اسلام کے بڑے خوش آواز مؤذن تھے۔ ۲۰ھ

میں انتقال کیا۔

بولہب۔ بڑا خوفناک اور مغرور پہلوان تھا۔ کسی دوسرے پہلوان کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ بصرہ سے امام حسینؑ کے خلاف لڑنے آیا تھا۔ سیف زنی میں بڑا ماہر تھا۔ آخر کار امام حسینؑ نے اس کو قتل کیا۔

بہرام گور۔ یزدجرد ساسانیوں میں تیرھواں بادشاہ تھا۔ اس کے ظلم کی شدت سے عربوں نے اس کا لقب اشیم رکھ دیا۔ بہرام شہ سواری اور فنون جنگ میں طاق تھا۔ گورخر کے شکار کا بہت شوق تھا۔ اس لیے بہرام گور مشہور ہو گیا۔

بہمن۔ ایران کا قدیم داستانی بہادر اور بادشاہ تھا۔ اسفندیار کا بیٹا اور دارا کا دادا تھا۔ اس نے رستم کے خاندان کو قتل کیا تھا۔ آخر ایک رات اژدھے نے اس کا خاتمہ کیا۔

بیژن۔ ایران کا ایک داستانی پہلوان جس کی بہادری کا تذکرہ فردوسی نے شاہنامہ میں اکثر مقامات پر کیا ہے۔

تمیم۔ قبیلہ تمیم کے ایک شخص کا نام۔ اس نے حبیب ابن مظاہر کو نیزہ مار کر گرا دیا تھا۔ اسی نے حضرت عباس کے سر پر گرز کا وار کیا۔

تہمتن۔ بہادر، طاقت ور۔ رستم کا ایک نام۔

جبریل۔ مشہور فرشتے کا نام۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی وحی لیکر رسول اللہ کے پاس آتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ خیبر میں حضرت علی کی ذوالفقار سے جبریل کے نین پر کٹ گئے تھے۔

جرجیس — ایک پیغمبر کا نام۔ اُن کی اُمت کے لوگ انہیں انواع عذاب سے ہر مرتبہ قتل کرتے تھے اور وہ ہر مرتبہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اپنی امت کو راہِ حق کی ہدایت فرماتے تھے۔

جعفر طیار۔ جناب جعفر آں حضرت کے چچازاد بھائی اور حضرت ابوطالب کے فرزند تھے۔ جنگ موتہ (۸ ہجری) میں اس طرح شہید ہوئے کہ لڑتے لڑتے دونوں بازو کٹ گئے تھے۔ آں حضرت نے فرمایا تھا کہ خدا نے جعفر کو بازوؤں

...دے بدلے دو پر عطا کیے ہیں جن سے وہ پرواز کریں گے۔

...حارث۔ بڑا ظالم اور سنگ دل تھا۔ حضرت مسلم کی شہادت کے بعد اس
...نے ابن زیاد کے حکم سے ان کے دو صاحب زادوں محمد اور ابراہیم کو موت
...کے گھاٹ اتارا اور پھر دونوں یتیموں کی لاشیں دریا میں پھینکی گئیں۔

حبیب ابنِ مظاہر۔ آپ حضرت علی کے خاص صحابیوں میں تھے۔
...آپ کو امام حسینؑ کے ساتھ والہانہ محبت تھی کیوں کہ آپ ان کے ساتھ کھیلے
...بچپن کے دوست بھی تھے۔ مرثیوں میں آپ کو بہت بوڑھا دکھایا گیا ہے
...روز عاشور آپ نے جوانوں کی سی دادِ شجاعت دی تھی۔ جب امام حسینؑ
...نے اپنی مختصر جماعت کو ترتیب دیا تو آپ ہی کو میسرہ کا سردار قرار دیا۔

حجاج زبیدی۔ اس کا نام عمرو بن حجاج زبیدی تھا۔ روز عاشور عمر ابن
سعد نے اس کے سپرد میسرہ کیا تھا۔ اسی نے فرات پر بھی حملہ کیا تھا اور اسی نے
مسلم بن عوسجہ کو جنگ مغلوبہ میں مضروب کیا تھا۔ اسی نے ۷ محرم کو نہر فرات پر
پانچ سو سواروں کا پہرہ بٹھایا تھا۔

حر۔ آپ کوفے کے رؤسا میں سے تھے اور صبحِ عاشور تک ابن زیاد کی فوج
میں افسر کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ امام حسینؑ کے اخلاق سے اس وقت متاثر
ہوئے تھے جب آپ کی فوج شدتِ تشنگی سے نڈھال ہو رہی تھی اور امام
حسینؑ نے بہ نفس نفیس اس کو پانی سے سیراب کیا تھا۔ آپ ہی امام حسین کو کربلا
میں لے جانے کے ذمہ دار تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ لشکر ابن زیاد امام حسینؑ
کے قتل ہی پر آمادہ ہے تو آپ اپنے بھائی بیٹے اور غلام کے ساتھ امام حسینؑ
کی طرف آگئے اور سب سے پہلے لشکر یزید سے مقابل ہو کر شہید ہوئے۔ آپ
کے حال میں مکمل مرثیے کثرت سے ملتے ہیں۔

حرملہ۔ حرملہ بن کاہل اسدی تھا۔ تیراندازی میں بڑا ماہر تھا۔ اس نے امام
حسینؑ کے شش ماہے شیر خوار بچے علی اصغر کو تیرِ سہ پہلو کا نشانہ بنا دیا۔

حسان بن ثابت۔ اسلام سے پہلے عرب کے مشہور شاعر تھے۔ اسلام
لائے اور رسول اللہ کی نعت اور آپ کے دشمنوں کی ہجو کہہ کر مقبول بارگاہ

رسالت ہوئے۔

حسنؑ ۔ حضرت علی کے بڑے صاحب زادے۔ ائمہ اثنا عشریہ میں دوسرے امام۔ آپ کو شبّر اور مجتبیٰ کے ناموں سے بھی یاد کرتے ہیں۔ چونکہ امام حسنؑ زہر سے شہید کیے گئے تھے اس لیے آپ کو شاہ سبز قبا، سیّد مسموم اور امام مسموم وغیرہ بھی کہتے ہیں۔

حسینؑ ۔ پیغمبر اسلام کے نواسے، حضرت علی کے بیٹے، فاطمہ کے لختِ جگر، ائمہ اثنا عشریہ میں تیسرے امام۔ آپ ہی کی شہادت مراثی کا اصل موضوع ہے۔ آپ کا ذکر مرثیوں میں بے شمار ناموں سے کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

شاہ، شہ، شاہ کربلا، شہنشاہ حق شناس، شاہ بحر و بر، شاہ نام دار، شہنشاہ خوش خصال، شاہ ارجمند، شاہ مدینہ، ستونِ دین، رکنِ دین، شاہِ ذی وقار، شاہ فلک وقار، شاہِ گردوں سریر، شاہِ فلک سریر، شہِ ابرار، شہ عالی مقام، شہ عرش نشیں، راکبِ دوشِ مصطفےٰ، بازوے حیدر، بوسہ گاہِ مصطفیٰ، نورِ دیدۂ مرتضیٰ، جانِ بتول، نورِ چشمِ احمد، لختِ جگر مصطفیٰ، فرزندِ پیمبر، شہ ذی جاہ، شہِ امم، شاہِ دوسرا، شہنشاہِ سربلند، شہنشاہِ خوش نہاد، شہنشاہِ جز و کل، امامِ امم، سافر کربلا، شاہ حجاز، شاہِ بطحیٰ، شاہِ یثرب، امام دو عالم، آقاے نام دار، مولا، غریب نینوا، امام مظلوم، فرزندِ بوتراب، فاطمہ کا لال، سبطِ پیمبر، شاہِ جن و انس، شاہِ تشنہ کام، محبوبِ کردگار، آفتابِ دیں، شہ مشرقین، قبلۂ انام، مختار کائنات، سلطانِ کائنات، مختارِ خشک و تر، خسروِ زمین و زمن، قبلۂ انام، امام زماں، سیّرِ دیں، بحرِ فیض، شاہ دلگیر، ابنِ علی، ابنِ فاطمہ، سیدالشہدا، شہید کربلا، شبیر، سرور، خامسِ آلِ عبا وغیرہ۔

حصین ابن نمیر ۔ افواجِ یزید کا ایک اہم افسر تھا۔ عمر سعد نے روزِ عاشور اس کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ امام حسینؑ کے مقابلے میں لڑنے کے لیے بھیجا تھا۔

حفص ۔ لشکرِ یزید کے ایک سپہ سالار ابنِ سعد کا بیٹا تھا۔ یہ بھی امام حسین کے

خلاف لڑنے آیا تھا۔

حمزہ۔ رسولِ مقبول کے چچا۔ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔

حنظلہ۔ لشکرِ یزید کا ایک سپاہی۔ تاریخِ احمدی میں روضۃ الاحباب کے حوالے سے اس کا نام صفوان بن حنظلہ لکھا گیا ہے۔ ابنِ سعد نے روزِ عاشور اس کے سپرد جناح کیا تھا۔ حنظلہ نے ابنِ سعد کے حکم سے حُر کو امام کی طرف سے جانے سے منع کیا تھا۔ اور اُن کو جاہ و دولت کی ترغیب دی تھی۔ حُر کے انکار پر اس نے نیزے کا وار کیا جس کو حُر نے رد کیا۔ پھر اس کے بعد حُر نے حنظلہ کو نیزہ مارا اور اس کی انی اس کی پیٹھ سے نکل گئی۔

خضر۔ ایک مشہور پیغمبر جن کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

خلیل اللہ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم کا لقب۔ آپ بہت ہی مشہور پیغمبر تھے۔ یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو مانتے ہیں۔ اُس زمانے کے بادشاہ نمرود نے آپ کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھینکا۔ آگ بہ حکمِ خدا سرد اور گل زار ہو گئی۔ خانۂ کعبہ کی تعمیر آپ ہی کے ہاتھوں سے ہوئی۔ آپ نے آنکھوں پر پٹی باندھ کر بہ حکمِ خدا اپنے فرزند اسماعیلؑ کو ذبح کرنا چاہا۔ مگر چوں کہ اللہ اُن کا امتحان لے رہا تھا اس لیے اللہ نے اسماعیلؑ کی جگہ جنت سے ایک دنبہ بھیج دیا اور اسماعیل کی جان بچ گئی۔ مسلمان اسی عظیم قربانی کی یاد میں عید الاضحیٰ (بقر عید) مناتے ہیں۔

خولی۔ یزیدی لشکر کا ایک ظالم سپاہی۔ اسی نے امام حسینؑ کے سر کو اپنے گھر میں جا کر ایک ظرف میں رکھ دیا اور اپنے بستر پر جا کر بی بی سے کہنے لگا کہ میں آج ایسی چیز لے کر آیا ہوں جس کو زمانے کی دولت کہنا چاہیے۔ دیکھ یہ حسینؑ کا سر ہے۔ بی بی نے جب سرِ حسینؑ دیکھا تو اس نے اپنے شوہر کی مذمت کی اور اس سے بغاوت کی۔ دوسرے دن جب فوجِ یزید اہلِ حرم کو قید کر کے یزید کے دربار کو لے چلی تو امام حسینؑ کا سر اسی ظالم کے نیزے پر بلند تھا۔

داؤد۔ اولوالعزم پیغمبر تھے اور حضرت سلیمان کے والد بزرگ وار تھے۔ آپ پر زبور نازل ہوئی تھی۔ بڑے خوش گلو تھے۔

رافع۔ لشکرِ یزیدی کا سپاہی تھا۔ عمر ابن سعد نے نہرِ فرات پر جن سپاہیوں کا پہرہ بٹھایا تھا اُن کا داروغہ تھا۔

رُستم۔ قدیم ایران کا مشہور داستانی پہلوان اور فردوسی کا ہیرو۔

زال۔ رُستم کے باپ کا نام جو سام بن نریمان پہلوان کا بیٹا تھا۔ شاہنامہ میں زال کی بہادری کے قصے بہ کثرت درج ہیں۔

زعفر۔ جنوں کا سردار تھا۔ روزِ عاشور امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اُن سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں آپ کی مدد کروں۔ امام نے زعفر کی درخواست قبول نہیں کی۔

زُلیخا۔ عزیزِ مصر کی بیوی تھی۔ حضرت یوسف پر عاشق ہو گئی تھی۔

زینب۔ آپ حضرت علی ابن ابی طالب اور جناب فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ کی بڑی بیٹی اور پیغمبرِ اسلام کی بڑی نواسی تھیں۔ آپ امام حسین کی بہن تھیں۔ اپنے بھائی سے بے انتہا محبت رکھتی تھیں اور اپنے بھتیجے علی اکبر کو اپنے بیٹوں سے زیادہ چاہتی تھیں۔ خاندانی فصاحت اور آبائی شجاعت ورثے میں پائی تھی۔ جب امام حسینؑ کی شہادت کے بعد دشمن ان کے خاندان کو قید کر کے کربلا سے کوفے اور کوفے سے دمشق لے گئے تو آپ نے راستے میں اور یزید کے دربار میں بڑی دلیری سے تقریریں کیں اور اپنی مصیبتیں ایسے پُراثر انداز میں بیان کیں کہ پتھر کا دل پانی پانی ہو جائے۔ مرثیوں میں آپ کا ذکر ان لفظوں سے کیا جاتا ہے۔ بنتِ علی، بنتِ فاطمہ، ثانیِ زہرا، خواہرِ امام، شاہ کی ہمشیر وغیرہ۔

زُہیر ابنِ قین۔ اشرافِ عرب میں سے کوفہ کے باشندہ تھے۔ کربلا کی جنگ میں امام حسینؑ کے جاں نثاروں میں پیش پیش تھے۔ آپ کو میمنۂ فوج پر مقرر کیا گیا تھا۔

سام۔ رستم کے دادا کا نام جس کے داستانی کارنامے شاہنامۂ فردوسی میں درج ہیں۔

سحبان وائل۔ عرب کا مشہور فصیح و بلیغ شاعر۔ اس کے باپ کا نام

ائل تھا۔ سحبان سنہ ۵۴ ہجری مطابق سنہ ۶۷۴ء میں فوت ہوئے۔

سعدی۔ فارسی کا زبردست اور مشہور شاعر تھا۔ اس کی دو شہرۂ آفاق کتابیں ہیں۔ گلستان (نثر)، اور بوستاں (نظم)۔

سکینہ۔ امام حسینؑ کی چھوٹی صاحب زادی تھیں۔ واقعۂ کربلا میں بہت کم سن تھیں۔ آپ نے زندانِ شام میں انتقال کیا۔ آپ کی والدہ گرامی کا نام رباب تھا۔

سلمان۔ ان کا نام اصل میں روزبہ تھا۔ آپ مشہور صحابیِ رسول تھے۔ سنہ ۳۵ ہجری میں وفات پائی۔

سلیمان۔ مشہور پیغمبر۔ آپ نے سات سو برس اور چھ مہینے سلطنت کی اور آدمی، جنات، چوپائے، غرض دنیا کی ہر چیز پر آپ کی حکومت تھی۔

سنان ابن انس۔ اس نے امام حسینؑ کو نیزہ مارا تھا۔

سہراب۔ داستانی پہلوان رستم کا بیٹا جو رستم کے خنجر سے ہی مارا گیا تھا۔ شاہنامہ میں سہراب کی بہادری کے قصے درج ہیں۔

شاہِ لافتیٰ۔ حضرت علیؓ کا لقب ہے اور لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سنہ ۳ھ میں جنگ احد واقع ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت علیؓ نے خوب دادِ شجاعت دی۔ مدارج النبوۃ میں منقول ہے کہ اسی جنگ میں رضوان جنت حضرت علی کی تعریف میں یہ ندا دے رہا تھا کہ

"لا سیف الا ذو الفقار و لا فتیٰ الا علی"

یعنی نہیں ہے کوئی تلوار سوا ذوالفقار کے اور نہیں ہے کوئی جواں مرد سوا علی کے۔

شمر ذی الجوشن۔ لشکر ابن زیاد میں سب سے زیادہ شقی القلب سپاہی تھا۔ اسی نے امام حسینؑ کا سر سینے پر چڑھ کر تن سے جدا کیا۔ اسی نے جناب سکینہ کو تازیانے مارے۔ ان کے ڈر اس بے رحمی سے چھین لیے کہ کان کی لویں پھٹ گئیں۔ اسی ظالم نے امام حسینؑ کی لاش گھوڑوں سے پامال کی تھی۔

شہر بانو۔ یزدجرد سوم یعنی آخری بادشاہ ایران کی صاحب زادی، امام حسینؑ کی زوجہ اور امام زین العابدینؑ کی والدہ تھیں۔ مرثیوں میں اکثر انھیں کو حضرت علی اکبر کی والدہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ انھیں کو والدہ علی اصغر بھی کہا جاتا ہے۔

شیث ابن ربعی۔ یہ ظالم نیزہ بازی میں بڑا ماہر تھا۔ اس نے حضرت قاسم اور حضرت عباس کو نیزے مارے تھے۔ روز عاشور عمر ابن سعد نے اس کو میمنہ کا سردار بنایا تھا۔

شیریں۔ امام حسینؑ کی آزاد کی ہوئی کنیز۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جب حسینی قافلہ کوفہ کو جا رہا تھا تو شیریں کا مکان راستے میں پڑا تھا۔ اہلِ حرم کی اس سے ملاقات مرثیوں میں نہایت پُراثر انداز میں دکھائی گئی ہے۔

صُغریٰ یا فاطمہ صُغرا۔ امام حسینؑ کی چھوٹی صاحب زادی۔ بیماری کی وجہ سے مدینے میں ہی رہ گئی تھیں۔

طارق ابن شیث۔ عمر ابن سعد نے اس کو حضرت علی اکبر کے مقابل لڑنے کو بھیجا تھا اور اس کو اپنی انگوٹھی بطور ضمانت دی تھی۔ طارق نے علی اکبر پر نیزے کا وار کیا جس کو انھوں نے رد کیا اور پھر اس پر ایسا نیزہ مارا کہ نیزہ طارق کی پشت سے دو بالشت باہر نکل آیا۔

عابد۔ امام حسینؑ کے ایک صاحب زادے، جو کربلا میں بیمار ہو گئے تھے اور مرض کی شدت کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان کا اصل نام علی تھا اور سجاد، سید ساجدین، عابد، زین العابدین ان کے لقب تھے۔ مرثیوں میں ان کو بیمارِ کربلا اور سید سجاد کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

عاد۔ ہود پیغمبر کی قوم کا نام۔ یہ لوگ عاد بن سام بن نوح کی نسل سے تھے۔ ان ہی کو قوم عاد بھی کہتے ہیں۔ عاد کی اولاد سے شداد تھا جس نے خدائی کا دعوا کیا تھا۔

عبّاس۔ ابوالفضل العبّاس۔ آپ امام حسینؑ کے مختلف البطن چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی والدۂ گرامی کا نام اُمّ بنین تھا۔ جن کا خاندان بہادری میں یکتائے روزگار تھا۔ آپ حُسن و جمال اور قوت و شجاعت میں اپنے زمانے میں بہت ممتاز تھے۔

رکھتے تھے اور عام طور پر قمرِ بنی ہاشم کے لقب سے مشہور تھے۔ صبح عاشور جب امام
حسینؑ نے اپنی مختصر سی جماعت کو بھی لشکر کے عنوان سے ترتیب دیا تو علم داری
کا شرف عباس کو عطا ہوا۔ سکینہ کی خاطر جب آپ مشکیزہ لے کر نہر پر پہنچ
گئے اور پانی سے مشکیزہ بھر لیا تو ایک چلو پانی کا منھ کے قریب لے گئے تھے
اس طرح کہ جیسے پینا چاہتے ہیں۔ مگر حسینؑ اور اطفال حسینؑ کی پیاس یاد آ گئی
اور آپ نے پانی چلو سے پھینک دیا اور اسی طرح بھرا ہوا مشکیزہ دوش پر
سنبھال کر نہر سے نکلے اور خیمہ گاہِ حسینی کی جانب روانہ ہو گئے۔ راستہ میں
فوجِ اعدا نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دشمنوں نے پہلے ہاتھ قلم کر دیے۔ پھر
شہید کر دیا۔ مرثیوں میں شیرِ ضیغم، اسد کردگار، یادگار حیدر، یادگار حمزہ، یاد
گار جعفر طیار، باوفا غلام، وفادار، جاں نثار امام اور سقائے سکینہ کے نام سے
یاد کیے جاتے ہیں۔ واقعہ کربلا میں آپ کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔

عبد اللہ۔ آپ بھی حضرت حسنؑ کے فرزند تھے اور آپ کا سن اپنے بھائی
جناب قاسم سے بھی کم تھا۔ جب امام حسینؑ زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر
تشریف لا چکے تھے اس وقت آپ خیمہ سے برآمد ہوئے اور امام کی طرف
چلے۔ جناب زینب نے آپ کو روکنا چاہا مگر آپ کسی طرح نہ رکے اور دوڑتے
ہوئے امام حسینؑ کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت بحر بن کعب تمیمی امام حسین
پر تلوار کا وار کرنا چاہتا تھا۔ عبد اللہ نے مداخلت کی اور کہا کہ اے زنِ خبیثہ کے
بیٹے تو میرے چچا کو قتل کرے گا۔ مگر اس پر بھی جب اس نے تلوار کا وار کر ہی
دیا تو آپ نے اسے اپنے ہاتھ پر روکا جس سے ان کا ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا۔
آخر کار حرملہ نے چلہ کمان میں تیر جوڑ کر مارا جس سے عبد اللہ کی شہادت
واقع ہوئی۔

عبد مناف۔ رسول اللہ کے پردادا، ہاشم کے والد اور قصی کے بیٹے تھے۔
عبد مناف اپنے اوصاف و کمالات میں اپنے بزرگوں کے حقیقی جانشین تھے
اس لیے اپنے والد کی زندگی میں ہی انھوں نے ملک عرب میں شہرت و امتیاز
کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔

عُبَیدُ اللہ ابنِ زیاد۔ عبید اللہ ابن زیاد نام تھا۔ یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اسی نے امام حسینؑ کو شہید کرنے کے لیے فوج بھیجی تھی۔

علیؑ۔ رسولؐ کے چچازاد بھائی اور داماد۔ ائمہ اثنا عشر میں پہلے امام، رسول کی فوج کے علم دار، فنونِ جنگ کے زبردست ماہر، نہایت شجاع، بہت سخی۔ آپ کا ذکر مرثیوں میں اکثر ذیل کے لفظوں میں کیا جاتا ہے۔

امیر المومنین، جنابِ امیر، اسد اللہ، شیرِ الٰہی، ابوتراب، شاہِ مرداں، شاہِ قلعہ گیر، شاہِ اوصیا، شاہِ لافتیٰ، شاہِ ذوالفقار، شاہِ دُلدُل سوار، شہنشاہ نجف، یداللہ، نفسِ رسول، حلالِ مشکلات، زوجِ بتول، ساقیِ کوثر، مرتضیٰ، حیدر، حیدرِ کرار، مشکل کشا، فاتحِ بدر و حنین، فاتحِ خیبر وغیرہ۔

علیِ اصغر۔ امام حسینؑ کے چھوٹے صاحب زادے جن کا سن صرف چھ مہینے کا تھا۔ حرملہ نے تیرِ سہ پہلو سے اس بچے کا کام تمام کیا۔

علیِ اکبر۔ امام حسینؑ کے نوجوان فرزند۔ بہ وقتِ شہادت اٹھارہ سال کا سن۔ آپ کی مادرِ گرامی کا نام ام لیلیٰ تھا لیکن مرثیوں میں اکثر آپ کو حضرت شہربانو کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علی اکبر کو ان کی پھوپھی جناب زینب نے پالا تھا اور ان کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ علی اکبر بے حد حسین و جمیل تھے۔ صورت میں رسول اللہ کا نمونہ تھے۔ اسی لیے ان کو شبیہ رسول، احمدِ ثانی، شبیہِ پیغمبر، ہم شکلِ مصطفیٰ اور تصویرِ رسول وغیرہ بھی کہتے ہیں۔

عُمَر ابنِ سَعد۔ اس یزیدی لشکر کا سپہ سالار جو کربلا میں امام حسین کے قتل کے لیے جمع ہوا تھا۔

عَمرو بن عبدِوَد۔ تاریخ الخمیس میں ہے کہ عمرو بن عبدود نامی ایک پہلوان عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھا۔ اور لوگ اس کو ہزار آدمیوں کے برابر جانتے تھے چناں چہ بروز جنگ خندق (ماہ شوال ۵ھ ہجری) وہ اپنی شان و منزلت کا اظہار کرتا ہوا فوج سے باہر نکلا اور گھوڑے کو جولان کر کے طالب مبارزت ہوا۔ حضرت علی نے اسے قتل کیا۔

عَنتَر۔ ایک یہودی۔ قوی ہیکل اور بہادر پہلوان۔ حضرت علی نے ذوالفقار

سے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ عنتر خیبر کی لڑائی میں عبدِ وُدّ کا دست راست تھا۔
عون و محمد۔ حضرت زینب کے صاحب زادے۔ حضرت جعفر طیار کے پوتے،
حضرت علی کے نواسے، نو دس برس کے سن مگر نہایت شجاع۔ مرثیوں میں ان
دونوں بھائیوں کی جنگ ساتھ لکھی جاتی ہے اور یہ بات اکثر بیان کی جاتی
ہے کہ چوں کہ ان کے دادا جعفر طیار اور نانا حضرت علی دونوں لشکرِ رسول
کے علم دار تھے اس لیے کربلا کی جنگ میں وہ خود کو حسینی فوج کی علم داری کا
وراثتاً مستحق سمجھتے تھے اور علم نہ ملنے کی وجہ سے رنجیدہ تھے۔ مگر اپنی مادرِ
گرامی کے سمجھانے سے راضی ہو گئے۔
عیسیٰ۔ ایک مشہور اولوالعزم پیغمبر جن کا لقب روح اللہ تھا۔ مریم کے بیٹے
اور صاحبِ کتاب یعنی ان پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ خدا کے حکم سے مُردوں کو
زندہ کر دیتے تھے۔
فاطمہؑ۔ پیغمبر اسلام کی صاحب زادی، حضرت علی کی زوجہ، امام حسنؑ اور امام
حسینؑ کی والدہ۔ آپ کو زہرا، سیدہ، بتول، عذرا، خاتونِ جنت، سیدۃ النساء،
خاتونِ قیامت، سیدۂ عالم، بنتِ رسول، خیر النسا، اشرف النساء وغیرہ بھی
کہتے ہیں۔
فردوسی۔ فارسی کے سب سے بڑے قادر الکلام شاعر اور دنیائے ادب
کی عظیم ترین رزمیہ نظم "شاہنامہ" کے مصنف۔ ۷۶ سال کی عمر میں ۴۰۰ھ
میں "شاہنامہ" تصنیف کیا تھا۔
فرعون۔ مصر کے بادشاہوں کا لقب۔ ان میں سے ایک بادشاہ بنی اسرائیل
پر بڑے مظالم ڈھاتا تھا۔ اسی کے زمانے میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اور
فرعون کی سلطنت اُن کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔
فرہاد۔ ایک سنگ تراش کا نام جو شیریں پر عاشق ہوا تھا۔ آخر کار ناکامی
محبت میں اپنے آپ کو تیشہ سے مار ڈالا۔
فضہ۔ آپ خاندانِ رسالت کی بزرگ ترین کنیز تھیں۔ جناب فاطمہ زہرا
آپ کی بڑی قدر کرتی تھیں۔ آپ معرکۂ کربلا میں زندہ تھیں اور اسیری میں آپ

رسول زادیوں کے ساتھ تھیں۔

قاسم۔ امام حسنؑ کے بڑے صاحب زادے تھے۔ آپ حدِ بلوغ کو نہ پہنچے تھے کہ معرکۂ کربلا درپیش ہوا۔ ایک روایت کے مطابق معرکۂ کربلا میں امام حسنؑ کی وصیت کے مطابق جناب قاسم کا عقد امام حسینؑ کی بیٹی فاطمہ کبریٰ کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ اسی لیے مرثیوں میں آپ کی شادی کا ذکر کیا گیا ہے۔

قارن۔ رُستم کے زمانے میں ایک داستانی پہلوان تھا۔

قارون۔ قارون کا ذکر قرآن مجید کے بیسویں پارے میں تفصیل سے درج ہے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کا خالہ زاد بھائی تھا اور اس درجہ حسین تھا کہ لوگ اسے منور کہتے تھے۔ اس کے پاس اتنا خزانہ تھا کہ ان کی کنجیاں چالیس آدمیوں کو اٹھانا دوبھر ہوتا تھا۔ اس کو اپنی دولت پر بڑا غرور تھا اور کہتا تھا کہ دولت مجھے اپنے علم سے حاصل ہوئی۔ آخرکار خداوند عالم نے قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔

کبریٰ یا فاطمۂ کبریٰ۔ امام حسینؑ کی بڑی صاحب زادی جن کا عقد بقولِ بعض کربلا میں قاسم ابن حسنؑ کے ساتھ امام حسینؑ کی شہادت سے ایک دن پہلے ہوا۔

کسریٰ۔ خسرو کا معرب۔ ایران کے بعض بادشاہوں کا نام تھا۔ نوشیروانِ عادل کو بھی کہتے ہیں۔

گیو۔ ایک داستانی پہلوان جن کا نام فردوسی کے شاہنامہ میں بہ کثرت آیا ہے۔

لقمان۔ حبش کے رہنے والے۔ اُن کا زمانہ حضرت داؤدؑ کا زمانہ بتایا جاتا ہے۔ انھیں اللہ نے غیر معمولی علم و حکمت عطا کی تھی۔

مالک۔ ایک فرشتہ کا نام جو دوزخ کا دربان ہے۔

محمد مصطفیٰؐ۔ خدا کے آخری رسول۔ اسلام کے بانی۔ آپ کا ذکر مرثیوں میں جن لفظوں میں اکثر کیا جاتا ہے وہ یہ ہیں:۔ رسول، نبی، پیغمبر، پیمبر، رسولِ خدا، رسالت مآب، رسالت پناہ، خاتم الانبیا، شاہِ انبیا، خاتم النبیّن، ختمِ مُرسل، ختمی مرتبت، شافعِ محشر، مصطفیٰ، احمدؐ، احمدِ مختار، شاہِ لولاک، شاہِ عرب، ختمِ رُسل، خاتم المرسلین،

الوریؒ۔

تشم۔ ایران کا ایک بہت بڑا شاعر، ساری عمر قصیدہ گوئی اور غزل سرائی
ں صرف کردی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک چھوٹا سا مرثیہ واقعہ کربلا سے متعلق ترکیب بند
صورت میں جناب امیر سے خواب میں متاثر ہو کر کہا۔ اس میں آٹھ آٹھ مصرعوں
کے بارہ بند ہیں۔ اسی لیے وہ عام طور پر "دوازدہ بند" کے نام سے مشہور ہے
نتقال ۹۹۶ھ (۱۵۸۷ء) میں ہوا۔

ختار۔ مختار کے والد ابو عبیدہ ثقفی اسلامی فتوحات کے سلسلے میں فتحِ ایران
سے متعلق اکثر جنگوں میں شریک ہو چکے تھے۔ خود مختار اہل بیت رسول کے ہم
رد کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ حضرت مسلم نے کوفہ میں ان ہی کے گھر
ر قیام کیا تھا۔ جب امام حسینؑ کی شہادت واقع ہوئی تو مختار ابن زیاد کے حکم
سے کوفہ میں مقید تھے۔ یزید کی ہلاکت کے بعد بہت سے مسلمانوں نے متفقہ طور
پر یہ طے کیا کہ قاتلانِ حسینؑ سے انتقام لیا جائے۔ اس اقدام کے لیے مختار نے
براہیم بن مالک اشتر کو بھی اپنا ہم نوا بنایا اور پھر چُن چُن کر قاتلانِ حسین کو موت
کے گھاٹ اتار دیا۔

مرحب۔ جنگ خیبر میں یہودیوں کا سب سے قوی ہیکل پہلوان۔ جو طاقت کے
لحاظ سے ایک ہزار پہلوانوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ خیبر کی جنگ ۷ھ ہجری
میں واقع ہوئی تھی۔ اس جنگ میں حضرت علیؑ نے ذوالفقار کی ایسی ضرب مرحب
کے سر پر لگائی کہ خود کو کاٹتی ہوئی حلق تک اور بر رواتیے رانوں تک اور بہ روایتے
قابوس زین تک اتر آئی اور مرحب کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اسی حالت میں ایک
یہودی پہلوان نے اچانک آپ کے ہاتھ پر ایسی ضرب لگائی کہ سپر دستِ مبارک
سے گر پڑی اور اس کو ایک دوسرا یہودی لے کر بھاگا۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؑ قلعہ
کے دروازے (درِ خیبر) پر پہنچ گئے اور اس کے آہنی پھاٹک کا ایک پٹ اکھاڑ
کر بہ جائے سپر ہاتھ میں لے لیا اور بہ دستور جہاد میں مصروف ہوئے۔ دروازہ
اس قدر بھاری تھا کہ آٹھ طاقت ور آدمی مل کر اس کو کسی طرح ادھر سے ادھر
پلٹ نہ سکے۔

مرحب ابنِ عبدُ القمر۔ مرثیوں میں مرحب بن عبد القمر کے نام سے اس کا ذکر آیا ہے۔ بڑا جنگ جو، بیل تن اور شمشیر زنی میں مہارت رکھتا تھا۔ جناب عباس کے مقابلے میں بڑے جوش و خروش سے آیا تھا اور ان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

مرّہ۔ مرہ بن منقذ۔ نیزہ بازی میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ جب حضرت علی اکبر نے طارق بن شیث کے دو بیٹوں کو قتل کیا تو عمر ابن سعد نے ابن طفیل اور ابن نوفل کو ہزار ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ علی اکبر سے لڑنے کو بھیجا۔ علی اکبر نے نیزہ اٹھا کر پسپا کیا۔ یہ حال دیکھ کر مرہ نکلا۔ مختار ثقفی کے سپاہیوں نے بعد میں اُسے قتل کیا۔

مسلم ابنِ عقیل۔ امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی۔ ان کو امام حسینؑ نے اپنی روانگی سے پہلے صورتِ حال دریافت کرنے کے لیے کوفہ بھیجا تھا۔

مسلم ابن عوسجہ۔ اصحاب حسینؑ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

مصراع بنِ غالب۔ ایک شامی پہلوان جو روز عاشور حضرت عباس کے مقابل آیا تھا۔ حضرت عباس نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو ختم کیا۔

مقبل۔ فارسی کے ایک مشہور مرثیہ گو شاعر کا نام جو صفویہ دور میں تھے۔

منصور۔ ایک ذی قدر فرشتے کا نام۔

موسیٰ۔ مشہور پیغمبر۔ ان کے باپ کا نام عمران تھا۔ آپ کا مفصل ذکر قرآن کریم میں سورۂ قصص میں درج ہے۔ آپ ہی نے فرعون اور فرعونیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کیا۔

میکائیل۔ ایک فرشتے کا نام ہے جو مخلوقات کو رزق پہنچانے پر مامور ہے۔

نریمان۔ رستم بن زال کا داماد تھا۔ بہمن کے مقابلے میں، جو خاندان کیانی کا ساتواں بادشاہ تھا، لڑا اور مارا گیا۔ شاہنامۂ فردوسی میں اس کے داستانی کارنامے درج ہیں۔

نصیری۔ جو لوگ حضرت علی کو خدا مانتے ہیں۔ نصیری ایک شخص حضرت علی کا ایسا فدائی تھا کہ انھیں خدا کہتا تھا۔

نظامی۔ نام حکیم ابو محمد الیاس بن زکی بن موید۔ بعض لوگ نظامی کی تاریخ ولادت

۵۳۵ھ ہجری بتاتے ہیں۔ وہ گنجہ میں پیدا ہوئے تھے اسی لیے گنجوی کہلاتے ہیں
نظامی فارسی کے چوٹی کے شاعروں میں ہیں۔ ان کی شہرت کی بنیاد ان کی کتاب
"خمسہ" یا "پنج گنج" پر ہے جو مثنوی کی طرز میں لکھی گئی ہے۔ اس میں کم و
بیش اٹھائیس ہزار اشعار ہیں۔ مثنویوں کے نام یہ ہیں: (۱) مخزن الاسرار
(۲) خسرو شیریں (۳) لیلیٰ و مجنوں (۴) ہفت پیکر (۵) سکندر نامہ (بری و بحری)

نمرود ۔ دیکھیے خلیل اللہ۔

نوفل ۔ لشکر یزید کا سپاہی اور ازرق شامی کا بیٹا تھا۔ اس نے حضرت عباس
پر تلوار کا وار کیا اور ان کا داہنا ہاتھ قطع کر دیا۔ اس کو ابن سعد نے ایک ہزار سواروں
کی جمعیت کے ساتھ علی اکبر سے لڑنے کو بھیجا تھا۔ آخر شہادتِ حسینؑ کے بعد
مختار نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وَرید ۔ ابن سعد کا غلام اور اس کی فوج کا علم دار تھا۔

وَلدُ القلب ۔ یزیدی فوج کا بڑا سنگ دل افسر تھا۔ صبح عاشور عمر ابن سعد
نے اس کے سپرد لشکر کا قلب یعنی درمیانی حصہ رکھا تھا۔

ہاشم ۔ عبد مناف کے بیٹے اور رسول اللہ کے پردادا۔ ان کا اصلی نام عمرو تھا
ہاشم لقب اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے سب سے پہلے اہل مکہ کو روٹیوں کے
ٹکڑے شوربے میں بھگو کے کھلائے۔ عربی میں ہاشم چورا کرنے کو کہتے ہیں۔

ہامان ۔ فرعون کا وزیر تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ کو طرح طرح کی تکلیفیں
پہنچائی تھیں۔

ہند ۔ مرثیوں میں اس نام کی دو عورتوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک وہ ہند جو زوجہ
ابوسفیان تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے جنگ احد میں حضرت حمزہ کی شہادت کے
بعد ان کا جگر چبانے کی کوشش کی۔ دوسری یزید کی زوجہ تھیں۔ وہ اہل بیت
رسول کی ہم درد تھیں۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ محل کے قریب زنداں میں آلِ
رسول مقید ہیں تو انھوں نے یزید کو لعن و طعن کیا اور انھیں کی سفارش سے
یزید نے اہل بیت کو رہا کیا۔ مرثیوں میں اس ہند کی سیرت و کردار اعلیٰ درجے
کا دکھایا گیا ہے۔

ہوشنگ۔ ایران کا ایک مشہور بادشاہ جس نے از روئے شاہنامۂ فردوسی ایران پر چالیس سال تک حکومت کی تھی۔

یاجوج و ماجوج۔ ان دونوں کا ذکر قرآن کریم کے سولھویں پارے میں سورۂ کہف میں درج ہے۔ یاجوج و ماجوج حضرت یافث بن نوح کی اولاد سے دو گروہ ہیں۔ غیر معمولی طور سے لمبے تڑنگے اور چوڑے چکلے۔ ناقابل یقین طاقت کے مالک ان کی تعداد چار لاکھ تھی۔ کہتے ہیں کہ سکندر بادشاہ نے ایک لمبی دیوار لوہے کی کھنچوا دی تھی تاکہ دوسرے ملکوں میں ان کے آنے کا راستہ بند ہوئے۔ اسی دیوار کو "سد سکندری" کہتے ہیں۔

یحییٰ۔ ایک پیغمبر۔ آپ کا ذکر سورۂ مریم، سورۂ انبیا اور قرآن کریم میں دیگر مقامات پر درج ہے۔ آپ کی شہادت بڑی دردناک طریقے سے ہوئی۔ حضرت امام حسینؑ سفر کربلا میں اکثر اُن کو یاد کرتے تھے۔

یزید ابنِ معاویہ۔ عرب کا فاسق و فاجر بادشاہ جس نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی حضرت امام حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ بیعت نہ کریں تو اُن کا سر قلم کیا جائے۔ یزید نے اپنی تین سالہ حکومت میں پہلے سال امام حسینؑ اور ان کے خاندان کو تہ تیغ کیا۔ دوسرے سال مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور اس کو تین روز تک تاراج کیا اور تیسرے سال مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔ ان ہر سہ مظالم میں واقعۂ کربلا سنگین ترین تھا۔

یعقوب۔ مشہور پیغمبر۔ آپ کا ذکر قرآن حکیم میں کئی بار آیا ہے۔ جب آپ کے فرزند حضرت یوسف آپ سے جدا کیے گئے تو آپ ان کے فراق میں اس قدر روئے کہ آنکھیں بے نور ہوگئیں اور جب بادِ صبا نے یوسف کی قمیص کی خوشبو دس منزل سے آپ تک پہنچائی تو آپ فوراً بینا ہو گئے۔

یوسف۔ ایک پیغمبر۔ آپ اپنے حسن و جمال میں یکتائے عالم تھے۔ آپ جناب یعقوب کے بیٹے تھے۔ سوتیلے بھائیوں نے آپ کے ساتھ بُرا سلوک کیا اور آپ کنوئیں میں ڈالے گئے۔ زلیخا آپ پر عاشق ہوگئی۔ آخر میں آپ مصر کے بادشاہ ہوئے۔ ماہ کنعان، شاہ کنعان بھی کہے جاتے ہیں۔

یونس ۔ قرآن مجید کا سورۂ یونس آپ ہی کے نام پر ہے۔ جب ۳۲ برس
تک آپ اپنی قوم کو ہدایتیں کرتے رہے اور قوم نے ان کی نہ سنی تو آپ
اس کے حق میں بددعا کر کے دریا کی طرف چلے اور ایک کشتی پر سوار ہوئے
تھے کہ ایک مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے
پھر بہ حکم خدا مچھلی نے انھیں اگل دیا۔

محاورات، تلمیحات اور الفاظ

(ذیل میں بعض ایسے محاورات، تلمیحات اور الفاظ کی تشریح کی جاتی ہے، جو مرثیوں میں بہ کثرت استعمال ہوئے ہیں۔

مرتب)

آئینۂ سکندری۔ کہا جاتا ہے کہ آئینہ سکندر نے ایجاد کیا تھا۔ سکندر کی خواہش پر ایک لوہار نے فولاد سے یہ کام لیا اور لوہے کو ایسی جلا دی کہ اس میں ہر چیز کا عکس پڑنے لگا۔

آیہ آنا۔ آیت نازل ہونا۔

کس نے نہ دی انگوٹھی رکوع و سجود میں آیا نہ آیہ فضل علیؑ مدح و جود میں

شیعہ حضرات کے عقائد کے بہ موجب شعر میں سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ کی طرف اشارہ ہے، یعنی حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں ایک سائل کو انگوٹھی زکوٰۃ میں دی تھی۔ اللہ کو علی مرتضیٰ کا یہ عمل پسند آیا۔ چنانچہ (شیعہ مفسرین قرآن کے مطابق)، قرآن میں آیت نازل ہوئی۔

آیۂ تطہیر۔ قرآن حکیم میں سورۂ احزاب میں ۳۳ویں آیت، جو شیعہ حضرات کے عقیدے کے بہ موجب اہل بیت رسول کی شان میں نازل ہوئی۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝

ترجمہ۔ اللہ کا یہی ارادہ ہے کہ (اے اہل بیت) تم سے ہر قسم کی نجاست اور کثافت کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے بیان کو حدیث کسا بھی کہتے ہیں۔

آیۂ کرسی۔ قرآن کے سورۂ بقرہ میں اس کا ذکر ہے۔ کرسی کے معنی ہیں آٹھواں

آسمان یا اس کا علم یا اس کی سلطنت۔ آیہ کرسی ایک دعا موجب خیر و برکت ہے و تحفظ کے لیے پڑھی جاتی ہے۔

ابناءنا۔ اس لفظ سے سورۂ آل عمران کی اکسٹھویں آیت شروع ہوتی ہے "اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ"۔

ترجمہ۔ ہم تم اپنے فرزندوں اور عورتوں اور نفسوں کو حاضر کر کے درگاہ خدا میں بتضرع جھوٹوں پر لعنت اور بددعا کریں۔

شیعہ عقیدہ ہے کہ مطابق نصاریٰ اور رسول کے درمیان مقابلہ کا موقع آیا جس کا نام مباہلہ ہے۔ نصارائے نجران کے مقابلے میں پیغمبر اسلام اس طرح آئے کہ حسینؑ کو گود میں لیے، حسنؑ مجتبیٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ کے عقب میں فاطمہ زہراؑ اور ان کے پیچھے حضرت علی تھے۔ نجران والے یہ نورانی منظر دیکھ کر مرعوب ہوئے اور خراج دینے کے لیے آمادہ ہوئے۔

ارغن۔ ایک قسم کا باجا ہے جو افلاطون نے ایجاد کیا تھا اسے ارغنون بھی کہتے ہیں۔

اُمّ الکتاب۔ قرآن مجید۔

انا الشمس۔ میں آفتاب ہوں۔

انا العبد۔ میں غلام ہوں۔

بدر۔ یہ جنگ ۲ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔

برج سنبلہ۔ آسمان کے بارہ برجوں میں چھٹے برج کا نام ہے جس کی شکل دوشیزہ لڑکی جیسی ہے۔

برجیس۔ ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے۔ اس کو مشتری اور قاضی فلک بھی کہتے ہیں۔

بشیر و نذیر۔ قرآن میں حضرت رسول کریم کی صفات خوشخبری دینے والا (نیکیوں کے نیک انجام کی) اور ڈرانے والا (بُروں کو ان کے بد انجام سے)

بضعۃ منی۔ حدیث پیغمبرؐ کا ایک ٹکڑا ہے۔ یعنی فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی، جس نے مجھے ایذا

پہنچائی اُس نے خدا کو ایذا پہنچائی۔
بوق۔ ترئی یا قرنا کی قسم کا فوجی باجا جو منھ سے پھونک کر بجایا جاتا ہے۔
بیت الحزن۔ نام ایک حجرہ کا جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام تن تنہا بیٹھ کر حضرت یوسف کی جدائی میں رویا کرتے تھے۔
بے چوبہ۔ وہ بڑا خیمہ جس میں بانس وغیرہ استعمال نہ کیا جائے۔ بالعموم آسمان سے مراد لیتے ہیں۔
بیر العلم۔ ایک کنوئیں کا نام جس میں جنوں کی آبادی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی نے اس کنوئیں میں کود کر جنوں سے جہاد کیا تھا جس کے بعد وہ سب مسلمان ہو گئے۔
بیرق۔ چھوٹا نیزہ، چھوٹا جھنڈا اور کپڑا جو علم پر لگاتے ہیں، یعنی پھریرہ۔
پاترا ب۔ اگر کسی ایسے دن سفر کرنا ہوتا ہے جو سفر کے لیے برا سمجھا جاتا ہے تو اس سے پہلے کسی اچھے دن سفر کا کچھ سامان دوسری جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے اور اپنے قیام کی جگہ بھی بدل دی جاتی ہے۔ گویا اسی دن سے سفر شروع ہو جاتا ہے۔ اسی کو پاترا ب کرنا کہتے ہیں۔
پاکھر۔ گھوڑے کی زرہ۔ گھوڑے کی وہ فولادی پوشش جس سے گھوڑے کا جسم محفوظ رہتا ہے۔
پروین۔ عقد ثریا۔ آسمان پر چھ ستاروں کا گچھا جو جاڑوں میں سب سے اول نظر آتا ہے۔
پروین دُم۔ گھوڑے کی توصیف میں کہتے ہیں۔ گھوڑے کی دُم کو پروین سے تشبیہہ دی جاتی ہے۔
تبوک۔ جنگ تبوک ۹ھ ہجری میں واقع ہوئی اور یہ پیغمبر اسلام کی کفار کے خلاف آخری لڑائی تھی، اس میں حضرت علی نے داد شجاعت دی تھی۔
تحت الثریٰ۔ پاتال۔ زمین کے سب سے نیچے کا طبقہ۔
تسبیح فاطمہ۔ نماز کے بعد جو تسبیح پڑھی جاتی ہے اسے تسبیح فاطمہ کہتے

ہیں۔
ترتیل۔ قرآن مجید کے حرفوں کو ان کے صحیح مخارج کے ساتھ ادا کرنا اور آہستگی
اور اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا۔
ترکِ فلک۔ آفتاب۔
تکان دینا۔ برچھی یا نیزہ کو جھٹکا دینا۔
تیغِ برق دم۔ بجلی کی سی باڑھ رکھنے والی تلوار۔
تیغِ دو پیکر۔ دوہرے پھل والی تلوار۔
تیغِ دو دم۔ دو دھاری تلوار۔
جگر پانی ہونا۔ بہت زیادہ خوف زدہ ہونا۔
جلاجل۔ وہ باجا جو دونوں ہاتھوں سے تالیوں کی طرح بجایا جاتا ہے۔ اس
کو ہندی میں جھانجھ کہتے ہیں۔
جنگ پر چڑھنا۔ شریک جنگ ہونا۔ بہادری کے جوہر دکھانا۔
جنوبی۔ تیز دھار والی تلوار کو کہتے ہیں۔
جوشن۔ زرہ بکتر۔
جوشنین۔ آفتوں سے محفوظ رہنے کی دو دعائیں جن کو جوشن صغیر اور جوشن
کبیر کہتے ہیں۔
جوزا۔ نام تیسرے برج آسمانی کا جو دو پیکر ہے۔
جوہر۔ وہ نیلے رنگ کی لہریں، جو اعلیٰ درجے کے فولاد میں صیقل کے بعد نظر
آتی ہیں۔
جوہر کرنا۔ نیست و نابود کرنا۔
جوئے شیر۔ وہ نہر جو فرہاد نے شیریں کے حکم سے پہاڑ سے شہر تک نکالی
تھی۔ مراد ہر مشکل کام۔
چار آئینہ۔ زرہ میں جڑے ہوئے لوہے کے چار ٹکڑے جن کا رُخ
پہننے والے کے سینے اور پشت کی طرف ہوتا ہے اور یہ ٹکڑے بانات و
مخمل وغیرہ سے منڈھے ہوتے ہیں۔

چار صحیفے۔ چار مقدس کتابیں۔ (۱) توریت (۲) زبور (۳) انجیل (۴) قرآن۔
چراغ پا۔ گھوڑے کا پچھلے پیروں پر کھڑا ہو جانا، الف ہونا، غصہ کرنا۔
چَہِ بیژن۔ وہ کنواں جس میں بیژن نام کے پہلوان گیو کے بیٹے رستم کے بھانجے کو افراسیاب نے قید کیا تھا اس جرم پر کہ وہ منیژہ افراسیاب کی بیٹی پر عاشق ہوا تھا۔ آخر میں رستم نے اسے چھڑایا تھا۔
چَہِ ہاب۔ جہنم میں ایک کنویں کا نام ہے۔
حَشَر۔ بفتحتین۔ مراد لوگ۔
حق ہے علی کے ساتھ علی حق کے ساتھ ہے۔ اس حدیث رسول کا منظوم ترجمہ ہے۔ شیعہ حضرات کے عقیدے کے بموجب رسولؐ کی ایک حدیث ہے۔ "علی مع الحق و الحق مع علی"۔
یہ مصرع اسی کا ترجمہ ہے۔
حَمّالَۃَ الحَطَب۔ سورۂ لہب کی ایک آیت۔ اس کے ایک معنی چغل خور کے ہیں اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس پر جہنم کی ایندھن اٹھوائی جائے گی۔
حُنَین۔ جنگ حنین ۸ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔
حی علیٰ خیر العمل۔ شیعہ حضرات کی اذان کا جز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ "آمادہ ہو جاؤ بہترین عمل کے لیے"۔
خالصہ لگانا۔ املاک کا ضبط ہونا۔ سرکاری ملکیت میں داخل ہو جانا۔
خنجر ہندی۔ ہندستانی لوہے کا خنجر۔ (ہندستانی لوہا تلوار، خنجر وغیرہ کے لیے بڑا اچھا سمجھا جاتا تھا)
دُرِّ نجف۔ بیرونِ نجف ایک ریگستان ہے جس میں ایک صاف بلوری قسم کا پتھر ملتا ہے جسے درِ نجف کہتے ہیں۔ درِ نجف کو زائر بڑے اہتمام سے ڈھونڈتے ہیں اور اسے انگوٹھی میں پہنتے ہیں۔ دانتوں کو درِ نجف سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے لیکن عام طور سے دُرِّ نجف سے مراد حضرت علی کی اولاد ہے۔

درود۔ دعا، تعریف، شکریہ، رحمت، برکت، ایک عربی جملہ جس کے معنی ہیں
خداوندا، محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل کر۔
دُلدُل۔ حضرت علی کے گھوڑے کا نام ہے۔
دلو۔ بہ معنی ڈول۔ آسمان کے ایک برج کا بھی نام ہے۔
دو ٹانک کی کمان۔ ٹانک۔ کمان جانچنے کا وزن جو ۲ سیر ہوتا ہے۔ اسے
کمان کے چلّے میں لٹکا کر دیکھتے ہیں۔ اگر ایک تیر بھر کمان کھنچ جائے تو ایک ٹانک
اور اگر تیر سے زیادہ کھنچ جائے تو دو ٹانک۔
دودھ بخشنا۔ دودھ پلانے کا حق معاف کرنا۔
دیت۔ خوں بہا۔ خون کی قیمت قصاص کے طور پر ادا کرنا۔
ذو الفقار۔ حضرت علی کی تلوار کا نام جو جنگ بدر میں رسول اللہ کو اور پھر رسول اللہ سے حضرت علی کو ملی۔
فقار بہ معنی مہرہ کی پشت۔ ذو الفقار بہ معنی مہرہ کی پشت والی یعنی مہرہ کی پشت کے مانند سیدھی۔
رجز۔ وہ اشعار و کلمات جو عرب جنگجو حریف کے مقابلے میں فخریہ پڑھتے تھے۔
رخصت کا پان۔ رخصت کے وقت مہمان کو جو پان دیا جاتا ہے اسے رخصت
کا پان کہتے ہیں۔
رن پڑنا۔ جنگ عظیم ہونا۔ بہت سے آدمیوں کا کھیت پڑنا۔
رن پہ چڑھنا۔ جنگ میں شریک ہونا۔
رے۔ ملک شام میں ایک شہر تھا۔ ابن زیاد نے ابن سعد کو قتل حسینؑ کے عوض
مملکت رے دینے کو کہا تھا۔
زحل۔ ایک منحوس سیارے کا نام جو ساتویں آسمان پر ہے۔
سبع مثانی۔ سورۂ حمد کا نام ہے۔ سبع اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی بسم اللہ
سمیت سات آیتیں ہیں اور مثانی اس وجہ سے کہ یہ دو مرتبہ مکہ میں نازل ہوا۔
(نخبیر لکھنوی نے مرزا دبیر کے چودہ مرثیوں کا جو انتخاب کیا ہے۔ اس کا نام
بھی سبع مثانی ہے)
سبعہ معلقہ۔ وہ سات قصیدے ہیں جو خانۂ کعبہ میں سورۂ کوثر کے نزول
سے قبل آویزاں تھے۔

سِدرہ۔ ساتویں آسمان پر بیر کا درخت۔ اس کے آگے حضرت جبرئیل نہیں جا سکتے

سردار (مرثیہ غیر منقوط)۔ مراد امام حسینؑ۔

سراچہ۔ چھوٹا خیمہ۔

سفیان کا پسر۔ (ابن سفیان) یزید بن سفیان۔ جو یزیدی فوج کا ایک آزمودہ کار شہسوار تھا اور حُر سے مقابلے کے لیے نکلا تھا۔

سنگ فساں۔ وہ پتھر جس پر تلوار، چھری اور دوسرے قسم کے اوزار تیز کرتے ہیں

سورۂ اخلاص۔ قرآن کے آخری سوروں میں سورہ ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ہے۔

سورۂ نور۔ قرآن کریم میں ایک سورہ ہے جس میں کلام اللہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

سوفار۔ تیر کے نیچے کا سرا، جس میں کھندانہ بنا ہوتا ہے تاکہ کمان کا چلّہ اس میں ٹک سکے۔

سیفی۔ وہ اسم جلالی جو کسی دشمن کے دفعیہ کے واسطے ننگی تلوار کی پشت پر مقدار مقررہ کے موافق پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہیں اور دشمن کا ہلاک ہو جانا تصور کرتے ہیں۔

سیمرغ۔ نام ایک پرندکا۔ کہتے ہیں کہ اس میں ۳۰ پرندوں کی طاقت ہے۔ کوہ قاف میں رہتا ہے۔ بعضے اس کو عنقا کہتے ہیں۔

شافع امم۔ امتوں کی شفاعت کرانے والا۔ مراد پیغمبر خدا۔

شبدیز۔ سیاہ رنگ کا گھوڑا، اچھی نسل کا گھوڑا۔ خسرو پرویز شاہ ایران کے گھوڑے کا نام۔

شش جہت۔ مشرق، مغرب، جنوب، شمال، اوپر، نیچے۔ مراد تمام عالم

شق القمر۔ قرآن مجید میں سورۂ قمر کی آیت ہے۔ اس میں رسول اللہ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا بیان ہے اور یہ معجزہ شق کے نام سے مشہور ہے

شنجرف۔ ایک سرخ رنگ کی دھات، جو گندھک اور پارے کی آمیزش سے تیار کی جاتی ہے۔

صفین۔ ایک مقام جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان ۳۷ھ میں جنگ ہوئی تھی۔

ضریح۔ امام حسینؑ کے روضہ کی شبیہہ کو کہتے ہیں۔ عاشورہ محرم اور چہلم کو اٹھائی
جاتی ہے۔ اس کٹھرے کو بھی کہتے ہیں جو قبر کے چاروں طرف لگا دیا جاتا ہے
طاغوت۔ زمانۂ جاہلیت کے ایک بت کا نام جس کی عرب پرستش کرتے تھے۔
طوبیٰ۔ جنت کے ایک درخت کا نام ہے۔
طورِ تجلی۔ طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور تجلی یا تجلیٰ کے معنی ہیں
روشنی۔ طور تجلی کے معنی ہوئے روشنی والا پہاڑ۔ یہاں حضرت موسیٰ نے نور ایزدی
کی ایک جھلک دیکھی تھی۔ اس پہاڑ کا نام سینا ہے اس لیے اس کو طور سینا کہتے ہیں
رفتہ رفتہ لفظ طور اس پہاڑ کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔
عدن۔ یمن کے ایک شہر کا نام جہاں کا موتی مشہور ہے۔ جنت کے ایک باغ کا بھی
نام ہے۔ مرثیوں میں دانتوں کو دُرِ عدن سے بھی تشبیہہ دی جاتی ہے۔
عزیٰ۔ عرب کے ایک قدیم بت کا نام جس کی اسلام سے قبل پرستش کی جاتی تھی۔
عصائے کلیم۔ عصا کو ہندی میں لاٹھی کہتے ہیں۔ عصائے موسیٰ حضرت موسیٰ کا
معجزہ ہے۔ پتھر پر مارنے سے اس سے چشمے پھوٹتے تھے اور کبھی اژدہوں کو
بہ حکم خدا کھا بھی لیا کرتا تھا۔
عطب۔ قربانی۔
عقاب۔ حضرت علی اکبر کے گھوڑے کا نام۔ ایک بلند پرواز شکاری پرندے کو بھی کہتے ہیں۔
عقرب۔ بچھو۔ نام آٹھویں برج کا آسمان پر جو بچھو کی شکل میں ہوتا ہے۔
عقیق۔ ایک پتھر کا نام۔ یمن کا عقیق بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔
علقمہ۔ دریائے فرات کی ایک نہر کا نام۔
عماری۔ اونٹ پر بیٹھنے کا ہودج۔
عمان۔ ایک شہر کا نام۔
عیوق۔ ایک نہایت سرخ رنگ اور بہت روشن ستارے کا نام۔
غاشیہ بردار۔ رکاب دار، لگام پکڑنے والا، کنایتہً جبرئیل۔ سواری کا خادم خاص۔
فاتح بدر و حنین۔ بدر اور حنین کی لڑائی فتح کرنے والا۔ مراد حضرت علیؑ۔
فتح مبین۔ بڑی فتح۔ رسول اللہ نے حدیبیہ کے موقع پر جس صبر و آشتی

اور امن پسندی کا مظاہرہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ بے حد پسند آیا چناں چہ قرآن میں اسے فتحِ مبین کہا گیا۔

قاف۔ ایک فرضی پہاڑ کا نام جو گرداگرد تمام عالم کے ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ اس پہاڑ میں پریاں رہتی ہیں۔

قربوس۔ گھوڑے کی کاٹھی کا اگلا حصہ جو قوس کی شکل میں ابھرا ہوا ہوتا ہے۔

قرعہ۔ پانسہ۔

قرنا۔ ایک قسم کا باجا جسے منھ سے پھونک کر بجاتے ہیں۔

قفا۔ گردن کی پشت۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ قرآن کریم کے آخری سورتوں میں ایک سورہ "فلق" کے نام سے درج ہے اور یہ اس کی پہلی آیت ہے۔ پورہ سورہ رسول اللہؐ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ یعنی اے رسول تم کہہ دو کہ میں صبح کے مالک کی ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی، پناہ مانگتا ہوں۔

قُل کفا۔ سورۂ عنکبوت میں آیت نمبر ۲۵ ہے۔ "قُل کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیدًا بَینِی وَبَینَکُم"۔ ترجمہ۔ (اے محمدؐ) کفار سے کہہ دو کہ ہمارے اور تمھارے درمیان گواہی کے واسطے بس خدا کافی ہے۔ اس آیت میں حضرت محمدؐ سے خطاب ہے اس لیے شاہ "قُل کفی" سے آنحضرت مراد ہیں۔

کان کی لو بھر جانا۔ آثار موت واقع ہونا۔

کاوا۔ گھوڑے کو اس طرح چکر دینا کہ اس کے قدموں کے نشان سے دائرہ بن جائے۔

کتان۔ ایک قسم کا باریک کپڑا جو چاند کی روشنی میں پھٹ جاتا ہے۔

کجاوہ:۔ اونٹ کی کاٹھی جس پر دو شخص ایک دوسرے کے آمنے بیٹھتے ہیں۔

کرسی۔ آٹھواں آسمان۔

کرگدن۔ ایک مشہور جانور جس کو گینڈا کہتے ہیں۔ اس کا چمڑا بڑا سخت ہوتا ہے اور ڈھال بنانے کے کام آتا ہے۔

کرمک شب تاب۔ وہ کیڑا جو رات کو روشن کر دیتا ہے۔ یعنی جگنو۔

کشتوں کے پشتے لگنا۔ لاشوں کا ڈھیر لگ جانا۔

کشتیِ نوحؑ۔ نوحؑ کی کشتی۔ جب آپ کی قوم نے آپ سے نافرمانی کی تو آپ نے ان کے لیے بددعا کی تھی۔ اللہ نے اس قوم کو غرقِ آب کیا۔ اور آپ کے ساتھ جو لوگ اس کشتی میں سوار ہو گئے وہ اس طوفان سے نجات پا گئے۔

کنعان۔ حضرت یوسفؑ کا وطن۔

کوہِ بے ستوں۔ اس پہاڑ کا نام ہے جس کو تیشے سے کاٹ کر فرہاد نے شیریں کے لیے دودھ کی نہر جاری کی تھی۔

کھیت پڑنا۔ میدان جنگ میں لاشوں کا ڈھیر ہو جانا۔

گاوِ زمیں۔ خیال ہے کہ زمین کے نیچے گائے ہے، گائے کے نیچے ایک مچھلی مچھلی پانی میں اور گائے کی سینگوں پر زمین رکی ہوئی ہے۔ اسی کو گاوِ زمیں کہتے ہیں۔

گردنی مارنا۔ محاورہ۔ گردن پکڑنے کو کہتے ہیں۔ کشتی کا ایک داؤں۔

گرزِ گاو سر۔ ایک قسم کا جنگی حربہ جس کی شکل بیل کے سر سے مشابہ ہوتی ہے۔

گہرِ شب چراغ۔ ایک قسم کا قیمتی پتھر جو رات کو چراغ کے مانند چمکتا ہے۔

لات۔ عرب کے ایک قدیم بُت کا نام ہے جس کو اہل عرب قبل از اسلام پوجتے تھے۔

لاتقنطو۔ قرآن کی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

لاہوت۔ عالمِ ذات الٰہی جس میں سالک کو مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

لن ترانیاں دکھانا۔ غرور کرنا۔ جب حضرت موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا۔ "ربِّ ارنی" اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ جواب ملا۔ "لن ترانی" تم مجھے نہ دیکھ سکو گے۔ محاورے میں ڈینگیں مارنا یا اکڑنا کے مفہوم میں ہے۔

لیلتہ القدر۔ رمضان کے مہینے کے آخری ہفتہ کی ایک رات، جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ اس کی تحقیق میں اختلاف ہے۔ شیعہ لوگ تیئسویں شب اور سنی حضرات ستائیسویں شب رمضان تسلیم کرتے ہیں۔ اس رات کی اہمیت سورہ "قدر" سے ظاہر ہے۔

مالایطاق۔ وہ کام جس کے کرنے کی طاقت اور قدرت نہ ہو۔

محرس۔ نگہبان۔
محمل۔ کجاوہ۔ جو اونٹ پر رکھتے ہیں اور جس پر پردہ کر کے سواری بیٹھتی ہے۔
مرجان۔ مونگا۔ ایک طرح کا رنگ۔
مرسل الریاح۔ اللہ کے اسماء میں سے ایک ہے۔
مریخ۔ نام ایک ستارہ کا جو پانچویں آسمان پر ہے۔
مطلع۔ مرثیہ کا پہلا بند۔ اس سے مراد مرثیہ کے اس حصے سے بھی ہوتی ہے جہاں مرثیہ خواں طول سے بچنے کے لیے گزشتہ بند چھوڑ کر اس بند سے مرثیہ کا آغاز کر سکتا ہے۔
مغرب سے لائے شمس کو مشرق میں مرتضیٰ۔ مصرع میں حضرت علی کے مراجعت آفتاب کا واقعہ نظم ہوا ہے۔ مدارج النبوت میں ہے کہ جب رسول اللہ خیبر سے مراجعت فرما کر منزل صہبا میں وارد ہوئے تو بعد فراغ نماز عصر حضرت علی کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے اور اسی حال میں وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت علی نماز عصر نہیں پڑھ سکے۔ آفتاب ڈوب گیا۔ جب سلسلۂ وحی ٹوٹ گیا تو حضور نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ خداوندا علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس لیے آفتاب کو نقطۂ عصر پر پلٹا دے کہ وہ نماز عصر پڑھ لے۔ دعا قبول ہوئی۔ اقبال کہتے ہیں۔

ہر کہ در آفاق گردد بو تراب   باز گرداند ز مغرب آفتاب

مغربی۔ تلوار کی ایک قسم کو کہتے ہیں۔
مقری۔ لڑکوں کو قرآن شریف کی تعلیم دلانے والے۔
منا۔ خانۂ کعبہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک قریہ ہے جہاں حاجیوں کو قبل حج ذی الحجہ کی نویں شب کو قیام کرنا پڑتا ہے۔
منھ کا نوالا۔ آسان کام۔
موسس۔ بانی۔ بنیاد رکھنے والا۔
مہر نبوت۔ پیغمبر اسلام کے شانے پر ایک خاص طرح کا قدرتی نشان۔
مہموم۔ اندوہ گیں، مغموم، غمگین۔

میٹھا برس۔ عورتوں کے محاورے میں لڑکوں کی عمر کے اٹھارہویں برس کو کہتے ہیں۔ چوں کہ واقعۂ کربلا میں حضرت علی اکبرؑ کی عمر ۱۸ سال بیان کی جاتی ہے اس لیے اس عمر کو میٹھا برس کہا گیا ہے۔

نادِ علی۔ ایک عربی دعا ہے جو انہیں لفظوں سے شروع ہوتی ہے۔ دعا یہ ہے۔

نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ لک فی النوائب۔ کل ہم و غم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی"۔ یعنی علی، عجب باتوں کے مظہر کو پکارو۔ تم انہیں مصیبتوں میں مددگار پاؤ گے۔ اے علی اے علی سب رنج و غم آپ کی مدد سے دور ہو جائیں گے۔ شروع کے الفاظ کے باعث یہ دعا نادِ علی کہلاتی ہے۔

ناسوت۔ عالم اجسام یعنی ناسوت۔

نَبرا۔ دولھا۔

نُبری۔ دُلہن۔

نجف۔ عراق میں ایک شہر ہے جہاں حضرت علیؑ کا روضہ ہے۔

نجوم سبعہ۔ (ہفت اختر) سات ستارے۔ ان کے نام یہ ہیں: قمر (چاند) مقام اس کا پہلا آسمان ہے۔ عطارد (بُدھ) مقام اس کا دوسرا آسمان ہے۔ زہرہ (شکر) مقام اس کا تیسرا آسمان ہے۔ شمس (آدیت) مقام چوتھا آسمان ہے۔ مریخ (منگل) مقام اس کا پانچواں آسمان ہے۔ مشتری (برسپت) مقام چھٹا آسمان۔ زحل (سنیچر) مقام اس کا ساتواں آسمان ہے۔

نرگس شہلا۔ گہرے نیلے رنگ کی نرگس۔

نزع۔ وقت آخر مرنے کا وقت۔

نشاتین۔ دنیا و آخرت۔

نعل در آتش ہونا۔ بے قرار ہونا۔

نفس مطمئنہ۔ نیکی اور اطمینان فراہم کرنے والا نفس۔ نفس امارہ کا مخالف۔ مراد امام حسینؑ۔

نیلوفر۔ ایک طرح کا پھول۔ پانی میں اُگتا ہے۔ اسے کوکا بیلی بھی کہتے ہیں۔

والطور۔ کوہ طور کی قسم۔ قرآن کریم میں سورۂ طور ہے اور یہ اسی کی آیت ہے۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ۔ صبح کی قسم اور دس راتوں

کی قسم اور جفت و طاق کی قسم۔ قرآن شریف میں سورہ فجر کی آیت ہے۔ جفت و طاق سے مراد تمام چیزیں کیوں کہ کوئی چیز جفت طاق سے خالی نہیں ہو سکتی۔
والنجم۔ تارے کی قسم۔ قرآن میں سورہ نجم کی آیت ہے۔ علمائے اہل تشیع کے نزدیک یہ سورہ حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔
ہاروت و ماروت۔ نام دو فرشتوں کا جو بابل کے کنویں میں خدا کے حکم سے لٹکائے گئے ہیں۔
ہبل۔ خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں میں سے سب سے بڑا بت تھا۔ حضرت علی نے پیغمبر اسلام کے شانے پر سوار ہو کر ہبل کو اکھاڑ کر زمین پر پھینکا تھا۔
ہشت بہشت۔ آٹھ بہشت۔ خلد، دار السلام، دار القرار، جنت عدن، جنت الماویٰ جنت النعیم، دار المقام، فردوس۔
ہفت آسمان۔ آسمان کے سات طبق۔
ہفت عضو۔ سر، سینہ، پیٹھ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔
ہل اتیٰ۔ قرآن شریف میں انتیسویں پارے میں سورہ دہر کی ابتدا ہل اتیٰ سے ہوتی ہے۔ شیعہ مفسرین کے مطابق یہ سورہ جناب امیر، جناب فاطمہ، حضرات حسنین اور فضہ کے اُس ایثار کی تعریف میں نازل ہوا جس کا مظاہرہ انھوں نے تین دن برابر افطار کے وقت اپنی روٹیاں مختلف سائلوں کو دے کر کیا تھا اور خود بغیر کچھ کھائے صرف پانی پی کر روزے رکھے تھے۔
ہما۔ نام ایک پرند کا جو فقط ہڈی کھاتا ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اگر اس کا سایہ کسی کے سر پر پڑ جائے تو وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔
ید اللہ۔ اللہ کا ہاتھ۔ حضرت علی کا لقب۔ اقبال کہتے ہیں۔

مرسل حق کرد نامش بو تراب   حق ید اللہ خواند در ام الکتاب

ید بیضا۔ روشن اور سفید ہاتھ۔ مراد حضرت موسیٰ کی ہتھیلی ہے۔ جو بچپنے میں فرعون کی آزمائش کے وقت بہ حکم خدا آگ سے جل گئی تھی۔ حق تعالیٰ نے اس کے عوض آپ کو یہ معجزہ عنایت کیا کہ جب آپ ہتھیلی کو بغل کے اندر دبا کے نکال لیتے تھے تو مثل آفتاب کے روشن دکھائی دیتی تھی۔
یٰسین۔ قرآن شریف کا ایک مشہور سورہ ہے جس کے پڑھنے سے مرنے والے کا دم آسانی سے نکلتا ہے۔